صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا نعتیہ کلام

بطور ماخذ سیرت طیبہ

حافظ نثار مصطفیٰ

((اِنَّ مِنَ الشِّعْرِ حِکْمَۃً)) (البخاری)

یقیناً بعض اَشعار حکمت سے لبریز ہوتے ہیں۔"

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا نعتیہ کلام
بطور مآخذ سیرتِ طیبہ

یعنی صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے نعتیہ کلام میں موجود نقوشِ سیرت

اس کتاب میں 83 سے زائد صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے نعتیہ کلام کو سیرتِ طیبہ کے ماخذ کے طور پر پیش کیا گیا ہے، ان نعت خواں صحابہ کا مختصر تعارف اور جاہلی و اسلامی ادوار کی شاعری کی خصوصیات و فرق بیان کیا گیا ہے۔

مصنف

حافظ نثار مصطفیٰ (ایم فل علومِ اسلامیہ)

(خطیب جامع مسجد محمدی، اُگوکی سیالکوٹ)

کتاب سرائے

بیت الحکمت لاہور کا اشاعتی ادارہ

الحمد مارکیٹ، اُردو بازار، لاہور

بیاد
پروفیسر عبدالجبار شاکرؒ
۱۹۴۷-۲۰۰۹

۲۰۱۸ء

نام کتاب: .... صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا نعتیہ کلام بطور مآخذ سیرتِ طیبہ

مصنف: .... حافظ نثار مصطفیٰ

ناشر: .... بیت الحکمت لاہور

مطبع: .... عثمان، عمیر، شفیق پریس

جلد ساز: .... بنیامین

انتساب

میں اپنی پہلی تحقیقی کاوش کو اعتراف بالجمیل کے طور
پر اپنے پیارے والدین کے نام کرتا ہوں

رب ارحمھما کما ربیانی صغیرا

بسم اللہ الرحمن الرحیم

محمد اسحاق بھٹی

M. Ishaq bhatti

[illegible] لاہور، پاکستان
Tel 042-7143677

تاریخ ۱۸ دسمبر ۲۰۱۲ء
نمبر

مکرمی و محترم جناب [illegible] صاحب

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

آپ کی کتاب صحابہ کرام کا نعتیہ کلام [illegible] موصول ہوئی۔
آپ میرا خیال ہے پہلے اہل علم ہیں جنھوں نے اس موضوع پر لکھا۔
اللہ تعالیٰ آپ کو اس محنت و تحقیق کی جزائے خیر عطا فرمائے۔ یہ بات [illegible]
آپ کا اہم قابل قدر مقالہ ہے۔ یہ مقالہ شائع کر کے آپ نے بہت اچھا
کام کیا ہے۔ لوگ اس سے استفادہ کریں گے اور آپ کو دعائیں
دیں گے۔

امید ہے مزاج بخیر ہوں گے۔

والسلام مخلص
محمد اسحاق بھٹی

تقریظ

نبی اکرم ﷺ کا یہ فرمان ہے:

《مَنْ یُّرِدِ اللّٰہُ بِہٖ خَیْراً یُّفَقِّہْهُ فِی الدِّیْنِ》 (متفق علیہ)

''اللہ تعالیٰ جس کے ساتھ بھلائی کا ارادہ فرماتا ہے، اسے دین کی سمجھ عطا کر دیتا ہے۔''

یہ بہت کم ہوا ہے کہ کم علم اور واجبی عمل والے خاندان میں سے کسی شخص کو علم اور عمل کا پیکر بنا دے، ہاں یہ ضرور ہے کہ کم علمی کے باوجود اخلاص کی نعمت سے ضرور حصہ ملا ہو۔

ہم جب حافظ نثار مصطفیٰ صاحب کے خاندان پر نظر دوڑاتے ہیں تو کچھ ایسا ہی تاثر ملتا ہے۔ وزیر آباد روڈ پر واقع ایک قصبہ نما دیہات اگوکی میں رہنے والے ہیں۔ ان کے والد مرحوم ہاتھوں کی محنت سے اپنی اولاد کو رزقِ حلال مہیا کیا۔ نہایت سادہ اور شریفانہ انداز سے زندگی کی منزلیں طے کرتے رہے۔ طلبِ معاش کے لیے بیرون ملک (کویت) ایک طویل عرصہ رہے اور اس عرصے میں ان کی والدہ مرحومہ، جو کہ ایک نیک سیرت اور باعمل خاتون ہیں، نے بچوں کی تربیت کی اور ہمیشہ ان کے لیے دنیا اور آخرت کی بھلائی کی دعائیں کرتی رہیں، اللہ تعالیٰ حافظ صاحب کے والدین کی مغفرت فرمائے اور ان کی قبروں کو جنت کے گھواروں میں سے گھوارے

بنائے۔ آمین

اللہ تعالیٰ نے ساری اولاد میں سے نثار مصطفیٰ (عرف سہیل) کو منتخب کیا اور دل میں قرآنِ حکیم حفظ کرنے کا شوق پیدا ہوا۔ اور بغیر کسی مستقل حفظ کی کلاس کے اکیلے ہی قرآنِ حکیم حفظ کرنے کی سعادت سے نوازا۔ بغیر کسی سکول میں باقاعدہ داخل ہوئے اور تعلیم حاصل کرنے کے شوق سے میٹرک کے امتحانات پاس کیے، دینی تعلیم کے لیے سیالکوٹ، جہلم اور گوجرانوالہ کے مدارس سے رجوع کیا اور دینی تعلیم حاصل کرنے کے بعد تخصص کے لیے اکیلے ہی صادق آباد تشریف لے گئے۔ جہاں اصولِ فقہ اور اصولِ حدیث میں تخصص اچھی پوزیشن میں پاس کیا اور سادگی کا یہ عالم کہ اپنے گھر، محلے اور آبادی میں حافظ نثار مصطفیٰ کے نام سے انھیں کوئی جانتا نہ تھا اور وہاں صرف حافظ سہیل کو ہی کچھ لوگ جانتے تھے، لیکن وہ بھی ان تمام علمی صلاحیتوں کے بغیر (یہ 1997 کی بات ہے) تا آنکہ راقم آثم کی توجہ محترم حافظ صاحب کے مشفق استاد اور جامعہ محمدیہ جی ٹی روڈ گوجرانوالہ کے شیخ الحدیث حضرت العلام مولانا عبدالحمید ہزاروی حفظہ اللہ نے مبذول کرائی، کیوں کہ ہمیں ایک عالم باعمل اور مخلص اور علم دوست خطیب کی ضرورت تھی۔ مولانا ہزاروی صاحب نے فرمایا کہ اگر یہ بچہ تمھیں مل جائے تو وہ تمام خوبیاں اس میں موجود ہیں۔

تلاشِ بسیار کے بعد حافظ صاحب موصوف ہمیں بطور خطیب میسر آئے۔ اس وقت آپ نے انٹر کا امتحان پرائیویٹ حیثیت سے دیا ہوا تھا۔ آپ کی شرافت سادگی اور حصولِ علم کے شوق نے تمام علاقے کے لوگوں کو آپ کا گرویدہ کر لیا اور اللہ تعالیٰ کی توفیق سے ہماری طرف سے حصولِ علم کے معاملے میں کبھی بھی کوئی رکاوٹ نہ ڈالی گئی، بلکہ مقدور بھر معاونت جاری رہی۔ اور آپ علم کی منزلیں طے کرتے گئے اور جوں جوں علم میں پختگی اور مطالعے میں رسوخ پیدا ہوتا گیا۔ آپ پورے علاقہ وزیر

آباد میں ایک نامور خطیب اور مخلص دوست اور ساتھی کے طور پر پہچانے جانے لگے اور اس دوران آپ نے بی۔اے، بی ایڈ، اے ٹی سی، پھر ایم اے اسلامیات، ایم اے عربی، ایم اے اردو کے امتحانات کے ساتھ ساتھ D.H.M.S کا چار سالہ (ہومیو ڈاکٹر) کا امتحان بھی پاس کر لیا اور اللہ تعالیٰ نے پہلے ایڈہاک اور پھر مستقل ہائی سکول کی سروس بھی مقدور کر دی۔

اب حافظ صاحب اپنے آبائی قصبہ اگوکی سیالکوٹ کے گورنمنٹ ہائی سکول اگوکی میں بطور ایس۔ ایس۔ ٹی۔ تدریسی فرائض انجام دے رہے ہیں۔ اس بات پر راقم آثم کو بھی فخر حاصل ہے کہ ایک دو دفعہ ایم فل کے لیے آپ نے کوشش کی جو کامیاب نہ ہو سکی تو دل برداشتہ ہوئے اور ارادہ ترک کرنے کا عندیہ دیا۔ لیکن میرے اصرار پر پھر سے کوشش شروع کر دی، اللہ تعالیٰ نے کامیابی سے ہمکنار کیا اور داخلہ مل گیا اور یہ کتاب جو کہ آپ کے ہاتھ میں ہے اور جس کا عنوان ''صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا نعتیہ کلام بطور ماخذ سیرتِ طیبہ'' ہے، بطور ایم فل منتخب ہوا۔ بلا شک و شبہہ یہ ایک نہایت مشکل اور محنت طلب کام تھا، لیکن یہ بات بھی کسی اعزاز سے کم نہیں کہ کسی شخص کو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت کا موضوع مل جائے۔

این سعادت بزور بازو نیست
تانہ بخشد خدائے بخشندہ

یقیناً دین کی بنیاد ہی نبی اکرم حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت پر ہے اور یہ سعادت اس کو ہی ملتی ہے، جو اخلاص، تقویٰ اور سادگی میں اس مقام کا اہل ہو اور اس بات میں بھی شک نہیں کہ اس مقالے کی تکمیل کے لیے اَن تھک محنت اور حصولِ مقصد کے لیے محنت اور والہانہ شوق اور اخلاص کی ضرورت تھی، جس میں موصوف نے کوئی دقیقہ فرو گزاشت نہیں کیا اور مسلسل ایک مدت صَرف کر کے چودہ سو سال پرانا

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا نعتیہ کلام تلاش کرنا اور اسے ترتیب دینا اور پھر شعری اسرار و رموز کو اس دور کے علمِ کلام کے تناظر میں ترجمہ کے مراحل کو طے کرنا، جبکہ اس دور میں بھی عربی کو زبان اور باقی تمام دنیا کو عجم یعنی زبان و ادب سے بے علم کہا جاتا تھا۔ یعنی گونگ، خاصا محنت طلب کام تھا، جو بفضل اللہ مکمل ہوا۔

محترم حافظ نثار مصطفیٰ صاحب نے اپنی کتاب کو مقدمہ اور چار ابواب میں تقسیم کیا ہے:

باب اول: اس باب میں شعر و نعت کا مفہوم اور شعری حیثیت قبل از اسلام اور اسلام آ جانے کے بعد کی شاعری کے فرق کو بیان کیا ہے۔

باب دوم: اس باب میں عشرہ مبشرہ اور اصحابِ بدر کے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے ساتھ دوسرے نعت خواں صحابہ رضی اللہ عنہم کا بھی تعارف پیش کیا گیا ہے۔

باب سوم: اس باب میں ذاتِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اخلاقیات، شمائل و خصائلِ نبوی اور غزوات و شجاعتِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اشعارِ صحابہ اور مراثیِ صحابہ (وصالِ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے موقع میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی کہی گئی نعتیں) کی روشنی میں اُجاگر کیا گیا ہے۔

باب چہارم: اس باب میں کتبِ تفاسیر، کتبِ سیر، کتبِ تعارفِ صحابہ اور کتبِ تاریخ میں صحابہ کے نعتیہ کلام اور حضرت حسان رضی اللہ عنہ کے نعتیہ کرام سے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرتِ طیبہ پر استشہاد کیا گیا ہے۔ نیز نتائج تحقیق و سفارشات میں اس موضوع پر اب تک حاصل ہونے والے نتائج اور ان نتائج کی روشنی میں سفارشات مرتب کی گئی ہیں۔ اس کے علاوہ مقدمے میں اٹھائے گئے مسئلے کا جواب دیا گیا ہے۔

کتاب کے آخر میں مقالہ نگار محترم ڈاکٹر حافظ نثار مصطفیٰ حفظہ اللہ کچھ سفارشات

بھی کی ہیں کہ جن پر کام کی گنجائش موجود ہے اور اس پر مزید کام کی دعوت دی ہے۔ اور یہ بالکل حقیقت ہے کہ کسی کام کو صرف آخر نہیں کہا جا سکتا اور اس کے ساتھ ساتھ ماخذ کی فہرست بھی دی ہے۔

اس موقع پر اگر محترم المقام جناب ڈاکٹر محمد سجاد صاحب (اسسٹنٹ پروفیسر شعبہ اسلامی فکر علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی اسلام آباد) کو سپاس نہ دیا جائے تو خیانت کے زمے میں آئے گا۔ محترم ڈاکٹر صاحب کی معاون نگرانی و اصلاح اور مشاورت ہی اس مقالے کے تکمیلی مراحل میں سے ایک سبب بنا۔ اللہ تعالیٰ محترم ڈاکٹر صاح کو اور زیادہ علم اور عمل میں رسوخ پیدا کرنے کی توفیق سے نوازے۔ دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ اس مقالے کو میرے لیے، حافظ نثار مصطفیٰ کے لیے، ان کے اساتذہ، والدین اور جملہ معاونین کے لیے صدقہ جاریہ بنائے۔ آمین

ایں دعا از من و از جملہ جہاں آمین باد

احقر حکیم محمد عتیق الرحمٰن
ناظم الجامع المحمدی اہلِ حدیث ٹرسٹ الہ آباد
سیکرٹری اہلِ حدیث ٹرسٹ وزیرآباد، ضلع گوجرانوالہ

حرفے چند

''صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے نعتیہ کلام میں موجود نقوشِ سیرت''[1] بلاشبہہ ایک علمی کتاب ہے۔ اس میں کچھ شک نہیں کہ یہ کتاب اردو زبان میں مواد اور ترتیب کے لحاظ سے بالکل منفرد اور از حد مفید ہے، جیسا کہ عظیم مورخ اور محقق محمد اسحاق بھٹی صاحب مرحوم کے خط سے عیاں ہے۔ (وہ خط اس کتاب کے شروع میں لِف ہے)

علما اور خطبا کے علاوہ نعت خواں احباب کے لیے بھی اس میں نعتیہ مواد وافر موجود ہے۔ نعتِ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے باب میں غلو سے اجتناب لازم ہے۔ چناں چہ اس ضمن میں یہ کتاب کلیدی کردار کی حامل ہے۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کی اس کاوش کو قبول و منظور فرمائیے۔

ڈاکٹر طیب محمود عالم

صدر جامع مسجد محمدی (اہلحدیث) اگوکی سیالکوٹ

[1] سابقہ نام: ''صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا نعتیہ کلام بطورِ ماخذِ سیرتِ طیبہ''

اظہارِ تشکر

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ نَحْمَدُهٗ وَنُسَلِّمُ وَ نُصَلِّيْ عَلٰى رَسُوْلِهِ الْكَرِيْمِ.

سب سے پہلے میں اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرتا ہوں جس نے مجھے بے شمار نعمتوں کے ساتھ ساتھ حصولِ علم کے شوق سے نوازا اور پھر مجھے اس قابل کیا کہ میں یہ تحقیقی کتاب لکھنے میں کامیاب ہو گیا (الحمد للہ)۔ اس کے بعد میں اپنے والدین کا شکریہ ادا کرتا ہوں، جنھوں نے مجھے پڑھایا اور اپنی دعاؤں سے نوازا۔ والدین کے ساتھ ساتھ میں اپنے تمام اساتذہ کرام شیخ الحدیث والتفسیر مولانا محمد علی جانباز رحمہ اللہ، شیخ الحدیث والتفسیر مولانا عطاء الرحمٰن اشرف رحمہ اللہ، شیخ الحدیث والتفسیر حافظ عبدالمنان نور پوری رحمہ اللہ، شیخ الحدیث والتفسیر مولانا حافظ ثناء اللہ الزاہدی حفظہ اللہ کا بھی ممنون ہوں جن کے چشمۂ علم سے میں فیض یاب ہوا، خصوصاً ڈاکٹر محمد سجاد صاحب (اسسٹنٹ پروفیسر علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی اسلام آباد) کا جنھوں نے اس کتاب کی تحریر میں میری معاونت فرمائی۔

میں محترم حکیم محمد عتیق الرحمان صاحب (ناظم جامع مسجد محمدی الہ آباد) کا بے حد ممنون ہوں کہ انھوں نے بعض کتب کی فراہمی میں میری معاونت کی، پھر میں نے ان کی ذاتی لائبریری سے بھرپور استفادہ کیا اور زیادہ تر مصادر اصلیہ مجھے اسی لائبریری سے مل گئے۔ بعض کتب جو اُن کی لائبریری میں مجھے نہ ملیں، محترم حکیم صاحب نے مجھے منگوا کر دیں، تا کہ میں اپنا تحقیقی کام جاری و ساری رکھ سکوں۔ ان کے علاوہ عبدالعزیز سوہدروی صاحب نے بھی میری اس سلسلے میں معاونت کی، چنانچہ

میں ان کا بھی شکر گزار ہوں۔

ان کے علاوہ میں مولانا عبداللہ سلیم اور مولانا غلام مصطفیٰ فاروق صاحب کا بھی ممنون ہوں جنھوں نے اس کتاب کی پروف ریڈنگ کی اور اس کو مزید بہتر بنانے میں مجھے مفید مشورے دیے۔ اللہ تعالیٰ ان سب حضرات کو جزائے خیر عطا فرمائے، جنھوں نے اس تحقیقی کتاب کی اشاعت وتحریر میں معاونت کی۔ آمین یا رب العالمین.

میں اپنی اہلیہ کا شکر گزار ہوں جس نے انتہائی صبر وتحمل سے میرے کام میں معاونت جاری رکھی اور اس کے حقوق کو ادا کرنے میں جو کوتاہیاں ہوئیں، ان کو کبھی حرفِ زبان نہیں بنایا۔ اللہ تعالیٰ اس کو جزائے خیر عطا فرمائے۔ آمین

مَیں ابو سفیان عزیزی کا بھی شکر گزار ہوں، جنھوں نے انتہائی محنت کے ساتھ میرے اس مقالے کو کمپوز کیا۔ اللہ تعالیٰ ان کو بھی جزائے خیر عطا فرمائے اور ایمان وصحت کی سلامتی عطا فرمائے۔ آمین

میں محترم جناب دین افغانی صاحب کا بے حد ممنون ہوں کہ میں ان کی خدمت میں حاضر ہوا اور اس کتاب کو اپنے ادارے سے شائع کرنے کی گزارش کی، چناں چہ انھوں نے اس کتاب کو شائع کرنے کا وعدہ کیا۔ پھر اللہ تعالیٰ کی توفیق سے اسے نبھایا۔ اللہ تعالیٰ انھیں جزائے خیر عطا فرمائے۔ آمین

حافظ نثار مصطفیٰ
خطیب جامع مسجد محمدی اُگوکی، سیالکوٹ
ٹیچر گورنمنٹ ہائیر سیکنڈری سکول، اگوکی، سیالکوٹ

کتاب کا مختصر تعارف

اس تحقیقی کتاب میں 83 سے زائد صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے نعتیہ کلام کو سیرتِ طیبہ کے ماخذ کے طور پر پیش کیا گیا ہے۔ چنانچہ ان نفوسِ قدسیہ کے کلام میں سیرتِ طیبہ کے جو نقوش موجود ہیں، انھیں منصۂ شہود پر لانے کی سعی مقدور کی گئی ہے۔ نعت کے باب میں یہ منفرد مفید تحقیق ہے۔ اللہ کے فضل و کرم سے حافظ صاحب نے یہ مقالہ پیش کر کے علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی، اسلام آباد سے ایم فِل علومِ اسلامیہ میں کامیابی حاصل کی ہے اور اب اسے افادۂ عام کے لیے شائع کیا جا رہا ہے۔

اس تحقیقی کتاب میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے نعتیہ کلام سے نقوشِ سیرت کو مستنبط و مستخرج کیا گیا ہے۔ اس کتاب کے مطالعے سے یہ بات واضح ہوتی ہے کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی نعتیہ شاعری اپنے دامن میں انور و تجلیاتِ سیرت الرسل صلی اللہ علیہ وسلم سمیٹے ہوئے ہے اور یقیناً سیرتِ طیبہ کا مستند و معتبر ماخذ ہے۔ اس کتاب میں ایک نمایاں خصوصیت یہ ہے کہ اس میں مندرج کلام نعت کے باب میں ہر قسم کی فرقہ واریت سے مبرا ہے۔ اللہ رب العزت کی بارگاہ میں دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ میرے بڑے بھائی حافظ نثار مصطفیٰ کی اس علمی کاوش کو اپنی بارگاہ میں قبول فرمانے کے ساتھ ساتھ اس کتاب کو نعت کے باب میں مستند ماخذ بنائے۔ آمین

ایں سعادت بزورِ بازو نیست　　　تا نہ بخشد خدائے بخشندہ

حافظ وحید الرحمان ربانی

(آف ماڈل ٹاؤن، اُگوکی سیالکوٹ)

جنوری 2012ء

زبان و عمل سے نعت گوئی لازم و ملزوم

بلاشبہہ نعت گوئی ایک ایسا عمل ہے، جس کو رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے پسند فرمایا اور نعت سننا مسنون عمل ہے۔ وائے افسوس! جس طرح مسلم اُمہ دوسرے بہت سے معاملات میں متفرق ہے بعینہٖ وہ نعت گوئی کے باب میں بھی فرقہ واریت سے مبرہ نہیں۔ بلاشبہہ یہ کتاب مسلم اُمہ کو نعت کے باب میں یکجا کرنے کے لیے سنگ میل کی حیثیت رکھتی ہے۔ وہ اس طرح کہ اگر نعت گو شعرا، خواہ ان کا تعلق کسی مکتبِ فکر سے ہو، نعت کے باب میں اپنے نظریات و اعتقادات کا مآخذ قرآن و احادیثِ صحیحہ کو بنائیں تو یقیناً ساری مسلم اُمہ ایسی نعتوں کو نہ صرف قبول کریں گے، بلکہ اس باب میں ایک دوسرے کے قریب ہوں گے اور فرقہ وارانہ نفرتیں کم ہوں گی۔ (جس طرح صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے نعت گوئی میں انھیں دو مآخذ پر اعتماد کیا)۔

بقولِ اقبال ؎

منفعت ایک ہے اس قوم کی نقصان بھی ایک
ایک ہی سب کا نبی، دین بھی ایمان بھی ایک
حرمِ پاک بھی اللہ بھی قرآن بھی ایک
کچھ بڑی بات تھی جو ہوتے مسلمان بھی ایک

زبان سے نعتِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم مقبول کہنا بہت ہی آسان ہے اور مسلمِ اُمہ میں ایسے نعت کہنے والوں کی کمی نہیں ہے، جبکہ عمل سے نعت کہنا بہت مشکل ہے اور مسلم اُمہ میں

ی کا فقدان ہے۔ نعت بالعمل اطاعتِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہی کا نام ہے۔ حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی زندگیوں پر جب ہم نظر دوڑاتے ہیں تو ہمیں ان میں یہ دونوں اقسام یعنی نعت باللسان اور نعت بالعمل ملتی ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے نقشِ قدم پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے۔

حافظ عبدالرحمان سلفی

(مہتمم و بانی جامعہ تعلیم القرآن والحدیث تلواڑہ، اُگوکی)

سیالکوٹ

رموز و اشارات

تحقیقِ کتاب میں غیر ضروری تکرار اور طوالت سے بچنے کے لیے درج ذیل رموز و اشارات کا استعمال کیا گیا:

① .... : اقتباس

② ﴿ ﴾ : قرآنی آیات کے لیے

③ مصدر سابق : ایک ہی صفحہ پر ایک ہی کتاب کا جب دوسری تیسری مرتبہ حوالہ دیا جائے گا تو اس کے لیے مصدر سابق تحریر کیا جائے گا۔

تحقیق میں مشکلات

یہ امر اہلِ علم پر مخفی نہیں کہ ہر علمی کام تحقیقی اور فنی مشکلات سے خالی نہیں ہوتا۔ مجھے اپنے تحقیقی کام میں کچھ مشکلات پیش آئیں، لیکن سب سے بڑی مشکل جو دورانِ تحریر پیش آئی وہ یہ تھی کہ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے بعض نعتیہ اشعار کا اُردو میں ترجمہ دستیاب نہیں، چناں چہ اس سلسلے میں عربی کتبِ لغات اور عربی زبان میں لکھی گئی کتبِ تشریح سے معاونت لے کر صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم کے بعض نعتیہ اشعار کا ترجمہ کیا گیا ہے، لہٰذا اس سلسلے میں خاصی عرق ریزی سے کام لیا گیا ہے۔

کتاب ہذا میں جو خوبیاں اور محاسن ہیں، وہ اللہ رب العزت کی طرف سے ہیں، جبکہ اس میں اگر کوئی کوتاہی ہے تو وہ مجھ ناقص العلم والتحریر کی طرف سے ہے۔ اہلِ علم حضرات کی مفید آرا اور تجاویز کو شرحِ صدر کے ساتھ قبول کر کے حتی الامکان ان پر عمل کرنے کی کوشش کی جائے گی (ان شاء اللہ) میں اس سلسلے میں اہلِ علم کے قیمتی مشوروں کی روشنی میں اپنی اصلاح کرنے کو باعثِ عزت سمجھوں گا۔

اللہ تعالیٰ ہماری اس کاوش کو اپنی بارگاہ میں قبولیت سے نوازے، اس کے نقائص کو دور اور منافع کو عام فرمائے۔ آمین.

وَآخِرُ دَعْوَانَا أَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ.

از مصنف

تلخیص

زیرِ نظر تحقیقی کتاب ''صحابہ رضی اللہ عنہم کا نعتیہ کلام بطورِ ماخذِ سیرتِ طیبہ'' کے عنوان پر لکھی گئی ہے۔ اس میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے نعتیہ کلام میں موجود نقوشِ سیرت بیان کیے گئے ہیں۔ یہ کتاب ایک مقدمہ، چار ابواب، نتائجِ تحقیق، سفارشات اور فہارس پر مشتمل ہے۔ مقدمہ میں موضوعِ تحقیق کا تعارف و اہمیت، موضوعِ تحقیق کا بنیادی مسئلہ، فرِتحقیق، تحقیق کے مقاصد، اسلوبِ تحقیق، زیرِ تحقیق موضوعِ کتاب کی سابقہ کام کی روشنی میں افادیت کو پیش کیا گیا ہے۔

بابِ اول میں شعر ونعت کا مفہوم اور شرعی حیثیت، قبل از اسلام عربی شاعری اور عہدِ صحابہ رضی اللہ عنہم (قرن اول) میں شاعری کو بیان کیا گیا ہے۔

باب دوم میں عشرہ مبشرہ، اصحابِ بدر میں سے نعت خواں صحابہ کے ساتھ دوسرے نعت خواں صحابہ رضی اللہ عنہم کا بھی تعارف پیش کیا گیا ہے۔

باب سوم میں ذاتِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے اخلاقیات اور شمائل و خصائل نبوی صلی اللہ علیہ وسلم اور غزوات و شجاعتِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو اشعارِ صحابہ اور مراثیِ صحابہ رضی اللہ عنہم (وصالِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم پر کہی گئی نعتوں) کی روشنی میں پیش کیا گیا ہے۔

باب چہارم میں کتبِ تفاسیر، کتبِ سِیَر و تعارفِ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین اور کتبِ تواریخ میں صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے نعتیہ کلام اور سیدنا حسان رضی اللہ عنہ کے نعتیہ کلام سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرتِ طیبہ پر استشہاد کیا گیا ہے۔ نتائج تحقیق و سفارشات میں اس موضوع پر اب

تک حاصل ہونے والے نتائج اور ان نتائج کی روشنی میں سفارشات مرتب کی گئی ہیں۔ اس کے علاوہ مقدمے میں اُٹھائے گئے مسئلے کا جواب دیا گیا ہے، نیز مقدمے میں قائم کیے گئے فرضیات میں سے درست فرضیے کی نشان دہی کی گئی ہے۔ نیز کتاب میں حوالے کے طور پر آنے والی قرآنی آیات اور احادیثِ نبویہ، اہم مصطلاحات، شعرا اور موضوعات کی فہارس بھی مرتب کی گئی ہیں۔

مقدمہ

موضوعِ تحقیق کا تعارف:

قبل از اسلام اہلِ عرب میں خطبات و رسائل بالعموم اور اشعار بالخصوص ذرائع ابلاغ و ترسیل (Communication media) تھے۔ ادبِ جاہلی میں اَشعار کے عموماً عنوانات: شجاعت و بہادری، جود و سخا، مدح و ستایش، ہجو[1]، مرثیہ (کسی کی وفات پر اس کی خوبیاں بیان کرنا، اس کی جمع مراثی ہے) اور صنفِ نازک کی ذات، اس کا حسن و جمال اور اس کے شمائل و خصائل تھے۔ اچھے شعرا کا کلام تیر و نشتر سے زیادہ موثر تھا۔ مزید براں شاعری کی حیثیت مارکیٹ کی سی تھی اور تخیل (Imagination) اس کا لازمہ تھا۔ ''اس دورِ جاہلی کی شاعری میں اختصار زیادہ مجاز کم اور مبالغہ بالکل ہی نادر تھا۔''[2]

بعد از آمدِ اسلام حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم[3] کا رجحان و میلان شاعری کی نسبت

[1] کسی کو شعروں میں برا کہنا ہجو کہلاتا ہے۔ میرٹھی، سجاد، قاضی زین العابدین: بیان اللسان (ص: ۸۴۶، مکتبہ علمیہ، قاضی واڑہ، میرٹھ)

[2] احمد حسن زیات: تاریخ ادب عربی (ص: ۷۰) شیخ غلام علی اینڈ سنز پرنٹرز و پبلیشرز، لاہور، مترجم از عبدالرحمٰن طاہر صورتی۔

[3] وہ بزرگ حضرات، جن کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا دیدار اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت نصیب ہوئی ہو اور ایمان لائے ہوں، پھر ایمان ہی پر ان کا خاتمہ بھی ہوا ہو۔ (لویس، معلوف: المنجد في اللغة والأدب و العلوم (ص: ۵۵۷، دار الاشاعت، مقابل مولوی مسافر خانہ، کراچی، مترجم از مولانا حسن خان یوسفی، پروفیسر عبدالصمد ازہری، وغیرہما)

قرآن و سنت کی طرف بدرجہا زیادہ رہا۔ لیکن اس دورِ مسعود اور عہدِ نیک میں، جن حضراتِ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے شعری کلام پیش کیا، وہ عموماً رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے اس فرمانِ ذیشان کا مِصداق تھا:

«اِنَّ مِنَ الشِّعرِ حِکْمَةً»[1]

''یقیناً بعض اَشعار حِکمت سے لبریز ہوتے ہیں۔''

قرآنِ کریم کے صدہا علمی و معنوی، بیانی و تاریخی معجزات میں سے جو آیات کی شکل میں اس سراپا اِعجاز کتاب کے صفحات پر بکھرے ہوئے ہیں۔ ان میں سے ایک ﴿وَرَفَعنَا لَكَ ذِكرَكَ﴾ [الإنشراح: ٤] ''اور ہم نے آپ کی خاطر آپ کا آوازہ بلند کر دیا۔'' کی پیشین گوئی بھی ہے۔ چنانچہ ان نفوسِ قدسیہ رضی اللہ عنہم کے کلام میں رسولِ اَکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی مَدح و ستایش کی صورت میں سیرتِ طیبہ کے نقوش ہیں۔[2]

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے مُختلف اَوقات اور مَواقع پر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی مدح و ستایش میں اَشعار کہے۔ یقیناً یہ اَشعار نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ایسی نعت پر مُشتمل ہیں، جو حقائق و واقعات کے تناظُر میں مبنی بر حقیقت ہے۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے اَشعار کو زمانی لحاظ سے ہم دو اَدوار میں تقسیم کرتے ہیں۔

---

[1] البخاری: محمد بن اسماعیل: الجامع الصحیح (٢/ ٩٠٩) قدیمی کتب خانہ، مقابل آرام باغ کراچی۔ سلیمان بن اشعث، بجستانی: سنن أبي داود (٢/ ٣٢٨) ایجوکیشنل پریس، ادب منزل، پاکستان چوک کراچی۔

[2] السهيلي، عبد الرحمان بن عبد الله، أبو القاسم: الروض الأنف (ص: ٢٥٣، ٢٥٤، ٢٥٧، ٢٦١، ٢٧١، ٢٨٣) المكتبة الفاروقية، ملتان، ابن كثير: السيرة النبوية (١/ ٢٨٠، ٣٠٨، ٣٠٩، ٣١٥، ٣٧٦، ٤/ ١٣٤، ١٣٩، ١٤٠، ١٤٣) دار الفكر، بيروت۔ ابن هشام: السيرة النبوية (٣/ ٧٢، ٧٣، ٢٠٥، ٢٠٦، ٢٢١، ٤/ ١٣، ٤٣، ٤٤، ١١١، ٢٦٧، ٢٦٨، ٢٦٩) مطبعه مصطفى البابي، الحلبي، و اولاد بمصر۔ (وغيرهم)

1. عہدِ نبوی ﷺ کے اشعار۔
2. بعد از عہدِ نبوی ﷺ کے اشعار۔

اول الذکر عہد کے اشعار حدیثِ تقریر[1] کے زمرہ میں آتے ہیں جبکہ، ثانی الذکر عہد کے اشعار بھی بلا خوفِ تردید حقیقت اور واقعیت کے آئینہ دار اور عکاس ہیں۔ جس طرح قرآنِ مجید، کتبِ تفاسیر، کتبِ احادیث اور کتبِ تواریخ وغیرہ نبی کریم ﷺ کی سیرتِ طیبہ کے مآخذ و مصادر ہیں، بلاشبہ بعینہٖ صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم کا نعتیہ کلام بھی سیرتِ طیبہ کا مستند ماخذ ہے۔اس تحقیقی کاوش میں دلائل و براہین کے ساتھ یہ ثابت کیا گیا ہے کہ ان کی نعتیہ شاعری تخیلاتی اور ماورائی رنگ سے پاک و منزہ ہے۔ نبی کریم ﷺ کی تعلیم و تربیت کے باعث ان نفوسِ قدسیہ کی شاعری کے موضوعات میں اِصلاحی اور واقعاتی رنگ نمایاں ہونے کے ساتھ ساتھ نبی کریم ﷺ کی سیرتِ طیبہ کے نقوشِ پُر انوار بھی بہ کثرت موجود ہیں۔

سابقہ کلام کی روشنی میں موضوعِ تحقیق کی افادیت و اہمیت:

نبی کریم ﷺ کی سیرتِ طیبہ کے نقوش و انوار پر مشتمل صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کا نعتیہ کلام منتشر جواہر و لآلی کی طرح سیر ومغازی رسول اللہ ﷺ کے موضوعات پر لکھی گئی کتابوں، کتبِ تفاسیر، کتبِ تواریخ، عربی ادب کی کتب، کتبِ احادیث، کتبِ فقہ، اور حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے احوال پر لکھی گئی کتب میں موجود و دستیاب ہے۔ بعض سیرت نگار حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے نعتیہ کلام کو موقع ومحل کی مناسبت سے پیش

---

[1] "فتقرر أن السنة قولٌ وفِعلٌ وتقرِيرٌ والتقرِير صرِيحًا قول الصحابِي فعلت أو فعِل بِحضرتِهِ ﷺ" السيوطي، عبد الرحمان بن أبي بكر، جلال الدين: تدريب الرواي في شرح تقريب النووي (١/ ١٩٤) المكتبة العلمية بالمدينة المنورة، لصاحبها، محمد سلطان المنكاني.

کر کے سیرتِ طیبہ کے مختلف و متنوع پہلوؤں کو اجاگر کرنے کے ساتھ ساتھ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات بابرکات و تجلیات کی بابت محبت وعقیدت سے معمور ولبریز جذبات، نظریات، خیالات اور اعتقادات کو زیب قرطاس کرتے ہیں۔ چنانچہ "السيرة النبوية" میں "أبو محمد، عبد الملك بن هشام، المعافري، الحميري، البصري" اور "الروض الأنف" میں "أبو القاسم، عبدالرحمان بن عبد الله، السهيلى" اور "السيرة النبوية" میں "اسماعیل بن کثیر" وغیرہ کا یہی اسلوبِ تحریر ہے۔ بعض عربی تاریخ نگار حضرات، جیسے: اسماعیل بن کثیر صاحبِ "البداية والنهاية" وغیرہ کا بھی یہی اسلوبِ نگارش ہے کہ وہ بھی صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے نعتیہ کلام کو موقع و محل کی مناسبت سے پیش کر کے سیرتِ طیبہ کے مختلف و متنوع پہلوؤں کو اجاگر کرنے کے ساتھ ساتھ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات بابرکات و تجلیات کی بابت محبت وعقیدت سے معمور ولبریز جذبات، نظریات، خیالات، اور اعتقادات کو جامہ تحریر پہناتے ہیں۔

احوال و کوائف صحابہ رضی اللہ عنہم کے موضوع پر لکھی گئی کتب، جیسے: ابن حجر کی "الإصابة" ابن الاثیر کی "أسد الغابة" اور ابن عبدالبر کی "الاستيعاب" وغیرہ میں بھی حضرات صحابہ کے نعتیہ اشعار فراہم اور دستیاب ہیں۔

عربی ادب کی تاریخ پر لکھنے والے اکثر حضرات ابتدائے اسلام کے شعرا کے زمرے میں مشہور نعت خواں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا نعتیہ کلام درج کرتے ہیں، چنانچہ عربی ادب کے مشہور مولف ابو الفرج علی بن الحسین الأصبهانی "كتاب الأغاني" میں، احمد بن ابراہیم بن مصطفیٰ الہاشمی "معلم البيان" میں، احمد بن عبدالوہاب "نهاية الأدب في فنون العرب" میں اور احمد حسن الزیات "تاريخ الأدب العربى" میں یہی اسلوبِ نگارش اختیار کرتے ہیں۔

وفاتِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے موقع پر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے جو مدحیہ اشعار کہے وہ بھی مراثی الرسول[1] کے عنوان سے شائع ہو چکے ہیں۔ مختلف مواقع پر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے ملاقات کے لیے جو مختلف وفود آئے، انھوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی مدح و شان میں جو اشعار کہے عہدِ حاضر میں وہ بآسانی دستیاب ہیں، چناں چہ اس سلسلے میں طالب ہاشمی کی ''وفودِ عرب بارگاہِ نبوی میں'' اور دوسرے مولفین کی تحریریں بآسانی دستیاب ہیں۔

بعض نعت خواں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا نعتیہ کلام الگ دواوین کی صورت میں یکجا ہے، مثلاً: حضرت حسان بن ثابت الانصاری رضی اللہ عنہ کا نعتیہ ذخیرہ، ''شرح دیوان حسان بن ثابت الأنصاري'' (عربی) اور ''دیوان حضرت حسان بن ثابت انصاری'' (اردو) کے نام سے بصورتِ دیوان یکجا موجود و دستیاب ہے۔ حضرت کعب بن زہیر کا مشہور قصیدہ ''بانت سعاد'' اور اس پر علماء کی شرحیں دستیاب ہیں۔

عربی نعتیہ شاعری کے عنوان پر بعض محبان رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے وہ کلام حسنِ ترتیب سے یکجا کر کے پیش کیا ہے جو مختلف مواقع پر مداحانِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی مدح و ستایش میں کہا ہے، اس زمرے میں وہ نعت خوان صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے مدحیہ اشعار کو بھی پیش و ذکر کرتے ہیں۔ میرے مطالعے میں ایسی کوئی تحقیقی کاوش نہیں گزری جس میں کسی محقق نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے ایسے اشعار، جو انھوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی مدح و شان میں کہے، کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرتِ طیبہ کے ماخذ و مصدر کے طور پر پیش کیا ہو، چنانچہ بلاشبہہ یہ تحقیقی کتاب اس باب میں مفید اور نیا اضافہ ہے جس میں صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے ایسے نعتیہ اشعار، جو انھوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی مدح و شان میں

[1] مراثی: مرثیہ کی جمع ہے۔ مرثیہ ان اشعار کو کہتے ہیں، جن میں میت کی خوبیاں بیان ہوں۔ (المنجد (ص: ۳۷۰)

کیے، کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرتِ طیبہ کے ماخذ و مصدر کے طور پر پیش کر کے ان میں موجود نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرتِ طیبہ کے نقوش وانوار کو بیان کرنے کی سعیِ مقدور کی گئی ہے۔

بنیادی سوال:

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی مدح و ستایش میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا نعتیہ کلام کثیر مقدار میں موجود ہے؟

کیا ان نفوسِ قدسیہ کے نعتیہ کلام میں واقعاتی رنگ (Realistic Touch) ہونے کے ساتھ ساتھ سیرتِ طیبہ کے نقوش موجود ہیں؟

پھر ان کا نعتیہ کلام، سیرت طیبہ کے دوسرے مآخذ کی طرح ماخذ بن سکتا ہے؟

فرضیہ تحقیق:

1. صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا نعتیہ کلام چونکہ تخیلاتی اور ماورائی ہے، اس لیے سیرتِ طیبہ کا ماخذ نہیں بن سکتا۔ (اس فرضیہ کو غلط ثابت کیا گیا ہے)
2. صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا نعتیہ کلام چونکہ مبنی بر مبالغہ ہے، اس لیے سیرتِ طیبہ کا ماخذ نہیں بن سکتا۔ (اس فرضیہ کو بھی دلائل سے غلط ثابت کیا گیا ہے)
3. صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے نعتیہ کلام کا مقصد محض چونکہ ادب برائے ادب ہے، اس لیے وہ سیرتِ طیبہ کا ماخذ نہیں بن سکتا۔ (اس فرضیہ کو بھی دلائل سے غلط ثابت کیا گیا ہے)
4. صحابہ رضی اللہ عنہم کا نعتیہ کلام دو حصوں میں منقسم ہے: ایک حصہ ایسے نعتیہ کلام پر مشتمل ہے جو مبنی بر حقیقت و صداقت ہے، جبکہ دوسرا حصہ مبنی بر مبالغہ، یا تخیلاتی اور ماورائی یا پھر اس کا مقصد محض ادب برائے ادب ہے۔ لہٰذا اُول الذکر تو سیرتِ طیبہ کا ماخذ بن سکتا ہے۔ جبکہ ثانی الذکر اس کا متاہل نہیں بن سکتا۔ (اس فرضیہ کو

بھی دلائل سے غلط ثابت کیا گیا ہے)

5. صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا جملہ نعتیہ کلام مبنی بر صداقت و حقیقت ہے، اس لیے ان نفوسِ قدسیہ کا جمیع کلام سیرتِ طیبہ کا ماخذ بن سکتا ہے۔ (اس فرضیہ کو، جو کہ مبنی برحقیقت ہے، دلائل سے درست ثابت کیا گیا ہے)

مقاصد تحقیق:

اس کتاب میں پیش کیے گئے تحقیقی مواد کے مقاصد درج ذیل ہیں:

1. شعر و نعت کی شرعی حیثیت کو واضح کرنا۔
2. دورِ جاہلیت میں عربی شاعری کی اہمیت، روئے سخن اور مقام کو واضح کرنا۔
3. عہدِ صحابہ رضی اللہ عنہم میں عربی شاعری کی اہمیت، روئے سخن اور مقام کو واضح کرنا۔
4. درج بالا دونوں ادوار کی شاعری کی خصوصیات کا موازنہ کرنا۔
5. نعت خواں صحابہ رضی اللہ عنہم کا مختصر تعارف پیش کرنا۔
6. اس فرضیہ تحقیق کو دلائل و براہین کے ساتھ ثابت کرنا کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی نعتیہ شاعری واقعاتی اور مبنی بر صداقت و حق ہے، جبکہ باقی ماندہ دوسرے فرضیوں (صحابہ رضی اللہ عنہم کی نعتیہ شاعری تخیلاتی، ماورائی اور مبنی بر مبالغہ ہے یا اس کا مقصد محض ادب برائے ادب ہے) کو دلائل و براہین کے ساتھ غلط ثابت کرنا۔
7. صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی نعتیہ شاعری میں موجود سیرتِ طیبہ صلی اللہ علیہ وسلم کے نقوش کو منظم و مرتب صورت میں منصۂ شہود پر لانا، تاکہ عوام و خواص اس سے استفادہ کر سکیں۔
8. صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے نعتیہ کلام کو بطور ماخذِ سیرتِ طیبہ پیش کرنا۔

اسلوبِ تحقیق:

تحقیق کے دوران میں درج ذیل نکات کو اسلوبِ تحقیق کے طور پر اختیار کیا گیا ہے:

① زیرِ تحقیق کتاب میں تحقیقی منہج و اسلوب دستاویزی و تاریخی اختیار کیا گیا ہے، جس کی رو سے حقائق کو بیان کرنے کے لیے بیانیہ (descriptive) اور تجزیاتی (analytical) طریقِ تحقیق اختیار کیا گیا ہے۔

② حوالہ جات میں پہلی دفعہ ذکر پر کتاب کے مولف کا نام اور کتاب کا نام درج کیا جائے گا، جبکہ اسی کتاب کے دوبارہ اور سہ بارہ وغیرہ استعمال کرنے کی صورت میں اختصار سے کام لیتے ہوئے مصنف کا مختصر نام دیا جائے گا اور کتاب کے لیے مصدر سابق کی رمز سے اشارہ کیا گیا ہے۔

③ عربی کتب کے متون کا حوالہ نمبر عربی متون کے بعد اور ترجمہ سے قبل تحریر کیا گیا ہے، جبکہ مترجم کتب کے متون اور عربی و مترجم کتب کے اکٹھے متون کا حوالہ نمبر تراجم کے بعد تحریر کیا گیا ہے۔

④ مقالے کے آخر میں قرآنی آیات، احادیثِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم مصطلحات، شعراء، موضوعات اور مصادر و مراجع کی فہرست درج کی گئی ہے۔

⑤ بعض تراجم کی اردو قدیم انداز میں ہے چنانچہ عبارت لکھتے وقت اس کو جدید انداز میں لکھا گیا ہے، مثلاً: جامع ترمذی کا ترجمہ اس طرح ہے کہ مفعول، فعل اور فاعل کی ترتیب کو ملحوظ نہیں رکھا گیا، چنانچہ میں نے اردو اسلوبِ تحریر کے مطابق، پہلے فاعل پھر مفعول اور اخیر میں فعل کو رکھا ہے۔

⑥ جہاں کہیں متن میں لفظ 'خدا' تھا اس کو لفظ ''اللہ'' سے بدل دیا گیا ہے۔ پوری کتاب میں صرف ایک موقع پر لفظ خدا مذکور ہے۔[1]

⑦ کتاب ہذا میں جہاں ترجمہ کسی مترجمہ کتاب سے نقل کیا گیا ہے وہاں مترجم عبارت سے قبل لفظ 'ترجمہ' کا اضافہ نہیں کیا گیا، جبکہ جہاں کہیں مترجم عبارت

---

[1] اس مصرع میں: بعد از خدا بزرگ توئی قصہ مختصر۔

مؤلف کتاب کی طرف سے تحریر کی گئی ہے وہاں اس سے قبل لفظ 'ترجمہ' کا اضافہ کیا گیا ہے۔

⑧ جہاں کہیں کوئی اصطلاح استعمال ہوئی ہے، اس کی وضاحت اسی مقام پر حاشیے میں اس کے پہلی دفعہ (بہ استثناء بعض اصطلاحاتِ مشکلہ کے کہ ان کی وضاحت دوبارہ یا سہ بارہ) ذکر کرنے پر کردی گئی ہے۔

⑨ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے اسمِ مبارک کے ساتھ صلاۃ وتسلیم، صحابی/ صحابیہ/ صحابہ رضی اللہ عنہم کے نام کے ساتھ ترضیہ اور رموزِ اوقاف کے سلسلے میں اصل مآخذ اور کتاب ہذا میں درج شدہ عبارات میں قدرے اختلاف موجود ہے۔ اس کا سبب یہ ہے کہ اس سلسلے میں اگرچہ تمام مواقع پر نہیں، مگر کثیر مواقع پر دعائیہ کلمات اور رموزِ اوقاف کے لکھنے کا اہتمام کیا گیا ہے۔

باب 1

عربی میں شعری روایت
اور
قرآن وسنت میں اس کا مقام

فصل اول: شعر ونعت کا مفہوم۔

فصل دوم: شعر ونعت کی شرعی حیثیت۔

فصل سوم: قبل از اسلام عربی شاعری۔

فصل چہارم: عہد صحابہ رضی اللہ عنہم (قرنِ اول) میں شاعری۔

فصل اول:

شعر و نعت کا مفہوم

موزون اور مقفّٰی کلام شعر ہے، اس کی جمع اشعار آتی ہے۔[1]

محمد بن منظور، محمد بن مکرم ابو الفضل جمال الدین الافریقی المصری نے شعر کی تعریف کرتے ہوئے کہا:

"اگرچہ ہر علم شعر ہے، لیکن منظوم قول کا استعمال وزن وقافیہ اور اپنے شرف وعلوِ مرتبہ کے باعث شعر پر غالب ہے، جیسے: علمِ شرع پر فقہ، خوشبودار لکڑی پر صندل اور ثریا ستارے پر غالب ہیں اور اس کی امثال کثیر ہے۔ اخفش نے یہ بیان کیا ہے کہ بعض اوقات وہ (اہلِ عرب) بیت واحد کو شعر سے تعبیر کرتے ہیں۔ ابن سیدہ نے کہا ہے کہ اس شرط کے بغیر، کہ کل کے اسم کے ساتھ جزو کو تعبیر کیا جائے، بیت واحد کے لیے شعر کا استعمال موزوں نہیں ہے، جیسے تم تھوڑی مقدار میں پانی کو بھی پانی کہتے ہو، کیونکہ وہ مکمل پانی کا جزو ہے، خلا کے حصے کو بھی خلا کہتے ہو، کیونکہ وہ مکمل خلا کا حصہ ہے، زمین کے قطعے اور ٹکڑے کو زمین کہتے ہو، کیونکہ وہ اس کا حصہ ہے۔"[2]

---

[1] لویس معلوف: المنجد (ص: ٤٠٢) المطبعة الكاثوليكية للآباء اليسوعيين، بيروت الطبعة الحادية عشرة، (الألف الثامن والسبعون) نيسان ١٩٤٩. "الشعر كلام يقصد به الوزن و التقفية، ج اشعار.

[2] ابن منظور: لسان العرب (٤/ ٤١٠) دار صادر، بيروت.

احمد حسن زیات نے لکھا ہے:

"اَلشِّعْرُ هُوَ الْكَلَامُ الْمَوْزُوْنُ الْمُقَفّٰى الْمُعَبِّرُ عَنِ الْاَخْيِلَةِ الْبَدِيْعَةِ وَالصُّوَرِ الْمُؤَثِّرَةِ الْبَدِيْعَةِ وَقَدْ يَكُوْنُ نَثْرًا كَمَا يَكُوْنُ نَظْمًا"[1]

شعر اس ہم قافیہ[2] والے اور موزوں کلام کو کہتے ہیں، جو نادر افکار، طرفہ خیالات اور پراثر و معنی خیز مناظر و حالات کی صحیح ترجمانی و عکاسی کرے۔ شعر کبھی نثر میں ہوتا ہے اور کبھی نظم میں۔

شعر کی حقیقت بیان کرتے ہوئے جرجی زیدان کہتے ہیں:

"شعر ان فنونِ جمیلہ میں سے ہے جن کا نام عرب آداب رفیعہ رکھتے ہیں اور وہ فنونِ جمیلہ: حفر (کندہ کاری یا سنگ تراشی) رسم (خاکہ نگاری) موسیقی اور شعر ہیں۔ اور ان سب کا مدعا اور مقصود طبیعت کے جمال کی تصویر کشی ہے، حفر اس کی ظاہری تصویر کشی ہے، رسم رنگوں، خطوط اور اشکال کے ساتھ اس کی تصویر نگاری ہے اور شعر خیال کے ساتھ اس کی تصویر کشی کرتا ہے اور اس کے ساتھ اس طرح الفاظ کے ذریعے سے تعبیر کرتا

← "وَالشِّعْرُ مَنْظُوْمُ الْقَوْلِ غَلَبَ عَلَيْهِ لِشَرَفِهِ بِالْوَزْنِ وَالْقَافِيَةِ وَاِنْ كَانَ كُلُّ عِلْمٍ شِعْرًا مِّنْ حَيْثُ غَلَبَ الْفِقْهُ عَلٰى عِلْمِ الشَّرْعِ وَالْعُوْدُ عَلَى الصَّنْدَلِ وَالنَّجْمُ عَلَى الثُّرَيَّا وَمِثْلُ ذٰلِكَ كَثِيْرٌ وَرُبَّمَا سَمَّوُا الْبَيْتَ الْوَاحِدَ شِعْرًا حَكَاهُ الْاَخْفَشُ قَالَ ابْنُ سِيْدَهْ: وَهٰذَا لَيْسَ بِقَوِيٍّ اِلَّا اَنْ تَكُوْنَ عَلٰى تَسْمِيَةِ الْجُزْءِ بِاسْمِ الْكُلِّ كَقَوْلِكَ الْمَاءَ لِلْجُزْءِ مِنَ الْمَاءِ وَالْهَوَاءَ لِلطَّائِفَةِ مِنَ الْهَوَاءِ وَالْاَرْضَ لِلْقِطْعَةِ مِنَ الْاَرْضِ" (مصدر سابق)

[1] احمد حسن زیات: تاریخ الادب العربی (ص: ۲۸) دار الثقافہ، بیروت، لبنان۔ احمد حسن زیات: تاریخ ادب عربی (ص ۶۳) مترجم از عبد الرحمان طاہر سورتی۔

[2] (شعرا کے یہاں) کلام کا آخری حرف میں مطابق یک دیگر ہونا۔ (المنجد (ص: ۸۲۸) [مترجم]

ہے کہ ہم متعجب ہوتے ہیں اور اس سے ہمیں راحت وسکون ملتا ہے۔ پس وہ نفس کی لغت ہے یا غیر ظاہر حقائق کی ظاہری صورتیں ہیں۔ موسیقی شعر کی طرح ہے وہ (شعر) طبیعت کے جمال کو الفاظ اور معانی کے ساتھ تعبیر کرتا ہے، جبکہ یہ موسیقی نغموں اور ہجوں کے ساتھ اس کی تعبیر کرتی ہے۔ اصل میں دونوں ایک ہی چیز ہیں۔* حقیقت میں شعر کی یہی تعریف ہے، لیکن عرب علمائے عروض شعر سے وہ کلام مراد لیتے ہیں، جو مقفّٰی اور موزوں ہو۔ پس وہ الفاظ کے ساتھ اس کی حدود محصور کرتے ہیں اور یہ نظم کی تعریف ہے نہ کہ شعر کی اور ان دونوں کے درمیان بڑا فرق ہے، کیونکہ کبھی آدمی اچھا شاعر ہوسکتا ہے، لیکن وہ نظم (مسجع مقفّٰی اور موزوں کلام) اچھی نہیں کہہ سکتا اور کبھی آدمی ناظم (نظم کہنے والا) تو ہوسکتا ہے، لیکن اس کی نظم میں شعر نہیں ہوتا اگرچہ وزن اور قافیہ شعر کو طلاوت (رونق وخوبصورتی) میں اور نفس میں تاثیر میں زیادہ کرتے ہیں پس نظم وہ قالب ہے جس میں شعر مزید خوبصورت ہو جاتا ہے اور اس کی خوبصورتی نثر میں بھی جائز ہے۔ ابن خلدون شعر کی تعریف میں ایک قدم مزید آگے نکل گئے ہیں۔ پس انھوں نے کہا: شعر وہ کلام ہے جو استعارہ اور اوصاف پر مبنی ہو، اجزاء کے ساتھ مفصل ہو، وزن و بیان میں مقفّٰی ہو۔ ان اجزاء میں سے ہر جز اپنی غرض اور مقصد میں اپنے ماقبل اور مابعد سے مستقل اور علاحدہ ہو اور عرب کے ان اسالیب پر جاری ہو جو اس کے ساتھ مخصوص ہیں۔ پس وہ (ابن خلدون) قافیہ اور وزن کو شعر کی شروط میں سے قرار دیتے ہیں اور ہر شعر اپنی غرض کے لحاظ سے مستقل اور علاحدہ ہونے کو بھی وہ شرط قرار دیتے ہیں۔ اور یہ ایک ایسی تقیید ہے

جس کی کوئی ضرورت نہیں، کیونکہ تم کلام منثور میں ایسے معانی دیکھتے ہو جو تمھارے نفس میں شعر کی مانند اثر کرتے ہیں۔اور یہ ان (اہلِ عرب) کے کلام میں کثیر اور وافر ہے، اس سلسلے میں حکم ذوق کا چلتا ہے۔اور یہ ایک مشکل ترین امر ہے کہ ہم شعر کی تعریف کریں اور اس کے لیے جامع مانع حدود متعین کریں۔ (ذوق وطبیعت پر عقائد و نظریات اثر انداز ہوتے ہیں، علاقائی اور جغرافیائی حدیں بھی ان پر اثر چھوڑتی ہیں۔ چونکہ شعر کی عمدگی و پسندیدگی ذوق وطبیعت کے تابع ہے اور ذوق وطبیعت ایک جیسے نہیں ہیں اس لیے شعر کی جامع مانع تعریف ناممکن ہے)۔جر.جی زیدان اس بحث کے اخیر میں یوں نتیجہ نکالتے ہیں۔ پس شعر معنی کے ساتھ ہوتا ہے نہ کہ وزن اور قافیہ کے ساتھ اور یقیناً ہم نے بعض متقدمین عرب کو دیکھا ہے کہ شعر کی تعریف میں ان کی یہ رائے ہے پس ان میں سے بعض نے کہا: شعر کلام ہے اور اس میں زیادہ عمدہ اجود ہے اور زیادہ عمدہ شعر اشعر ہے، اس کو انھوں نے وزن اور قافیہ کے ساتھ مقید نہیں کیا اور کسی دوسرے نے کہا ہے شعر وہ چیز ہے جس کے ساتھ ہمارے سینے جوش مارتے ہیں پھر وہ اس کو ہماری زبانوں پر پھینکتے ہیں۔''[1]

---

[1] جر.جی زیدان: تاریخ آداب اللغة العربية (۱/ ۵۳، ۵۴) منشورات دار مکتبۃ الحیاۃ، بیروت، لبنان۔
جر.جی زیدان کا عربی متن درج ذیل ہے:
''اَلشِّعْرُ مِنَ الْفُنُوْنِ الْجَمِيْلَةِ الَّتِیْ يُسَمِّيْهَا الْعَرَبُ الْآدَابَ الرَّفِيْعَةَ وَهِیَ الْحَفْرُ وَالرَّسْمُ وَالْمَوْسِيْقٰی وَالشِّعْرُ وَ مَرْجِعُهَا اِلٰی تَصْوِيْرِ جَمَالِ الطَّبِيْعَةِ فَالْحَفْرُ يُصَوِّرُهَا بَارِزَةً وَّالرَّسْمُ يُصَوِّرُهَا مُسَطَّحَةً بِالْاَشْكَالِ وَالْخُطُوْطِ وَالْاَلْوَانِ وَالشِّعْرُ يُصَوِّرُهَا الْخَيَالُ وَيُعَبِّرُ عَنْ اِعْجَابِنَا بِهَا وَارْتِيَاحِنَا اِلَيْهَا بِالْاَلْفَاظِ فَهُوَ لُغَةُ النَّفْسِ أَوْ هُوَ صُوْرَةٌ ظَاهِرَةٌ لِحَقَائِقَ غَيْرِ ظَاهِرَةٍ وَّالْمَوْسِيْقٰی كَالشِّعْرِ هُوَ يُعَبِّرُ عَنْ جَمَالِ ←

خلاصۃ المبحث:

شعر کی مندرجہ بالا مختلف تعریفات کے پیش نظر ہم یہ کہہ سکتے ہیں کہ شعر کی جامع مانع تعریف ناممکن ہے، ہاں مگر ان تعریفات سے شعر کی کئی معنوی جہتیں واضح ہوتی ہیں اور وہ درج ذیل ہیں:

1. موزوں اور مقفّٰی کلام شعر ہے۔
2. اگرچہ ہر علم شعر ہے، لیکن منظوم کلام کا استعمال، وزن وقافیہ اپنے شرف وعلوِ مرتبہ کے باعث شعر پر غالب ہے۔
3. شعر وہ ہم قافیہ اور موزوں کلام ہے جو نادر افکار، طرفہ خیالات اور پر اثر ومعنی خیز

← الطَّبِيْعَةِ بِالْأَلْفَاظِ وَالْمَعَانِي وَهِيَ تُعَبِّرُ عَنْهُ بِالْإِنْغَامِ وَالْإِلْحَانِ وَكِلَاهُمَا فِي الْأَصْلِ شَيْءٌ وَّاحِدٌ هٰذَا هُوَ تَعْرِيْفُ الشِّعْرِ فِيْ حَقِيْقَةٍ وَّلٰكِنَّ عُلَمَاءَ الْعُرُوْضِ مِنَ الْعَرَبِ يُرِيْدُوْنَ بِالشِّعْرِ الْكَلَامَ الْمُقَفّٰى الْمَوْزُوْنَ فَيُحْصِرُوْنَ حُدُوْدَه، بِالْأَلْفَاظِ وَهُوَ تَعْرِيْفٌ لِّلنَّظْمِ لَا لِلشِّعْرِ وَبَيْنَهُمَا فَرْقٌ كَبِيْرٌ اِذْ قَدْ يَكُوْنُ الرَّجُلُ شَاعِرًا وَّلَا يُحْسِنُ النَّظْمَ وَقَدْ يَكُوْنُ نَاظِمًا وَلَيْسَ فِيْ نَظْمِهٖ شِعْرٌ وَّاِنْ كَانَ الْوَزْنُ وَالْقَافِيَةُ يَزِيْدَانِ الشِّعْرَ طَلَاوَةً وَوَقْعًا فِي النَّفْسِ فَالنَّظْمُ هُوَ الْقَالَبُ الَّذِيْ يَسْبِكُ فِيْهِ الشِّعْرُ وَيَجُوْزُ سَبْكُه، فِي النَّثْرِ وَقَدْ تَقَدَّمَ ابْنُ خُلْدُوْنَ خُطْوَةً أُخْرٰى فِيْ تَعْرِيْفِ الشِّعْرِ فَقَالَ: اَلشِّعْرُ هُوَ كَلَامٌ مَبْنِيٌّ عَلَى الْإِسْتِعَارَةِ وَالْأَوْصَافِ الْمُفَصَّلِ بِأَجْزَاءٍ مُقَفَّةٍ فِي الْوَزْنِ وَالرَّوِيِّ مُسْتَقِلٌّ كُلُّ جُزْءٍ مِّنْهَا فِيْ عَرَضِهٖ وَ مَقْصَدُهٗ عَمَّا قَبْلَه، وَبَعْدَه الْجَارِيْ عَلٰى أَسَالِيْبِ الْعَرَبِ الْمَخْصُوْصَةِ بِهٖ فَهُوَ يَجْعَلُ التَّقْفِيَةَ وَالْوَزْنَ مِنْ شُرُوْطِ الشِّعْرِ وَيُشْتَرَطُ أَيْضًا اِسْتِقْلَالُ كُلِّ بَيْتٍ مِّنْهَا بِغَرَضِهٖ وَهُوَ تَقَيُّدٌ لَّا بَاعِثٌ لَّه، اِذْ قَدْ تَرٰى فِي الْكَلَامِ الْمَنْثُوْرِ مَعَانِيْ تُؤَثِّرُ فِيْ نَفْسِكَ تَأْثِيْرَ الشِّعْرِ وَذٰلِكَ كَثِيْرٌ فِيْ كَلَامِهِمْ، وَالْحُكْمُ فِيْهِ لِلذَّوْقِ۔ وَ مِنْ أَصْعَبِ الْأُمُوْرِ أَنْ نَّعْرِفَ الشِّعْرَ وَنَجْعَلَ لَه، حُدُوْدَ اجَامِعَةً فَالشِّعْرُ بِالْمَعْنِيِّ لَابِالْوَزْنِ وَالْقَافِيَةِ وَقَدْ رَأَيْنَا بَعْضَ مُتَقَدِّمِي الْعَرَبِ يَرَوْنَ هٰذَا لِرَّأْيِ فِيْ تَعْرِيْفِ الشِّعْرِ فَقَدْ قَالَ بَعْضُهُمْ: اَلشِّعْرُ كَلَامٌ وَّ أَجْوَدُهٗ أَشْعَرُه، وَلَمْ يُقَيِّدْهُ بِالْوَزْنِ وَلَا الْقَافِيَةِ وَقَالَ آخَرُ: اَلشِّعْرُ شَيْءٌ تَجِيْشُ بِهٖ صُدُوْرُنَا فَتَقْذِفُه، عَلٰى أَلْسِنَتِنَا،،

مناظر و حالات کی صحیح ترجمانی و عکاسی کرے، لہٰذا شعر نثر میں بھی ہو سکتا ہے اور نظم میں بھی۔

4. شعر آدابِ رفیعہ (فنون جمیلہ: حفر، رسم، موسیقی، شعر) میں سے ہے۔
5. شعر جمال طبیعت کی عکاسی و ترجمانی ایسے عمدہ خیالات اور جید الفاظ کے ساتھ کرتا ہے کہ ہم متعجب ہونے کے ساتھ ساتھ اس سے سکون و راحت حاصل کرتے ہیں۔
6. شعر وہ کلام ہے جو استعارہ اور اوصاف پر مشتمل ہو۔ اجزا کے ساتھ مفصل ہو، اور وزن و بیان میں مقفّی ہو، ان اجزا میں سے ہر جز اپنی غرض اور مقصد کے لحاظ سے اپنے ماقبل اور مابعد سے مستقل اور علاحدہ ہو اور عرب کے ان اسالیب پر جاری ہو جو ان کے ساتھ مخصوص ہیں۔
7. شعر کلام ہے اور جو زیادہ عمدہ ہو وہ زیادہ عمدہ شعر ہے۔
8. شعر وہ چیز ہے جس کے ساتھ ہمارے سینے جوش مارتے ہیں۔ پھر وہ سینے اس چیز کو ہماری زبانوں پر پھینکتے ہیں۔
9. کلام منظوم۔
10. وہ مقفّی اور موزوں کلام جو قصداً کہا گیا ہو۔[1]

نعت کا مفہوم:

نعت (بفتح النون وسکون العین) لغتِ عرب میں عام طور پر وصف کے معنی

---

[1] ابن منظور، الافریقی: لسان العرب (٤/ ٤١٠) احمد حسن زیات: تاریخ الأدب العربي (ص: ٢٨) لویس معلوف: المنجد (ص: ٤٠٢) لویس معلوف: المنجد، في اللغة و الأدب و العلوم (ص: ٣٩١، ٣٩٠) جرجی زیدان: تاریخ آداب اللغة العربیة (١/ ٥٤) المنجد (ص: ١٠٢٨) مترجم از مولانا سعد حسن خاں، پروفیسر عبدالصمد صارم ازہری وغیرہما۔ میرٹھی، سجاد، قاضی، زین العابدین: بیان اللسان (ص: ٣٦٨)

میں مستعمل ہے، لیکن اگر اس لفظ کے لغوی مفہوم کی تلاش میں عربی لغت نگاروں کے خیالات کا بنظرِ غائر جائزہ لیں تو اس لفظ کی کئی معنوی پرتیں ہمارے سامنے آتی ہیں۔ لویس معلوف لکھتے ہیں:

''نَعَتَ: نَعَتَ نَعْتًا: وَصَفَه، وَأَكْثَرُ مَا يُسْتَعْمَلُ لِلْوَصْفِ بِمَا حَسُنَ وَطَابَ وَالْكَلِمَةُ اتبعها بِنَعْتٍ نَعِتَ نَعَتًا (سَمِعَ، يَسْمَعُ) تَكَلَّفَ النَّعْتَ نَعُتَ نَعَاتَةً اَلرَّجُلُ كَانَ النَّعْتُ لَه، خِلْقَةً أَیُ كَانَ مِنْ طَبْعِهٖ مُتَّصِفًا بِالْخِصَالِ الْحَسَنَةِ وَلِلْفَرَسِ كَانَ نَعْتًا، أَنْعَتَ الرَّجُلُ حَسُنَ وَجُهُه، حَسُنَتْ خِصَالُه، نَعُتَ الشَّیْءُ وَصُفُه، تَنَاعَتَهُ النَّاسُ نَعَتُوْهُ اِنْتَعَتَ نَعَتَه، أَوْ نَعُتَ الْمَرْأَةِ بِالْجَمَال اِتَّصَفَتِ الشَّیْئُ اِسْتَوْصَفَهٗ اِيَّاهُ، اَلنَّعْتُ (مص) ج نُعُوْتٌ اَلصِّفَةُ وَالنُّعْتَةُ وَالنَّعِيْتُ وَالنَّعِيْتَةُ وَالْمُنْتَعِتُ مِنَ الْخَيْلِ الْعَتِيْقِ السَّبَّاقِ الَّذِیْ تَمْدَحُهُ الْأَلْسِنُ يُقَالُ شَیْءٌ نَعِتٌ اَیْ جَيِّدٌ بَالِغٌ يُقَالُ هُوَ نَعْتَةٌ أَیْ غَايَةٌ فِی الرِّفْعَةِ أَوِ الْجَمَالِ''[1]

''نعت: نعت، نعتاً کا مطلب ہے۔ بیان کرنا اور اکثر اس (مادہ) کا استعمال اس (چیز وغیرہ) کے بیان کرنے کے لیے ہوتا ہے جو خوبصورت اور اچھی ہو اور ''الکلمۃ'' اگر اس مادہ کے بعد آئے تو اس کا مطلب ہے کہ اس کے بعد صفت کا اضافہ ہوا ہے۔ نعت، نعتاً (سمع، یَسْمَعُ کے وزن پر) میں تکلف پایا جاتا ہے۔ اور نَعُتَ، یَنْعُتُ نَعَاتَةً (شَرُفَ، یَشْرُفُ شَرَافَةً کے وزن پر آئے تو اس میں) خلقی اور طبعی طور پر اچھی

[1] لويس معلوف: في اللغة والأدب والعلوم (ص: ٨١٩)

صفات سے متصف ہونا پایا جاتا ہے۔ اور اگر الفرس اس کے ساتھ آئے تو اس کا مطلب ہے کہ گھوڑا اچھے خصائل والا ہے۔ "اَنْعَتَ الرَّجُلُ" آدمی کا اچھے، خوبصورت چہرے اور اچھی خصال والا ہونا۔ "تَنَاعَتَ النَّاسُ" لوگوں نے اس کی تعریف کی۔ اِنْتَعَتَ، نَعَتَهٗ کے معنی میں آتا ہے۔ "اَلْمَرْاَةُ بِالْجَمَالِ" عورت خوبصورتی کے ساتھ متصف ہوئی۔ اس نے اس کو (حسن وخوبی کے ساتھ) متصف پایا۔ نعت مصدر ہے۔ اس کی جمع نعوت ہے۔ اچھائی یا خوبی بیان کرنا کے معنی میں آتا ہے۔ نَعَتَه، نَعِيْتَ، نَعِيْتَتَهٗ مُنْتَعِت ایسا گھوڑا جو بہت عمدہ ہو ایسا سبقت لے جانے والا ہو کہ زبانیں اس کی تعریف کریں۔ کہا جاتا ہے: "شَيْئٌ نَعِتٌ" یعنی بہت ہی عمدہ چیز کہا جاتا ہے۔ نعتۃٌ یعنی رفعت اور جمال میں غایت درجہ عمدہ۔"

صاحب "تاج العروس" نعت کی وضاحت کرتے ہوئے اس مادہ کی مختلف نحوی صورتوں کو مثالوں سے واضح کرتے ہیں۔ چنانچہ وہ کہتے ہیں:

"نعت صوتی اعتبار سے منع کی طرح ہے۔ (یعنی اس کا کلمہ عین ماضی اور مضارع دونوں میں مفتوح ہوتا ہے) نعت کے معنی وصف کے ہیں۔ خصوصًا جب آپ کسی چیز کے وصف میں مبالغہ سے کام لیں۔ تو اس وقت نعت کا لفظ استعمال ہوتا ہے۔ وصف میں جو کچھ بھی کہا جائے اسے بھی نعت ہی سے تعبیر کیا جاتا ہے۔ وصف بیان کرنے والے کو ناعت کہتے ہیں اور اس کی جمع نعات ہے، جیسا کہ کسی شاعر نے کہا ہے: "اَنْعَتُهَا اِنِّیْ مِنْ نُعَّاتِهَا" میں اس کی تعریف کہتا ہوں، میں اس کے ثناخوانوں میں سے ہوں حضور ﷺ کے اوصاف بیان کرنے کو بھی نعت

کہتے ہیں جیسا کہ آپ ﷺ کی نعت بیان کرنے والا کہتا ہے: ''لَمْ أَرَ قَبْلَهُ وَلَا بَعْدَهُ مِثْلَهُ،، میں نے آپ ﷺ سے قبل اور آپ ﷺ کے بعد آپ ﷺ جیسا کوئی نہیں دیکھا۔''

وصف اور نعت میں فرق:

الزبیدی (صاحب تاج العروس) ہی نے کہا:

''ابن الاثیر نے کہا کہ کسی چیز میں پائی جانے والی خوبیاں بیان کرنا نعت ہے۔ قبیح کے بارے میں یہ مادہ استعمال نہیں کیا جاتا ما سوائے اس کے کہ متکلف بہ تکلف کہے۔ نعت سوءِ برے وصف والا، جبکہ وصف حسن و قبح دونوں کے لیے استعمال ہوتا ہے۔ میں نے کہا: (صاحب تاج العروس) وصف اور نعت کے درمیان پائے جانے والے فروق میں سے ایک فرق یہ ہے کہ (جو ابن الاثیر نے بیان کیا ہے) اگرچہ جوہری اور قیومی وغیرہ نے ان دونوں کے مترادف ہونے کی صراحت کی ہے۔ اور یہ بھی کہا جاتا ہے کہ نعت حلیہ کے ساتھ تعلق رکھتی ہے، جیسے: طویل اور قصیر جبکہ صفت فعل کے ساتھ متعلق ہے، جیسے: ضارب مارنے والا۔

ثعلب نے کہا: نعت وہ ہے جو جسم میں سے کسی محل کے ساتھ خاص ہو، مثلاً: جیسے اعرج اور صفت عموم کے لیے ہے۔ جیسے عظیم اور کریم ہے۔ پس اللہ تعالیٰ کی صفت بیان کی جاتی ہے نعت نہیں کہی جاسکتی۔ نعت سے باب افتعال انتعات کے وزن پر آتا ہے۔ انتعات کا لفظ بھی وصف کے معنی میں استعمال ہوتا ہے۔ نعت کی جمع نعوت ہے۔ ابن سیدہ کہتے ہیں: کہ عمدہ اور جید چیز کو جس کے اظہار میں مبالغہ سے کام لیا جائے نعت

کہتے ہیں۔ جو چیز بہت خوب ہو اس کے متعلق کہا جاتا ہے: ''ھٰذا نعتٌ'' ازھری کہتے ہیں: نعت کا لفظ (لغتِ عرب میں) اس گھوڑے کے وصف کے لیے (بھی) استعمال ہوتا ہے جو بہت ہی خوبصورت اور دوڑ میں سبقت لے جانے والا ہے۔ اسی طرح منتعت نعتہ نعیتٌ اور نعیتۃٌ کے الفاظ اس گھوڑے کے لیے استعمال ہوتے ہیں جو عمدگی جودت اور تیز رفتاری کا وصف رکھتا ہو بقول اخطل:

اِذَا غَرِقَ الْآلُ عَلَوْنَاھُمْ بِمُنْتَعَاتٍ لَّا بِغَالٍ وَّ لَا حُمُرٍ

''جب سروب نے ٹیلوں کو بھی غرق کر دیا ہم ان پر سوار ہو گئے ایسے عمدہ گھوڑوں کے ساتھ جو نہ خچر تھے نہ گدھے۔''

منتعت بروزن مفتعل اس ذی حیات انسان یا حیوان کو کہتے ہیں، جس میں کوئی ایسا خاص وصف ہو جو اسے اپنے ہم جنسوں میں فضیلت بخشے، مثلاً: ''نَعَتُّہٗ فَانْتَعَتَ'' میں نے اس کی نعت بیان کی، پس وہ صاحبِ نعت ہوا۔ جیسے کہا جاتا ہے: ''وَصَفْتُہٗ فَاتَّصَفَ'' میں نے اس کی صفت بیان کی اور وہ موصوف ہوا۔

ابن الأعرابی لکھتے ہیں کہ نعت کا لفظ اس انسان کے لیے بھی استعمال ہوگا جو نہایت خوبرو اور حسن و جمال سے اتصاف پزیر ہو۔ اسی حوالے سے نعیت نہایت عمدہ معزز اور سبقت لے جانے والے کو کہتے ہیں۔ جب کوئی غلام یا کنیز علوِ مقام پر فائز ہو اسے نعیتہ کہتے ہیں۔ بہتر خوبیوں اور عمدہ اوصاف کے لیے مناعتِ جمیلہ کی ترکیب بھی مستعمل ہے۔

اسی مفہوم کو ادا کرنے کے لیے حر المناعت حسن المناعت اور نعتِ جید کے الفاظ بھی استعمال ہوتے ہیں۔ ناعت کی جمع ناعتون اور ناعتین آتی

ہے، جبکہ صحاح میں صرف پہلے صیغہ پر اکتفا کیا گیا ہے۔[1]

(1) زبیدی، محمد مرتضیٰ، سید، تاج العروس (۳/ ۱۴۸ تا ۱۵۰) دارالفکر للطباعة والنشر والتوزیع.

نَعَت: اَلنَّعْتُ كَالْمَنْعِ أَیْ فِیْ كَوْنِهٖ مَفْتُوْحُ الْعَیْنِ فِی الْمَاضِی وَالْمُضَارِعِ الْوَصْفِ تَنْعَتُ الشَّیْ ءَ بِمَا فِیْهِ وَتُبَالِغُ فِیْ وَصْفِهٖ وَالنَّعْتُ مَا نعت بِهٖ نعته، سَیَنْعَتُه، نَعْتًا وَّصَفَه، وَرَجُلٌ نَاعِتٌ مِّنْ قَوْمٍ نُّعَّاتٍ قَالَ الشَّاعِرُ: لَمْ أَرَ قَبْلَه، وَلَا بَعْدَهٗ مِثْلَه، قَالَ ابْنُ الْأَثِیْرِ: اَلنَّعْتُ وَصْفُ الشَّیْءِ بِمَا فِیْهِ مِنْ حُسْنٍ وَّلَا یُقَالُ فِی الْقَبِیْحِ اِلَّا أن یَّتَكَلَّفَ مُتَكَلِّفٌ فَیَقُوْلُ نَعِتُ سُوْءٍ وَّالْوَصْفُ یُقَالُ فِی الْحُسْنِ وَالْقَبِیْحِ قُلْتُ: وَهٰذَا أَحَدُ الْفُرُوْقِ بَیْنَ النَّعْتِ وَالْوَصْفِ وَاِنْ صَرَّحَ الْجَوْهَرِیُّ وَالْقَیُّوْمِیُّ وَغَیْرُهُمَا بِتَرَادُفِهِمَا وَیُقَالُ: اَلنَّعْتُ بِالْحُلْیَةِ كَالطَّوِیْلِ وَالْقَصِیْرِ وَالصِّفَةُ بِالْفِعْلِ كَضَارِبٍ وَّقَالَ ثَعْلَبُ: اَلنَّعْتُ مَاكَانَ خَاصًّا بِمَحَلٍّ مِّنَ الْجَسَدِ كَالْاِ تِّصَالِ بِوَصْفٍ وَّ النَّعْتُ كَالْاِنْتِعَاتِ یُقَالُ نَعَتَ الشَّیءَ وَانْتَعَتَه، اِذَا وَصَفته، وَجَمْعُ النَّعْتِ نُعُوْتُ قال ابن سیده: وَالنَّعْتُ مِنْ كُلِّ شَیْءٍ وَكُلُّ شَیْءٍ كَانَ بَالِغاً تَقُوْلُ: هٰذَا نَعِتٌ أَیْ جَیِّدٌ قَالَ الازْهَرِیُّ: وَالْفَرَسُ النَّعِتُ الْعَتِیْقُ السَّبَّاقُ الَّذِیْ یَكُوْنُ غَایَةً فِی الْعِتْقِ وَالسَّبْقِ كَالْمُنْتَعِتِ وَالنَّعتة بِالْفَتْحِ وَالنَّعِیْتُ وَالنَّعِیْتَةُ كُلُّ ذَالِكَ بِمَعْنَی الْعَتِیْقَةِ وَفَرَسٌ نَعِتٌ وَّ مُنْتَعِتٌ إِذَا كَانَ مَوْصُوْفًا بِالْعِتْقِ وَالْجَوْدَةِ وَالسَّبْقِ قَالَ الْأَخْطَلُ:

إِذَا غَرَقَ الآل الاكام عَلَوْنَاهُ ـ بِمُنْتَعِتَاتٍ لَّابِغَالٍ وَّلَا حُمُرٍ ـ وَالْمُنْتَعِتُ مِنَ الدَّوَابِّ وَالنَّاسِ الْمَوْصُوْفِ بِمَا یُفَضِّلُه، عَلٰی غَیْرِهٖ مِنْ جِنْسِهٖ وَهُوَ مُفْتَعِلٌ مِّنَ النَّعْتِ یُقَالُ نَعَتُّهٗ فَانْتَعَتَ كَمَا یُقَالُ: وَصَفْتُه، فَاتَّصَفَ، قَالَ ابْنُ الْأَعْرَابِیِّ: أَنْعَتَ الرَّجُلُ إِذَا حَسُنَ وَجْهُهٗ حَتّٰی یُنْعِتَ أَيْ یُوْصَفَ بِالْجَمَالِ وَالنَّعِیْتُ الرَّجُلُ الْكَرِیْمُ الْجَیِّدُ السَّابِقُ وَتَقُوْلُ عَبْدُكَ أَوْ أَمَتُكَ نَعِیْتَةٌ بِالضَّمِّ أَيْ غَایَةٌ فِيْ الرِّفْعَةِ وَعُلُوِّ الْمُقَامِ وَهُوَ مَاخُوْذٌ مِنْ قَوْلِهِمْ فَرَسٌ نَعْتَةٌ إِذَا كَانَ عَتِیْقًا ـ وَقَدْ تَقَدَّمَ وعبارة الأساس۔ وَعَبْدُكَ نَعْتٌ وَ أَمَتُكَ نَعْتَةٌ وَفِیْهِ وَهُوَ مَنْعُوْتٌ بِالْكَرَمِ وَخِصَالِ الْخَیْرِ وَلَهُ نُعُوْتٌ وَمَنَاعِتٌ جَمِیْلَةٌ وَتَقُوْلُ هُوَ حَرُّ الْمَنَاعَتِ حَسَنُ الْمَنَاعَتِ وَ شَیْئٌ نَعِتٌ جَیِّدٌ بَالِغٌ وَنَاعِتُوْنَ أَوْ نَاعِتِیْنَ وَاقْتَصَرَ عَلَی الْأَوَّلِ فِيْ الصَّحَاحِ"

خلاصۃ المبحث:

عربی کے لغات میں لفظ نعت اور اس کی دوسری نحوی صورتوں کے جو مفاہیم و مطالب سامنے آتے ہیں وہ کچھ یوں ہیں: نعت کسی چیز کو بیان کرنا: نَعَتَ یَنْعَتُ نَعْتًا اوصاف بیان کرنا خصوصاً تعریف، خاصیت، گن، نعت کسی شے کی خوبیوں کا بیان، جب کہ اس کے وصف میں مبالغہ کیا جائے: نَعَتَ نَعْتًا بہ تکلف عمدہ صفات دکھانا، نَعُتَ خِلْقَۃً عمدہ صفات والا ہونا، اَنْعَتَ دکھانا، نَعَتَ، مثلاً: ''اَلْمُنْعِت مِنَ الْخِیْلِ'' تیز رفتار گھوڑا جو گھوڑوں میں سبقت لے جانے والا ہو، اسی طرح صرف ونحو میں صفت کو موصوف کے ساتھ ملانا اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی تعریف و مدح بھی نعت کے مفاہیم میں شامل ہے۔

عربی لغت نگاروں کے خیالات کے مطالعہ سے لفظ نعت کے مفہوم کے متعلق جو نمایاں تاثرات ابھرتے ہیں وہ اسے اپنے قبیل کے دوسرے الفاظ، مثلاً: وصف، صفت، تعریف، ثناء، حمد اور منقبت وغیرہ سے منفرد اور ممتاز ٹھہراتے ہیں۔ ایک تو یہ لفظ خاص طور پر تعریف میں یعنی اوصافِ حسنہ یا وصفِ محمود کے لیے استعمال ہوتا ہے۔ اور دوسرے یہ کہ یہ لفظ کسی شے یا شخص کے محض سرسری اوصاف بیان کرنے کے لیے استعمال نہیں ہوتا، بلکہ بہ تکلف عمدہ صفات دکھانے کا مفہوم اپنے اندر رکھتا ہے۔ ''نعت نعتاً'' تیسرے یہ کہ یہ لفظ ''خِلْقَۃً'' عمدہ صفات کے مالک کے لیے استعمال ہوتا ہے، یعنی اس شخص کے لیے جو پیدائشی طور پر خوبصورت ہو، عمدہ خصلتوں اور اچھے اخلاق والا ہو، چوتھے یہ کہ یہ لفظ اوصاف کے لیے انتہائی درجے کے مفہوم میں آتا ہے۔[1]

---

[1] ابن منظور: محمد بن مکرم الأفریقي: لسان العرب (۲/ ۹۹۔ ۱۰۰) محمد مرتضی سید زبیدی، تاج العروس (۳/ ۱۴۸۔ ۱۵۰) لویس معلوف: المنجد في اللغة والأدب والعلوم (ص: ۸۱۹) المنجد (ص: ۱۰۲۸) مترجم از مولانا سعد حسن خاں یوسفی پروفیسر عبدالصمد صارم ازهری وغیرهما.

نوٹ:

اردو زبان میں لفظِ نعت، مدح رسول ﷺ کے لیے بطورِ اصطلاح استعمال ہوتا ہے اور صرف آپ ﷺ کی شان بیان کرنے کے لیے ہی بہ طور خاص استعمال ہوتا ہے۔ کسی دوسرے کی شان اور منقبت بیان کرنے کے لیے یہ لفظ مذہبی حلقوں میں متداول نہیں ہے، اگرچہ عربی زبان میں اس کے استعمال میں وسعت ہے۔ اس کتاب میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے نعتیہ کلام سے مراد ان نفوسِ قدسیہ کے وہ اَشعار ہیں، جن میں انھوں نے پیارے نبی کریم ﷺ کی مدح اور تعریف کی۔

فصل دوم:

شعر و نعت کی شرعی حیثیت

عمرو بن شرید اپنے باپ شرید سے بیان کرتے ہیں کہ انھوں نے کہا:

"رَدِفْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَوْمًا فَقَالَ هَلْ مَعَكَ مِنْ شِعْرِ أُمَيَّةَ ابْنِ أَبِي الصَّلْتِ شَيْءٌ فَقُلْتُ: نَعَمْ، قَالَ: هِيْه وَ فِيْ مُسْلِمٍ فَأَنْشَدْتُهُ بَيْتًا فَقَالَ: هِيْه، ثُمَّ أَنْشَدْتُهُ بَيْتًا فَقَالَ: هِيْه، حَتّٰى أَنْشَدْتُهُ مِائَةَ بَيْتٍ" [1]

"ایک دن میں رسول اللہ ﷺ کے پیچھے سوار تھا، پس آپ ﷺ نے فرمایا: "کیا اُمیہ بن ابی الصلت کے اشعار میں سے تمھیں کچھ یاد ہے؟" میں نے کہا: جی ہاں! آپ نے فرمایا: "پیش کرو" چنانچہ میں نے آپ ﷺ کو ایک شعر سنایا تو آپ ﷺ نے فرمایا: "مزید سناؤ" میں نے پھر آپ کو ایک شعر سنایا تو آپ ﷺ نے کہا: "مزید سناؤ" یہاں تک کہ میں نے آپ کو ایک سو اشعار سنائے۔"

---

[1] القرطبي، أبو عبدالله، محمد بن أحمد أنصاري: الجامع لأحكام القرآن، (١٣/ ١٤٣۔ ١٤٤) دار الكتب العربية للطباعة والنشر ١٣٨٧ھ ۔١٩٦٧، الطبعة الثالثة عن طبعة دارالكتب المصرية. صديق حسن خان: فتح البيان في مقاصد القرآن (٧/ ٦١) مطبعة العاصمة شارع الفلكي بالقاهره. مسلم بن حجاج: صحيح مسلم (٢/ ٢٣٩) قديمى كتب خانه، مقابل آرام باغ، كراچى.

صاحب القرطبی رحمہ اللہ اس حدیث کو بیان کرنے کے بعد فرماتے ہیں:

"وَفِیْ هٰذَا دَلِیْلٌ عَلٰی حِفْظِ الْأَشْعَارِ وَالْاِعْتِنَاءِ بِهَا اِذَا تَضَمَّنَتِ الْحِلْمَ وَالْمَعَانِیَ الْمُسْتَحْسَنَةَ شَرْعًا وَّطَبْعًا وَّاِنَّمَا اسْتَكْثَرَ النَّبِیُّ ﷺ مِنْ شِعْرِ أُمَیَّةَ لِأَنَّه، كَانَ حَكِیْمًا"[1]

"اس حدیث میں ایسے اشعار کو (پڑھنے سننے) اور یاد کرنے پر دلیل موجود ہے جو شرعاً اور طبعاً حِلم اور عمدہ معانی پر مشتمل ہوں۔ چنانچہ نبی کریم ﷺ نے اُمیہ کے اتنے زیادہ اشعار اس لیے سنے کہ وہ ایک دانا تھا۔ (اور اس کے اشعار معمور از حکمت تھے)۔"

امام قرطبی رحمہ اللہ مزید فرماتے ہیں:

"فَأَمَّا مَا تَضَمَّنَ ذِكْرَ اللّٰهِ وَحَمْدَهٗ وَالثَّنَاءَ عَلَیْهِ فَذَالِكَ مَنْدُوْبٌ اِلَیْهِ أَوْ ذِكْرَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ أَوْ مَدْحَهٗ۔ وَكَذَالِكَ ذِكْرُ أَصْحَابِهٖ وَ مَدْحِهِمْ رضی اللہ عنہم"[2]

"ایسے اشعار، جو اللہ تعالیٰ کے ذکر، حمد اور تعریف پر مشتمل ہوں یا رسول اللہ ﷺ کے ذکر یا مدح پر مشتمل ہوں، مستحب ہیں۔ اسی طرح وہ اشعار، جو اصحابِ رسول ﷺ کے ذکر و مدح پر مشتمل ہوں، مستحب ہیں۔"

چنانچہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

«اِنَّ مِنَ الشِّعْرِ حِكْمَةً»[3] "بے شک کچھ اشعار حکمت ہیں۔"

---

[1] القرطبي (ص: ١٤٣، ١٤٤)

[2] القرطبي (ص: ١٤٤)

[3] البخاري، محمد بن إسماعيل: صحيح البخاري (٢/ ٩٠٩) ابن ماجه، محمد بن يزيد، الربعي، القزويني: سنن ابن ماجه (ص: ٢٦٠ـ ١) سليمان بن أشعث، سجستاني: سنن أبي داود (٢/ ٣٢٨) الخطيب: مشكاة المصابيح (٢/ ٥٧١) منشورات المكتب الإسلامي بدمشق.

اس حدیث کو نقل کر کے محمد عبدالرحمان بن عبدالرحیم صاحب التحفہ لکھتے ہیں:

قَوْلُهٗ: ''اِنَّ مِنَ الشِّعْرِ حِكْمَةً''، أَیْ قَوْلًا صَادِقًا مُّطَابِقًا لِّلْحَقِّ۔ وَقِيلَ: ''أَصْلُ الْحِكْمَةِ أَلْمَنْعُ'' فَالْمَعْنٰی: ''اِنَّ مِنَ الشِّعْرِ كَلَامًا نَافِعًا يَّمْنَعُ مِنَ السَّفَهِ''[1]

''آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اس قول (جس کا ترجمہ یہ ہے) ''بے شک کچھ اشعار حکمت ہیں'' سے مراد یہ ہے کہ کچھ اشعار سچے اور حق کے مطابق ہوتے ہیں۔ اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ حکمت کا اصل منع ہے تو معنی یہ ہوا کہ کچھ اشعار ایسے نفع مند ہوتے ہیں جو حماقت سے روکتے ہیں۔''

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے روایت کی:

''كَانَ النَّبِیُّ ﷺ: ''يَضَعُ لِحَسَّانَ مِنْبَرًا فِی الْمَسْجِدِ يَقُوْمُ عَلَيْهِ قَائِمًا يُّفَاخِرُ عَنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ أَوْ قَالَتْ يُنَافِحُ عَنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ'' وَيَقُوْلُ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ''اِنَّ اللّٰهَ يُؤَيِّدُ حَسَّانَ بِرُوْحِ الْقُدُسِ مَا يُفَاخِرُ أَوْ يُنَافِحُ عَنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ''[2]

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم مسجد میں جناب حسان رضی اللہ عنہ کے لیے منبر رکھا کرتے تھے جس پر وہ کھڑے ہو کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بابت فخریہ کلام پڑھتے تھے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے (روای کو شک ہے) کہا کہ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے دفاع کرتے تھے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے: بے شک اللہ تعالیٰ روح القدس کے ساتھ جناب حسان رضی اللہ عنہ کی اس وقت تک تائید

---

[1] عبد الرحمن مبارك پوری: تحفة الأحوذي بشرح جامع الترمذي، طبعه محمد عبد المحسن الكتبی صاحب المكتبة السلفية بالمدينة المنورة (٨/ ١٣٥)

[2] ترمذي: جامع الترمذي مع التحفة (٨/ ١٣٧)

فرماتا ہے جب تک وہ رسول اللہ ﷺ کی بابت فخریہ کلام پڑھتے رہیں اور رسول اللہ ﷺ کا دفاع کرتے رہیں۔

چنانچہ رسول اللہ ﷺ نے حضرت حسان رضی اللہ عنہ کے لیے دعا فرمائی:

«اَللّٰهُمَّ أَيِّدْهُ بِرُوْحِ الْقُدُسِ»[1]

''اے اللہ! اس حسان بن ثابت کی روح القدس کے ساتھ تائید فرما۔''

نبی کریم ﷺ حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ کو کہا کرتے تھے:

«أُهْجُهُمْ أَوْ هَاجِهِمْ وَجِبْرَئِيْلُ مَعَكَ»[2]

''ان قریش کی ہجو کر اے حسان! جبریل تمھارے ساتھ ہے۔''

ابو عمر نے کہا:

''وَلَا يُنْكِرُ الْحَسَنَ مِنَ الشِّعْرِ أَحَدٌ مِّنْ أَهْلِ الْعِلْمِ وَلَا مِنْ أُولِي النُّهٰى وَلَيْسَ أَحَدٌ مِّنْ كِبَارِ الصَّحَابَةِ وَ أَهْلِ الْعِلْمِ وَمَوْضِعِ الْقُدْوَةِ إِلَّا وَقَدْ قَالَ الشِّعْرَ أَوْتَمَثَّلَ بِهِ أَوْ سَمِعَهٗ فَرَضِيَهٗ مَاكَانَ حِكْمَةً أَوْ مُبَاحًا وَّلَمْ يَكُنْ فِيْهِ فُحْشٌ وَّلَا خَنَاً وَّلَا أَذًى لِّمُسْلِمٍ فَإِذَا كَانَ كَذَالِكَ فَهُوَ وَالْمَنْثُوْرُ مِنَ الْقَوْلِ سَوَاءٌ لَّايَحِلُّ سِمَاعُهٗ وَلَا قَوْلُهٗ''[3]

''اہلِ علم اور اہلِ عقل میں سے کوئی بھی اچھے شعر کا انکار نہیں کرسکتا۔ کبار صحابہ رضی اللہ عنہم اہلِ علم اور ذی مرتبت اشخاص میں سے کوئی بھی ایسا نہیں، جس نے خود شعر نہ کہا ہو یا اس کے ساتھ مثال نہ دی ہو یا پھر اس کو پسند

[1] البخاري، محمد بن إسماعيل: الجامع الصحيح (٢/ ٩٠٩)

[2] مصدر سابق.

[3] القرطبي: الجامع لأحكام القرآن (١٣/ ١٤٧، ١٤٨)

نہ کیا ہو، دریں صورت کہ شعر معمور از حکمت ہو یا جائز و مباح ہو اور اس میں فحش و بے حیائی نہ ہو اور وہ کسی مسلمان کے لیے اذیت کا موجب بھی نہ ہو تو (مذکورہ بالا صفات کے حامل اشعار اور نثر یکساں ہیں۔ ان کا سننا یاد کرنا اور کہنا جائز ہے) لیکن جو شعر ایسا ہو کہ فحش و بے حیائی سے لبریز ہے تو وہ اور نثر یکساں ہیں (جس طرح ایسی نثر جو فحش و بے حیائی پر مشتمل ہو، کا سننا بولنا اور یاد کرنا حرام ہے۔ اسی طرح ایسے شعر کا سننا اور بولنا ناجائز ہے)

امام ابن سیرین رحمہ اللہ سے روایت کی گئی ہے:

"اِنَّهٗ أَنْشَدَ شِعْرًا فَقَالَ لَهٗ بَعْضُ جُلَسَائِهٖ: مِثْلُكَ يُنْشِدُ الشِّعْرَ يَا أَبَابَكْرٍ؟! فَقَالَ: وَيْلَكَ يَا لكع! وَهَلِ الشِّعْرُ اِلَّا كَلَامٌ لَّا يُخَالِفُ سَائِرَ الْكَلَامِ اِلَّا فِي الْقَوَافِيْ فَحَسَنُهٗ حَسَنٌ وَّقَبِيْحُهٗ قَبِيْحٌ"[1]

"انھوں نے شعر پڑھا تو کسی شریکِ مجلس نے کہا: اے ابوبکر! (ان کی کنیت) آپ جیسا شخص شعر پڑھتا ہے؟! انھوں نے کہا: اے لکع! (تیری ہلاکت ہو) شعر تو صرف دوسرے کلام کی طرح ایک کلام ہے۔ شعر اور دوسرے کلاموں میں فرق یہ ہے کہ اس میں قافیہ بندی ہوتی ہے، جبکہ دوسرے کلام میں اس کا پاس نہیں رکھا جاتا، پس جو شعر مفہوم اور معانی کے لحاظ سے اچھا ہے وہ اچھا ہے اور جو شعر مفہوم و معانی کے لحاظ سے قبیح ہو وہ قبیح ہے۔"

امام شعبی رحمہ اللہ نے کہا:

"كَانَ أَبُوْبَكْرٍ يَقُوْلُ الشِّعْرَ، وَكَانَ عُمَرُ يَقُوْلُ الشِّعْرَ، وَكَانَ

[1] القرطبي: الجامع لأحكام القرآن (١٣/ ١٤٨)

عُثْمَانُ يَقُوْلُ الشِّعْرَ، وَكَانَ عَلِيٌّ أَشْعَرَ مِنَ الثَّلَاثَةِ" [1]

''ابوبکر، عمر اور عثمان رضی اللہ عنہم اشعار کہا کرتے تھے اور علی رضی اللہ عنہ تینوں سے بڑے شاعر تھے۔''

ابن عباس رضی اللہ عنہما کے بارے میں روایت ہے کہ وہ مسجد میں شعر پڑھتے اور سنتے تھے۔ پس روایت ہے کہ انھوں نے عمرو بن ربیعہ مخزومی کو بلایا اور پھر اس سے ایک قصیدہ [2] سنانے کی درخواست کی تو اس نے انھیں وہ قصیدہ سنایا جو نوے اشعار پر مشتمل تھا۔

ابو الحسن مبرد رحمہ اللہ نے کہا کہ جب یہ آیات ''والشعراء'' [3] نازل ہوئیں تو حسان، کعب بن مالک اور ابن رواحہ رضی اللہ عنہم نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس روتے ہوئے آئے اور کہا: اے اللہ کے نبی! اللہ تعالیٰ نے یہ آیات نازل کی ہیں اور وہ رب تعالیٰ جانتا ہے کہ ہم شعراء ہیں، پس آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہا: اس کے مابعد کو پڑھو:

---

① صديق حسن خان: فتح البيان في مقاصد القرآن، مطبعة العاصمة شاعر الفلكي بالقاهرة (٧/ ٦١)

② قصیدہ: ایسی نظم جو سات یا دس سے زیادہ اشعار پر مشتمل ہو۔ (المنجد، ص: ٨٠٨) [مترجم]
"عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّهُ كَانَ يُنْشِدُ الشِّعْرَ وَيُنْشِدُهُ فِي الْمَسْجِدِ فَرُوِيَ أَنَّهُ دَعَا عَمْرَو بْنَ أَبِي رَبِيعَةَ الْمَخْزُومِيَّ فَاسْتَنْشَدَهُ قَصِيدَةً فَأَنْشَدَهُ إِيَّاهَا وَهِيَ قَرِيبٌ مِنْ تِسْعِينَ بَيْتاً" (مصدر سابق)

③ پوری آیات یہ ہیں:
﴿وَالشُّعَرَآءُ يَتَّبِعُهُمُ الْغَاوٗنَ ۝ اَلَمْ تَرَ اَنَّهُمْ فِيْ كُلِّ وَادٍ يَّهِيْمُوْنَ ۝ وَاَنَّهُمْ يَقُوْلُوْنَ مَا لَا يَفْعَلُوْنَ ۝ اِلَّا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ وَذَكَرُوا اللّٰهَ كَثِيْرًا وَّانْتَصَرُوْا مِنْۢ بَعْدِ مَا ظُلِمُوْا وَسَيَعْلَمُ الَّذِيْنَ ظَلَمُوْٓا اَيَّ مُنْقَلَبٍ يَّنْقَلِبُوْنَ﴾ [ألشعراء: ٢٢٤ تا ٢٢٧]
''شاعروں کی پیروی وہ کرتے ہیں، جو بہکے ہوئے ہوں کیا (اے نبی صلی اللہ علیہ وسلم!) آپ نے نہیں دیکھا کہ شاعر ایک ایک بیابان میں سر ٹکراتے پھرتے ہیں اور وہ جو کہتے ہیں ←

﴿إِلَّا الَّذِيْنَ آمَنُوْا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ﴾

''مگر وہ لوگ جو ایمان لائے اور نیک عمل کرتے رہے۔''

تم وہ ہو، جنھوں نے بعد از مظلومیت انتقام لیا، یعنی تم نے مشرکین پر رد کر کے انتقام لیا۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: انتقام لو، نہ کہو مگر حق بات اور آباء و امہات کا ذکر مت کرو۔

پس حضرت حسان رضی اللہ عنہ نے ابوسفیان کو کہا:

هَجَوْتَ مُحَمَّدًا فَأَجَبْتُ عَنْهُ ... وَعِنْدَ اللّٰهِ فِيْ ذَاكَ الْجَزَاءُ

وَإِنَّ أَبِيْ وَ وَالِدَتِيْ وَعِرْضِيْ ... بِعِرْضِ مُحَمَّدٍ مِّنْهُمْ وِقَاءٌ

أَتَشْتِمُهٗ وَلَسْتَ لَهٗ بِكُفْءٍ ... فَشَرُّكُمَا لِخَيْرِكُمَا الْفِدَاءُ

لِسَانِيْ صَارِمٌ لَّاعَيْبَ فِيْهِ ... وَبَحْرِيْ لَاتُكَدِّرُهُ الدِّلَاءُ[1]

''تو نے محمد ﷺ کی ہجو (گستاخی) کی تو میں نے ان کی طرف سے جواب دیا اور اس جواب کی جزا اللہ تعالیٰ کے پاس ہے۔ اور بلاشبہ میرا باپ، میری والدہ اور میری عزت و ناموس محمد ﷺ کی عزت و ناموس کا تم سے دفاع کریں گے۔ کیا تو آپ ﷺ کو گالی دیتا ہے؟ حالانکہ تو آپ ﷺ کا ہمسر نہیں۔ تم میں سے جو برا ہے (ابوسفیان) وہ تم میں سے بہتر (نبی کریم ﷺ) پر قربان ہو۔ میری زبان ایک ایسی قاطع تلوار ہے جس میں کوئی عیب نہیں اور میری بحر کو ڈول مکدر نہیں کرتی۔''

حضرت کعب رضی اللہ عنہ نے کہا:

← وہ کرتے نہیں۔ سوائے ان لوگوں کے جو ایمان لائے نیک عمل کرتے رہے، بہ کثرت اللہ تعالیٰ کا ذکر کرتے رہے اور انھوں نے اپنی مظلومی کے بعد انتقام لیا۔''

[1] القرطبي، أبو عبد الله، محمد بن أحمد انصاری: الجامع لأحكام القرآن (١٣/ ١٥٢، ١٥٣)

اللہ کے رسول! بے شک اللہ تعالیٰ نے شعر کے بارے میں وہ کچھ کہا ہے جو آپ جانتے ہیں تو اس کی بابت آپ کی کیا رائے ہے؟ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: بے شک مومن اپنی ذات، اپنی زبان اور اپنے نفس کے ساتھ جہاد کرتا ہے۔ یقیناً وہ شعر ایسے موثر اور جارح ہے، جیسے اس نیزے کی نوک جسے تم پھینکتے ہو۔[1]

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے:

" اِنَّ النَّبِیَّ ﷺ دَخَلَ مَکَّةَ فِیْ عُمْرَةِ الْقَضَاءِ وَعَبْدُ اللّٰهِ بْنُ رَوَاحَةَ بَیْنَ یَدَیْهِ یَمْشِيْ وَهُوَ یَقُوْلُ:

خَلُّوْا بَنِی الْکُفَّارِ عَنْ سَبِیْلِهٖ اَلْیَوْمَ نَضْرِبُکُمْ عَلٰی تَنْزِیْلِهٖ

ضَرْبًا یُّزِیْلُ الْهَامَّ عَنْ مَّقِیْلِهٖ وَیُذْهِلُ الْخَلِیْلَ عَنْ خَلِیْلِهٖ

فَقَالَ لَهٗ عُمَرُ: یَا ابْنَ رَوَاحَةَ! بَیْنَ یَدَیْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ وَفِیْ حَرَمِ اللّٰهِ تَقُوْلُ الشِّعْرَ؟ وَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: خَلِّ عَنْهُ یَاعُمَرُ فَهِیَ أَسْرَعُ فِیْهِمْ مِنْ نَضْحِ النَّبْلِ"[2]

نبی کریم ﷺ عمرۃ القضاء کے سلسلے میں مکہ مکرمہ میں داخل ہوئے اور عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہ آپ کے آگے یہ کہتے ہوئے چل رہے تھے کہ اے کفار کے بیٹو! اس بیت اللہ کا راستہ خالی کردو، آج ہم اس اللہ تعالیٰ کی کتاب منزل کے مطابق تمھیں اس طرح ماریں گے کہ وہ مار کھوپڑی کو اس کی جگہ سے زائل کردے گی اور دوست کو دوست سے غافل کر دے گی، پس حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا: اے ابن رواحہ! اللہ تعالیٰ کے حرم میں

---

[1] صدیق حسن خان: فتح البیان في مقاصد القرآن (٧/ ٦) وقال: روی هذا الحدیث أحمد والبخاري في تاریخه و أبو یعلی و ابن مردویه. (مصدر سابق)

[2] ترمذي، محمد بن عیسی: جامع الترمذي مع التحفة (٨/ ١٣٨، ١٣٩)

اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے تو شعر کہتا ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:
اے عمر رضی اللہ عنہ! اسے چھوڑ دو، بلاشبہہ وہ کلام ان میں تیر کی نوک سے زیادہ موثر اور جارح ہے۔

یہ ایک ناقابلِ تردید حقیقت ہے کہ جہاں کچھ اشعار حکمت اور دانش و بینش سے لبریز ہوتے ہیں، وہاں بہت سے اشعار فحش، لغویت، لایعنی اور مافوق الفطرت تخیلات اور واہمات پر مشتمل ہونے کے ساتھ ساتھ مبالغہ آمیز بھی ہوتے ہیں اور ان کے قائلین عمل سے بے بہرہ ہونے کے ساتھ ساتھ سرگرداں ہوتے ہیں۔ مختلف ادوار کے شعراء کے موزوں اور مقفی کلام پر عام طور پر اور دورِ جاہلیت کے شعراء کے کلام پر خاص طور پر اس نکتہ نظر سے طائرانہ نگاہ ڈالی جائے تو یہ درج بالا دونوں پرتیں بہ سہولت سامنے آجاتی ہے، انھیں حقائق کے پیشِ نظر جہاں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے عمدہ اشعار اور شعراء کی حوصلہ افزائی فرمائی، وہاں قبیح اشعار اور شعراء کی حوصلہ شکنی کی ہے۔ چنانچہ اول الذکر کی بابت تفصیل سے گزر چکا ہے، جبکہ ثانی الذکر کے متعلق رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے:

«لَأَن يَّمْتَلِىَ جَوْفُ أَحَدِكُم قَيْحًا خَيْرٌ لَّهٗ مِنْ أَن يَّمْتَلِىَ شِعْرًا»[1]

”شعر کے ساتھ پیٹ بھرنے کے بجائے تم میں سے کسی ایک کا پیٹ پیپ سے بھر جائے تو اس کے لیے بہتر ہے۔“

اس حدیث کی شرح میں ”صاحب التحفة“ رقم طراز ہیں:

”اَلظَّاهِرُ أَنَّ الْمُرَادَ مِنَ الِامْتِلَاءِ أَن يَّكُوْنَ الشِّعْرُ مُسْتَوْلِيًا

[1] ترمذي، محمد بن عيسى: جامع الترمذي (٨/ ١٤٣) صديق حسن خان، فتح البيان في مقاصد القرآن (٧/ ٦١) اسماعيل بن كثير، الدمشقي القرشي: تفسير القرآن العظيم (٣/ ٣٥٣) سهيل اكيڈمی، شاه عالم ماركيت، لاهور، الباكستان.

عَلَيْهِ بِحَيْثُ يَشْغَلُهُ عَنِ الْقُرْآنِ وَالذِّكْرِ وَالْعُلُومِ الشَّرْعِيَّةِ وَهُوَ مَذْمُومٌ مِنْ أَيِّ شِعْرٍ كَانَ"[1]

''امتلاء سے مراد ہے کہ شعر اس پر اس طرح غالب آ جائے کہ اس کو قرآن، ذکر اور علومِ شرعیہ سے روکے، شعر جیسا بھی ہو، اگر وہ ایسا ہو کہ قرآن، ذکر اور علومِ شرعیہ سے روکے تو مذموم ہے۔''

مولانا مودودی اس کی بابت یوں رقم طراز ہیں:

''مذموم شاعری اور شعراء کی وضاحت اس درج ذیل عبارت سے بہ خوبی ہو جاتی ہے: کہیں عشق بازی اور شراب نوشی کے مضامین بیان ہو رہے ہیں اور حاضرین اچھل اچھل کر ان پر داد دے رہے ہیں، کہیں کسی زنِ بازاری یا کسی گھر کی بہو بیٹی کا حسن موضوعِ سخن ہے اور سننے والے اس پر مزے لے رہے ہیں۔ کہیں جنسی مواصلت کی حکایت بیان ہو رہی ہے اور پورے مجمع پر شہوانیت کا بھوت مسلط ہے، کہیں ہذل بکا جا رہا ہے، یا مسخرہ پن کی باتیں ہو رہی ہیں اور مجمع میں ہر طرف ٹھٹھے لگ رہے ہیں۔ کہیں کسی کی ہجو اڑائی جا رہی ہے اور لوگ اس سے لطف لے رہے ہیں، کہیں کسی کی بے جا تعریف ہو رہی ہے اور اس پر تحسین و آفرین کے ڈونگرے برسائے جا رہے ہیں۔ اور کہیں کسی کے خلاف نفرت، عداوت اور انتقام کے جذبات بھڑکائے جا رہے ہیں اور سننے والوں کے دلوں میں ان سے آگ سی لگی جاتی ہے۔ ان مجلسوں میں شاعروں کے کلام سننے کے لیے جوٹھٹھ کے ٹھٹھ لگتے ہیں اور بڑے بڑے شاعروں کے پیچھے جو لوگ لگے پھرتے ہیں ان کو دیکھ کر کوئی شخص یہ محسوس کیے بغیر نہیں رہ

[1] محمد عبد الرحمان: تحفة الأحوذي بشرح جامع الترمذي (٨/ ١٤٤)

سکتا کہ یہ اخلاق کی بندشوں سے آزاد، جذبات و خواہشات کی رو میں بہنے والے اور لطف و لذت کے پرستار، نیم حیوانِ قسم کے لوگ ہیں، جن کے ذہن کو کبھی یہ خیال چھو کر بھی نہیں گیا ہے کہ دنیا میں انسان کے لیے زندگی کا کوئی بلند تر مقصد و نصب العین بھی ہو سکتا ہے۔''[1]

اشعار میں استعارات و تشبیہات کا استعمال:

اشعار میں استعارات و تشبیہات کے استعمال کی اجازت ہے۔ حضرت کعب رضی اللہ عنہ بن زہیر نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو قصیدہ بردہ پڑھ کر سنایا۔

اس میں یہ اشعار بھی ہیں:

بَانَتْ سُعَادُ فَقَلْبِی الْیَوْمَ مَتْبُوْلٌ   مُتَیَّمٌ اِثْرُھَا لَمْ یُفْدِ مَکْبُوْلٌ

وَمَا سُعَادُ غَدَاۃَ الْبَیْنِ إِذْ رَحَلُوْا   اَلَا نَقِیْضُ الطَّرْفِ مَکْحُوْلٌ

تَجْلُوْ عَوَارِضُ ذِیْ ظُلْمٍ اِذَا ابْتَسَمَتْ   کَأَنَّہٗ مُنْھَل بِالرَّاحِ مَعْلُوْلٌ

''سعاد جدا ہوگئی۔ پس آج میرا دل اس کے فراق میں حواس کھو چکا ہے، کیونکہ اس کے پیچھے قیدی بن کر چلنے والا اپنے آپ کو فدا نہ کر سکا۔ اور نہیں سعاد کی تصویر جدائی کی صبح جب لوگ جا رہے تھے۔ مگر پست نگاہ اور سرمگیں آنکھوں کی ایک جھلک لشکارا بھرتے ہیں، اس کے سامنے کے دانت جب وہ مسکراتی ہے، گویا کہ شراب کا جام ہے جسے بار بار پیش کیا جا رہا ہے۔''[2]

---

[1] مودودي، أبو الأعلىٰ: تفهيم القرآن (٣/ ٥٤٦) ترجمان القرآن لاهور.

[2] ابن العربي، محمد بن عبد الله، أبو بكر: أحكام القرآن (٣/ ١٤٣٤) عيسىٰ البابى، الحلبى و شركاؤه قصيده برده (ص: ٤٣) مترجم از حافظ محمد نصر الله خان، دار الحديث رحمانيه گڑه مهاراجه ضلع جهنگ۔ ابن هشام: السيره النبوية (٤/ ١٥٥)

پس اس قصیدے میں استعارات وتشبیہات اسلوبِ بدیع کے ساتھ آئے ہیں۔ اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سنتے تھے اور انکار نہیں کرتے تھے۔ ٭

جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ منورہ میں داخل ہوئے اس وقت انصار کی معصوم لڑکیاں پیارے لہجے اور پاک زبانوں سے یہ چند اشعار گا رہی تھیں:

أَشْرَقَ الْبَدْرُ عَلَيْنَا مِنْ ثَنِيَّاتِ الْوَادِعِ وَجَبَ الشُّكْرُ عَلَيْنَا مَا دَعَا لِلّٰهِ دَاعٍ

أَيُّهَا الْمَبْعُوثُ فِيْنَا جِئْتَ بِالْأَمْرِ الْمُطَاعِ

ان پہاڑوں سے جو ہیں ہوئے جنوب چودھویں کا چاند ہے، ہم پر چڑھا

کیسا عمدہ دین اور تعلیم ہے شکر واجب ہے ہمیں اللہ کا

ہے اطاعت فرض تیرے حکم کی بھیجنے والا ہے تیرا کبریا [1]

ان اشعار میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے لفظ بدر (چودھویں رات کا چاند) بطور استعارہ [2] استعمال ہوا ہے۔

حضرت کعب بن زہیر رضی اللہ عنہ نے کہا:

إِنَّ الرَّسُوْلَ لَسَيْفٌ يُسْتَضَاءُ بِهٖ مُهَنَّدٌ مِّنْ سُيُوْفِ اللّٰهِ مَسْلُوْلُ [3]

''یقیناً وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایسی چمکدار تلوار ہیں، جس کی روشنی سے جہاں روشن ہوا ہے۔ وہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے اللہ کے دشمنوں کے لیے ہندی تلوار ہیں۔''

٭ اس قصیدے میں، آگے جا کر یعنی بعد والے اشعار میں حضرت کعب خود ہی کہتے ہیں کہ سعاد کا بے فائدہ ذکر چھوڑو اور حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی نعت کہو۔

[1] محمد سليمان، سلمان قاضي منصور پوری (١/ ٩٦) مكتبه أصحاب الحديث، حسن ماركيٹ مچھلی منڈی اردو بازار لاهور.

[2] کسی لفظ کو غیر معنی لغوی میں استعمال کرنا۔ (قاضی زین العابدین: بیان اللسان، ص: ٣٦)

[3] قصيده برده (ص: ٤٣) مترجم از حافظ محمد نصر اللہ خاں، دارالحدیث رحمانیہ گڑہ مہاراجہ، ضلع جھنگ۔ ابن هشام: السيرة النبوية (٤/ ١٥٥)

اس شعر میں حضرت کعب بن زہیر رضی اللہ عنہ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے مُهَنَّدٌ مَّسْلُوْلٌ (ننگی ہندی تلوار) بطورِ استعارہ استعمال کیا ہے۔

خلاصة المبحث:

پیر محمد کرم شاہ، الازہری نے کہا:

''جن شعراء کی مذمت کی گئی ہے وہ ایسے شعراء ہیں، جو کفر و شرک کی ترویج کے لیے اور فسق و فجور کی اشاعت کے لیے اپنے ملکہ شعر گوئی کو استعمال کرتے ہیں اور اپنی شعلہ نوائی سے کام لیتے ہوئے لوگوں کے جذبات کو اسلام کے خلاف بھڑکاتے ہیں اور بارگاہِ رسالت میں ہجو کر کے اہلِ ایمان کی دل آزاری کرتے ہیں، لیکن وہ شعراء جن کی ساری قوتیں اسلام کی خدمت میں اور عقائدِ حقہ کی تبلیغ میں صرف ہو رہی ہیں وہ اس زمرے میں داخل نہیں، چنانچہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں بڑے بڑے جلیل المرتبت شعراء موجود تھے۔ حضرت حسان رضی اللہ عنہ کے لیے مسجدِ نبوی میں منبر رکھا اور وہ کافر شعرا کا جواب دیتے۔

... اچھا شعر، اچھے کلام کی طرح ہے اور برا شعر برے کلام کی طرح ہے۔ دوسری حدیث میں ہے: ((اِنَّ مِنَ الشِّعْرِ لَحِكْمَةً)) ''بعض شعروں میں بڑی دانائی کی باتیں ہوتی ہیں۔''

ایسے اشعار جو غیر شرعی الفاظ اور کنایات پر مشتمل نہ ہوں۔ شریعت ان کی حوصلہ افزائی کرتی ہے۔ بالخصوص ایسے اشعار جو اللہ تعالیٰ کی وحدانیت، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت و مدحت اخلاقی و شرعی ہدایات اور اسلامی تعلیمات پر مشتمل ہوں۔ ان میں اسلام کی اُلفت کا بیان ہو اور آخرت کے تذکرے ہوں تو ایسے اشعار کہنا باعث اجر اور اللہ تعالیٰ کے ہاں قرب کا ذریعہ ہیں۔[1]

[1] محمد کرم شاہ پیر: ضیاء القرآن (۳/۴۲۳-۴۲۴) ضیاء القرآن پبلی کیشنز لاہور کراچی پاکستان۔

فصل سوم:

قبل از اسلام عربی شاعری

دورِ جاہلیت[1] کی عربی شاعری:

دورِ جاہلیت کے کس عرصے کی شاعری ہم تک پہنچی؟ اس کے محرکات کیا تھے؟ اس کی مقدار کتنی ہے؟ اس کا کتنا حصہ ہم تک پہنچا اور کتنا ضائع ہو گیا؟ ان سوالات کے جوابات درج ذیل اقتباسات میں موجود ہیں:

اہلِ عرب عہدِ جاہلیت میں بوقتِ ضرورت شاعری کیا کرتے تھے۔ مگر اس کی مقدار کس قدر وافر ہے ہمیں اس کی کوئی خبر نہیں۔ اسلام سے تھوڑا عرصہ قبل جو شاعری انھوں نے کی ہے، اس میں سے کچھ حصہ ہم تک پہنچا ہے۔[2]

جاہلیت کے شعراء کی منظومات میں سے جو چیز ہم تک پہنچی ہے وہ حجازیوں کے یمن کے غلبے سے نجات حاصل کرنے کے بعد نظم کی گئی اور اس سے پہلے جو اشعار ہم

---

[1] جاہلیت، جہالت سے بنا ہے اور جہالت کے معنی حماقت، نادانی، خود پسندی، پیچ، اور عصبیت و حمیت اور انہی عادتوں پر جاہلیت میں دار و مدار تھا۔ احمد حسن زیات: تاریخ ادب عربی (ص: ۱۵۵)[مترجم]

[2] جرجی زیدان: - تاریخ آداب اللغة العربية (۱/ ٦٣) "قَضَى الْعَرَبُ اَجْيَالًا لَّا يَعْرِفُ مِقْدَارَهَا إِلَّا اللّٰهُ وَهُمْ يَقُوْلُوْنَ الشِّعْرَ عِنْدَ الْحَاجَةِ مِمَّا لَمْ يَصِلْ إِلَيْنَا خَبَرُهُ، وَإِنَّمَا وَصَلَ إِلَيْنَا بَعْضُ مَا نَظَمُوْهُ فِي النَّهْضَةِ الْأَخِيْرَةِ قَبْلَ الْإِسْلَامِ" (مصدر سابق)

تک پہنچے ہیں، وہ تھوڑے ہونے کے ساتھ حجازیوں کے علاوہ اور لوگوں کے ہیں۔[1]

حجاز ونجد کی یمن سے نجات ایک سیاسی انقلاب تھا، اس کے بعد عربوں کی آپس کی لڑائیاں شروع ہوگئیں، جو ایام العرب کے نام سے معروف ہیں۔ ان لڑائیوں میں سے کثیر الحدت اور طویل المدت وہ لڑائی ہے جو بکر وتغلب کے مابین ہوئی اور یہ دونوں (قبیلے) ربیعہ (قبیلہ) کی شاخ ہیں۔ اور وہ (لڑائی) مہلہل و خساس کے درمیان حرب البسوس ہے۔ ان میں چالیس سال یہ نزاع بہ دوام رہا اس دوران میں ان کے شیوخ فوت ہوگئے اور جوان بوڑھے ہو گئے اور بچے جوان ہوگئے۔ اور اسی دوران مہلہل، جو قبیلہ کلیب کا نابغہ روزگار فرد تھا، نمودار ہوا اور وہ ان لڑائیوں میں حاضر رہا تھا، وہ طبعی شاعر تھا دونوں قبیلوں کے درمیان مصالحت میں اس نے درمیانی کردار ادا کیا۔ تاریخِ شعر میں اس کا اہم کردار ہے۔[2]

اصحاب الفیل کا واقعہ قریش، کنانہ اور قیس کے درمیان حرب الفجار کا وقوع

---

[1] جرجی زیدان: - تاریخ آداب اللغة العربية (١/ ٦٣) "كُلُّ مَا وَصَلَ إِلَيْنَا مِنْ مَنْظُومَاتِ شُعَرَاءِ الْجَاهِلِيَّةِ، نظم بعد استقلال الحجازيين من سيطرة اليمن، وما وصل إلينا من الشعر قبل ذلك قليل وهو الحجازيين.

[2] مصدر سابق. (١/ ٦٤، ٦٥)

۳۴۵ عیسوی میں جب یمن رومیوں کے خلاف اپنی سیادت کی حفاظت میں ناکام رہا تو عربوں پر اس کا رعب جاتا رہا، چنانچہ وہ اس کے غلبے اور اس کو خراج ادا کرنے سے راہِ فرار تلاش کرنے لگے عربوں میں سے قبیلہ ربیعہ نے سب سے پہلے اس زنجیر کو توڑا، لیکن اس وقت اہلِ عرب نجات حاصل کرنے میں ناکام رہے۔ چنانچہ پھر کافی عرصہ بعد، یعنی پانچویں صدی عیسوی کے آخر میں جب ربیعہ امیر تغلب فوت ہوگیا تو اس کے بعد اس کا بیٹا کلیب اس کا جانشین بنا۔ اس نے اپنے جھنڈے کے نیچے ربیعہ، قضاعہ، مضر ایاد اور نزار کو اکٹھا کیا اور یمن کے ساتھ یوم خزاد نامی معرکے میں لڑائی کی اور یمن کو شکست دے کر اس کے سطوت سے نجات حاصل کی۔

پذیر ہونا ایسے وقائع ہیں، جنھوں نے عربوں میں فخر اور حماسہ کے لیے شاعری کے ابواب کھولے۔ ان کے ساتھ ساتھ ان میں حکمت، شوق، موعظت، عشق و محبت اور مدح وغیرہ کے موضوعات میں بیداری پیدا ہوگئی۔[1]

اسلام سے تھوڑا عرصہ قبل، دور جاہلی کی شاعری اس قدر فراواں ہے کہ عربوں کے علاوہ کسی اور امت کے ہاں ان صدیوں میں اس قدر وافر ذخیرۂ شاعری موجود نہیں ہے۔

یونان کی جاہلیت کی شاعری کا بڑا حصہ دو مجموعے الیاذہ میروس اور واد دیستہ ہیں اور دونوں مجموعوں کے اشعار کی تعداد تیس ہزار اشعار سے زیادہ نہیں ہے۔ اسی طرح ہندوؤں کی مہا بھارت کے بیس ہزار اشعار ہیں رامایان کے اڑتالیس ہزار اشعار ہیں۔ اسلام سے قلیل عرصہ قبل کی دورِ جاہلی کی شاعری اس سے کئی گنا زیادہ ہے، وہ اپنی منظومات کو ابیات کی بجائے قصائد کے ساتھ گنتے ہیں۔ صاحب کتاب الحماسہ ابوتمام کو قصائد اور مقاطیع کے علاوہ اشعار عرب میں سے چودہ ہزار ارجوزے یاد تھے۔[2] اور حماد راوی کو ستائیس ہزار قصیدے یاد تھے۔ حروف تہجی میں سے ایک حرف پر ایک ہزار قصیدہ (منظوم) ہے۔ اصمعی کو سولہ ہزار ارجوزے یاد تھے۔ ابو ضمضم ایک سو شعرا کے اشعار روایت کرتا ہے، ان میں سے ہر ایک کا نام عمرو ہے۔ اس میں مبالغے کے گمان کے باوجود یہ روایات ان منظومات کی کثرت پر دلالت کرتی ہیں جن کو عرب نے نظم کیا۔ اسلام میں شعر کے راویوں تک جو پہنچا ہے وہ جاہلیت کے بعض اشعار ہیں، کیونکہ شعر جاہلی کے اکثر رواۃ فتوحِ اسلامیہ میں قتل ہوگئے تھے، پس جو اشعار انھوں نے یاد کیے تھے وہ ضائع ہوگئے۔

---

[1] جرجی زیدان: - تاریخ آداب اللغة العربية (١/ ٦٦)

[2] بحر رجز کا قصیدہ ارجوزہ کہلاتا ہے۔ (المنجد، ص: ۳۷۱)

ابوعمرو بن العلاء نے کہا: جو عرب نے اشعار کہے، اس میں تھوڑا حصہ تم تک پہنچا اور اگر وہ تمھارے پاس وافر آتا تو تمھارے پاس علم اور شعر کثیر آتا۔[1]

زمانۂ جاہلیت کی مختصر سی مدت میں جو شاعری روایت کی گئی ہے وہ اتنی زیادہ ہے کہ اس کو یکجا کرنا مشکل ہے اور حافظہ اس کو یاد کرنے سے قاصر ہے، حالانکہ اس کا بڑا حصہ راویان شعر کے فاتحانہ معرکوں میں مرجانے کی وجہ سے تلف ہوگیا۔

ہمارے ہاں جو شعرا کے نام پہنچے ہیں وہ تھوڑے ہیں، کیونکہ مختلف خاندانوں کی شاعری کی جو روایات راویوں نے بیان کیں وہ تو وہ ہیں جو زیادہ مشہور ہیں باقی تو شاعری کا حصہ ضائع ہوگیا۔ مختلف قبیلوں اور کنبوں کے شعرا کا احصاء ناممکن ہے اور نہ ہی کسی راوی نے کسی ایک قبیلے کے تمام اشعار روایت کیے ہیں۔

شعرا کے اشعار کا کچھ حصہ ہم تک پہنچا ہے اور باقی حصہ اس لیے ضائع ہوگیا کہ لوگوں کو اسلام اور فتوحات نے شاعری سے غافل کر دیا اور اکثر رواۃ وحفاظ جہاد میں چلے گئے۔ اور فتوحات کے بعد جب وہ واپس لوٹے اور شعر و ادب میں مشغول ہوئے تو شعر و ادب کا تھوڑا سا حصہ انھوں نے محفوظ ومصون پایا۔ یہ بات اس نظریے کی تائید کرتی ہے کہ عرب کے دورِ جاہلی کے مشہور ومعروف شعرا کا اس پایہ کا کلام جو ان کی منظومات کے مجموعے میں ہمیں ملتا ہے، جیسے: عرفہ بن عبید اور عبید بن الابرص ہیں کہ ان کا موجودہ کلام ان کی شہرت واسعہ کے متوازی نہیں ہے۔[2]

جاہلی شعرا اور شاعری:

جب ان جاہلی شعرا کی بابت غور کریں تو آپ دیکھیں گے کہ شعران کے اعمال میں سے ہر عمل میں داخل اور ان کی حرکات میں سے ہر حرکت کے ساتھ شامل

---

[1] جرجی زیدان: تاريخ آداب اللغة العربية (۱/ ۷۰)

[2] مصدر سابق. (۱/ ۷۱، ۷۲)

ہیں، یہاں تک کہ آپ کو یہ خیال آئے گا کہ وہ گفتگو نہیں کرتے تھے، مگر شعر کے ساتھ اور ان میں سے ہر ایک شاعر تھا یا شعر کہتا تھا، اگرچہ تھوڑے ہی اشعار کہتا ہو حتٰی کہ ملوک، اُمَرَاء، گھڑ سوار، آدمی، عورتیں، حکما، صعالیک (فقرا) غلام، چور اور یہود و نصاریٰ اور بت پرستوں میں سے پاگل لوگ بھی شعر کہتے تھے۔

اہلِ عرب کے اکثر گھروں میں شعر گوئی کا فن کئی نسلوں سے ورثے میں بہ تسلسل چلا آتا تھا۔ پس نعمان بن بشیر انصاری شعر کے سلسلے میں عریقین میں سے (اپنے) پچھلوں کے جانشین تھے ان کے دادا شاعر تھے ان کے ابو اور چچا بھی شاعر تھے وہ اور ان کی اولاد شعرا تھے۔[1]

اسی طرح کعب بن مالک رضی اللہ عنہ شعرائے صحابہ رضی اللہ عنہم میں سے ہیں۔ ان کے والد اور ان کے چچا قیس دونوں شاعر تھے اور کعب رضی اللہ عنہ کے بیٹے اور پوتے سارے کے سارے شعرا تھے۔ اسی طرح الکمیت بن معروف اور عبدیغوث بن صلاءۃ تھے اور ان کے ہاں جاہلیت میں شاعری کے گھرانوں کی ایک بڑی تعداد ہے۔ ان میں سے ابوسلمیٰ کا گھر ہے، پس تحقیق ابوسلمیٰ شاعر تھے اور ان کے بیٹے زہیر مشہور شاعر ہیں۔ اس کے ماموں بشامہ بن غدیر شاعر ہیں، اور اس کے دونوں بیٹے کعب رضی اللہ عنہ بن زہیر اور بجیر رضی اللہ عنہ (بن زہیر) شاعر ہیں اور دونوں کے بیٹوں میں سے شعرا کی ایک جماعت ہے۔ حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ کے بیٹوں میں کئی نسلوں تک شاعری بہ تسلسل رہی۔[2]

درج بالا اقتباسات سے یہ نتیجہ اخذ کیا جاسکتا ہے کہ شعر گوئی جاہلی شعرا کی خصوصاً اور دورِ جاہلیت کے اہلِ عرب کی عموماً صفت لازمہ وموروثہ تھی۔

---

[1] جرجی زیدان: تاريخ آداب اللغة العربية (۱/ ۷۱)

[2] مصدر سابق. (۱/ ۷۱)

دورِ جاہلیت میں شاعر کا مقام:

قبیلے کو اپنے شاعر سے کئی توقعات وابستہ ہوتی تھیں، چنانچہ شاعر اپنے قبیلے کا مدافع و حامی، قائد و سید، مفاخر و مکارم پر فخر کناں، ذریعہ صلح و اتفاق اور قوم کی زبان ہوتا تھا۔(دورِ جاہلیت میں شاعر جو وہی مقام حاصل تھا، جو عہدِ حاضر میں میڈیا کو حاصل ہے) اس لیے اسے اپنے قبیلے میں اعلیٰ و ارفع مقام حاصل ہوتا تھا۔درج ذیل اقتباسات ہمارے اس دعوے کی تصدیق کرتے ہیں:

''عرب میں ہر قبیلے کی یہ خواہش ہوتی تھی کہ اس میں شاعر، لیڈر اور مقرر پیدا ہو، لیکن ان تینوں میں سے اسے سب سے زیادہ محبوب شاعر ہی ہوتا تھا۔اور جب کسی قبیلے میں کوئی بلند پایہ و کامل شاعر پیدا ہوجاتا تو وہ دعوتیں کرتے جشن مناتے اور دیگر قبائل اسے مبارک باد دیتے اور تہنیت کا پیغام بھیجتے، اس لیے کہ شاعر ہی وہ لوگ تھے جو بلا اجرت و معاوضہ اپنے کلام سے اپنی قوم کی قیادت اور اجتماع کے موقع پر ان کی حمایت و مدافعت کرتے ان کی تاریخ اور ان کے روشن کارناموں کو حیات جاوید بخشتے اور قوم کے دل و دماغ میں اس کے مفاخر و مکارم نقش کرتے۔''[1]

قبیلے کے لیے کئی شعرا ہوتے تھے، ان میں سے ایک کو قبیلہ مقدم کرتا تھا جس کا نام قبیلہ "شاعر القبیلة" رکھتا تھا، قائد اور خطیب کی طرح شاعر کو تیار کرنے کا اہتمام بھی قبیلہ کرتا تھا۔پس کہا جاتا تھا کہ فلاں قبیلے کا قائد فلاں، گھڑ سوار فلاں اور اس کا شاعر فلاں ہے۔[2]

اور وہ (قبائل) شعرا کو (آپس کی ناراضیاں ختم کرنے اور ایک دوسرے کو) راضی کرنے یا نرمی و شفقت کرنے میں واسطہ بناتے تھے، یا لڑائیوں پر ابھارنے کے

---

[1] احمد حسن زیات: تاریخ ادب عربی (ص: ۹۸، ۹۹) مترجم از عبدالرحمان طاہر سورتی۔

[2] جرجی زيدان: تاريخ آداب اللغة العربية (۱/ ۸۷)

لیے انھیں وسیلہ بناتے تھے۔ پس شاعر قبیلے کے حال کی زبان ہوتا تھا، جو اس کی غرض و مدعا بیان کرتا اور آج کے رسمی صحیفوں کی طرح ان کی زبان بولتا تھا۔ پس رسمی صحیفہ جو کچھ کہتا ہے، لوگ جان لیتے ہیں کہ یہ حکومت کی مراد ہے۔[1]

ان شعراء میں سے بعض شاعروں نے شاعری کو پیشہ اور کمائی کا ذریعہ بھی بنا لیا تھا، جس سے ان کے مرتبہ میں تو فرق آ گیا تھا لیکن ان کی شاعری اپنی جگہ بلند رہی، مثلاً: نابغہ نعمان سے، زہیر ہرم بن شان سے، اعشٰی بادشاہوں اور عامیوں سے مدد لیتے رہتے تھے۔[2]

زمانۂ جاہلیت کی شاعری کی خصوصیات:

صحرائی درشتی و سنگلاخی، کھری اور روکھی زندگی، آزادیِ فکر، آب و ہوا کی تاثیر، دیہاتی سادگی یہی وہ عوامل ہیں جن کے اثر نے جاہلیت کی شاعری کو ایک خاص رنگ میں رنگ کر اس میں امتیازی شان پیدا کر دی ہے۔[3]

عربِ جاہلیت سادگی اور تصنع یا ہر چیز میں تکلف سے بُعد پر پیدا ہوئے، جیسے شہریت کے شوائب سے دوری کے باعث اہلِ بادیہ کی حالت ہوتی ہے، پس وہ ایسی طبعی فطرت پر ہوتے ہیں، جس کا عنوان اپنے تمام معانی کے ساتھ صدق ہے۔ اس میں آزادیِ فکر، ادبی شجاعت اور قول و عمل میں صراحت داخل ہے۔ وہ اپنے لباس اور

---

[1] جرجی زیدان: تاریخ آداب اللغة العربية (١/ ٨٧۔ ٨٨)

[2] احمد حسن زیات: تاریخ ادب عربی (ص: ۹۹) مترجم از عبدالرحمان طاہر سورتی۔

[3] احمد حسن زیات: تاريخ الأدب العربي (ص: ٣٢) دار الثقافة، بيروت، لبنان. احمد حسن زیات: تاریخ ادب عربی (ص: ۷۰) مترجم از عبدالرحمان طاہر سورتی۔

"وَعَوْثَةُ الصَّحْرَاءِ، وَخُشُونَةُ الْعَيْشِ، وَحُرِّيَّةُ الْفِكْرِ، وَطَبِيْعَةُ الْجَوِّ، وَسَذَاجَةُ الْبَدْوِ، كُلُّ أُولٰئِكَ طَبَعَ الشِّعْرُ الْجَاهِلِيُّ بِطَابِعٍ خَاصٍّ وَّوَسَمَهُ بِسِمَةٍ ظَاهِرَةٍ"

کھانے پینے میں تکلف نہیں کرتے اور نہ ہی اپنے کلام میں تصنع کرتے ہیں۔ اور جو خیال ان کے دلوں پر وارد ہوتا ہے، اس کو اسی طرح کہہ دیتے اور بلا زیب و آرائش اس کی اسی طرح تصویر کشی کر دیتے ہیں جیسے وہ ان کی قوتِ متخیلہ پر وارد ہوتا ہے۔[1]

جو خیال بھی ان کے دل میں آتا یا جس چیز کا انھیں احساس ہوتا اس کو فوراً نظم کر دیتے، یہی وجہ ہے کہ ان کی شاعری ان کے علم و حکمت و تجارب کا مخزن، ان کے کردار اور جنگی وقائع کی مرقع، ان کے صحیح و غلط کی آئینہ دار اور ان کی گفتگو، نیز شبینہ قصہ گوئیوں کا خلاصہ ہے۔ عربوں میں عام طور پر شعر و شاعری کا چرچا ان کی شاعری کا بیشتر حصہ برجستہ اور آمد ہے، چنانچہ ان کی شاعری میں وجدانی یا قلبی احساسات کی ترجمانی کا حصہ اس قدر وافر ہے کہ اس کی مثال دنیا کی کسی دوسری قوم کی شاعری میں نہیں ملتی۔[2]

اس شاعری میں راست اور سچائی ہے۔ یعنی کسی جذبہ کی بے کم و کاست پوری اور سچی عکاسی، فطرت کی صحیح ترجمانی اور ظاہری ٹیپ ٹاپ اور تکلفات سے یہ شاعری آپ کو بالکل خالی نظر آئے گی اور یہی وجہ ہے کہ اس میں اختصار زیادہ، مجاز کم اور مبالغہ تو بالکل ہی نادر ہے۔[3]

---

(1) جرجی زیدان: تاریخ آداب اللغة العربية (۱/ ۷۷)

”فُطِرَ عَرَبُ الْجَاهِلِيَّةِ عَلَى الْبَسَاطَةِ وَالْبُعْدِ عَنِ التَّصَنُّعِ أَوِ التَّعَمُّلِ فِیْ كُلِّ شَیْءٍ شَأْنُ أَهْلِ الْبَادِيَةِ لِبُعْدِهِمْ عَنْ شَوَائِبِ الْمَدِيْنَةِ فَهُمْ عَلَى الْفِطْرَةِ الطَّبِيْعِيَّةِ وَعُنْوَانُهَا الصِّدْقُ بِكُلِّ مَعَانِيْهِ وَيَدْخُلُ فِيْهِ اسْتِقْلَالُ الْفِكْرِ وَالشُّجَاعَةِ الْأَدَبِيَّةِ وَالصَّرَاحَةِ فِی الْقَوْلِ وَالْعَمَلِ فَلَا يَتَعَكَّفُوْنَ فِیْ لِبَاسِهِمْ وَلَا طَعَامِهِمْ وَشَرَابِهِمْ وَلَا يَتَصَنَّعُوْنَ فِیْ كَلَامِهِمْ وَاِنَّمَا يَقُوْلُوْنَ مَايَخْطُرُ لَهُمْ وَيُصَوِّرُوْنَهٗ كَمَا يَتَمَثَّلُ لِمَخِيْلَتِهِمْ بِلَا تَنْمِيْقٍ أَوْ تَأَنُّقٍ“

(2) احمد حسن زیات: تاریخ ادب عربی (ص: ۶۶، ۶۷) مترجم از عبدالرحمان طاہر سورتی۔

(3) مصدر سابق، (ص: ۷۰) مترجم از عبدالرحمان طاہر سورتی۔

اس میں منطقی طریقوں اور طبعی تقاضوں کے مطابق، ترتیب و تسلسلِ افکار پر بہت کم توجہ دی گئی ہے، چنانچہ معانی و مضامین کا باہمی ربط بہت کمزور ہوتا ہے، شعروں کی ترتیب بے جوڑ اور ڈھیلی ہوتی ہے، حتی کہ اگر شعروں کی ترتیب میں تاخیر و تقدیم کردی جائے بعض شعروں کو بالکل حذف کر دیا جائے تو بھی کوئی کمی یا خامی معلوم نہیں ہوتی۔ اس کی وجہ یہی ہے کہ دیہاتی فطرتاً فلسفیانہ نظر نہیں رکھتے، ان کی نظر میں تمام اشیاء و حوادث ایک دوسرے سے الگ اور بے تعلق ہوتے ہیں، جنھیں کوئی رشتہ باہم نہیں ملاتا، یہی سبب ہے کہ عرب ادیبوں کے نزدیک شاعری کو پرکھنے کا معیار ایک ایک شعر ہوتا تھا نہ کہ پورا قصیدہ۔

غریب و ناموس الفاظ کا استعمال، تراکیب میں متانت اور الفاظ میں شوکت دورِ جاہلیت کی شاعری کی ایسی خصوصیات ہیں، جو ان کے طبع اور اجتماعی نظام میں قوت و درشتی کی غمازی کرتی ہیں۔[1]

شاعری کا آغاز کھنڈرات اور مکانات کے ذکر سے ہوتا ہے، اس لیے کہ وہ خانہ بدوش زندگی گزارتے تھے۔ جاہلیت کی شاعری میں نیرنگی کم اور مشابہت زیادہ پائی جاتی ہے اور اس کی تمام دوڑ تقلید و سماع کے ایک ہی میدان تک محدود ہے۔[2]

ان کی خانہ بدوش زندگی گزارنے کی وجہ یا تو دشمن سے فرار یا چراگاہ کی تلاش یا پھر پانی وغیرہ کی تلاش ہے، جیسے: امرؤ القیس کا قول ہے:

قِفَا نَبْكِ مِنْ ذِكْرٰى حَبِيْبٍ وَّمَنْزِلٖ[3]

---

[1] احمد حسن زیات: تاریخ ادب عربی (ص: ۷۰) مترجم از عبدالرحمان طاہر سورتی۔

[2] مصدر سابق (ص: ۷۰)

[3] جرجی زیدان: تاریخ آداب اللغة العربية (۱/ ۸۲)

پورا شعر یوں ہے:

غرض شعر کے اختلاف کی بدولت شعر کی رقت وخشونت مختلف ہوتی ہے۔ گھڑ سوار کے شعر کے مقابلے میں عاشق کا شعر زیادہ رقت آمیز ہوتا ہے اور دیہاتی کے شعر کے مقابلے میں شہر سے تعلق رکھنے والا شعر زیادہ پر لطف ہوتا ہے۔ جاہلی شاعر اپنی نظم کے سلسلے میں مقدمہ یا تمہید کے ساتھ متقید نہیں ہوتا۔[1]

جاہلی شاعر جب فخر کے بارے میں نظم لکھنے کا قصد کرتا ہے، تو اس کو منازل کے ذکر کے ساتھ شروع کرتا ہے اور اس (اصل موضوع فخر) کی طرف راجع ہوتا ہے۔ اور بعض اوقات جاہلی شاعر ایک شعر میں یا اس کے کچھ حصے میں خلیلہ کو مخاطب کر کے بلاتا ہے پھر جس موضوع کا ارادہ کرتا ہے، اس کی طرف رجوع کرتا ہے۔ بعض اوقات خلیل کا ذکر کیے بغیر اخبار کی طلب کے ساتھ شروع کرتا ہے، جیسے: سفع جبل عسیب کے بارے میں اپنی وفات سے تھوڑا عرصہ پہلے امرؤ القیس کا قول ہے:

أَلَا أَبْلِغْ بَنِیْ حَجَرِ بْنِ عَمْرٍو   وَأَبْلِغْ ذٰلِكَ الْحَیَّ الْحَدِیْدَا
بِأَنِّیْ قَدْ هَلَكْتُ بِأَرْضِ قَوْمٍ   سَحِیْقًا مِّنْ دِیَارِكُمْ بَعِیْدًا

”خبردار! (یہ خبر) بنی حجر بن عمرو اور اس لوہے (کی مانند سخت) قبیلے کو پہنچا دو
کہ میں تمھارے گھروں سے بہت دور ایک قوم کی زمین میں ہلاک ہو گیا۔“

اور کبھی وہ شاعر تشبیہ کے صیغے کے ساتھ کلام کرتا ہے گویا کہ وہ دو افراد کے ساتھ مخاطب ہے:

←

قِفَا نَبْكِ مِنْ ذِكْرٰی حَبِیْبٍ وَّ مَنْزِلِ   بِسقطِ اللّوی بَیْنَ الدُّخُولِ فَحَوْمَلِ
”اے رفیقو! ذرا ٹھہرو، تاکہ ہم دخول وحومل کے درمیان سقط اللوی میں اپنے محبوب اور اس کے مکان کی یاد میں رولیں۔“ (تاریخ ادب عربی، ص: ۱۰۳) [مترجم]

[1] جرجی زیدان: تاریخ آداب اللغة العربیة (۱/ ۸۲)

أَلَا لَا تَلُومَانِي كَفَى اللَّوْمُ مَابِيَا فَمَا لَكُمَا فِي اللَّوْمِ نَفْعٌ وَّلَا لِيَا

أَلَمْ تَعْلَمَا أَنَّ الْمَلَامَةَ نَفْعُهَا قَلِيلٌ وَّمَا لَوْمِي أَخِي مِنْ شِمَالِيَا

''خبردار! مجھے ملامت مت کرو جو میرے ساتھ بیت رہی ہے وہ ملامت ہی مجھے کافی ہے۔ پس نہ تمھیں ملامت میں کوئی فائدہ ہے اور نہ مجھے، کیا تم نے نہیں جانا کہ ملامت، کا فائدہ قلیل ہے اور اپنے بھائی کی ملامت کرنا میری عادت نہیں ہے۔''[1]

ان (جاہلی شعرا) کی نظموں میں غالب یہ ہے کہ وہ غرض مراد سے شروع کرتے ہیں۔ پس اگر غرض نظم فخر ہو تو فخر کے ساتھ اور اگر حماسہ ہو تو حماسہ کے ساتھ اگر غزل ہو تو غزل کے ساتھ اور اگر غرض نظم مرثیہ ہو تو مرثیہ کے ساتھ شروع کرتے ہیں۔ان میں سے بعض (جاہلی شعرا) تغزل یا تشبیب کہتے ہیں اور وہ تھوڑے ہیں۔ اور بعض عورتوں کے اسماء کے ساتھ غزلیں گاتے ہیں جن کا نام غرائس الشعر رکھتے ہیں جیسے قطام، ہند اور دعد وغیرہ ہیں۔[2]

دورِ جاہلیت کی شاعری کے موضوعات:

شاعری کی مندرجہ ذیل تین اقسام ہیں:

1. قصصی شاعری۔
2. غنائی شاعری۔
3. تمثیلی شاعری۔[3]

---

[1] جرجی زیدان: تاریخ آداب اللغۃ العربیۃ (۱/ ۸۲-۸۳)

[2] مصدر سابق (۱/۸۳-۸۴)

[3] مصدر سابق (۱/۵۴) احمد حسن زیات: تاریخ ادب عربی (ص: ٦٧) [مترجم]

قصصی شاعری:

قصصی شاعری میں لڑائیوں کے واقعات اور بلند قومی کارنامے قصے کی شکل میں نظم کیے جاتے ہیں، جیسے: ہومر کی ایلیڈ[1] اور فردوسی کا شاہنامہ۔[2]

غنائی شاعری:

غنائی شاعری، جسے وجدانی شاعری بھی کہتے ہیں، میں شاعر اپنی طبیعت سے مدد لیتا ہے اپنی قلبی واردات بیان کرتا ہے اور اپنے احساسات کی ترجمانی کرتا ہے۔[3]

شاعری کی اقسام میں سب سے پہلے رونما ہونے والی قسم غنائی شاعری ہے، کیونکہ شاعری کی اصل غناء ہے۔ دوسرے یہ کہ انسان دوسروں کو جاننے سے پہلے اپنے آپ کو جانتا ہے اور غیروں کے جذبات و احساسات کو نظم کرنے سے پہلے خود اپنے جذبات واحساسات کو نظم کرتا ہے۔[4]

جرجی زیدان قصصی شاعری کو سب سے زیادہ قدیم قرار دیتے ہیں۔[5]

عربی شاعری تمام تر غنائی ہے، جس میں شاعر اپنے نفس کی تصویر کشی اپنے مشہودات و احساسات کی ترجمانی کرتا ہے، چونکہ دلوں میں پیشتر ایک ہی قسم کے واردات و جذبات پیدا ہوتے ہیں اور جذبات، واردات کا بیان بھی مختلف زبانوں سے تقریباً ایک ہی قسم کا ہوتا ہے، لہٰذا عربی شاعری میں تکرار مضامین، توارد افکار، مضمون کی چوری، اسلوب ادا میں یگانگت اور تاثرات میں تشابہ پایا جاتا ہے یہی وجہ

---

① جرجی زیدان: آداب اللغة العربية (١/ ٨٢_ ٨٣)

② احمد حسن زیات: تاریخ ادب عربی (ص: ٦٧) [مترجم]

③ مصدر سابق (ص: ٦٨)

④ مصدر سابق.

⑤ جرجی زیدان: تاریخ آداب اللغة العربية (١/ ٥٤)

ہیں کہ زہیر کو بجا طور پر کہنے کا حق حاصل ہے:

مَا أُرَانَا نَقُوْلُ اِلَّا مُعَارًا   أَوْ مُعَادًا مِّن لَّفظِنَا مَکْرُوْرًا

''ہم شاعری میں جو مضامین پیش کرتے ہیں، وہ مستعار ہوتے ہیں یا دہرائے ہوئے مکرر ہوتے ہیں۔''[1]

شاعری کی تیسری قسم ڈرامائی یا تمثیلی شاعری ہے، اس میں شاعر ایک واقعہ یا کہانی کو مدنظر رکھتا ہے، پھر اس کہانی کے حسبِ حال افراد کردار اپنے ذہن میں پیدا کرتا ہے، پھر ان میں سے ہر ایک سے وہ باتیں کہلواتا اور وہ اعمال سرزد کراتا ہے جو ان کے لیے مناسبِ حال ہوتے ہیں۔[2]

قصصی اور ڈرامائی شاعری کا عنصر عربی شاعری میں ناپید ہے، اس لیے شاعری کی ان اصناف میں طبع آزمائی کے لیے غور وفکر درکار ہے اور عرب برجستگی اور بدیہہ گوئی کے عادی ہیں، پھر ان دونوں صنفوں میں دوسروں کے کردار اور طبیعتوں کا مطالعہ کرنا پڑتا ہے، لیکن عرب والے اپنے آپ میں اس قدر مشغول ومنہمک تھے کہ انھیں دوسروں کو دیکھنے کی فرصت نہ تھی۔ علاوہ ازیں یہ اصناف تطویل وتحلیل اور تجزیہ کی طالب ہیں اور عرب والے سختی سے اختصار کے پابند اور بحث وتحقیق سے بہت کم سروکار رکھتے تھے۔[3]

دورِ جاہلیت کی عربی شاعری فخر، حماسہ، مدح، مرثیہ، عتاب، غزل اور تشبیہ وغیرہ موضوعات پر مشتمل ہوتی تھی اور ان تمام اقسام کا غنائی شاعری سے تعلق ہے۔[4]

---

[1] احمد حسن زیات: تاریخ ادب عربی (ص: ۶۸) مترجم از عبد الرحمان طاہر سورتی۔

[2] مصدر سابق (ص: ۶۷)

[3] مصدر سابق (ص: ۶۸)

[4] جرجی زیدان: تاریخ آداب اللغة العربية (١/ ٥٤)

جاہلی دور کی شاعری کے نمونے:

لبید بن ربیعہ، نعمان کے مرثیے میں کہتا ہے:

أَلَا تَسْأَلَانِ الْمَرْءَ مَا ذَا يُحَاوِلُ — أَنَحْبٌ فَيُقْضِىٰ أَمْ ضَلَالٌ وَّ بَاطِلٌ؟

أَرَى النَّاسَ لَا يَدْرُوْنَ مَا قَدْرَ أَمْرِهِمْ — بَلٰى كُلُّ ذِىْ لُبٍّ اِلَى اللّٰهِ وَاصِلٌ

أَلَا كُلُّ شَىْءٍ مَّاخَلَا اللّٰهَ بَاطِلٌ — وَكُلُّ نَعِيْمٍ لَّا مُحَالَةَ زَائِلٌ

وَكُلُّ أُنَاسٍ سَوْفَ تَدْخُلُ بَيْنَهُمْ — دويهية تَصْفَرُّ مِنْهَا الْأَنَامِلُ

وَكُلُّ امْرِئٍ يَّوْمًا سَيَعْلَمُ غَيْبَهٗ — اِذَا حُصِّلَتْ عِنْدَ الْاِلٰهِ الْحَصَائِلُ

اِذَا الْمَرْءُ أَسْرٰى لَيْلَةً خَالَ أَنَّهٗ — قَضٰى عَامِلًا وَّالْمَرْءُ مَادَامَ تَعَامَل

فَقُوْلَا لَهٗ أَنْ كَانَ يقسم أَمْرَهٗ — أَلَمَّا يَّعِظُكَ الدَّهْرُ؟ اَمْ هَابِل

فَتَعلم أَن لَّا أَنْتَ مُدْرِكُ مَامَضٰى — وَلَا أَنْتَ مِمَّا تَحْذَرُ النَّفْسُ وَائِلٌ

فَاِنْ أَنْتَ لَمْ يَنْفَعْكَ عِلْمُكَ فَانْتَسِبْ — لَعَلَّكَ تَهْدِيْكَ الْقُرُوْنُ الْأَوَائِلُ

وَاِن لَّمْ تَجِدْ مِنْ دُوْنِ عَدْنَانَ وَالِدًا — وَ دُوْنَ مَعْدٍ فَلْتزعك الْعَوَاذِلُ

''اے دو ساتھیو! تم انسان سے یہ کیوں نہیں پوچھتے کہ آخر وہ کس چیز کے لیے کوشاں ہے؟ کیا کوئی مقصد یا نذر ہے؟ جسے وہ پورا کرتا ہے یا محض ضلال و باطل ہی ہے؟ میں دیکھتا ہوں کہ لوگ اپنے معاملے کے اندر سے ناواقف ہیں، ہاں یہ ضرور ہے کہ ہر ذی عقل اللہ سے لو لگاتا ہے۔ یاد رکھو! اللہ کے سوا جو کچھ ہے وہ باطل ہے اور ہر نعمت و آسایش یقیناً زائل ہونے والی ہے اور ہر انسان پر ایسی آفت آنے والی ہے، جس سے اس کی انگلیاں زرد ہو جائیں گی۔ اور ہر شخص ایک دن، جب اللہ کے حضور اعمال کے نتائج جمع ہوں گے، اپنی پوشیدہ زندگی کو معلوم کر لے

گا۔ انسان جب رات بھر چلتا ہے تو وہ خیال کرتا ہے کہ اس نے کام پورا کرلیا ہے، حالانکہ انسان جب تک دم میں دم ہے مسلسل عمل میں لگا ہوا ہے۔ میرے رفیقو! ذرا اس آدمی سے جو اپنے معاملات کا نظم ونسق کرنے میں لگا ہوا ہے یہ کہو کہ تیری ماں تجھے روئے، کیا ابھی تک زمانے نے (اپنے گذشتہ واقعات سے) تجھے نصیحت آموز سبق نہیں دیا؟ تاکہ تجھے اتنا معلوم ہو جاتا کہ جو کچھ گزر چکا تو اسے نہیں پاسکتا، اور نہ تو اس (موت کے) کھٹکے سے جو تیرے دل کو لگا ہوا ہے، نجات پاسکتا ہے۔ پھر اگر تجھے تیری معلومات اور تجربات فائدہ نہیں پہنچاتے تو (کم از کم تاریخ ہی سے سبق حاصل کر اور) ذرا اپنے آبائی سلسلۂ نسب پر غور کر، شاید اقوامِ ماضیہ تجھے راہِ راست دکھلا دیں اور جب تم معد اور عدنان سے اوپر اپنے صحیح آبائی نسب کو نہ پاسکو (تو پھر یقین ہو جانا چاہیے کہ دنیا فانی ہے) اور ان حوادثِ زمانہ سے عبرت حاصل کر لینی چاہیے۔'' [1]

اعشیٰ کے محلق کی مدح میں کہے ہوئے اشعار:

لَعَمرِیْ لَقَدْ لَاحَتْ عُیُوْنٌ کَثِیْرَۃٌ ۔۔۔ اِلٰی ضَوْءِ نَارٍ بِالْیَفَاعِ تَحُرَقُ

تَشِبُّ لِمَقْرُوْرَیْنِ یَصْطَلِیَانِهَا ۔۔۔ وَبَاتَ عَلَی النَّارِ النَّدٰی وَالْمحلقُ

رَضِیْعَیْ لَبَانٍ ثَدْیِ اُمٍّ تَقَاسَمَا ۔۔۔ بِأَسْحَمَ دَاجٍ عَوْضُ لَا نَتَفَرَّقُ

تَرَی الْجُوْدَ یَجْرِیْ ظَاهِرًا فَوْقَ وَجْهِهٖ ۔۔۔ کَمَا زَانَ مَتْنَ الْهِنْدِ وَانِیِ رَوْنَقٌ

یَدَاہُ یَدَا صِدْقٍ فَکَفٌّ مبیدۃ ۔۔۔ وَکَفٌّ اِذَا مَا ضَنَّ بِالْمَالِ تُنْفِقُ

''میری عمر کی قسم! اس آگ کی روشنی کو بہت سی آنکھوں نے دیکھا جو بلند ٹیلے پر جل رہی ہے۔ وہ دو سردی کے ماروں کے لیے بھڑکائی گئی

[1] احمد حسن زیات: تاریخ ادب عربی (ص: ۹۲، ۹۳) [مترجم]

ہے جس پر وہ تاپ رہے ہیں۔ اور آگ پر (وہ دو) راتِ گزارنے والے (ایک تو) سخاوت تھی اور (دوسرا) محلق (ممدوح)۔ یہ دونوں ایک ماں کے دو دودھ شریک بھائی ہیں جنھوں نے تاریک شب میں باہم حلفیہ عہد باندھا ہے کہ ہم ہرگز کسی حالت میں بھی ایک دوسرے سے جدا نہیں ہوں گے۔ جود و سخا کی رونق تم اس طرح ممدوح کے چہرے پر جھلکتی ہوئی پاؤ گے جیسے تلوار کو اس کی آب و تاب اور چمک دمک زیب دیتی ہے۔ اس کے دونوں ہاتھ ہی سخاوت میں پختہ و جری ہیں۔ ایک ہاتھ تو مسلسل مال کو اڑاتا ہی رہتا ہے اور دوسرا قحط کے زمانے میں جب لوگ مال کو چھپا کر رکھتے ہیں، مال خرچ کرتا ہے۔[1]

امرؤ القیس اپنے مشہور معلقہ میں شبِ ہجر کا وصف بیان کرتے ہوئے کہتا ہے:

وَلَيْلٍ كَمَوْجِ الْبَحْرِ أَرْخَى سُدُوْلَهُ ... عَلَيَّ بِأَنْوَاعِ الْهُمُوْمِ لِيَبْتَلِي

فَقُلْتُ لَهُ لَمَّا تَمَطَّى بِصُلْبِهِ ... وَأَرْدَفَ اِعْجَازاً وَنَاءَ بِكَلْكَلِ

أَلَا أَيُّهَا اللَّيْلُ الطَّوِيْلُ أَلَا انْجَلِيْ ... بِصُبْحٍ، وَمَا الْاِصْبَاحُ مِنْكَ بِاَمْثَلِ

فَيَالَكَ مِن لَّيْلٍ كَانَ نُجُوْمُهُ ... بِكُلِّ مَغَارِ الْفَتْلِ شُدَّتْ بِيَذْبَلِ

''اور رات جو (درازی و ہیبت میں) سمندر کی موج کی طرح تھی، اس نے انوع و اقسام کی فکروں اور پریشانیوں کے ساتھ مجھے آزمانے کے لیے مجھ پر اپنے پردے لٹکا دیے۔ پھر جب اس رات نے انگڑائی لے کر اپنی پیٹھ کو لمبا کیا اور اپنے پچھلے حصے کو ساتھ لے کر بہ دقت اپنا سینہ اٹھایا (یعنی بہت آہستہ رفتاری کے ساتھ لمبی ہوئی) تو میں نے اس سے

[1] احمد حسن زیات: تاریخ ادب عربی (ص: ۹۰، ۹۱) [مترجم]

کہا ''اے رات! صبح لے آ، لیکن صبح بھی تو تجھ سے کچھ زیادہ آرام دہ اور اچھی نہیں۔ تو بھی کیا رات ہے؟ جس کے تارے اپنی جگہ ایسے جمے ہوئے ہیں جیسے انھیں کوہِ یذبل سے مضبوط رسیوں کے ساتھ باندھ دیا گیا ہو۔''[1]

نیز اسی قصیدے میں وہ اپنے گھوڑے کے وصف میں کہتا ہے:

وَقَدْ أَغْتَدِیْ وَالطَّیْرُ فِیْ وُکُنَاتِهَا ۔۔۔ بِمُنْجَرِدٍ قَیْدِ الْأَوَابِدِ هَیْکَل

مِکَرٍّ مِفَرٍّ مُقْبِلٍ مُدْبِرٍ مَعًا ۔۔۔ کَجُلْمُوْدِ صَخْرٍ حَطَّهُ السَّیْلُ مِنْ عَل

لَهٗ أَیْطَلَا ظَبْیٍ وَسَاقَا نَعَامَةٍ ۔۔۔ وَ أَرْخَاءُ سَرْحَانَ وَ تَقْرِیْبُ تَتْفُل

''صبح دم جب پرندے ابھی اپنے گھونسلوں ہی میں ہوتے ہیں، میں اپنے کم بالوں والے مضبوط گھوڑے پر سوار ہو کر نکل جاتا ہوں جو جنگلی جانوروں کو قید کر لیتا ہے۔ یہ گھوڑا نہایت بہادر، جنگ میں کر و فر سے واقف، بیک وقت آگے بڑھنے اور پیچھے ہٹنے پر قادر ہے۔ صبا رفتاری کا یہ عالم ہے، جیسے: وہ چٹان، جسے سیلاب نے اوپر سے گرا دیا ہو۔ اس کی کمر ہرن کی طرح ہے، پنڈلیاں شتر مرغ کی ٹانگوں سے مشابہ، بھیڑئے کی دوڑ اور لومڑی کے بچے کی چال اسے ملی ہے۔''[2]

خلاصة المبحث:

اسلام سے تھوڑا عرصہ قبل، دورِ جاہلیت کی شاعری اس قدر فراواں ہے کہ عربوں کے علاوہ کسی اور اُمت کے ہاں ان صدیوں میں اس قدر وافر ذخیرۂ شاعری موجود نہیں ہے۔[3]

---

1. احمد حسن زیات: تاریخ ادب عربی (ص: ۹۵، ۹۶) [مترجم]
2. مصدر سابق.
3. جرجی زیدان: تاریخ آداب اللغة العربیة (۱/ ۷۰)

شعر گوئی، جاہلی شعرا کی خصوصاً اور دورِ جاہلیت کے اہلِ عرب کی عموماً صفت لازمہ وموروثہ تھی۔ دورِ جاہلی کے شعرا قبیلے کے حال کی زبان ہوتے تھے اور قبیلے کے لیے میڈیا کا سا کام کرتے تھے[1] اور اچھے شعرا کا کلام تیر ونشتر سے زیادہ موثر تھا۔

اکثر شعرا بے لوث شاعری کرتے تھے، جب کہ بعض شعرا نے شاعری کو پیشہ بنا کر ذریعۂ کمائی بنا لیا تھا، جس سے ان کے مرتبے میں تو فرق آ گیا تھا، لیکن ان کی شاعری اپنی جگہ بلند رہی۔[2]

دورِ جاہلیت کی عربی شاعری فخر، حماسہ، مدح، مرثیہ، عتاب، غزل اور تشبیہ وغیرہ موضوعات پر مشتمل ہوتی تھی۔ اور ان تمام اقسام کا غنائی شاعری سے تعلق ہے۔[3]

صحرائی درشتی وسنگلاخی، کھری اور روکھی زندگی، آزادیِ فکر، آب وہوا کی تاثیر اور دیہاتی سادگی، یہی وہ عوامل ہیں جن کے اثر نے جاہلیت کی شاعری کو ایک خاص رنگ میں رنگ کر ایک امتیازی شان پیدا کر دی ہے۔[4]

سادگی، احتراز عن التصنع، جذباتی وقلبی احساسات کی ترجمانی، متانت، الفاظ میں شوکت، معانی ومضامین کا باہمی کمزور ربط، نیرنگی کم اور مشابہت زیادہ پائی جاتی ہے۔[5]

غرض شعر کی بدولت، شعر کی رقت وخشونت مختلف ہوتی ہے، گھڑ سوار کے مقابلے میں عاشق کا شعر زیادہ رقت آمیز ہوتا ہے۔ دیہات کے مقابلے میں شہر سے

---

① جرجی زیدان: تاریخ آداب اللغة العربية (۱/ ۷۰)

② احمد حسن زیات: تاریخ ادب عربی (ص:۹۹) [مترجم]

③ جرجی زیدان: تاریخ آداب اللغة العربية (۱/ ۵٤)

④ احمد حسن زیات: تاریخ ادب عربی (ص:۷۰) [مترجم]

⑤ مصدر سابق (ص:٦٦ تا ۷۱)

تعلق رکھنے والے کا شعر زیادہ پرلطف ہوتا ہے۔[1]

جاہلی شاعر اپنی نظم کے سلسلے میں مقدمہ یا تمہید کے ساتھ مقید نہیں ہوتا، کبھی اصل موضوع سے، کبھی تشبیب سے اور کبھی کھنڈرات کے ذکر سے اپنی نظم کا آغاز کرتا ہے۔[2]

① جرجی زیدان: تاریخ آداب اللغة العربية (۱/ ۸۲)

② جرجی زیدان: تاریخ آداب اللغة العربية (۱/ ۸۲، ۸۳)

فصل چہارم:

عہدِ صحابہ رضی اللہ عنہم (قرنِ اول) میں شاعری

اسلام اور دورِ جاہلیت میں فرق:

احمد حسن زیات کے درج ذیل اقتباسات، ان دونوں ادوار کے فرق کو نمایاں اور واضح کرتے ہیں:

''قرآن دین کو ''اسلام'' اور اس سے پہلے کے زمانے کو ''جاہلیت'' کہتا ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ یہ نام دونوں زندگیوں اور ذہنیتوں کی ابتدا و انتہا کے پورے فرق کو ظاہر کرتے ہیں۔ جہالت کے معنی ہیں: حماقت، نادانی، خود پسندی و تکبر، پیچ اور عصبیت وحمیت اور انھیں عادتوں پر جاہلیت میں دارومدار تھا۔ اسلام کے معنی ہیں سلامتی، صلح پسندی، رواداری اور اللہ کی فرمانبرداری[1] اور یہی خصلتیں اس نئے مذہب کی روح رواں ہیں۔''[2]

''بہادری، جرأت و جانبازی، فضول خرچی اور بربادی تک پہنچا دینے والی سخاوت، قبیلے کی بہی خواہی، وفاداری میں مر مٹنا، بدلہ لینے میں سنگدلی، خویش و اقارب میں سے کسی پر قولی یا عملی زیادتی کرنے والے سے

---

[1] لفظ تابعداری مترجم نے استعمال کیا ہے، چونکہ یہ لفظ گرائمر کی رو سے درست نہیں ہے، اس لیے اس کی جگہ فرمانبرداری لکھا ہے۔

[2] احمد حسن زیات: تاریخ ادب عربی (ص: ۱۵۵) مترجم از عبدالرحمان طاہر سورتی۔

انتقام لے کر چھوڑنا یہی وہ اوصاف ہیں[1] جو زمانۂ جاہلیت میں معیارِ فضیلت و برتری تھے، لیکن اسلام نے بنی نوع انسان کے لیے جو بلند اخلاقی معیار پیش کیا ہے، اس کے اہم عناصر: اللہ کے سامنے جھکنا، گڑگڑانا، فروتنی، بے بسی[2] اور عاجزی کا اظہار کرنا اس کے احکام کی فرمانبرداری کرنا، قناعت و خاکساری، ہوسِ دولت سے اجتناب، فخر و غرور سے احتراز اور صبر و شکر ہیں۔"[3]

جاہلی شاعری پر اسلام کے معنوی لحاظ سے اثرات:

اسلامی تعلیمات نے عہدِ صحابہ رضی اللہ عنہم (قرن اول میں) شاعری پر جو اثرات مرتب کیے، احمد حسن زیات کے درج ذیل اقتباسات ان کی تعبیر و توضیح کرتے ہیں:

"اسلام کی بدولت قومی و نسلی تعصّبات ختم ہوگئے اور حکومت و ریاست نسب و نسل سے نکل کر دین کے ہاتھوں میں آ گئی، محبت و اخوت تعصّبات سے پاک ہو کر اللہ کے واسطے ہونے لگی، اس ذہنی انقلاب کا لازمی نتیجہ یہ ہوا کہ ان کے ذہنوں سے نکلنے والے افکار و اقوال بھی بدل گئے۔ وہ شعرا جو اپنی بدروحوں سے آپس میں فخر کرتے، کشیدگی کو بڑھاتے اور ہجویہ اشعار کہتے تھے، وہ اب مضامین بذریعہ وحی حاصل کرتے تھے۔"[4]

"خطابت و شاعری، قرآن کی روشنی سے مستنیر اور اس کے بنائے ہوئے راستے پر گامزن ہوگئیں۔"[5]

---

[1] ان اوصاف کو ہم دوسرے الفاظ میں عصبیت اور حمیت سے تعبیر کر سکتے ہیں۔

[2] دربارِ الٰہی میں اپنی بے بسی کا اظہار۔

[3] احمد حسن زیات: تاریخ ادب عربی (ص:۱۵۶) مترجم از عبدالرحمان طاہر سورتی۔

[4] مصدر سابق۔

[5] مصدر سابق۔

تعصب ختم ہونے اور دینی روح کے زور پکڑنے کی وجہ سے عہدِ رسالت مآب میں دائرۂ شاعری تنگ ہوگیا۔ظہورِ اسلام کے وقت عربوں کی زندگی میں کٹر جاہلیت، اکھڑ ذہنیت اور فرقہ وارانہ تعصب مستحکم تھا۔ شاعری ان جذبات وصفات کو ظاہر کرنے اور ابھارنے کا ذریعہ بنی ہوئی تھی۔ جب آپ ﷺ نے دلوں کو جوڑنے اور عربوں میں اتحاد پیدا کرنے کے لیے ان اخلاقِ فاسدہ کے خلاف اعلانِ جنگ کیا تو لازمی طور پر یہ ضرورت محسوس ہوئی کہ شاعری کی بھد اڑا کر اس کو بے توقیر کیا جائے۔شاعری کی حوصلہ افزائی نہ کی جائے، چنانچہ قرآن مجید میں ہے:

﴿وَالشُّعَرَآءُ يَتَّبِعُهُمُ الْغَاوٗنَ﴾ [الشعراء: ٢٢٤]

''شاعری کی پیروی گمراہ لوگ کرتے ہیں۔''

نیز فرمایا:

﴿وَمَا عَلَّمْنٰهُ الشِّعْرَ وَمَا يَنْۢبَغِي لَهٗ﴾ [يٰسٓ: ٦٩]

''اور ہم نے اس نبی (ﷺ) کو شاعری نہیں سکھائی اور نہ شاعری اس کی شایانِ شان ہے۔''

اور حدیث شریف میں ہے:

''اگر تم میں سے ایک شخص کا پیٹ پیپ سے بھر کر سڑ جائے تو یہ اس سے بہتر ہے کہ اس کا منہ شعر و شاعری سے بھرے۔''[1]

چنانچہ عام مسلمانوں نے شعر گوئی اور شاعری کو بیان کرنے سے پہلو تہی اختیار کر لی، حالانکہ انھیں بخوبی معلوم تھا کہ مذہب کلی طور پر شاعری کا مخالف نہیں ہے، بلکہ وہ محض شاعری کی اس قسم کو ناپسند کرتا ہے جو اتحاد و اتفاق کو پارہ پارہ کرتی ہے اور دلوں کے پوشیدہ بغض و عداوت کو برانگیختہ کرتی ہے۔[2]

---

① ترمذي: جامع ترمذي (٨/ ١٤٣)

② احمد حسن زیات: تاریخ ادب عربی (ص: ۱۸۳، ۱۸۴) مترجم از عبدالرحمان طاہر سورتی۔

عہدِ جاہلی کی شاعری پر اسلام کے فنی لحاظ سے اثرات:

اسلام نے قرنِ اول و عہدِ صحابہ رضی اللہ عنہم میں فنی لحاظ سے جاہلی شاعری پر کوئی اثرات مرتب نہیں کیے تھے۔ چنانچہ ہمارے اس دعوے کی، احمد حسن زیات کے درج ذیل اقتباسات سے تائید ہوتی ہے:

''عبداللہ بن الزبعری، عمرو بن العاص اور ابوسفیان وغیرہ قریشی شاعروں نے آپ ﷺ اور ان کے متبعین کو دل خراش ہجو کے ذریعے سخت اذیت پہنچائی، جس سے مسلمانوں میں بھی جذبۂ شاعری بھڑک اٹھا اور انھوں نے یہ خواہش ظاہر کی کہ آپ ﷺ انھیں مخالف شاعروں کے جواب میں شاعری کرنے کی اجازت دے دیں اور کچھ مدت بھی نہ گزری کہ آپ ﷺ نے ان سے فرمایا: جن لوگوں نے اللہ و رسول ﷺ کی اپنے ہتھیاروں سے مدد کی ہے، ان کو کیا چیز روکے ہوئے ہے کہ وہ اپنی زبانوں سے مدد نہیں کرتے، چنانچہ صحابہ رضی اللہ عنہم کی ایک جماعت قریشیوں کے مقابلے کے لیے تیار ہوگئی، جن میں حسان بن ثابت، کعب بن مالک اور عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہم قابلِ ذکر ہیں۔ یہ شاعرانہ جنگ بالکل جاہلانہ طرز پر تھی * ۔''[1]

شاعری نے فنی اعتبار سے اس زمانے میں کوئی نیا قدم نہیں بڑھایا، بلکہ آپس میں ہجو کرنے کے لیے انھوں نے اپنا وہی پرانا جانا بوجھا طرز اختیار کیا تھا، جس میں حسب ونسب پر فخر ہوتا، سرداری و بزرگی کی ڈینگیں ماری جاتیں۔ آپ ﷺ کا حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ سے یہ فرمانا کہ ابوبکر کے پاس جاؤ اس لیے کہ وہ قریش کے عیوب اور کمزور پہلو خوب جانتے ہیں۔

* فنی لحاظ سے جاہلانہ تھی، لیکن حضرات صحابہ نے اسلام کی تعلیمات کے مطابق آپ ﷺ کا دفاع کیا۔

(1) احمد حسن زیات: تاریخ ادب عربی (ص: ۱۸۴) مترجم از عبدالرحمان طاہر سورتی۔

نیز یہ فرمانا کہ تم ان کی ہجو کیونکر کرو گے، حالانکہ میں بھی انہی میں سے ہوں اور اس پر حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ کا یہ جواب کہ میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو اس طرح صفائی سے نکال دوں گا جس طرح گوندھے ہوئے آٹے میں سے بال، ہمارے مذکورہ بالا قول پر حجت و دلیل ہیں۔[1]

لہٰذا اس میں کوئی شک نہیں کہ عہدِ نبوت میں شاعری اپنے جاہلانہ طریقے پر رہی اور ایک مدت کے بعد جب قریش اور تمام اہلِ عرب نے نئے مذہب کے سامنے سرِ تسلیم خم کر دیا تو تمام زبانیں گونگی ہوگئیں اور جاہلی شاعری دوبارہ بھاگ کر صحرا میں پناہ گزیں ہوگئی۔ مسلمان حفظ کلام اللہ، روایتِ احادیث اور جہاد بالمشرکین میں مشغول ہوگئے۔ اس لیے محرکاتِ شاعری میں کمی واقع ہونے کی وجہ سے شاعری کی آواز مدہم پڑ گئی۔ ہاں وقتاً فوقتاً حقیقی مدح یا سچا مرثیہ کہنے کے لیے وہ نمودار ہوجاتی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے شاعری کے سننے میں رواداری کا سلوک برتا، بعض شاعروں کو انعام دیا اور شاعری کے بارے میں ارشاد فرمایا: بے شک بعض شاعری دانشمندی و حکمت ہوتی ہے۔[2]

> ''اسلام کی آمد کے بعد دین نے لوگوں کے دلوں میں اثر کرنا شروع کر دیا تھا۔ تمدن کی روشنی ذہنوں میں پہنچ رہی تھی، جس کا دھندلا سا اثر مخضرمین (وہ شعرا جنھوں نے اسلام و جاہلیت دونوں زمانے پائے) کی شاعری میں نمودار ہونے لگا تھا، مثلاً: کعب بن زہیر، حطیئہ معن بن اوس اور نابغہ جعدی، لیکن یہ اثر چند اسلامی الفاظ، مثلاً: معروف، منکر، صلاۃ، زکاۃ، جنت، نار۔ مہاجرین اور انصار سے آگے نہ بڑھا تھا، یہی وجہ ہے

---

① احمد حسن زیات: تاریخ ادب عربی (ص: ۱۸۴، ۱۸۵) مترجم از عبدالرحمان طاہر سورتی۔

② احمد حسن زیات: تاریخ ادب عربی (ص: ۱۸۵) مترجم از عبدالرحمان طاہر سورتی۔ الخطیب: مشکاۃ المصابیح (۲/ ۵۷۱)

کہ ہم مخضرمین [1] کو جداگانہ طبقہ قرار دینا مبالغہ خیال کرتے ہیں، کیونکہ ان کی شاعری، جاہلی مسلک پر ہی باقی رہتے ہوئے اسلام سے خفیف سی متاثر ہوئی تھی۔'' [2]

عہدِ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کی شاعری کے نمونے:

عبداللہ بن الحارث بن قیس بن عدی بن سعید بن سہم نے یہ شعر کہے:

یَا رَاكِبًا بَلِّغَا عَنِّیْ مُغَلْغَلَةً	مَنْ كَانَ یَرْجُوبَلَا غَ اللّٰهِ وَالدِّیْنَ
كُلُّ امْرِئٍ مِّنْ عِبَادِ اللّٰهِ مُضْطَهِدٌ	بَطْنَ مَكَّةَ مَقْهُوْرٌ وَّمَفْتُوْنٌ
اِنَّا وَجَدْنَا بِلَادَ اللّٰهِ وَاسِعَةً	تُنْجِیْ مِنَ الذُّلِّ وَالْمَخْزَاةِ وَالْهُوْنِ
فَلَا تُقِیْمُوْاعَلٰی ذُلِّ الْحَیَاةِ وَخِزْ	یِ فِی الْمَمَاتِ وَعَیْبٍ غَیْرِ مَاْمُوْنِ
اِنَّا تَبِعْنَا رَسُوْلَ اللّٰهِ وَأَطْرَحُوْا	قَوْلَ النَّبِیِّ وَعَالُوْا فِی الْمَوَازِیْنِ
فَاجْعَلْ عَذَابَكَ فِی الْقَوْمِ الَّذِیْنَ بَغَوْا	وَعَائِذٌ بِكَ أَن یَّعْلُوْا فَیطْغَوْنِیْ
أَبَتْ كَبِدِیْ لَأُكَذِّبَنَّكَ قِتَالَهُمْ	عَلَیَّ وَتَأْبَاهُ عَلَیَّ أَنَامِلِیْ
وَكَیْفَ قِتَالِیْ مَعْشَراً أَدَّبُوْكُمْ	عَلَى الْحَقِّ أَن لَّاتَأْشَبُوْهُ بِبَاطِلٍ
نَفَتْهُمْ عُبَّادُ الْجِنِّ مِنْ حُرِّ أَرْضِهِمْ	فَأَضْحَوْا عَلٰی أَمْرِ شَدِیْدِ الْبَلَابِلِ
فَاِنْ تَكُ كَانَتْ فِیْ عَدِیٍّ أَمَانَةٌ	عَدِیُّ بْنِ سَعْدٍ عن تقي أو تواصل
فَقَدْ كُنْتُ أَرْجُوْ أَنَّ ذٰلِكَ فِیْكُمْ	بِحَمْدِ الَّذِیْ لَایطبی بِالْجَعَائِلِ

---

[1] جب مسلمانوں نے سرزمین حبشہ میں امن پایا اور نجاشی کے پڑوس کو قابلِ ستائش دیکھا اور کسی سے خوف کیے بغیر انھوں نے اللہ کی عبادت کی اور وہ وہاں پہنچے تو نجاشی نے ان کے ساتھ پڑوس کا اچھا حق ادا کیا تو عبداللہ بن حارث نے درج بالا اشعار کہے۔

[2] احمد حسن زیات: تاریخ ادب عربی (ص: ۱۸۵) مترجم از عبدالرحمان طاہر سورتی۔

و بدلت شبلا شبل کل خبیثةٍ بذی فجر ماوی الضعاف الارامل

تِلْكَ قُرَيْشٌ تَجْحَدُ اللّٰهَ حَقَّهٗ كَمَا جَحَدَتْ عَادٌ وَّ مَدْيَنُ وَالْحِجْرُ

فَاِنْ أَنَا لَمْ ابرق فَلَا يَسَعَنَّنِیْ مِنَ الْاَرْضِ بَرٌّ ذُوْفَضَاءٍ وَّلَا بَحْرٌ

بِأَرْضٍ بِهَا عَبْدَ الْاِلٰهِ مُحَمَّدٌ أُبَيِّنُ مَا فِی النَّفْسِ اِذَا بَلَغَ النَّقْرُ

''اے مسافر! میری جانب سے ان لوگوں کو پیام پہنچا دے، جو اللہ کے احکام اور دین کے مکمل ہونے کے آرزو مند ہیں۔ اللہ کے بندوں میں سے ہر اس شخص کو میرا پیام پہنچا دے جو وادیِ مکہ میں مجبور، مغلوب اور بلاؤں میں گرفتار ہے کہ ہم نے اللہ تعالیٰ کے شہروں کو وسیع پایا ہے جو اہانت، ذلت اور رسوائی سے چھڑواتے ہیں۔ پس زندگی اور موت کی ذلت، رسوائی اور بے امنی کے عیب میں نہ پڑے رہو۔ ہم نے تو اللہ کے رسول ﷺ کی پیروی اختیار کی اور انھوں نے نبی ﷺ کی بات کو پیٹھ پیچھے ڈال دیا اور حقوق کی ادائیگی میں خیانت کی۔ (یا اللہ) جن لوگوں نے سرکشی کی ہے ان پر اپنا عذاب نازل فرما۔ ایک پناہ کا طالب تیری پناہ مانگتا ہے، اس بات سے کہ یہ لوگ سر بلند ہوں اور مجھے بھی سرکش بنا دیں۔ میں تجھ سے جھوٹ نہیں کہوں گا، ان سے جنگ کرنے سے میرا دل بھی انکار کرتا ہے، اور میری انگلیاں بھی انکار کرتی ہیں۔ میری جنگ ایسے لوگوں سے کیسے ہوسکتی ہے جنھوں نے تمھیں تعلیم دی کہ حق پر رہو اور اس کو باطل سے خلط ملط نہ کرو۔ جنوں کی پوجا کرنے والوں نے انھیں ان کی قابلِ عظمت سرزمین سے بے خانماں کر دیا جس کے سبب وہ سخت رنج والم میں مبتلا ہو گئے۔ بنی عدی، وہ بنی عدی جو سعد کی اولاد ہیں اگر ان میں اللہ کے خوف کے سبب سے یا قرابت کے میل ملاپ کی وجہ سے

کوئی دیانت رہی ہوتی، تو مجھے امید ہوتی کہ ضرور یہ صفت تم میں بھی ہو گی۔ اور اس ذات کا شکر ادا کرتا جس سے کسی مزدوری کے معاوضے میں استدعا نہیں کی جا سکتی۔ خبیث عورتوں کے بچوں کے بجائے مجھے ایسے جوان مرد دیے گئے ہیں جو سخی اور کمزور بیواؤں کی پناہ گاہیں ہیں۔ قریش کی حالت یہ ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کے حق سے انکار کرتے ہیں، جس طرح عاد و مدین و حجر والوں نے انکار کیا (اور تباہ ہوئے)۔ پس اگر میں (انجاموں کی سزاؤں سے) نہ ڈروں تو مجھے زمین کے فضا والے میدانوں میں (رہنے کے لیے) جگہ ملے گی اور نہ سمندر میں۔ اس سرزمین، جس میں اللہ کا بندہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم موجود ہے، جب بحث کا موقع آ گیا ہے تو جو کچھ میرے دل میں ہے وہ صاف صاف بیان کر دیتا ہوں۔"[1]

حضرت حسان رضی اللہ عنہ نے کہا:

مَن مُّبَلِّغُ الضَّحَّاكِ أَنَّ عُرُوْقَهُ ۔۔۔ أَعْيَتْ عَلَى الْإِسْلَامِ أَنْ تَتَمَجَّدَا

أَتُحِبُّ يَهُوْدَ الْحِجَازِ وَدِيْنَهُمْ ۔۔۔ كَبِدَ الْحِمَارِ وَلَاتُحِبُّ مُحَمَّدًا

دِيْنًا لَّعَمْرِىْ لَايُوَافِقُ دِيْنَنَا ۔۔۔ مَا اسْتَنَّ آلٌ فِى الْفَضَاءِ وَ خودا

"ضحاک کو (یہ پیام) پہنچانے والا کون ہے کہ اسلام کی مخالفت کر کے عزت حاصل کرنے میں اس کی رگیں تھک کر رہ گئیں۔ کیا تو گدھے کے کلیجے والے (کم بخت) حجاز کے یہود اور ان کے دین سے محبت رکھتا ہے؟ اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت نہیں رکھتا۔ اپنی جان کی قسم وہ ایسے دین سے محبت رکھتا ہے، جو ہمارے دین سے (کبھی) موافقت نہیں کرے گا،

[1] ابن ہشام: سیرت النبی (۱/ ۲۹۰، ۲۹۱، ۲۹۲) مترجم از مولوی قطب الدین احمد صاحب محمودی۔

جب تک کہ فضا میں سراب تیزی سے حرکت کرتا رہے۔"[1]

ہاتف غیبی رضی اللہ عنہ نے کہا:

قُلْ لِلْقَبَائِلِ مِنْ سُلَيْمٍ كُلِّهَا أُودِیَ ضِمَارٌ وَّعَاشَ أَهْلُ الْمَسْجِدِ

اِنَّ الَّذِیْ وَرِثَ النُّبُوَّةَ وَ الْهُدٰی بَعْدَ ابْنِ مَرْيَمَ مِنْ قُرَيْشٍ مُّهْتَدِیْ

أُوْدِیَ ضِمَارٌ وَكَانَ يُعْبَدُ مَرَّةً قَبْلَ الْكِتَابِ اِلَی النَّبِیِّ مُحَمَّدِ

"سلیم کے تمام قبائل کو کہہ دو کہ ضمار (بت) ہلاک ہو گیا اور اہلِ مسجد زندہ ہو گئے، بلاشبہہ ابن مریم کے بعد قریش میں سے جو نبوت اور ہدایت کا وارث بنا وہ ہدایت یافتہ ہے۔ ضمار (بت) ہلاک ہو گیا اور نبی محمد ﷺ کی طرف کتاب نازل ہونے سے پہلے اس (ضمار) کی عبادت ہوتی تھی۔"[2]

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے کہا:

كُلُّ امْرِئٍ مُّصَبَّحٌ فِیْ أَهْلِهٖ وَالْمَوْتُ أَدْنٰی مِنْ شِرَاكِ نَعْلِهٖ

"ہر شخص اپنے گھر والوں میں دن گزار رہا ہے۔ (اور ہم اپنے وطن سے

---

[1] ابن ہشام: سیرت النبی (۱/ ۴۶۲) مترجم از مولوی قطب الدین احمد صاحب محمودی۔ ابن اسحاق نے کہا کہ بنی عبدالاشہل میں کوئی ایسا منافق مرد یا منافقہ عورت نہ تھی جو شہرت رکھتا ہو ضحاک بن ثابت کے سوا جو سعد بن زید کی جماعت بنی کعب میں سے ایک شخص تھا، جس پر کبھی کبھی نفاق اور یہود کی محبت کا الزام لگایا جاتا تھا۔ چنانچہ اس کی بابت حضرت حسان نے درج بالا اشعار کہے۔

[2] ابن ہشام: سیرت النبی (۲/ ۴۲۶) مترجم از مولوی قطب الدین احمد صاحب محمودی۔ عباس کا باپ مرداس ایک پتھر کے بت کی، جس کا نام اس نے ضمار رکھا تھا، پرستش کیا کرتا تھا، جب مرداس مرنے لگا تو اس نے اپنے بیٹے عباس سے کہا کہ اے فرزند! تم اسی بت کی پرستش کرنا یہی تمھارے نفع ونقصان کا مالک ہے۔ چنانچہ عباس اس بت کی پرستش کیا کرتا تھا۔ ایک روز اس نے بت کے اندر سے یہ اشعار سنے۔ (مصدر سابق)

دور پڑے ہیں) حالانکہ موت ہر شخص کے جوتے کے تسمے سے بھی زیادہ قریب ہے۔"[1]

عامر بن فہیرہ رضی اللہ عنہ نے کہا:

لَقَدْ وَجَدتُّ الْمَوْتَ قَبْلَ ذَوْقِهٖ　　اِنَّ الْجَبَانَ حَتْفُه، مِنْ فَوْقِهٖ

كُلُّ امْرِئٍ مُّجَاهِدٌ بِطَوْقِهٖ　　كَالثَّوْرِ يَحْمِیْ جِلْدَه، بِرَوْقِهٖ

"میں نے موت کا مزہ چکھنے سے پہلے اس کو پا لیا اور بزدل کی موت تو اس کے اوپر سے (یعنی آسمانی ضروری اسباب سے) ہوا کرتی ہے۔ (وہ اس طرح کے خطروں میں مبتلا ہو کر بہادرانہ موت نہیں مرا کرتا)، ہر شخص اپنی قوت کے مطابق کوشش کرتا ہے جس طرح بیل اپنے چمڑے کو اپنے ہی سینگوں سے گرم کیا کرتا ہے (یعنی رگڑا کرتا ہے)۔"[2]

---

[1] ابن ہشام: سیرت النبی (۲/ ۱۰۰) مترجم از مولوی قطب الدین احمد صاحب محمودی۔ ابن اسحٰق نے کہا کہ مجھے ہشام بن عروہ اور عمر بن عبداللہ بن عروہ نے عروہ بن الزبیر سے اور انھوں نے (بی بی) عائشہ رضی اللہ عنہا کی (یہ) روایت بیان کی کہ (ام المومنین نے) کہا کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ تشریف لائے تو ایسی حالت میں تشریف لائے کہ مدینہ اللہ کی سرزمین میں سب سے زیادہ وبائی بخار میں مبتلا تھا۔ پس آپ کے اصحاب بھی وبائی بخار کی بلا اور وبا میں مبتلا ہو گئے، لیکن اللہ نے اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو اس بلا سے محفوظ رکھا۔ (اُم المومنین نے) کہا: ابوبکر رضی اللہ عنہ اور ابوبکر رضی اللہ عنہ کے آزاد کردہ فہیرہ و بلال ابوبکر رضی اللہ عنہ ہی کے ساتھ ایک ہی گھر میں مبتلائے بخار ہوئے۔ میں ان کے پاس ان کی عیادت کو گئی۔ اور یہ واقعہ ہمارے پردے کے حکم سے پہلے کا تھا۔ تو دیکھا کہ ان لوگوں کی تکلیف کی شدت سے ایسی حالت تھی جس کو اللہ کے سوا کوئی اور نہیں جانتا تھا۔ میں ابوبکر رضی اللہ عنہ کے نزدیک گئی اور کہا بابا جان! آپ اپنے آپ کو کس حالت میں پاتے ہیں تو انھوں نے درج بالا شعر کہا۔ (مصدر سابق)

[2] ابن ہشام: سیرت النبی (۲/ ۱۰۰) مترجم از مولوی قطب الدین احمد صاحب محمودی۔ (ام المومنین نے) کہا: میں عامر بن فہیرہ کے نزدیک گئی اور پوچھا عامر تمھارا کیا حال ہے۔ تو انھوں نے درج بالا اشعار کہے۔ (یہ واقعہ ہجرت مدینہ سے چند دن بعد کا ہے)

خلاصۃ المبحث:

تعصب ختم ہونے اور دینی روح کے زور پکڑنے کی وجہ سے عہد رسالت میں شاعری کا دائرہ تنگ ہو گیا۔ خطابت و شاعری قرآن کی روشنی سے مستنیر (ہوئے) اور اسی کے بنائے راستے پر گامزن ہوئے۔[1]

(اور فکری لحاظ سے شاعری میں تغیر و تبدل رونما ہوا) وہ شعرا جو اپنی بدروحوں سے آپس میں فخر کرتے، کشیدگی کو بڑھاتے اور ہجویہ اشعار کہتے تھے، وہ اب مضامین بذریعہ وحی حاصل کرتے تھے۔

بعد از آمدِ اسلام حضرات صحابہ رضی اللہ عنہم کا رجحان و میلان شاعری کے بہ نسبت قرآن و سنت کی طرف بدرجہا زیادہ رہا، لیکن اس دورِ مسعود اور عہدِ نیک میں جن حضرات صحابہ رضی اللہ عنہم نے شعری کلام پیش کیا وہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے اس فرمانِ ذیشان کا مصداق ہے:

«اِنَّ مِنَ الشِّعْرِ حِكْمَةً»[2]

''یقیناً بعض اشعار حکمت سے لبریز ہوتے ہیں۔''

شاعری نے فنی اعتبار سے اس زمانے میں کوئی قدم نہیں بڑھایا، بلکہ آپس میں ہجو کرنے کے لیے انھوں نے اپنا وہی پرانا جانا بوجھا طرز اختیار کیا تھا۔ جس میں حسب و نسب پر فخر ہوتا، سرداری و بزرگی کی ڈینگیں ماری جاتیں۔ چنانچہ عبداللہ رضی اللہ عنہ بن الزبعری، عمرو بن العاص اور ابو سفیان وغیرہ قریشی شاعروں سے حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ، کعب بن مالک رضی اللہ عنہ اور عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہ کی شاعرانہ جنگ اسی طرز کی تھی۔[3]

---

[1] احمد حسن زیات: تاریخ ادب عربی (ص:۱۵۶) [مترجم]

[2] الخطیب: مشکاۃ المصابیح (۲/ ۵۷۱)

[3] احمد حسن زیات: تاریخ ادب عربی (ص:۱۸۴) [مترجم]

باب 2

نعت خواں صحابہ رضی اللہ عنہم کا تعارف

فصل اول: عشرہ مبشرہ رضی اللہ عنہم میں سے نعت خواں صحابہ رضی اللہ عنہم کا تعارف

فصل دوم: اصحابِ بدر رضی اللہ عنہم میں سے نعت خواں صحابہ رضی اللہ عنہم کا تعارف

فصل سوم: دوسرے نعت خواں صحابہ رضی اللہ عنہم کا تعارف

فصل اول:

عشرہ مبشرہ رضی اللہ عنہم میں سے نعت خواں صحابہ رضی اللہ عنہم کا تعارف

باب دوم تین فصلوں پر مشتمل ہے۔ ان میں تقریباً ۸۳ سے زائد ایسے صحابہ رضی اللہ عنہم کا تعارف پیش کیا گیا ہے، جن کا نعتیہ کلام اس کتاب میں درج ہے۔ پہلی فصل میں عشرہ مبشرہ رضی اللہ عنہم میں سے نعت خواں (ابو بکر، زبیر، سعد، علی اور عمر رضی اللہ عنہم) کا تعارف حروف ہجا کی ترتیب سے مندرج ہے۔ دوسری فصل میں اصحابِ بدر میں سے نعت خواں صحابہ رضی اللہ عنہم (حباب بن منذر، حمزہ بن عبد المطلب، ابو دجانہ، عبداللہ بن جحش، کعب بن مالک رضی اللہ عنہم) کا تعارف، جبکہ تیسری فصل میں دوسرے ایسے نعت خواں صحابہ رضی اللہ عنہم کا تعارف اسی ترتیب سے درج ہے، جن کا نعتیہ کلام اس کتاب میں درج ہے۔ ہر صحابی کے تعارف کے اخیر میں وہ حوالہ جات درج کیے گئے ہیں، جن سے مواد ماخوذ ہے۔

ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ:

حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کا سلسلۂ نسب یوں ہے:

”ابو بکر بن ابی قحافہ بن عامر بن عمرو بن کعب بن سعد بن تیم بن لؤی بن غالب بن فہر بن مالک بن نضر بن کنانہ بن مدرکہ بن الیاس بن مضر بن نزار بن معد بن عدنان۔“[1]

[1] الطبري، محب، أبو جعفر، أحمد: الرياض النضرة في مناقب العشرة (١/ ٢٨) مطبعة دار التاليف، ٨ شارع يعقوب بالمانيه، مصر.

ان کا نام عبداللہ تھا اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ ان کا نام عبدالکعبہ تھا، پس جب اسلام لائے تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کا نام عبداللہ رکھا۔ جمہور اہلِ نسب اور اکثر محدثین کا یہی قول ہے۔ آپ رضی اللہ عنہ کا نام عتیق بھی ذکر کیا گیا ہے اور انھوں نے اس میں اختلاف کیا ہے۔ پس یہ بھی کہا گیا ہے کہ اسلام میں سب سے پہلے آپ رضی اللہ عنہ کو یہ لقب دیا گیا ہے۔ ابن اسحاق نے ایک جماعت کے بارے میں کہا کہ یہ ان کا وہ نام ہے جو ان کے باپ نے رکھا تھا اور یہی حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا گیا ہے۔ عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ ابوبکر رضی اللہ عنہ کا نام عبداللہ بن عثمان تھا، پس نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے انھیں کہا کہ (اے ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ) تو اللہ کی طرف سے آگ سے آزاد کیا ہوا ہے۔ پس اس لیے آپ رضی اللہ عنہ کا نام عتیق رکھا گیا۔[1]

قبولِ اسلام: ''آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی بیوی ام المومنین حضرت خدیجہ بنت خویلد، آپ کے آزاد کردہ غلام زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ بن شرحبیل کلبی، آپ کے چچیرے بھائی حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ جو ابھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے زیرِ کفالت بچے تھے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے یارِ غار حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ یہ سب پہلے ہی دن مسلمان ہو گئے تھے۔''[2]

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی شان بیان کرتے ہوئے، حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ نے کہا تھا:

إِذَا تَذَكَّرْتَ شَجْوًا مِّنْ أَخِيْ ثِقَةٍ — فَاذْكُرْ أَخَاكَ أَبَا بَكْرٍ بِمَافَعَلَا

أَلتَّالِي الثَّانِي الْمَحْمُوْدُ شِيْمَتُهٗ — وَأَوَّلُ النَّاسِ طُرًّا صَدَّقَ الرُّسُلَ

وَالثَّانِي اثْنَيْنِ فِي الْغَارِ الْمُنِيْفِ وَقَدْ — طَافَ الْعَدُوُّ بِهٖ إِذْ صَعِدَ الْجَبَلَا

---

1. مصدر سابق (ص: ٦٥، ٦٦)
2. مولانا صفی الرحمان، مبارکپوری: الرحیق المختوم (ص: ١٠٨) المکتبۃ السلفیہ، شیش محل روڈ، لاہور پاکستان۔

وَكَانَ حِبُّ رَسُولِ اللّٰهِ قَدْ عَلِمُوْا مِنَ الْبَرِيَّةِ لَنْ يَعْدِلْ بِهٖ رَجُلًا

خَيْرُ الْبَرِيَّةِ أَتْقَاهَا وَأَرْأَفُهَا بَعْدَا النَّبِيِّ وَأَوْفَاهَا بِمَا حَمَلَا

عَاشَ حَمِيْدًا، لِّأَمْرِ اللّٰهِ مُتَّبِعًا بَهْدِيْ صَاحِبُهُ الْمَاضِي، وَمَا انْتَقَلَا

''جب تم کسی با اعتماد اور دل سے محبت کرنے والے شخص کے غم کو یاد کرنا چاہو تو تم اپنے بھائی ابوبکر رضی اللہ عنہ اور ان کے کارناموں کو یاد کرو۔ وہ قرآن مجید کی تلاوت کرنے والے ہیں۔آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد دوسرا مرتبہ انہی کا ہے۔ان کے اخلاق قابلِ تعریف ہیں۔اور وہ لوگوں میں سب سے پہلے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی تصدیق کرنے والے ہیں۔دشمن نے پہاڑ پر چڑھ کر جس غار کا چکر لگایا تھا، اس میں پناہ لینے والے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ دوسرے ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ ہی تھے۔ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے محبوب ہیں اور یہ سب جانتے ہیں کہ مخلوق میں کوئی ان کے برابر نہیں ہو سکتا۔ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد ساری مخلوق میں سب سے زیادہ متقی، پاکباز، وعدے کو پورا کرنے والے اور امانت داری کرنے والے ابوبکر رضی اللہ عنہ ہیں۔ انھوں نے قابلِ تعریف زندگی گزاری، ہمیشہ اللہ کے حکم اور اپنے ساتھی حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم کی اتباع کی اور اس سے کبھی روگردانی نہ کی۔''[1]

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے اسلام قبول کرتے ہی فریضۂ تبلیغ میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ساتھ دیا۔ چنانچہ آپ رضی اللہ عنہ کی تبلیغ سے حضرت عثمان، حضرت زبیر، حضرت عبدالرحمان بن عوف رضی اللہ عنہم، حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ اور طلحہ بن عبیداللہ رضی اللہ عنہ مسلمان ہوئے۔ یہ بزرگ اسلام کا ہراول دستہ تھے۔[2]

---

1. دیوان حضرت حسان بن ثابت انصاری (ص: ۳۸۵، ۳۸۶)
2. مولانا صفی الرحمان مبارکپوری: الرحیق المختوم (ص: ۱۰۸)

حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''میں ہر دوست کی دوستی سے باز آیا اور اگر میں کسی کو دوست بناتا تو ابن ابی قحافہ یعنی ابوبکر رضی اللہ عنہ کو دوست بناتا اور تمھارا صاحب اللہ کا دوست ہے۔''[1]

ابوسعید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''بلند درجے والے جنت میں (ہوں گے اور) دیکھیں گے ان کو نیچے درجے والے جیسے تم آسمان کے کناروں میں نکلا ہوا تارا دیکھتے ہو، اور ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما انھیں بلند درجے والوں میں ہیں اور کیا خوب ہیں۔''[2]

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''کسی کا احسان ہم پر ایسا نہیں جس کا بدلہ ہم نے نہ دیا ہو سوا ابوبکر رضی اللہ عنہ کے کہ ان کا احسان جو ہم پر ہے، اس کا بدلہ ان کو اللہ قیامت میں دے گا، اور اتنا نفع مجھ کو کسی کے مال نے نہ دیا جتنا نفع پایا میں نے (ابوبکر رضی اللہ عنہ) کے مال سے اور اگر میں دوست بناتا کسی کو تو دوست بناتا ابوبکر رضی اللہ عنہ کو، آگاہ رہو کہ تمھارا صاحب اللہ کا دوست ہے۔''[3]

سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما دونوں جنت کے ادھیڑ لوگوں کے، اگلے ہوں یا پچھلے سوائے انبیا اور مرسلین کے سردار ہیں اور اے علی رضی اللہ عنہ: ان کو خبر نہ دینا۔''[4]

---

[1] ترمذی: جامع ترمذی، (۲/ ۶۵۰، ۶۵۱) مترجم از مولانا بدیع الزماں۔ ضیاء احسان پبلشرز

[2] ترمذی: مصدر سابق (ص: ۶۵۱)

[3] مصدر سابق (ص: ۶۵۲)

[4] مصدر سابق (ص: ۶۵۳)

ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''ابوبکر رضی اللہ عنہ سے کہ تم حوضِ کوثر پر میرے رفیق ہو اور غار میں میرے رفیق تھے۔''[1]

علی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ انھوں نے کہا:

''اے لوگو! مجھے سب سے زیادہ بہادر کی خبر دو، لوگوں نے کہا کہ ہم نہیں جانتے۔ آپ ہی بتایئے، آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ ابوبکر رضی اللہ عنہ، واللہ! میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اس حال میں دیکھا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو قریش نے پکڑ رکھا ہے، کوئی گردن دبائے ہوئے ہے، کوئی جھنجھوڑ رہا ہے اور یہ کہہ رہے ہیں کہ تو ہی ہے وہ جس نے بہت سے معبودوں کے بجائے ایک ہی معبود بنا دیا۔ علی رضی اللہ عنہ نے کہا: واللہ! ہم میں سے کوئی قریب بھی نہ گیا بجز ابوبکر رضی اللہ عنہ کے کہ کسی کو مارتے تھے، کسی کو اوندھا گرا دیتے اور کسی کو جھنجھوڑتے تھے اور کہتے جاتے تھے: تمھارا ناس ہو کیا تم اس شخص کو قتل کرتے ہو جو کہتا ہے کہ میرا رب اللہ ہے۔ پھر علی رضی اللہ عنہ نے جو چادر اوڑھے ہوئے تھے اس کو اٹھایا (یعنی پلہ منہ پر کرلیا) اور رونے لگے۔ یہاں تک کہ ان کی ڈاڑھی بھیگ گئی، پھر بولے میں تم کو اللہ کی قسم دیتا ہوں بتاؤ آلِ فرعون والا مومن بہتر تھا یا ابوبکر رضی اللہ عنہ پھر قوم چپ رہی۔ پھر فرمایا کیا تم مجھے جواب نہیں دو گے اللہ کی قسم ابوبکر رضی اللہ عنہ کی ایک ساعت بہتر ہے مومن آلِ فرعون کی مانند بہت سے لوگوں سے اور یہ شخص تھا جو ایمان کو چھپائے ہوئے تھا اور ابوبکر رضی اللہ عنہ وہ شخص تھے جو اپنے

[1] مصدر سابق (ص: ۶۵۴)

ایمان کا اعلان کیے ہوئے تھے۔"[1]

خلاصہ تعارف:

ان کا نام عبداللہ، لقب صدیق اور عتیق، کنیت ابو بکر، والد کا نام ابو قحافہ، قریشی تمیمی ہیں۔ ساتویں پشت میں رسول اللہ ﷺ سے مل جاتے ہیں۔ آزاد مردوں میں سب سے پہلے اسلام لانے والے یہی ہیں۔ خود بھی صحابی، والدین بھی صحابی اور اولاد بھی صحابی، اسلام لاتے ہی اشاعتِ اسلام میں کوشش شروع کی اور اکابر صحابہ ان کے ہاتھ پر مسلمان ہوئے۔ دین کے لیے جس قدر مصائب رسول اللہ ﷺ کو پہنچے سب میں شریک رہے اور جو جان نثاری انھوں نے کی کسی سے ظاہر نہ ہوئی، سفرِ ہجرت میں یہی رفیق تھے، جس کا ذکر قرآن شریف میں وارد ہوا۔ تمام مشاہدِ خیر میں حصہ وافر لیا۔ ان کی صاحبزادی حضرت عائشہ ام المومنین رضی اللہ عنہا تھیں۔ احادیث میں بکثرت اور بے نظیر فضائل وارد ہوئے ہیں۔ خصوصاً وہ خطبہ جو وفات سے پانچ دن پہلے آپ ﷺ نے فرمایا۔ عشرہ مبشرہ میں سے ہیں۔ اور نبی ﷺ کے بعد تمام امت سے افضل ہیں۔ مرضِ وفات میں حضرت ﷺ نے ان کو اپنی جگہ پر امام کر دیا تھا۔ حضرت ﷺ کی وفات کے بعد آپ ﷺ کے جانشین ہوئے اور فتنۂ ردت میں وہ کام کیا جو ایک نبی اولو العزم کرتا۔ جمع قرآن کا کام بھی انہی کے عہد میں ہوا۔ دو برس، تین مہینے، نو دن سریرِ خلافت پر جلوہ افروز رہ کر ترسٹھ برس کی عمر میں بروز جمعہ تاریخ ۱۷، ۱۳ جمادی الآخر ۱۳ ہجری وفات پائی۔ حضرت فاروق اعظم نے نمازِ جنازہ پڑھائی اور اپنے حبیب ﷺ کے پہلو میں خاص اسی قبہ خضرا کے اندر مدفون ہوئے۔[2]

---

[1] شاہ ولی اللہ محدث دہلوی: إزاله الخفاء عن خلافة الخلفاء (۲/ ٤٦٣) مترجم از مولانا اشتیاق احمد صاحب دیوبندی، نور محمد کارخانہ تجارت، کتب آرام باغ، کراچی۔

[2] شاہ ولی اللہ محدث دہلوی: إزالة الخفاء عن خلافة الخلفاء (۱/ ٤٥٠، ٤٥١) مترجم از مولانا ←

زبیر بن العوام رضی اللہ عنہ:

زبیر بن العوم بن خویلد بن اسد بن عبدالعذی بن قصی بن کلاب بن مرہ بن کعب بن لوی بن غالب رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے حواری تھے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی پھوپھی حضرت صفیہ بنت عبدالمطلب کے بیٹے تھے، عشرہ مبشرہ میں سے ایک ہیں، اچھے اہلِ شوریٰ میں سے ایک ہیں۔ اللہ تعالی کی راہ میں سب سے پہلے تلوار سونتنے والے ہیں۔[1]

قبولِ اسلام: عروہ بیان کرتے ہیں کہ جب زبیر اسلام لائے اس وقت یہ آٹھ سال کے تھے۔[2]

جان نثارِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم: عروہ ہی بیان کرتے ہیں کہ شیطان کی طرف سے یہ ہوائی اڑائی گئی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مکہ مکرمہ کے بالائی حصے میں پکڑ لیے گئے ہیں۔ چنانچہ زبیر بن عوام رضی اللہ عنہ اپنے ہاتھ میں تلوار لے کر نکلے، اس وقت ان کی عمر بارہ سال تھی۔ جو بھی آپ کو دیکھتا تو متعجب ہوتا کہ چھوٹے سے لڑکے کے ہاتھ میں تلوار ہے۔ یہاں تک کہ آپ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا: اے زبیر! تمھیں کیا ہے؟ پس آپ زبیر رضی اللہ عنہ نے آپ کو خبر دی اور کہا: جس نے آپ کو پکڑا تھا میں اس کو اپنی تلوار کے ساتھ مارنے آیا ہوں۔[3]

دوسری روایت میں ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اُن کے لیے اور اُن کی تلوار کے لیے دعا دی۔[4]

← اشتیاق احمد صاحب دیوبندی۔ نور محمد کارخانہ تجارت کتب، آرام باغ کراچی۔
الطبری، محب، أبوجعفر، أحمد: الرياض النضرة في مناقب العشره (١/ ٦١ تا ١٨٦)

[1] ذهبي: سير أعلام النبلاء (١/ ٤١، مؤسسة الرسالة، بيروت۔

[2] مصدر سابق (١/ ٤١)　[3] مصدر سابق (ص: ٤١، ٤٢)

[4] مصدر سابق (ص: ٤٥)

روایتِ حدیث: بخاری و مسلم رحمہما اللہ نے ان سے دو حدیثیں، اکیلے بخاری رحمہ اللہ نے چار احادیث اور مسلم رحمہ اللہ اکیلے نے ایک حدیث ان سے روایت کی ہے۔[1] ان سے ان کے بیٹوں، عبداللہ، معصب، عروہ، جعفر، مالک بن اوس بن حدثان، احنف بن قیس، عبداللہ بن عامر بن کریز وغیرہ نے روایات بیان کی ہیں۔[2]

فضائل: ابو جعفر باقر بیان کرتے ہیں کہ بدر کے دن زبیر کے (سر) پر زرد عمامہ تھا۔ پس فرشتے بھی اسی طرح اترے[3] خندق کے دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ((مَن يَأْتِينَا بِخَبَرِ بَنِيْ قُرَيْظَةَ؟)) بنو قریظہ کی خبر ہمارے پاس کون لائے گا؟ تو حضرت زبیر نے کہا: میں۔ پس آپ (زبیر رضی اللہ عنہ) گھوڑے پر گئے اور اُن کی خبر لائے۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دوسری مرتبہ پوچھا تو زبیر رضی اللہ عنہ نے کہا: میں۔ پس آپ (زبیر رضی اللہ عنہ) گئے۔ پھر تیسری (مرتبہ بھی آپ رضی اللہ عنہ ایسے ہی گئے) تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''بے شک ہر نبی کے لیے حواری ہوتا ہے اور میرا حواری زبیر ہے۔''[4] مصعب زبیری کہتے ہیں کہ حواری کا معنی ہر چیز سے خالص ہے۔ جبکہ کلبی کہتے ہیں کہ اس کا معنی خلیل ہے۔[5]

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''طلحہ اور زبیر جنت میں میرے دو پڑوسی ہیں۔''[6]

---

[1] مصدر سابق (ص:۴۲)

[2] مصدر سابق (ص:۴۲)

[3] مصدر سابق (ص:۴۶)

[4] مصدر سابق (ص:۴۷، ۴۸)

[5] مصدر سابق (ص:۴۹)

[6] مصدر سابق (ص:۵۴)

حضرت حسان اور زبیر: حضرت حسان رضی اللہ عنہ نے ان کی مدح میں درج ذیل اشعار کہے:

أَقَامَ عَلٰی عَهْدِ النَّبِيِّ وَهَدْيِهٖ حَوَارِيهٖ وَالْقَوْلُ بِالْفِعْلِ يُعْدَلُ

أَقَامَ عَلٰی مِنْهَاجِهٖ وَطَرِيقِهٖ يُوَالِي وَلِيَّ الْحَقِّ وَ الْحَقُّ أَعْدَلُ

هُوَ الْفَارِسُ الْمَشْهُورُ وَالْبَطَلُ الَّذِیْ يَصُوْلُ إِذَا مَا كَانَ يَوْمَ مُحَجَّل

إِذَا كَشَفَتْ عَنْ سَاقِهَا الْحَرْبُ حَشَّهَا بِأَبْيَضَ سَاق إِلَى الْمَوْتِ يُرَقِّلُ

وَإِنَّ امْرَأً كَانَتْ صَفِيَّةُ أُمَّهٗ وَمَنْ أَسَدٌ فِیْ بَيْتِهَا لَمُرَفَّلُ

لَهٗ مِن رَّسُوْلِ اللّٰهِ قُرْبٰى قَرِيْبَةٌ وَمِنْ نُّصْرَةِ الْإِسْلَامِ مَجْدٌ مُّؤَثَّلُ

فَكَمْ كُرْبَةٍ ذَبَّ الزُّبَيْرُ بِسَيْفِهٖ عَنِ الْمُصْطَفٰى وَاللّٰهُ يُعْطِیْ فَيُجْزِلُ

فَمَامِثْلُهٗ فِيْهِمْ وَلَاكَانَ قَبْلَهٗ وَلَيْسَ يَكُوْنُ الدَّهْرُ مَادَامَ يَذْبُلُ

ثَنَاءُ لَكَ خَيْرٌ مِّنْ فِعَالِ مَعَاشِرٍ وَفِعْلُكَ يَا ابْنَ الْهَاشِمِيَّةِ أَفْضَلُ

''نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے حواری حضرت زبیر، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیمات اور طریقہ پر پوری طرح قائم رہے، کسی بھی شخص کی بات کا اس کے فعل سے پتا چلتا ہے۔ حضرت زبیر رضی اللہ عنہ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی سنتوں اور احکامات کی مکمل پیروی کی اور انھوں نے حق کے ولی کا ساتھ دیا، وہ مشہور شہ سوار ہیں اور ایسے بہادر ہیں جو جنگ کے دن خوب حملے کرتا ہے۔ جب لڑائی اپنے زوروں پر ہوتی ہے، تو وہ اپنی سفید تلوار کے ذریعے موت کی طرف لپکتے ہیں۔ یہ وہ صاحب زادے ہیں جن کی والدہ کا نام صفیہ ہے۔ یہ وہ خاتون ہیں جن کے گھر میں اس شیر نے تربیت پائی ہے۔ ان کی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے قریبی رشتہ داری ہے۔ یعنی وہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی پھوپھی کے بیٹے ہیں۔ اسلام کی نصرت ابتداء ہی سے ان کا شعار رہی ہے۔ کتنے ہی

مواقع ایسے آئے کہ حضرت زبیر رضی اللہ عنہ نے حضور سے پریشانی کو دور کیا۔
اور اللہ تعالیٰ اجر دینے والا ہے۔ اور اس جیسا اجر کون دے سکتا ہے۔
جب تک نجد کا ''یزبل'' نامی پہاڑ باقی ہے۔ اس وقت تک لوگوں میں
حضرت زبیر رضی اللہ عنہ جیسا شخص پیدا نہیں ہوسکتا۔ اے ابن ہاشمیہ! تیرا فعل
بہت افضل ہے۔ اور تیری تعریف کرنا ایک بہترین کام ہے۔''[1]

شہادتِ زبیر بن عوام: بخاری رحمۃ اللہ وغیرہ نے کہا: رجب چھتیس سن ہجری میں زبیر رضی اللہ عنہ شہید ہوئے۔[2] اس وقت ان کی عمر (۶۴) چونسٹھ سال تھی، عند البعض اس وقت ان کی عمر قریباً ترپن اور انسٹھ سال کے درمیان تھی۔[3] فرمانِ رسول ہے: ''بے شک زبیر کا قاتل آگ میں جائے گا۔''[4]

سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ:

امیر ابو اسحاق قریشی زہری مکی عشرہ مبشرہ میں سے سابقین اولین میں سے ایک ہیں، بدر اور حدیبیہ میں شرکت کی۔ چھ اہلِ شوریٰ میں سے ایک ہیں۔[5] سعد بن ابی وقاص (مالک) بن اہیب بن عبد مناف بن زہر بن کلاب بن مرہ بن کعب بن لؤی۔[6]

روایتِ حدیث: ان سے روایت کردہ پندرہ احادیث مبارکہ صحیحین میں موجود ہیں۔ پانچ صرف صحیح بخاری میں اور اٹھارہ صحیح مسلم میں موجود ہیں۔[7] ان سے

---

[1] دیوان حضرت حسان بن ثابت انصاری (ص:۴۳۷، ۴۳۸)
[2] ذهبي: سير أعلام النبلاء (١/ ٦٤)
[3] مصدر سابق
[4] مصدر سابق (ص:٦١)
[5] ذهبي: سير أعلام النبلاء (١/ ٩٣)
[6] مصدر سابق (ص:۹۲)
[7] مصدر سابق (ص:۹۳)

ابن عمر، عائشہ، ابن عباس، سائب بن یزید اور خلقِ کثیر نے احادیث روایت کی ہیں۔

قبولِ اسلام: حضرت سعد خود بیان کرتے ہیں جس دن میں اسلام لایا اس دن کوئی اسلام نہیں لایا تھا اور میں سات راتیں اس طرح ٹھہرا کہ میں اسلام کا ایک تہائی تھا۔[1]

سعد بن ابی وقاص کی صحت کے لیے دعائے رسول ﷺ: سعد رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ میں ایک ایسے مرض میں مبتلا ہوگیا کہ قریب مرگ ہو گیا، رسول اللہ ﷺ عیادت کے لیے تشریف لائے۔ عرض کی: یا رسول اللہ! میرے پاس مالِ کثیر ہے اور سوائے میری بیٹی کے کوئی وارث نہیں، کیا میں اپنے دو تہائی مال کی وصیت کر دوں؟ فرمایا نہیں۔ میں نے کہا: اچھا تہائی؟ فرمایا: ہاں، تہائی اور تہائی بہت ہے۔ اگر تم اپنی اولاد کو غنی چھوڑ جاؤ تو یہ اس سے بہتر ہے کہ تم انھیں تنگ دست چھوڑ جاؤ کہ وہ لوگوں سے سوال کریں۔ تم ہرگز کوئی نفقہ نہیں کرتے کہ تمھیں اس پر اجر نہ ملتا ہو۔ حتیٰ کہ وہ لقمہ جو تم اپنی بیوی کے منہ میں دیتے ہو۔ شاید کہ تم پیچھے چھوڑ جاؤ اور اس سے ایک جماعت کو نفع ہو اور دوسری جماعت کو ضرر۔ اے اللہ! میرے اصحاب کی ہجرت کو جاری رکھ، انھیں ان کے پس پشت نہ لوٹا۔[2]

فضائل: علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سوائے سعد کے کسی کے لیے نہیں سنا کہ آپ ﷺ نے اس پر اپنے والدین کو فدا ہونے کو کہا۔ میں نے آپ ﷺ کو یومِ احد میں یہ کہتے سنا کہ اے سعد! تیراندازی

---

[1] مصدر سابق (ص: ۹۷، ۹۸)

[2] ابن سعد: طبقات ابن سعد (۲/ ۲۶۲) نفیس اکیڈمی، اسٹریچن روڈ، کراچی، مترجم از علامہ عبد اللہ العمادي.

کرو، میرے ماں باپ تم پر فدا ہوں۔[1]

سعد رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان کے پاس جب وہ مکے میں بیمار تھے۔ عیادت کے لیے تشریف لائے، انھوں نے کہا: یارسول اللہ! مجھے اندیشہ ہے کہ کہیں اس زمین میں نہ مرجاؤں جہاں سے میں نے ہجرت کی ہے، جیسے کہ سعد بن خولہ رضی اللہ عنہ مر گئے۔ آپ اللہ سے دعا فرمایئے کہ وہ مجھے شفا دے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے اللہ! سعد کو شفا دے، اے اللہ! سعد کو شفا دے (چنانچہ اللہ تعالیٰ نے شفا عطا کی)۔[2]

قبولیتِ دعا: حضرت سعد رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے میرے لیے دعا کی تھی:

«اَللّٰهُمَّ اسْتَجِبْ لِسَعْدٍ اِذَا دَعَاكَ»[3]

''اے اللہ! سعد کے لیے دعا قبول کر، جب وہ تجھ سے دعا کرے۔''

وفات: عامر بن سعد کہتے ہیں: مہاجرین میں سے سب سے اخیر میں حضرت سعد فوت ہوئے تھے۔ پچپن، چھپن یا ستاون یا اٹھاون سنہ ہجری میں اس وقت فوت ہوئے جب آپکی عمر ۸۲ سال تھی۔ علامہ ذہبی کہتے ہیں: پہلا قول ۵۵ سال والا زیادہ صحیح ہے۔ مالک بن انس رضی اللہ عنہ نے ایک سے زائد لوگوں کو کہتے سنا کہ سعد بن ابی وقاص کا عقیق میں انتقال ہوا، وہ مدینے لائے گئے اور وہیں دفن ہوئے۔[4]

علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ:

علی بن ابی طالب بن عبدالمطلب بن ہاشم بن عبدمناف۔[5] آپ رضی اللہ عنہ کی والدہ

---

1. ابن سعد: طبقات ابن سعد (۲/ ۲٦۰) مترجم.
2. ابن سعد: طبقات ابن سعد (۳/ ۲٦۳) مترجم از علامہ عبداللہ العمادي.
3. ابن سعد: طبقات ابن سعد: (۱/ ۳/ ۲٦۱)
4. ذهبي: سير أعلام النبلاء (۱/ ۱۲۳، ۱۲٤)
5. محب الطبری، أبو جعفر، أحمد: الرياض النضرة في مناقب العشرة (۱/ ۲۷)

کا نام فاطمہ بنت اسد بن ہاشم بن عبد مناف ہے۔ ابو عمر وغیرہ نے کہا: یہ پہلی ہاشمی خاتون ہیں جنھوں نے ہاشمی کو جنم دیا۔ یہ اسلام لائیں اور مدینہ منورہ میں اسلام کی حالت میں وفات پائی۔ نبی کریم ﷺ نے ان کی تدفین کی ذمہ داری خود نبھائی اور انھیں شعار کے طور پر اپنی قمیض عطا کی اور ان کی قبر میں لیٹے۔[1] حضرت علی رضی اللہ عنہ عشرہ مبشرہ رضی اللہ عنہم میں سے نسب کے لحاظ سے رسول اللہ ﷺ کے سب سے زیادہ قریب ہیں۔ عبدالمطلب کی اولاد میں آپ رضی اللہ عنہ نبی کریم ﷺ کے ساتھ اکھٹے ہو جاتے ہیں۔[2]

قبولِ اسلام اور فضائل: حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اللہ ابوبکر رضی اللہ عنہ پر رحمت کرے کہ انھوں نے مجھے اپنی لڑکی بیاہ دی، بعد میں مجھے ہجرت کے گھر لے آئے اور بلال رضی اللہ عنہ کو اپنے مال سے آزاد کیا، اللہ عمر رضی اللہ عنہ پر رحمت کرے کہ حق بات کہتا ہے اگرچہ کسی کو ناگوار ہو، حق نے اس کو ایسے حال میں چھوڑا کہ اللہ اور رسول ﷺ کے سوا اس کا کوئی دوست نہیں اور اللہ عثمان رضی اللہ عنہ پر رحمت کرے کہ اس سے فرشتے حیا کرتے ہیں اور اللہ علی رضی اللہ عنہ پر رحمت کرے کہ اے اللہ! وہ جہاں کہیں ہو حق اس کے ساتھ ہو۔[3] حبشی بن جنادہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ علی رضی اللہ عنہ مجھ سے ہے اور میں علی سے ہوں، اور صلح اور عہدِ نقض وغیرہ کو میری طرف سے کوئی ادا نہیں کر سکتا مگر میں یا علی رضی اللہ عنہ اور یہ حضرت نے جب فرمایا کہ ابوبکر کے ساتھ علی رضی اللہ عنہ کو روانہ کیا کہ وہ مشرکوں کو مقدمہ براءت سنا دیں۔[4]

ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ہم انصار کے لوگ منافقوں کو پہنچانتے ہیں کہ وہ

---

1. مصدر سابق (۲/۲۰۲)
2. مصدر سابق۔
3. ترمذی: جامع ترمذی (۲/ ۶۷۹)
4. مصدر سابق (ص:۱۸۱)

حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے عداوت رکھتے ہیں۔[1] ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے: کوئی منافق علی رضی اللہ عنہ کو دوست نہیں رکھتا اور کوئی مومن ان کو دشمن نہیں رکھتا۔[2] بریدہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ نے مجھے چار شخصوں کی محبت کا حکم دیا ہے اور خبر دی کہ وہ بھی انھیں دوست رکھتا ہے۔ لوگوں نے عرض کی: اے اللہ کے رسول! ان کے نام بیان فرمائیے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ان میں سے علی رضی اللہ عنہ ہیں۔ تین بار فرمایا اور نام لیتے تھے ابو ذر، مقداد اور سلمان رضی اللہ عنہم کا اور فرماتے تھے اس نے مجھے ان کی محبت کا حکم کیا اور مجھے خبر دی کہ وہ بھی ان سے محبت رکھتا ہے۔[3] جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے فرمایا کہ تم مجھ سے بمنزلہ ہارون کے ہو، مگر اتنا ہے کہ میرے بعد کوئی نبی نہیں یعنی جیسے ہارون نبی تھے۔[4]

خلاصۂ تعارف: کنیت ابو تراب اور ابوالحسن، لقب اسد اللہ، قریشی ہاشمی، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا کے بیٹے ہیں۔ نابالغ بچوں میں سب سے پہلے اسلام لانے والے یہی ہیں۔ عشرہ مبشرہ رضی اللہ عنہم میں سے ہیں۔ اور اہلِ حق کے نزدیک حضرت ذوالنورین کے بعد تمام امت سے افضل ہیں۔ سیدۃ النساء فاطمہ بنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے شوہر ہیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اولاد سب انہی کی نسل سے چلی۔ تمام مشاہدِ خیر میں شریک رہے اور کارہائے نمایاں کیے۔ احادیث میں بہت فضائل وارد ہوئے۔

حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی شہادت کی بشارت دی اور ان کے قاتل کو اشقی فرمایا۔ حضرت ذوالنورین کے بعد خلیفہ ہوئے۔ زمانۂ خلافت میں فتنوں اور فسادوں سے مقابلہ رہا۔ تریسٹھ برس کی عمر میں وفات پائی۔ تین دن کم پانچ سال خلافت کر کے

---

(1) ترمذی: جامع ترمذی (۲/ ۶۸۰)
(2) مصدر سابق (ص: ۶۸۱)
(3) مصدر سابق (ص: ۶۸۱)
(4) مصدر سابق (ص: ۶۸۵)

۱۸ رمضان ۴۰ھ میں بمقام کوفہ عبدالرحمان ملجم خارجی کے ہاتھوں شہید ہوئے۔[1]

عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ:

عمر بن الخطاب بن نفیل القرشی العدوی، ابوحفص، دوسرے خلیفہ راشد، پہلے وہ شخص جنھیں امیر المومنین کا لقب دیا گیا۔ جلیل صحابی، شجاع، حازم، صاحب الفتوحات، آپ رضی اللہ عنہ کے عدل کی مثال بیان کی جاتی ہے۔ دورِ جاہلیت میں ابطال و اشرافِ قریش میں سے تھے۔ عہدۂ سفارت پر متمکن تھے۔[2]

مکمل سلسلۂ نسب یوں ہے: عمر بن الخطاب بن نفیل بن رباح بن عبداللہ بن قرط بن رزاح بن عدی بن لؤی بن غالب بن فہر بن مالک بن نضر بن کنانہ لئو بن مدرکہ بن الیاس بن مضر بن نزار بن معد بن عدنان۔[3]

قبولِ اسلام و فضائل: حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

« اَللّٰهُمَّ أَعِزَّ الْإِسْلَامَ بِأَحَبِّ الرَّجُلَيْنِ اِلَيْكَ بِعُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ أَوْ بِأَبِيْ جَهْلِ بْنِ هِشَامٍ »

''اے اللہ! عمر بن خطاب اور ابوجہل بن ہشام میں سے جو شخص تیرے نزدیک زیادہ محبوب ہے، اس کے ذریعے سے اسلام کو قوت پہنچا۔''

اللہ نے یہ دعا قبول فرمائی اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ مسلمان ہو گئے، اللہ کے نزدیک ان دونوں میں زیادہ محبوب حضرت عمر رضی اللہ عنہ تھے۔[4]

---

[1] شاہ ولی اللہ، محدث دہلوی: إزالة الخفاء عن خلافة الخلافاء (۱/ ۴۵۲) مترجم۔

[2] خير الدين الزركلي: الأعلام (۵/ ۲۰۳) الطبعة الثانية، مطبعه کولستاسماس و شرکاءوہ.

[3] محب، الطبری، أبوجعفر، أحمد: الریاض النضر فی مناقب العشرة (۱/ ۲۷)

[4] صفی الرحمان، مولانا مبارکپوری: الرحیق المختوم (ص: ۱۴۶) المکتبة السلفیه، شیش محل روڈ، لاہور۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے اسلام لانے کے متعلق تمام روایات کا خلاصہ مع جمع و تطبیق یہ ہے کہ ایک دفعہ انھیں گھر سے باہر رات گزارنی پڑی۔ وہ حرم تشریف لائے اور خانہ کعبہ کے پردے میں گھس گئے۔ اس وقت نبی صلی اللہ علیہ وسلم نماز پڑھ رہے تھے اور سورۃ الحاقہ کی تلاوت فرما رہے تھے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ قرآن سننے لگے اور اس کی تالیف پر حیرت زدہ رہ گئے۔ ان کا بیان ہے کہ میں نے اپنے جی میں کہا ''اللہ کی قسم یہ تو شاعر ہے، جیسا کہ قریش کہتے ہیں۔'' لیکن اتنے میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ آیت تلاوت فرمائی:

﴿اِنَّهٗ لَقَوْلُ رَسُوْلٍ كَرِيْمٍ ۝ وَمَا هُوَ بِقَوْلِ شَاعِرٍ قَلِيْلًا مَّا تُؤْمِنُوْنَ﴾ [الحاقۃ: ۴۰۔ ۴۱]

''یہ ایک بزرگ رسول کا قول ہے یہ کسی شاعر کا قول نہیں ہے۔ تم لوگ کم ہی ایمان لاتے ہو۔''

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے ...... اپنے جی میں ...... کہا: (اوہو) ''یہ تو کاہن ہے۔'' لیکن اتنے میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ آیت تلاوت فرمائی:

﴿وَلَا بِقَوْلِ كَاهِنٍ قَلِيْلًا مَّا تَذَكَّرُوْنَ ۝ تَنْزِيْلٌ مِّنْ رَّبِّ الْعٰلَمِيْنَ﴾ [الحاقۃ: ۴۲۔ ۴۳]

''یہ کسی کاہن کا قول بھی نہیں۔ تم لوگ کم ہی نصیحت قبول کرتے ہو۔ یہ اللہ رب العالمین کی طرف سے نازل کیا گیا ہے۔''

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ اس وقت میرے دل میں اسلام جاگزیں ہو گیا۔ یہ پہلا موقع تھا کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے دل میں اسلام کا بیج پڑا، لیکن ابھی ان کے اندر جاہلی جذبات، تقلیدی عصبیت اور آباء و اجداد کے دین کی عظمت کے احساس کا چھلکا اتنا مضبوط تھا کہ نہاں خانۂ دل کے اندر مچلنے والی حقیقت کے مغز پر غالب رہا، اس لیے وہ اس چھلکے کی تہ میں چھپے ہوئے شعور کی پروا کیے بغیر اپنے اسلام دشمن

عمل میں سرگرداں رہے۔ ان کی طبیعت کی سختی اور رسول اللہ ﷺ سے فرطِ عداوت کا یہ حال تھا کہ ایک روز خود جناب محمد رسول اللہ ﷺ کا کام تمام کرنے کی نیت سے تلوار لے کر نکل پڑے، لیکن ابھی راستے ہی میں تھے کہ نعیم بن عبداللہ سے یا بنی زہرہ یا بنی مخزوم کے کسی آدمی سے ملاقات ہوگئی۔ اس نے تیور دیکھ کر پوچھا: ''عمر! کہاں کا ارادہ ہے؟'' انھوں نے کہا: ''محمد ﷺ کو قتل کرنے جا رہا ہوں۔''

اس نے کہا: ''محمد ﷺ کو قتل کر کے بنو ہاشم اور بنو زہرہ سے کیسے بچ سکو گے؟'' حضرت عمر ﷺ نے کہا: ''معلوم ہوتا ہے تم بھی اپنا پچھلا دین چھوڑ کر بے دین ہو چکے ہو۔'' اس نے کہا: ''عمر ایک عجیب بات نہ بتا دوں! تمھاری بہن اور بہنوئی بھی تمھارا دین چھوڑ کر بے دین ہو چکے ہیں۔'' یہ سن کر عمر غصے سے بے قابو ہو گئے۔ اور سیدھے بہن اور بہنوئی کا رخ کیا۔ وہاں انھیں حضرت خباب بن ارت رضی اللہ عنہ سورۂ طٰہٰ پر مشتمل ایک صحیفہ پڑھا رہے تھے۔ اور قرآن پڑھانے کے لیے وہاں آنا جانا حضرت خباب رضی اللہ عنہ کا معمول تھا۔ جب حضرت خباب رضی اللہ عنہ نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی آہٹ سنی تو گھر کے اندر چھپ گئے۔ ادھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی بہن فاطمہ رضی اللہ عنہا نے صحیفہ چھپا دیا، لیکن حضرت عمر رضی اللہ عنہ گھر کے قریب پہنچ کر حضرت خباب رضی اللہ عنہ کی قرات سن چکے تھے۔ چنانچہ پوچھا کہ یہ کیسی دھیمی دھیمی سی آواز تھی جو تم لوگوں کے پاس میں نے سنی تھی؟ انھوں نے کہا: ''کچھ بھی نہیں۔ بس ہم آپس میں باتیں کر رہے تھے'' حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا ''غالباً تم دونوں بے دین ہو چکے ہو؟ ''اچھا عمر! یہ بتاؤ اگر حق تمھارے دین کے بجائے کسی اور دین میں ہو تو؟''

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا اتنا سننا تھا کہ اپنے بہنوئی پر چڑھ بیٹھے اور انھیں بری طرح کچل دیا۔ ان کی بہن نے لپک کر انھیں اپنے شوہر سے الگ کیا تو بہن کو ایسا چانٹا مارا کہ چہرہ خون آلود ہو گیا۔ ابن اسحاق کی روایت ہے کہ ان کے سر میں چوٹ آئی۔

بہن نے جوشِ غضب میں کہا: ''عمر! اگر تیرے دین کے بجائے دوسرا ہی دین برحق ہو تو؟ ''أَشْهَدُ أَن لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ'' میں شہادت دیتی ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی لائقِ عبادت نہیں اور میں شہادت دیتی ہوں کہ محمد ﷺ اللہ کے رسول ہیں۔'' یہ سن کر حضرت عمر رضی اللہ عنہ پر مایوسی کے بادل چھا گئے اور انھیں اپنی بہن کے چہرے پر خون دیکھ کر شرم و ندامت بھی محسوس ہوئی۔ کہنے لگے: ''اچھا یہ کتاب جو تمھارے پاس ہے ذرا مجھے بھی پڑھنے کو دو۔'' بہن نے کہا: ''تم ناپاک ہو۔ اس کتاب کو صرف پاک لوگ ہی چھو سکتے ہیں۔ اُٹھو غسل کرو۔''

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اٹھ کر غسل کیا۔ پھر کتاب لی اور بسم اللہ الرحمٰن الرحیم پڑھی، کہنے لگے: ''یہ تو بڑے پاکیزہ نام ہیں۔'' اس کے بعد طٰہٰ سے ﴿اِنَّنِیْٓ اَنَا اللّٰهُ لَآ اِلٰهَ اِلَّآ اَنَا فَاعْبُدْنِیْ وَ اَقِمِ الصَّلٰوةَ لِذِكْرِیْ﴾ تک قرات کی۔ کہنے لگے: ''یہ تو بڑا عمدہ اور بڑا محترم کلام ہے۔ مجھے محمد ﷺ کا پتا بتاؤ!'' حضرت خباب رضی اللہ عنہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے یہ فقرے سن کر اندر سے باہر آ گئے۔ کہنے لگے! ''عمر خوش ہو جاؤ۔ مجھے امید ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے جمعرات کی رات تمھارے متعلق جو دعا کی تھی (کہ اے اللہ! عمر رضی اللہ عنہ بن خطاب یا ابوجہل بن ہشام کے ذریعے اسلام کو قوت پہنچا) یہ وہی ہے۔ اور اس وقت رسول اللہ ﷺ کوہِ صفا کے پاس والے مکان میں تشریف فرما ہیں۔''

یہ سن کر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اپنی تلوار حمائل کی اور اس گھر کے پاس آ کر دروازے پر دستک دی۔ ایک آدمی نے اٹھ کر دروازے کی دراز سے جھانکا تو دیکھا کہ عمر تلوار حمائل کیے موجود ہیں۔ لپک کر رسول اللہ ﷺ کو اطلاع دی اور سارے لوگ سمٹ کر یکجا ہو گئے۔ حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ نے پوچھا: ''کیا بات ہے؟'' لوگوں نے کہا ''عمر رضی اللہ عنہ ہیں۔'' حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ نے کہا: ''بس! عمر رضی اللہ عنہ ہے؟ دروازہ کھول دو۔ اگر وہ خیر کی نیت سے آیا ہے تو اُسے ہم عطا کریں گے اور اگر کوئی برا ارادہ لے کر آیا

ہے تو ہم اسی کی تلوار سے اس کا کام تمام کر دیں گے۔''

ادھر رسول اللہ ﷺ اندر تشریف فرما تھے۔ آپ ﷺ پر وحی نازل ہو رہی تھی۔ وحی نازل ہو چکی تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس تشریف لائے۔ بیٹھک میں ان سے ملاقات ہوئی۔ آپ ﷺ نے انکے کپڑے اور تلوار کا تلا سمیٹ کر پکڑا اور سختی سے جھٹکتے ہوئے فرمایا: ''عمر! کیا تم اس وقت تک باز نہیں آؤ گے جب تک کہ اللہ تعالیٰ تم پر بھی ویسی ہی ذلت و رسوائی اور عبرتناک سزا نازل نہ فرما دے جیسی ولید بن مغیرہ پر نازل ہو چکی ہے؟ یا اللہ! یہ عمر بن خطاب ہے۔ یا اللہ! اسلام کو عمر بن خطاب کے ذریعے قوت و عزت عطا فرما۔'' آپ ﷺ کے اس ارشاد کے بعد حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے حلقہ بگوشِ اسلام ہوتے ہوئے کہا: ''أَشْهَدُ أَن لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَأَنَّكَ رَّسُوْلُ اللّٰهِ'' ''میں گواہی دیتا ہوں کہ یقیناً اللہ کے سوا کوئی لائقِ عبادت نہیں اور یقیناً آپ ﷺ اللہ کے رسول ہیں۔''

یہ سن کر گھر کے اندر موجود صحابہ رضی اللہ عنہم نے اس زور سے تکبیر کہی کہ مسجدِ حرام والوں کو سنائی پڑی۔ معلوم ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی زورآوری کا حال یہ تھا کہ کوئی ان سے مقابلے کی جرات نہ کرتا تھا۔ اس لیے ان کے مسلمان ہو جانے سے مشرکین میں کہرام مچ گیا اور انھیں بڑی ذلت و رسوائی محسوس ہوئی۔ دوسری طرف ان کے اسلام لانے سے مسلمانوں کو بڑی عزت وقوت، شرف و اعزاز اور مسرت و شادمانی حاصل ہوئی۔ چنانچہ ابن اسحاق نے اپنی سند سے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا بیان روایت کیا ہے کہ جب میں مسلمان ہوا تو میں نے سوچا کہ مکے کا کون شخص رسول اللہ ﷺ کا سب سے بڑا اور سخت ترین دشمن ہے؟

پھر میں نے جی ہی جی میں کہا، یہ ابوجہل ہے۔ اس کے بعد میں نے اس کے گھر جا کر اس کا دروازہ کھٹکھٹایا۔ وہ باہر آیا اور دیکھ کر بولا: اہلاً وسہلاً (خوش آمدید،

خوش آمدید) کیسے آنا ہوا؟ میں نے کہا! ''تمھیں یہ بتانے آیا ہوں کہ میں اللہ اور اس کے رسول محمد ﷺ پر ایمان لا چکا ہوں اور جو کچھ وہ لے کر آئے ہیں اس کی تصدیق کر چکا ہوں۔'' حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ (یہ سنتے ہی) اس نے میرے رخ پر دروازہ بند کر لیا اور بولا: ''اللہ تیرا برا کرے اور جو کچھ تو لے کر آیا ہے، اس کا بھی برا کرے۔''[1]

ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اللہ نے عمر رضی اللہ عنہ کی زبان اور دل پر حق جاری کر دیا اور ابن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا کہ کوئی واقعہ لوگوں پر نہ پڑا اور لوگوں نے اس میں کلام نہ کیا مگر قرآن حضرت عمر کے قول کے مطابق اترا۔[2] ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ میں نے خواب میں دیکھا کہ میرے پاس دودھ کا پیالہ لایا گیا، پھر میں نے پیا اور باقی عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کو دیا لوگوں نے عرض کی کہ اس کی کیا تعبیر ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا اس کی تعبیر علم ہے۔[3]

انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ میں جنت میں داخل ہوا یعنی عالم رؤیا میں سوتے میں، میں نے سونے کا ایک محل دیکھا، میں نے کہا: یہ کس کا ہے؟ فرشتوں نے کہا: ایک نوجوان کا ہے جو قریش میں سے ہے۔ میں نے خیال کیا کہ میں ہوں، پھر میں نے کہا: وہ کون ہے؟ فرشتوں نے کہا: وہ عمر بن خطاب ہیں۔[4]

عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ تم پر ایک جنتی شخص آتا ہے سو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ آئے، پھر فرمایا: پھر ایک جنتی آتا ہے سو حضرت عمر رضی اللہ عنہ آئے۔ انس رضی اللہ عنہ بن مالک سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ،

---

[1] الرحیق المختوم (ص: ۱۴۶-۱۵۰)

[2] ترمذی: جامع ترمذی (۲/۶۶۲) مترجم از مولانا بدیع الزمان

[3] مصدر سابق۔

[4] مصدر سابق (ص: ۶۶۷)

ابوبکر، عمر اور عثمان رضی اللہ عنہم احد پر چڑھے اور وہ لرزا تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے اُحد! ٹھہر کہ تجھ پر نبی، صدیق اور دو شہیدوں کے سوا اور کوئی نہیں اور دو شہید عمر رضی اللہ عنہ و عثمان رضی اللہ عنہ کو فرمایا۔[1]

خلاصہ تعارف:

لقب فاروق، کنیت ابو حفص، قرشی عدوی ہیں۔ نویں پشت میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے مل جاتے ہیں سابقین اولین میں سے ہیں۔ ان سے پہلے انتالیس آدمی مسلمان ہو چکے تھے۔ ان کے اسلام کے لیئے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے دعا مانگی تھی۔ ان کے مسلمان ہوتے ہی اسلام کی قوت وشوکت روز بروز بڑھنے لگی۔ ان کی صاحبزادی حضرت حفصہ ام المومنین تھیں۔ عشرہ مبشرہ رضی اللہ عنہم میں سے ہیں۔ حضرت صدیق رضی اللہ عنہ کے بعد تمام امت سے افضل ہیں۔ احادیث میں بکثرت اور بے مثل فضائل وارد ہوئے، خصوصاً یہ کہ میرے بعد کوئی نبی ہوتا تو عمر رضی اللہ عنہ ہوتے اور یہ کہ شیطان ان کے سائے سے بھی بھاگتا ہے۔ تمام مشاہدِ خیر میں حصہ وافی لیا۔ حضرت صدیق رضی اللہ عنہ کی وفات کے بعد خلیفہ ہوئے، خلافت کا کام جس خوبی سے کیا محتاجِ بیان نہیں۔ جس قدر فتوحات ہوئیں اور کسریٰ و قیصر کے ملکوں میں نعرۂ توحید بلند ہوا سب انہی کی کوشش تھی جمع قرآن کا ارادہ سب سے پہلے انہی کے دل میں پیدا ہوا تھا۔ دس برس چھ مہینے پانچ دن خلافت کرکے ابولؤلؤ مجوسی غلام کے ہاتھ سے زخمی ہوئے اور یکم محرم ۲۴ھ میں بعمر ۶۳ سال وفات پائی اور اسی قبۂ خضرا میں اپنے صاحبین کے ساتھ مدفون ہوئے۔[2]

---

[1] مصدر سابق (ص: ٦٦٧)

[2] شاہ ولی اللہ محدث، دہلوی: از الۃ الخفاء عن خلافۃ الخلفاء (١/ ٤٥١) (مترجم)

فصل دوم:

اصحاب بدر میں سے
نعت خواں صحابہ رضی اللہ عنہم کا تعارف

حباب بن منذر رضی اللہ عنہ:

حباب بن منذر بن الجموح بن زید بن حرام بن کعب بن غنم بن کعب بن سلمہ الانصاری الخزرجی السلمی۔ ان کی کنیت ابو عمرو اور ان کی والدہ الشموس بنت حق بن امۃ بن حرام تھیں۔ حباب جنگِ بدر میں شریک تھے۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ غزوۂ بدر میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک مقام پر نزول فرمایا۔

حباب بن المنذر نے کہا کہ یہ منزل نہیں ہے آپ ہمیں ایسے مقام پر لے چلیے جہاں پانی قوم کے قریب ہو کہ ہم اس پر ایک حوض بنالیں۔ اس میں برتن ڈال دیں، پانی استعمال کریں اور پھر لڑیں، اس کے سوا جتنے کنویں ہیں انھیں پاٹ دیں۔ جبرئیل علیہ السلام رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل ہوئے اور فرمایا: اے حباب! تم نے مشورہ دیا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کھڑے ہوگئے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہی کیا۔ یومِ بدر میں خزرج کا جھنڈا انھیں کے پاس تھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یومِ فریضہ[1] اور یوم النضیر میں بھی لوگوں سے مشورہ طلب کیا تو حباب بن المنذر کھڑے ہوئے اور کہا کہ میری رائے یہ ہے کہ ہم محلات کے درمیان اتریں تا کہ ان کی خبر ان سے اور ان کی خبر ان سے منقطع ہو جائے۔

---

[1] متن میں اسی طرح ہے، جب کہ اصل عبارت قریظہ معلوم ہوتی ہے۔

رسول اللہ ﷺ نے انھیں کا قول اختیار کیا۔ حباب جنگِ احد میں بھی شریک تھے۔ اس روز وہ رسول اللہ ﷺ کے ہم کاب اور ثابت قدم رہے انھوں نے آپ ﷺ سے موت پر بیعت کی۔ یہ خندق اور تمام مشاہد میں رسول اللہ ﷺ کے ہم رکاب تھے۔ حباب بن المنذر رضی اللہ عنہ کی وفات عمر بن الخطاب کی خلافت میں ہوئی۔[1]

حمزہ بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہ:

حمزہ بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہ بن ہاشم بن عبدمناف القرشی الہاشمی ابو عمارہ نبی کریم ﷺ کے چچا اور رضاعی بھائی تھے، ان دونوں کو ابولہب کی لونڈی ثو یبہ نے دودھ پلایا تھا۔ ان کی والدہ ہالہ بنت اہیب بن عبد مناف بن زہرہ نبی کریم ﷺ کی والدہ آمنہ بنت وہب بن عبدمناف کی چچا زاد تھیں۔

اس لحاظ سے بھی حضرت حمزہ نبی کریم ﷺ کے زیادہ قریب تھے۔ آپ رضی اللہ عنہ نبی کریم ﷺ سے دو سال اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ چار سال پہلے پیدا ہوئے تھے۔ بعثت کے دوسرے سال اسلام لائے تھے اور ہمیشہ رسول اللہ ﷺ کی مدد کرتے تھے اور آپ ﷺ کے ساتھ ہجرت کی تھی۔ مدینہ منورہ میں جب آپ ﷺ نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین کے درمیان رشتۂ مواخات قائم کیا تو آپ ﷺ نے حضرت حمزہ اور حضرت زید بن حارثہ کے درمیان مواخات قائم کی۔ آپ رضی اللہ عنہ جنگِ بدر میں شریک تھے۔ آپ رضی اللہ عنہ نے ربیعہ بن ربیعہ کو قتل کیا اور عتبہ بن ربیعہ یا ربیعہ بن عتبہ کے قتل میں مشارکت کی، طعیمہ بن عدی کو قتل کیا اور اس کے لیے رسول اللہ ﷺ نے ایک جھنڈے کو گرہ لگا کر انھیں عطا کیا اور انھیں ایک سریہ میں بھیجا۔ مدائنی کے قول کے مطابق یہ اسلام میں پہلا جھنڈا تھا جسے گرہ لگائی گئی تھی۔[2]

---

[1] ابن سعد: طبقات ابن سعد (۴/۱۱۲، ۱۱۳) مترجم۔

[2] ابن حجر: الإصابة (۱/ ۳۵۳، ۳۵٤) دار صادر، بیروت

شہادت و تدفین: حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ جنگِ اُحد میں شریک ہوئے تھے۔ ان کا قاتل وحشی بن حرب خود بیان کرتا ہے کہ میں جبیر بن معطم کا غلام تھا اور ان کا چچا طعیمہ بن عدی جنگِ بدر میں مارا گیا تھا۔ جب قریش جنگِ اُحد پر روانہ ہونے لگے تو جبیر بن معطم نے مجھ سے کہا: اگر تم محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا حمزہ کو میرے چچا کے بدلے قتل کر دو تو تم آزاد ہو۔ وحشی کا بیان ہے کہ اس پیش کش کے نتیجے میں، میں بھی لوگوں کے ساتھ روانہ ہوا۔ میں حبشی آدمی تھا اور حبشیوں کی طرح نیزہ پھینکنے میں ماہر تھا۔ نشانہ کم ہی چوکتا تھا، جب لوگوں میں جنگ چھڑ گئی تو میں نکل کر حمزہ رضی اللہ عنہ کو دیکھنے لگا۔ میری نگاہیں ان کی تلاش میں تھیں، بالآخر میں نے انھیں لوگوں کے ہجوم میں دیکھ لیا۔ وہ خاکستری اونٹ کی طرح معلوم ہو رہے تھے۔ لوگوں کو درہم برہم کرتے جا رہے تھے ان کے سامنے کوئی چیز ٹک نہیں پاتی تھی۔ واللہ! میں ابھی ان کے قتل کے ارادے سے تیار ہو رہا تھا اور ایک درخت یا پتھر کی اوٹ میں چھپ کر انھیں قریب آنے کا موقع دینا چاہتا تھا کہ اتنے میں سباع بن عبدالعزی مجھ سے آگے بڑھ کر ان کے پاس جا پہنچا۔ حمزہ رضی اللہ عنہ نے اسے للکارتے ہوئے کہا کہ او شرمگاہ کی چمڑی کاٹنے والی کے بیٹے یہ لے اور ساتھ ہی اس زور کی تلوار ماری کہ گویا اس کا سر تھا ہی نہیں۔

وحشی کا بیان ہے کہ اس کے ساتھ ہی میں نے اپنا نیزہ تولا اور جب میری مرضی کے مطابق ہو گیا تو ان کی طرف اچھال دیا نیزہ ناف کے نیچے لگا اور دونوں پاؤں کے بیچ سے پار ہو گیا، انھوں نے میری طرف اٹھنا چاہا، لیکن مغلوب ہو گئے۔ میں نے ان کو اسی حالت میں چھوڑ دیا یہاں تک کہ وہ فوت ہو گئے۔ اس کے بعد میں نے ان کے پاس جا کر اپنا نیزہ نکال لیا اور لشکر میں واپس جا کر بیٹھ گیا میرا کام ختم ہو چکا تھا۔ مجھے ان کے سوا کسی اور سے سروکار نہ تھا۔ میں نے انھیں محض اس لیے قتل کیا

تھا کہ آزاد ہو جاؤں، چنانچہ جب مکہ آیا تو مجھے آزادی مل گئی۔[1]

حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اسد اللہ کا لقب دیا اور ان کا نام سید الشہداء رکھا۔ انھیں اور عبداللہ بن جحش رضی اللہ عنہ کو ایک قبر میں دفن کیا۔[2]

ابو دُجانہ رضی اللہ عنہ:

سماک بن خرشہ[3] اور ایک روایت میں ہے سماک بن اوس بن خرشہ بن لوذان بن عبدود بن زید بن ثعلبہ بن طریف بن خزرج بن ساعدہ بن کعب خزرج الاکبر الانصاری خزرجی ساعدی۔[4]

غزوات میں شرکت: غزوۂ بدر میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھے۔ غزوۂ احد میں انھوں نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا دفاع کیا۔ ابو دجانہ رضی اللہ عنہ کا شمار دلیر اور بہادر سپاہیوں میں ہوتا تھا۔[5] حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے دو زرہیں پہن رکھی تھیں، فرمایا: اس تلوار کا حق کون ادا کرے گا، کئی آدمی لینے کو اُٹھے، لیکن آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے کسی کو نہ دی۔ آخر ابو دجانہ رضی اللہ عنہ اُٹھے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا: یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! تلوار کا حق کیا ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تو اس سے دشمن پر اس طرح وار کرے کہ ٹیڑھی ہو جائے۔ ابو دجانہ رضی اللہ عنہ نے کہا: میں اس کا حق ادا کردں گا۔

چنانچہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے وہ تلوار ان کے حوالے کردی۔ ابو دجانہ رضی اللہ عنہ جب بھی جنگ ہوتی نہایت دلیری اور شجاعت کا مظاہرہ کرتے اور اَکڑ اَکڑ کر چلتے۔ نیز ان

---

[1] صفی الرحمان، مولانا مبارکپوری: الرحیق المختوم (ص: ٣٥٦)

[2] ابن حجر: الإصابة (١/ ٣٥٤)

[3] ابن حجر: الإصابة (٤/ ٥٨) ابن الأثير: أسد الغابة، الميزان (١٠/ ٤٩٥) ناشران و تاجران کتب، الکریم مارکیت اُردو بازار لاھور پاکستان. مترجم.

[4] ابن الأثير: مصدر سابق

[5] ابن الأثير: مصدر سابق

کے پاس سرخ رنگ کی پٹی تھی، جسے وہ پیشانی پر باندھ لیتے تھے تو لوگوں کو معلوم ہو جاتا کہ وہ آمادۂ پیکار ہیں۔ جب انھوں نے حضور اکرم ﷺ کے ہاتھ سے تلوار لے لی تو سرخ پٹی نکالی اور سر پر باندھ لی اور دونوں صفوں کے درمیان اکڑ اکڑ کر چلنے لگے۔ جب حضور اکرم ﷺ نے دیکھا تو فرمایا: ہر چند اللہ کو یہ انداز ناگوار ہے، لیکن ایسے مواقع پر چنداں حرج نہیں۔[1] چنانچہ ابو دجانہ رضی اللہ عنہ تلوار لے کر صفوں میں گھس گئے، لڑتے تھے اور یہ اشعار پڑھتے تھے:

أَنَا امْرُءٌ* عَاهَدَنِيْ خَلِيْلِيْ وَنَحْنُ* تَحْتَ أَسْفَلِ النَّخِيْلِ
أَنْ لَّا أَقُوْمَ الدَّهْرَ فِيْ كَبُوْلٍ أَضْرِبُ بِسَيْفِ اللّٰهِ وَالرَّسُوْلِ

''میں وہ آدمی ہوں کہ میرے دوست نے مجھ سے اس وقت عہد لیا، جب ہم کھجور کے ایک پست قامت درخت کے نیچے تھے۔ میں نے وعدہ کیا کہ میں ایک کنارے پر نہیں کھڑا ہوں گا اور اللہ اور رسول کی تلوار سے جہاد کروں گا۔''[2]

عبداللہ بن جحش رضی اللہ عنہ:

عبداللہ بن جحش رضی اللہ عنہ بن رياب بن يعمر الاسدی بنی عبدشمس کے حلیف تھے۔ ابن اسحاق نے کہا کہ انھوں نے حبشہ کی طرف ہجرت کی تھی اور غزوۂ بدر میں شریک

---

[1] ابن الأثير: أسد الغابة (١٠/ ٤٩٥، ٤٩٦) مترجم.

* صفی الرحمن، المباركپوری: الرحيق المختوم (ص: ٣٠٥) پر 'امرأ' کی جگہ ''الذي'' ہے، جبکہ دوسرا مصرعہ ''ونحن بالسفح لدى النخيل'' ہے۔

* زبیر بن عوام اور سعد بن ابی وقاص کا تعارف باب اول کی فصل اول ''عشرہ مبشرہ میں سے نعت خواں صحابہ کا تعارف'' میں تحریر ہو چکا ہے۔

[2] ابن الأثير: أسد الغابة (١٠/ ٦١٦) مترجم۔ ابن هشام: السيرة النبوية (٣/ ٧٢، ٧٣) صفی الرحمن، المباركپوری: الرحيق المختوم (ص: ٣٠٥) دار الديان للتراث، القاهرة.

تھے۔ نبی کریم ﷺ نے عبداللہ بن جحش اور عاصم بن ثابت رضی اللہ عنہما کے درمیان مواخات قائم کی تھی۔ سعد بن ابی وقاص سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ہمیں ایک سریے میں بھیجا اور کہا کہ میں تم پر ایک ایسے آدمی کو بھیجوں گا، جو بھوک اور پیاس پر تم سے زیادہ صابر ہے، پس آپ ﷺ نے عبداللہ بن جحش رضی اللہ عنہ کو بھیجا۔ پس آپ رضی اللہ عنہ اسلام میں پہلے امیر تھے۔ عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے بدر کے قیدیوں کی بابت ابوبکر، عمر اور عبداللہ بن جحش رضی اللہ عنہما سے مشورہ لیا۔[1]

شہادت: ابو الحکم بن الاخنس بن شریق نے انھیں قتل کیا تھا، وہ (عبداللہ بن جحش رضی اللہ عنہ) اور حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ ایک قبر میں دفن ہوئے تھے۔[2]

عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہ:

عبداللہ بن رواحہ بن امری القیس بن ثعلبہ امیر سعید شہید ابو عمرو انصاری خزرجی بدری نقیب شاعر الرسول۔

روایتِ حدیث: نبی کریم ﷺ اور حضرت بلال رضی اللہ عنہ سے احادیث روایت کرتے ہیں، ان سے انس بن مالک رضی اللہ عنہ اور نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں جنگِ بدر اور بیعتِ عقبہ میں شامل تھے۔ نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ کے ماموں ہیں۔

فضائل: عبدالرحمان بن ابی لیلیٰ سے پہلی روایت ہے کہ عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہ نبی کریم ﷺ کے پاس آئے اور آپ ﷺ خطبہ دے رہے تھے۔ پس آپ رضی اللہ عنہ نے آپ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا کہ بیٹھ جاؤ! آپ رضی اللہ عنہ مسجد کے باہر ہی بیٹھ گئے۔ یہاں تک کہ آپ ﷺ خطبہ سے فارغ ہو گئے۔ پس نبی کریم ﷺ کو اس واقعے کی خبر پہنچی تو آپ ﷺ نے فرمایا:

---

[1] ابن حجر: الإصابة (۲/ ۲۸۶، ۲۸۷)

[2] ابن حجر: الإصابة (۲/ ۲۸۷)

«زَادَكَ اللّٰهُ حِرْصًا عَلٰى طَاعَةِ اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ»[1]

''اے عبداللہ بن رواحہ! اللہ تمھاری اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی فرمانبرداری پر حرص کو زیادہ کرے۔''

حضرت عروہ بیان کرتے ہیں کہ جب ﴿وَالشُّعَرَآءُ يَتَّبِعُهُمُ الْغَاوٗنَ﴾ [الشعراء: ٢٢٤] نازل ہوئی تو عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہ نے کہا: میں ان میں سے ہوں تو اللہ تعالیٰ نے ﴿اِلَّا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ﴾ [الشعراء: ٢٢٧] نازل فرمائی۔ (یعنی عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہ ایسے شاعر ہیں جو اہلِ ایمان اور اعمالِ صالحہ کے فاعلین شعراء کے زمرے میں آتے ہیں)۔

شاعرِ رسول: ابن سیرین کہتے ہیں کہ عبداللہ بن رواحہ، حسان بن ثابت اور کعب بن مالک رضی اللہ عنہم رسول اللہ ﷺ کے شعرا تھے۔[2]

شہادت: حضرت عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہ جنگِ موتہ میں شہید ہوئے۔[3]

نمونہ کلام:

يَا نَفْسُ لَا تُقْتَلِيْ تَمُوْتِيْ   هٰذَا حَمَّامُ الْمَوْتِ قَدْ لَقِيْتِ

وَمَا تَمَنَّيْتِ فَقَدْ أُعْطِيْتِ   أَنْ تَفْعَلِيْ فِعْلَهُمَا هُدِيْتِ

وَإِنْ تَأَخَّرْتِ فَقَدْ شَقِيْتِ

''اے جان! اگر تو قتل نہ کی جائے تب بھی تو نے مرنا ہے۔ موت کے

---

[1] ذهبي: محمد بن أحمد بن عثمان، شمس الدين: سير أعلام النبلاء (١/ ٢٣٠_ ٢٣٢) مؤسس الرسالة، بيروت.

[2] ذهبي: سير أعلام النبلاء (١/ ٢٣٣)

[3] مصدر سابق۔ ابو بکر، علی بن ابی طالب اور عمر بن خطاب رضی اللہ عنہم کا تعارف ''عشرہ مبشرہ رضی اللہ عنہم میں سے نعت خواں صحابہ کا تعارف'' میں تحریر ہو چکا ہے۔

اس کبوتر سے تیری ملاقات ہو کر رہنی ہے۔ اگر تو یہ (قتال فی سبیل اللہ) کا (پاکیزہ) عمل کرے تو تجھے ہدایت بھی ملے گی اور جو تو تمنا کرے گی وہ بھی ملے گی اور اگر تو اس (کارِ خیر سے) پیچھے رہ گئی تو تو بدبخت ہے۔'' [1]

کعب بن مالک رضی اللہ عنہ:

کعب بن مالک بن ابی کعب عمرو بن القین بن کعب بن سواد بن غنم بن کعب بن سلمہ الانصاری خزرجی، عقبی، احدی۔ [2]

شاعرِ رسول: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے شاعر اور صحابی ہیں۔ [3] امام ابن سیرین رحمہ اللہ نے کہا کہ حسان بن ثابت، عبداللہ بن رواحہ اور کعب بن مالک رضی اللہ عنہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے شعرا ہیں۔

فضائل: جنگِ تبوک سے جو تین مخلص صحابہ جنگ میں شرکت سے محروم رہ گئے (اور جن سے تمام صحابہ اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مقاطعہ کیا تھا) پھر ان کی توبہ قبول ہوگئی تھی ان میں سے ایک کعب بن مالک رضی اللہ عنہ ہیں۔ [4]

روایتِ حدیث: بخاری و مسلم دونوں نے ان سے تین احادیث روایت کی ہیں۔ ایک تنہا بخاری نے اور دو اکیلے مسلم نے روایت کی ہیں۔ [5] ان سے ان کے بیٹوں عبداللہ، عبید اللہ، عبد الرحمان، محمد بنو کعب، جابر بن عباس، ابو امامہ، عمر بن حکم، عمر بن کثیر بن افلح اور دوسرے کئی لوگوں نے روایت کیا ہے۔ [6]

---

[1] ذهبي: مصدر سابق (ص: ٢٤٠)

[2] ذهبي: سير أعلام النبلاء (٢/ ٥٢٣)

[3] مصدر سابق

[4] مصدر سابق

[5] مصدر سابق (ص: ٥٢٣)

[6] مصدر سابق

وفات: ہیثم اور مدائنی بیان کرتے ہیں کہ ہجرت کے چالیسویں سال فوت ہوئے۔ واقدی نے بیان کیا کہ ہجرت کے پچاسویں سال انھوں نے وفات پائی ہیثم بن عدی سے یہ بھی قول ہے کہ ہجرت کے اکانویں سال انھوں نے وفات پائی۔[1]

بغوی نے کہا کہ خلافتِ معاویہ کے دوران میں شام میں فوت ہوئے تھے۔[2]

نمونۂ کلام:

فَكَفَّ يَدَيْهِ ثُمَّ أَغْلَقَ بَابَهٗ ۔۔۔ وَأَيْقَنَ أَنَّ اللّٰهَ لَيْسَ بِغَافِلِ

وَقَالَ لِمَنْ فِيْ دَارِهٖ لَا تُقَاتِلُوْا ۔۔۔ عَفَا اللّٰهُ عَنْ كُلِّ امْرِئٍ لَّمْ يُقَاتِلِ

''پس اس (حضرت عثمان رضی اللہ عنہ) نے (لڑائی سے) اپنے ہاتھ روک لیے پھر اپنا دروازہ بند کر لیا اور یقین کیا کہ اللہ غافل نہیں ہے اور جو اس کے گھر میں تھا اس کو کہا: مت لڑو، کیونکہ اللہ ہر اس شخص کو معاف کرے گا جس نے لڑائی نہ کی۔''[3]

---

[1] ذهبي: سير أعلام النبلاء (٢/ ٥٢٦)

[2] ابن حجر: الإصابة (٣/ ٣٠٢)

[3] ذهبي: مصدر سابق (ص: ٥٢٧)

فصل سوم:

دوسرے نعت خواں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا تعارف

اسماء بن ربان رضی اللہ عنہ:

اسماء بن ربان بن معاویہ بن مالک بن سلی۔ سلی کا نام حارث بن رفاعہ بن عذرہ بن عدی بن شمیس بن طرود بن قدامہ بن جرم بن ربان ہے۔ ان کا تعلق جرم قبیلے سے ہے۔[1] حافظ ابن حجر نے ان کا سلسلۂ نسب یوں لکھا ہے: اسماء بن یاب بن معاویہ بن مالک بن الحارث بن رفاعہ بن عذرہ بن غدی بن شمس بن ظرود بن قدامہ بن جرم الجرمی۔[2]

یہی وہ شخص ہیں جنھوں نے بنی عقیل کے مقابلے پر عقیق نامی وادی کے بارے میں دعویٰ کیا تھا، وہ عقیق جو قبیلہ بنی عامر بن صعصعہ کی زمین میں ہے، نہ کہ وہ عقیق جو مدینہ میں ہے تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے وہ وادی قبیلہ جرم کے لوگوں کو دلا دی۔ چنانچہ انھوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے عدل و انصاف کو سراہتے ہوئے درج ذیل اشعار کہے:

وَإِنِّیْ أَخُوْ جَرْمٍ كَمَا قَدْ عَلِمْتُمْ　　إِذَا اجْتَمَعَتْ عِنْدَ النَّبِيِّ الْمَجَامِعُ

فَإِنْ أَنْتُمْ لَمْ تَقْنَعُوْا بِقَضَائِهٖ　　فَإِنِّیْ بِمَا قَالَ النَّبِیُّ لَقَانِعُ

”میں قبیلہ جرم کا بھائی ہوں، جیسا کہ تم جانتے ہو، جب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے

---

[1] ابن الأثیر: أسد الغابة (١/ ١٤٩) مترجم۔

[2] ابن حجر: الإصابة (١/ ٣٩)

پاس لوگ جمع ہوئے تھے، پس اگر تم نبی کریم ﷺ کے فیصلے پر راضی نہیں ہوتو نہ ہو مگر میں تو نبی ﷺ کے فیصلہ پر قناعت (راضی وخوش) کرتا ہوں۔"[1]

اسود بن مسعود ثقفی رضی اللہ عنہ:

اسود بن مسعود ثقفی کے نبی کریم ﷺ کی مدح میں اشعار ہیں۔[2]

چناں چہ عمر بن شبہ نے شعبی کے طریق سے ذکر کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے پاس ظبیان بن کدادا کو اس نے جواب دیا تھا اور لمبی حدیث میں اس کے آنے کا ذکر کیا ہے اور اس کے ان اشعار، جن میں اس نے نبی کریم ﷺ کی مدح کی ہے، کو بیان کیا ہے پس ان میں سے چند اشعار یہ ہیں:

أَمْسَيْتُ أَعْبُدُ رَبِّیْ لَاشَرِيْكَ لَهٗ ‏ رَبَّ الْعِبَادِ اِذَا مَا حُصِّلَ الْيُسْرُ

أَنْتَ الرَّسُوْلُ الَّذِیْ تُرْجٰی فَوَاضِلُهٗ ‏ عِنْدَ الْقُحُوْطِ اِذَا مَا أَخْطَأَ الْمَطَرُ

"میں اپنے اس رب کی عبادت کرتا ہوں جس کا کوئی شریک نہیں، جو بندوں کا رب ہے، جب بھی آسانی حاصل ہو۔* آپ وہ رسول ﷺ ہیں کہ قحط کے وقت جبکہ بارش نہ ہو ان کی سخاوت کی امید کی جاتی ہے۔"[3]

حضرت اسید بن ابی اناس رضی اللہ عنہ:

حضرت اسید رضی اللہ عنہ یہ اسید بیٹے ہیں ابو اناس* بن زنیم بن عمرو بن عبداللہ بن جابر بن محمیہ بن عبید* بن عدی بن دئل بن بکر بن عبد مناف بن کنانہ بن خزیمہ بن مدرکہ

---

(1) ابن حجر: (ص: ۱۴۹) مترجم۔ الإصابة (۱/ ۳۹، ۴۰) ابن الأثير: أسد الغابة (۱/ ۴۰)

(2) ذهبي، محمد بن أحمد عثمان: تجريد أسماء الصحابة (۱/ ۲۰) دار المعرفة للطباعة والنشر بيروت لبنان.

* (بطور شکر نفلی عبادت کرتا ہوں۔)

(3) ابن حجر: الإصابة في تميز الصحابة (۱/ ۴۶)

* أبي اياس، عبد (الإصابة ابن حجر: ۱/ ۴۷)

بن الیاس بن مضر کنانی دؤلی عدوی کے۔ یہ ساریہ بن زنیم کے بھتیجے تھے جن کو حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے منبر پر آواز دی تھی اور ابو احمد عسکری نے بیان کیا ہے کہ اسید کے سین کو کسرہ ہے۔ یہ نام اسید بن ابی اناس کا ہے اور یہ اسید زنیم کے بیٹے ہیں، اس بنا پر وہ ساریہ کے بھائی ہو جائیں گے۔[1]

یہ اسید شاعر تھے، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کا خون معاف کر دیا، کیونکہ یہ ہجو کرنے والے شاعر تھے۔ پھر یہ مسلمان بن کر آئے اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی اچھی مدح (نعت کہی) کی۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے بیان کیا ہے کہ بنی عدی بن دئل کے لوگ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور میں حاضر ہوئے، انھیں میں حارث بن وہب اور عویمر بن احذم اور حبیب اور ربیعہ جو دونوں مسلمہ کے بیٹے تھے موجود تھے، اور اُن کے ہمراہ ان کی قوم کی ایک جماعت تھی۔ ان لوگوں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کی کہ نہ ہم آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے لڑیں گے اور نہ آپ کے ساتھ ہو کر قریش سے لڑیں گے۔ اور ان لوگوں نے اسید بن ابی اناس سے اپنی بیزاری بیان کی اور کہا کہ وہ آپ کی بہت برائی بیان کرتا ہے، لہٰذا نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کا خون معاف کر دیا۔ یہ خبر اسید کو پہنچی تو وہ طائف چلے گئے، پھر فتح مکہ کے سال ساریہ بن زنیم طائف گئے اور انھوں نے اسید سے فتح مکہ کی خبر بیان کی اور انھیں لے کر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور میں حاضر کر دیا۔[2] اسید حضرت کے سامنے بیٹھ گئے اور اسلام لائے، رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے انھیں امان دیا اور ان کے چہرے اور سینے پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا ہاتھ پھیرا۔[3]

قبولِ اسلام: یہ فتح مکہ والے سال آئے اور اسلام قبول کیا اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی

---

[1] ابن الأثير: أسد الغابة (١/ ١٦٢) مترجم.

[2] مصدر سابق (ص: ١٦٣) ابن حجر الإصابة (١/ ٤٧)

[3] مصدر سابق (ص: ١٦٣)

صحبت میں رہے۔ انھوں نے رسول کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر درج ذیل الفاظ کے ساتھ معذرت خواہی کی:

وَأَنْتَ الْفَتٰی تَهْدِیْ مَعْدًا لِّدِیْنِهَا بَلِ اللّٰهُ یَهْدِیْهَا وَقَالَ لَكَ اِشْهَدُ

فَمَا حَمَلَتْ مِن نَّاقَةٍ فَوْقَ كَوْرِهَا أَبَرَّ وَ أَوْفٰی ذِمَّةً مِّن مُّحَمَّدٍ

وَأَكْسٰی لِبُرْدِ لخال قَبْلَ ابْتِدَا وَأَعْطٰی لِرَأْسِ السَّابِقِ الْمُتَجَرِّدِ

تَعَلَّمْ رَسُوْلَ اللّٰهِ أَنَّكَ قَادِرٌ عَلٰی كُلِّ حَيٍّ مُتَهْمِنٍ وَّمُنْجِدٍ

تَعَلَّمْ بِأَنَّ الرَّكْبَ رَكْ عوعيد هُمُ الْكَاذِبُوْنَ الْمُخْلِفُوْ كُلَّ مَوْعِدٍ

أَنْبَوْا رَسُوْلَ اللّٰهِ أَنْ قَدْ هَجَوْتُهٗ فَلَارَفَعَتْ سَوْطِیْ اِلَیَّ اِذَنْ یَدِیْ

سِوٰی أَنَّنِیْ قَدْ قُلْتُ وَیْلُ أُمِّ فِتْیَةً أُصِیْبُوْا بِتَخْسٍ لَّابُطَلْقٌ وَأَسْعَد

"(اے نبی ﷺ!) آپ ایسے جوان ہیں کہ عرب کو دین کی ہدایت کرتے ہیں، بلکہ اللہ انھیں ہدایت کرتا ہے اور اس نے آپ ﷺ سے فرمایا کہ آپ گواہ رہیے۔ پس کسی اونٹنی نے اپنی پشت پر محمد ﷺ سے زیادہ نیکوکار اور وفائے عہد کرنے والا سوار نہیں کیا۔ آپ ﷺ حالات کی چادر کو قبل اس کے کہنہ ہونے کے، پناہ دیتے ہیں، یعنی لوگوں کی بہت جلدی خبر گیری کرتے ہیں اور برہنہ شتربان کے ستر کو بند کرتے ہیں (یعنی ہر ادنیٰ سے ادنیٰ کی حاجت روائی میں آپ سرگرم ہیں) اے رسول اللہ ﷺ! آپ کو واضح ہو کہ آپ ہر جاندار پر، وضیع ہو یا شریف، قدرت رکھتے ہیں۔ آپ کو یہ بھی واضح ہو کہ قبیلۂ عویمر کے لوگ بڑے جھوٹے اور وعدہ خلاف ہیں، کیا ان لوگوں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ خبر دی کہ میں نے ان کی ہجو کی ہے۔ اگر میں نے ایسا کیا ہو تو میرا ہاتھ میرے کوڑے کو نہ اٹھائے، یعنی بے کار ہو جائے صرف میں نے یہ کہا تھا کہ جوانوں کی

خرابی ہو انھیں ایسی حکومت پہنچے جس کی برداشت نہ ہو سکے اور وہ نیک بخت نہ ہو۔"[1]

حضرت اصید بن سلمہ رضی اللہ عنہ:

حضرت حسن رضی اللہ عنہ نے اپنے والد علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے نقل کرتے ہوئے خبر دی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک لشکر بھیجا تھا اس لشکر کے لوگ بنی سلیم کے ایک شخص اصید بن سلمہ کو گرفتار کر لائے۔ جب انھیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دیکھا تو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو ان پر رحم آیا اور حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے انھیں اسلام کی ترغیب دی وہ مسلمان ہو گئے۔[2]

یہ خبر ان کے والد کو پہنچی، وہ بوڑھے تھے تو انھوں نے ان کو خط لکھ کر بھیجا:

مَن رَّاکِبٌ نَحوَ الْمَدِیْنَةِ سَالِمًا حَتّٰی یُبَلِّغَ مَا أَقُوْلُ الْأُصَیْدَا

اِنَّ الْبَنِیْنَ شِرَارُهُم أَمْثَالُهُم مَنْ عَقَّ وَالِدَهٗ وَبَرَّ الْأَبْعَدَا

أَتَرَکْتَ دِیْنَ أَبِیْكَ وَالشَّمَّ الْعُلٰی أُوْدُوْا وَ تَابَعْتَ الْغُدَاةَ مُحَمَّدًا

فَلِأَیِّ أَمْرٍ یَابُنَیَّ عَقَقْتَنِیْ تَرَکْتَنِیْ شَیْخًا کَبِیْرًا مُّفْنِدًا

أَمَّا النَّهَارُ فَدَمْعُ عَیْنِیْ سَاکِتٌ وَأَبِیْتُ لَیْلِیْ کَالسَّلِیْمِ مُسْهِدًا

فَلَعَلَّ رَبًّا هَدَاكَ لِدِیْنِهٖ مَاشُکْرَ أَیَادِیْهِ عَسٰی أَنْ تَرْشُدَا

وَاکْتُبْ أَبِیْ بِمَا أَصَبْتَ مِنَ الْهُدٰی وَبِدِیْنِهٖ تَرَکْنِیْ فَوَحَّدَا

وَاعْلَمْ بِأَنَّكَ اِنْ قَطَعْتَ قَرَابَتِیْ وَعَقَقْتَنِیْ لَمْ أُلْفِ اِلَّا لِلْعِدٰی

"کیا کوئی سوار ہے، جو مدینہ کی طرف جائے تاکہ میرا پیغام اصید کو پہنچا دے کہ وہ بیٹے بہت برے ہوتے ہیں، جو اپنے ماں باپ کی نافرمانی

[1] ابن الأثیر: أسد الغابة (١/ ١٦٣) مترجم۔

[2] تجدید أسماء الصحابة (١/ ٢٤) ابن حجر: الإصابة في تمیز الصحابة (١/ ٥٣)

کریں اور ایک دور کے رشتے دار سے میل پیدا کریں۔ اے بیٹے! کیا تو نے اپنے باپ کے دین اور عمدہ طریقوں کو چھوڑ دیا، وہ سب ہلاک ہو گئے اور کل سے تم نے محمد ﷺ کی پیروی کر لی۔ اے میرے بیٹے! تو نے مجھے کیوں چھوڑ دیا ہے، تو نے مجھے بڑھاپے اور کمزوری کی حالت میں چھوڑ دیا۔ آنسو میری آنکھوں سے دن بھر جاری رہتے ہیں۔ اور رات بھر مثل عقرب گزیدہ کے تڑپتا ہوں، شاید پروردگار نے تجھے اپنے دین کی ہدایت کی ہو، تو تُو اس کا شکر کر تو نے ہدایت پائی اور جو کچھ ہدایت حاصل ہوتی ہے۔ اس کی مجھے بھی اطلاع دے۔ اور ان کے دین سے مجھے بھی خبردار کر مجھے تنہا نہ چھوڑ اور تو سمجھ لے کہ اگر تو میری قرابت کو قطع کر دے گا اور مجھے چھوڑ دے گا تو میں سفر اختیار کر لوں گا۔"[1]

جب یہ (خط حضرت اسید رضی اللہ عنہ کے پاس پہنچا) انھوں نے اپنے والد کی تحریر پڑھی تو نبی کریم ﷺ کی خدمت میں آئے اور آپ ﷺ سے بیان کیا اور آپ ﷺ سے اس کے جواب کی اجازت طلب کی آپ ﷺ نے اجازت دے دی تو انھوں نے اپنے والد کو یہ لکھ کر بھیجا:

اِنَّ الَّذِیْ سَمَكَ السَّمَاءَ بِقُدْرَۃٍ — حَتّٰی عَلَافِیْ مُلْکِہٖ فَتَوَحَّدَا
بَعَثَ الَّذِیْ لَامِثْلُہٗ فِیْمَامَضٰی — یَدْعُوْ لِرَحْمَۃِ النَّبِیِّ مُحَمَّدًا
ضَغِمَ الدَّسِیْعَۃِ کَالْغَذَالَۃِ وَجْہُہٗ — قَرْنًا تَأَزَّرَ بِالْمَکَارِمِ وَارْتَدٰی
فَدَعَا الْعِبَادَ لِدِیْنِہٖ فَتَتَابَعُوْا — طَوْعًا وَّکَرْھًا مُّقْبِلِیْنَ عَلَی الْھُدٰی
وَتَخَوَّفُوْ النَّارَ الَّتِیْ مِنْ أَجْلِھَا — کَانَ الشَّقِیُّ الْخَاسِرَا الْمُتَلَدِّدَا
وَاعْلَمْ بِأَنَّكَ مَیِّتٌ وَّمُحَاسَبٌ — فَاِلَّی حَتّٰی أُحَذِّرَكَ ھٰذِی الضَّلَالَۃَ وَالرَّدٰی

---

[1] ابن الأثیر: أسد الغابة (۱/ ۱۷۵، ۱۷۶) مترجم.

''بے شک جس نے قدرت سے آسمان کو بلند کیا ہے۔ یہاں تک کہ وہ اپنی بادشاہت میں یکتا ہے، اس نے ایک ایسے شخص کو نبی بنا کر بھیجا ہے، جس کی مثل اگلوں میں بھی کوئی نہیں ہے۔ وہ اللہ کی رحمت کی طرف لوگوں کو بلاتے ہیں، یعنی نبی محمد ﷺ بڑے عالی طبیعت ہیں، صبح کی طرح ان کا چہرہ چمک رہا ہے۔ ایک بزرگ ہیں، جو عمدہ اخلاق سے قوی اور آراستہ ہیں۔ انھوں نے اللہ کے بندوں کو دین کی طرف بلایا، اور انھوں نے ان کی پیروی کی، چاہتے اور نہ چاہتے ہوئے۔[1] سب ہدایت کی طرف آئے اور اس آگ سے ڈر گئے جس کے لیے بدبخت نقصان والے ادھر ادھر بھٹکتے پھرتے ہیں۔ اے باپ! تو یقین کر لے تو مرے گا اور تجھ سے حساب لیا جائے گا، لہٰذا تو میری طرف آ میں تجھے گمراہی اور ہلاکت سے بچاؤں۔ جب اصید کے والد نے بیٹے کا خط پڑھا تو یہ بھی نبی کریم ﷺ کی طرف آئے اور اسلام قبول کر لیا۔[2]

اعشی مازنی رضی اللہ عنہ:

اعشی مازنی مازن بن عمرو بن تمیم کی اولاد میں سے ہیں۔[3] بصرہ میں سکونت اختیار کر لی تھی۔[4] اس کا نام عبداللہ بن اعور المازنی الاعشی الشاعر تھا۔[5] ایک روایت

---

(1) کچھ لوگوں نے بخوشی اسلام قبول کیا، جبکہ کچھ لوگ اسلام کی مخالفت پر کمر بستہ رہے، لیکن اسلام کی حقانیت، براہینِ قاطعہ اور دلائلِ واضحہ کے سامنے بے بس ہو کر بالآخر طوعاً و کرہاً انھیں اسلام قبول کرنا پڑا۔

(2) ابن الأثير: أسد الغابة (١/ ١٧٦، ١٧٧) مترجم.

(3) ابن الأثير: أسد الغابة (١/ ١٧٨) مترجم از مولانا محمد عبدالشکور فاروقی لکھنوی. ابن عبد البر: الاستيعاب في معرفة الأصحاب (١/ ١٢٤) هامش على الإصابة دار صادر بيروت.

(4) مصدر سابق۔ (5) ابن حجر الإصابة (٢/ ٢٧٦)

کے مطابق ان کا نام عبداللہ اعور تھا۔[1] اس کے پاس ایک عورت تھی، جسے معاذہ کہا جاتا تھا۔ وہ رجب میں حجر سے اپنے اہل کے لیے غلہ لانے گیا تو اس کے بعد اس کی بیوی اس سے نفرت کے باعث بھاگ گئی اور اس نے ان میں سے ایک آدمی کی پناہ لے لی۔ جسے مطرف بن نہشل بن کعب بن قمیثع بن ذلف بن اہضم بن عبداللہ بن الحرماز کہا جاتا تھا۔ پس اس نے اس عورت کو پناہ دے دی اور جب وہ آدمی گھر آیا تو اس نے عورت کو اپنے گھر میں نہ پایا اور اسے بتایا گیا کہ وہ اس سے نفرت کرتی ہے اور اس نے مطرف بن نہشل کی پناہ لی ہے۔ تو وہ آدمی مطرف کے پاس آیا اور کہنے لگا: اے میرے عمزاد! کیا میری بیوی معاذہ تیرے پاس ہے؟ اسے مجھے دے دو، اس نے کہا: وہ میرے پاس نہیں ہے اور اگر وہ میرے پاس ہوتی تو بھی میں اسے تیرے سپرد نہ کرتا۔ راوی بیان کرتا ہے مطرف اس شخص سے زیادہ طاقتور تھا۔ پس اعشی چلتے چلتے حضرت نبی مکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آ گیا۔ اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی پناہ لے لی اور کہنے لگا:[2]

يَا مَالِكَ النَّاسِ وَدَيَّانَ الْعَرَبِ   اِنِّىْ لَقِيتُ ذُرْبَةً مِّنَ الذُّرَبِ

غَدَوْتُ أَبْغِيْهَا الطَّعَامَ فِىْ رَجَبَ   فَخَلَّفَتْنِىْ فِىْ نِزَاعٍ وَّهَرَب

أَخْلَفَتِ الْعَهْدَ وَ لَطَلَتْ بِالذَّنْبِ   وَهُنَّ شَرُّ غَالِبٍ لِّمَنْ غَلِبَ

"اے لوگوں کے مالک اور عرب کے حاکم! مجھے ایک لڑنے والی عورت سے سابقہ پڑا، میں اس کے لیے ماہِ رجب میں غلہ خریدنے گیا میرے پیچھے وہ لڑنے اور بھاگنے میں مصروف ہوئی، اس نے خلافِ عہد کیا اور

---

[1] ابن کثیر: البدایة و النهایة (۵/ ۱۴۷) نفیس اکیڈمی اردو بازار کراچی. مترجم از مولانا اختر فتح پوری۔ ذهبي: تجديد أسماء الصحابة (۱/ ۲۵)

[2] ابن کثیر: البدایه والنهایة (۵/ ۱۴۷، ۱۴۸) مترجم از مولانا اختر فتح پوری.

گناہ آلود ہو گئی اور یہ عورتیں ایک شر ہیں کہ جو دب جائے اس کو اور بھی دبا لیتی ہیں۔"[1]

اعشی کہتے تھے کہ اس موقع پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اور وہ دب جانے والے کے لیے غالب شر ہیں۔ اس نے اس موقع پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس اپنی بیوی اور جو کچھ اس نے اس کے ساتھ کرتوت کیا تھا اس کی شکایت کی اور یہ کہ وہ ان کے ایک آدمی کے پاس موجود ہے جسے مطرف بن نہشل کہا جاتا ہے۔ پس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا خط اس کے پاس آیا اور اسے پڑھ کر سنایا گیا تو اس نے کہا: اے معاذہ! تیرے بارے میں حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ خط آیا ہے۔ پس میں تجھے اس کے سپرد کرنے والا ہوں، اس نے کہا: میرے بارے میں اس سے عہد و میثاق اور اس کے نبی کی امان لو جو کچھ میں نے کیا ہے وہ اس کے بارے میں مجھے سزا نہیں دے گا۔ تو اس سے اس کے بارے میں عہد لیا اور مطرف نے اسے اس کے سپرد کر دیا۔[2]

سلسلۂ نسب میں اختلاف ہے: ابو عمر نے ان کو حرمانی مازنی لکھا ہے، حالانکہ حرماز کے نسب میں تمیم تک مازن نام کا کوئی شخص نہیں ہے۔ ہاں ابو عمر بن مندہ اور ابو نعیم نے مازن بن عمرو بن تمیم بیان کیا ہے، اس صورت میں حرماز مازن کی ایک شاخ ہو جائے گی اور یہ حرماز بن مالک بن عمرو بن تمیم ہوں گے اور بعض لوگ کہتے ہیں کہ یہ حرماز حارث بن عمرو بن تمیم کے بیٹے ہیں اور یہ سب مازن بن مالک بن عمر بن تمیم کے بھائی ہیں۔ علمائے نسب کی یہ عادت ہے کہ وہ چھوٹی شاخ کی اولاد کو اس کے بھائی کی طرف منسوب کر دیتے ہیں جبکہ وہ مشہور ہو۔[3]

---

[1] ابن الأثير: أسد الغابة (١/ ١٧٨) مترجم. ابن كثير: البداية والنهاية (٥/ ١٤٧، ١٤٨) مترجم از مولانا اختر فتح پوری۔

[2] ابن كثير: البداية والنهاية (٥/ ١٤٨) مترجم از مولانا اختر فتح پوری. ابن الأثير: أسد الغابة (١/ ١٧٨، ١٧٩) مترجم.

[3] ابن الأثير: أسد الغابة (١/ ١٧٩) مترجم از مولانا محمد عبدالشكور فاروقی لکھنوی.

انس بن زنیم رضی اللہ عنہ:

انس بن زنیم بن عمرو بن عبداللہ بن جابر بن محمیہ بن عبد بن عدی ابن الدئل بن بکر بن عبد مناۃ بن کنانہ الکنانی۔[1]

ہجوِ رسول: انھوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ہجو کی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کا قتل مباح قرار دیا۔

قبولِ اسلام: جب انھیں معلوم ہوا تو فتح مکہ کے دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور معافی طلب کی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے انھیں معاف کر دیا۔ پھر انھوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی شان مبارک میں قصیدہ کہا۔[2] انس بن زنیم ساریہ کے بھائی ہیں، فتح مکہ کے دن اسلام لائے۔[3]

ایمن بن عبید رضی اللہ عنہ:

حضرت ایمن رضی اللہ عنہ بن عبید بن عمرو بن بلال بن ابی الحربا بن قیس بن مالک بن سالم بن غنم بن عوف بن خزرج۔ یہ بیٹے ہیں ایمن کے جو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی کھلائی (گود لینے والی) تھیں۔[4]

یہ اسامہ بن زید بن حارثہ کے اخیافی بھائی یعنی ماں دونوں کی ایک ہے۔ جنگِ حنین میں شہید ہوئے یہ ابن اسحاق کا قول ہے۔[5]

انھوں نے کہا: یہی ہیں، جنھوں نے اپنے اشعار میں عباس کی طرف اشارہ کیا ہے:

---

[1] ابن حجر، العسقلاني: الإصابة (١/ ٤٧، ٦٨)

[2] مصدر سابق (١/ ٦٨، ٦٩)

[3] مصدر سابق (١/ ٩٢)

[4] ابن الأثير: أسد الغابة (١/ ٢٤٨) مترجم.

[5] مصدر سابق

نَصَرْنَا رَسُوْلَ اللّٰهِ فِی الدِّیْنِ سَبْعَةً   وَقَدْ فَرَّ مَنْ قَدْ فَرَّعَنْهُ فَأَقْشَعُوْا
وَثَامِنُنَا لَاقَی الْحُمَامَ بِنَفْسِهٖ   بِمَا مَسَّهٗ فِی الدِّیْنِ لَا یَتَوَجَّعُ

''ہم سات آدمیوں نے دین میں رسول اللہ ﷺ کی مدد کی۔ اور بعض لوگ جو بھاگے وہ بھاگ گئے۔ اور آٹھویں شخص نے موت سے ملاقات کی جو کچھ تکلیفیں ان کو دین میں پہنچیں ان سے وہ دردمند نہیں ہوئے۔''

ان سات آدمیوں کے نام یہ ہیں: عباس، علی، فضل بن عباس، ابوسفیان بن حارث بن عبدالمطلب، اسامہ بن زید رضی اللہ عنہم، یہ لوگ آپ کے اہلِ بیت میں سے تھے اور غیر اہلِ بیت ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہم۔ ان سے مجاہد اور عطاء نے روایت کی ہے کہ نبی ﷺ نے ایک ڈھال سے کم قیمت کی چیز کے چرانے پر ہاتھ کاٹنے کا حکم نہیں دیا۔ ایک ڈھال کی قیمت اس زمانے میں ایک دینار تھی۔ یہ حدیث مرسل ہے، کیونکہ مجاہد اور عطاء نے ایمن سے ملاقات نہیں کی۔ ابن اسحاق نے بیان کیا ہے کہ ایمن کے متعلق رسول اللہ ﷺ کی طہارت کی خدمت تھی۔ ضرورت کے وقت وہ پانی وغیرہ آپ کو مہیا کرتے تھے۔[1]

ابن ابی خیثمہ نے ایمن حبشی اور ایمن بن ام ایمن کے درمیان فرق کیا ہے اور یہی درست ہے۔[2]

ابو ایوب انصاری (خالد بن زید) رضی اللہ عنہ:

نام خالد بن زید ہے۔ انصاری خزرجی، قدیم الاسلام ہیں۔ بیعتِ عقبہ اور بدر اور تمام مشاہد میں شریک ہوئے۔ جب حضرت ﷺ ہجرت کر کے مدینہ تشریف لائے تو ان کے یہاں اترے۔ اور جب تک مسجد اقدس اور حجرہ شریفہ تیار نہیں

---

[1] ذھبي: تجديد أسماء الصحابه (١/ ٥٠)

[2] ابن حجر: الإصابة (١/ ٩٣)

ہوئے، انہی کے یہاں رہے۔ یہ شرف و عزت ان کی بہت نمایاں ہے۔ حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے ساتھ ان کی تمام لڑائیوں میں شریک رہے۔ ۵۱ ہجری میں وفات پائی۔ اور موافق وصیت قسطنطنیہ کے قریب دفن کیے گئے۔ ان کی قبر زیارت گاہ ہے۔ لوگ وہاں پانی برسنے کی دعا مانگتے ہیں۔[1]

بجیر بن بجرہ طائی رضی اللہ عنہ:

بجیر بن بجرہ طائی[2] کہتے ہیں کہ میں اس لشکر میں تھا جس کو رسول اللہ ﷺ نے خالد بن ولید کے ہمراہ (بسلسلۂ غزوۂ تبوک) بھیجا تھا۔ جب آپ ﷺ نے ان کو اکیدر بادشاہ دومۃ الجندل کے ہاں بھیجا تو فرمایا تھا کہ تم اکیدر کو اس حال میں پاؤ گے کہ وہ چاندنی رات میں گائے کا شکار کھیل رہا ہوگا، یہ کہتے ہیں کہ ہم نے اسی حالت میں اس کو پایا جیسا کہ رسول اللہ ﷺ نے بیان فرمایا تھا، پس ہم نے اسے گرفتار کر لیا اور اس کے بھائی کو قتل کر دیا، کیونکہ وہ ہم سے لڑا تھا، پھر جب ہم نبی کریم ﷺ کے پاس پہنچے تو میں نے یہ اشعار آپ کے سامنے پڑھے:

تَبَارَكَ سَائِقُ الْبَقَرَاتِ أَنِّي	رَأَيْتُ اللّٰهَ يَهْدِيْ كُلَّ هَادِ
فَمَنْ يَّكُ عَائِدًا عَنْ ذِيْ تَبُوْكَ	فَإِنَّا قَدْ أُمِرْنَا بِالْجِهَادِ

"گایوں کا چلانے والا بابرکت ہے۔ میں نے اللہ کو دیکھا کہ وہ ہدایت کرنے والوں کو ہدایت دیتا ہے۔ (مطلب یہ ہے کہ آپ ﷺ چونکہ

---

[1] شاہ ولی اللہ، محدث، دہلوی: إزالة الخفاء عن خلافة الخلفاء (۲/ ٤٦٥) مترجم۔
اس کتاب میں ان کے حوالے سے جو شعر مندرج ہے، وہ ان کا اپنا نہیں ہے۔ بلکہ ان سے پہلے مدینہ کے لوگوں میں وہ شعر زبان زد عام و خاص تھا۔ چنانچہ وہ شعر انھوں نے بھی مدح رسول ﷺ میں پڑھا اس لیے اس کو اس کتاب میں درج کر دیا گیا ہے۔

[2] تجديد أسماء الصحابة (۱/ ٤٣)

لوگوں کی ہدایت کرتے ہیں۔ لہٰذا اللہ تعالیٰ آپ ﷺ کو ہدایت کرتا اور پوشیدہ باتیں بتاتا ہے۔ اب مقامِ تبوک سے کون لوٹ سکتا ہے، اس لیے کہ ہمیں اب جہاد کا حکم مل گیا ہے۔''

نبی کریم ﷺ ان اشعار کو سن کر خوش ہوئے اور آپ ﷺ نے ان سے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ تمھارے منہ کو شکستہ نہ کرے۔ راوی کہتا ہے کہ ان کی عمر نوے برس کی ہوگئی تھی مگر ان کا قابلِ تحقیق کوئی دانت ہلا تک نہ تھا۔[1]

بجیر بن زہیر رضی اللہ عنہ:

کعب اور بجیر دونوں بھائی (یہ کعب بن زہیر کے بھائی ہیں۔ چنانچہ ان کا اور کعب بن زہیر کا سلسلۂ نسب ایک ہی ہے) رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں گئے، جب مقام ابرق[2] میں پہنچے تو بجیر نے کعب سے کہا کہ تم اسی مقام میں ہماری بکریوں کو دیکھتے رہو تا کہ میں اس شخص سے یعنی رسول اللہ ﷺ سے مل آؤں اور سنوں کہ وہ کیا کہتے ہیں؟ چنانچہ وہیں ٹھہرے رہے اور بجیر گئے اور رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں پہنچے، حضور ﷺ نے ان کو اسلام کی ترغیب دی تو یہ مسلمان ہوگئے یہ خبر کعب کو پہنچی تو انھوں نے یہ اشعار نظم کے کہے:

أَلَا أَبْلِغَا عَنِّيْ بُجَيْرًا رَسَالَةً ۔۔۔ عَلٰى أَيِّ شَيْئٍ رَيْب * غَيْرُكَ دَلَكَا

عَلٰى خُلُقٍ لَّمْ تُلْفِ أُمًّا وَّلَا أَبًا ۔۔۔ عَلَيْهِ وَلَمْ تُدْرِكْ عَلَيْهِ أَخًا لَّكَا

سَقَاكَ أَبُوْبَكْرٍ بِكَأْسٍ رُوِيَّةً ۔۔۔ وَانْهَلَكَ الْمَامُوْرُ مِنْهَا وَ هَلَكَا

''اے قاصد! بجیر رضی اللہ عنہ کو میرا یہ پیغام دے کہ کس وجہ سے تو نے غیر کا

---

[1] ابن الأثير: أسد الغابة (١/ ٢٥١) مترجم۔

[2] ابن الأثير: أسد الغابة (٧/ ٨٧١) مترجم. پر ابرق الغراف لکھا ہے۔

* أسد الغابة لابن الأثير (٧/ ٨٧١) مترجم۔ پر ویب ہے۔

دین اختیار کیا، وہ دین جس پر نہ تو نے اپنے باپ کو دیکھا نہ ماں کو نہ بھائی کو، ابوبکر نے تجھے بہت ہی بری تعلیم دی جس سے تو ہلاک ہوگیا۔"[1]

جب ان اشعار کا علم رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو ہوا تو آپ نے ان کا خون مباح کردیا اور فرمایا کہ جو شخص کعب کو پائے اس کو قتل کردے۔[2]

بجیر رضی اللہ عنہ کا اپنے بھائی کی خیر خواہی کرنا: بجیر رضی اللہ عنہ نے اپنے بھائی کو اس کی اطلاع کردی اور کہا کہ اب اپنے بچاؤ کی فکر کرو اور میں سمجھتا ہوں کہ تم نہ بچ سکو گے۔ اس کے بعد لکھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس جو شخص لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ کی شہادت دیتا ہے آپ قبول کر لیتے ہیں اور پچھلے قصور معاف کردیتے ہیں، لہٰذا میرے اس خط کے پہنچتے ہی تم چلے آؤ اور اسلام لاؤ۔[3]

کعب بن زہیر کا قبولِ اسلام: اپنے بھائی کی ناصحانہ باتوں سے متاثر ہو کر کعب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور ایک نعتیہ قصیدہ بھی نظم کیا۔ جب یہ مدینہ پہنچے تو اپنا اونٹ مسجدِ نبوی کے دروازے پر بٹھا دیا اور مسجد کے اندر چلے گئے، دیکھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے اصحاب کے درمیان میں بیٹھے ہوئے ہیں اور کبھی اس کی طرف ملتفت ہوکر باتیں کرتے ہیں اور کبھی اس کی طرف ملتفت ہوکر باتیں کرتے ہیں۔ کعب رضی اللہ عنہ کہتے ہیں میں نے اس طریقے سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو پہچان لیا اور میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے قریب جا کر بیٹھا اور اپنا اسلام ظاہر کیا کہ مجھے امان دیجیے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا تم کون ہو؟ میں نے عرض کی کہ کعب بن زہیر، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تمھیں

---

1. ابن حجر: الإصابة (٣/ ٢٩٥) ابن الأثير: أسد الغابة (٦/ ٨٧١) مترجم. الاصابہ لابن حجر میں عثمان کے بعد عمرو بن ادبن طابخہ کی جگہ مزینہ المزنی الشاعر المشہور ہے۔ (مصدر سابق)
2. مصدر سابق۔
3. مصدر سابق

نے معاد اشعار نظم کیے ہیں اور آپ ﷺ نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی طرف اشارہ کیا کہ ان اشعار کو پڑھو، چنانچہ انھوں نے وہ اشعار پڑھے جب یہ مصرع "اِنْهَلَكَ الْمَأْمُوْرَ مِنْهَا وَعَلَكَا" کہا تو میں نے عرض کی: یا رسول اللہ! میں نے ایسا نہیں کہا تھا، بلکہ میں نے مامور کے بجائے مامون کہا تھا اس کے بعد پھر انھوں نے نعتیہ قصیدہ سنایا۔[1]

غزوۂ طائف میں شراکت: بجیر رضی اللہ عنہ بن زہیر غزوۂ طائف میں شریک ہوئے اور اس کے متعلق درج ذیل اشعار کہے:

كَانَتْ عَلَالَةٌ يَّوْمَ بَطْنِ حُنَيْنِكُمْ وَغَزَارَةٌ أَوْطَاسٌ وَّيَوْمَ الْأَبْرَقِ
جَمَعَتْ هَوَازِنُ جَمْعَهَا فَتَبَدَّدُوْا كَالطَّيْرِ تَنْجُوْ مِنْ قِطَامٍ أَزْرَقَ
لَمْ يَمْنَعُوْ مُقَامًا وَّاحِدًا اِلَّا جِدَارِهِمْ وَبَطْنِ الْخَنْدَقِ
وَلَقَدْ تَعَرَّضْنَا لِكَيْمَا يَخْرُجُوْا فَتَحُصِنُوْا مِنَّا بِبَابٍ مُّغْلَقٍ

"جنگِ حنین اوطاس اور ابرق کے دن تمھارے بڑے بڑے سردار تھے۔ ہوازن میں انھوں نے اپنی پوری جماعت فراہم کر لی تھی۔ مثل ان پرندوں کے جو ابلق باز سے نجات پا کے آئے ہوں۔ ہم سے وہ کسی مقام میں نہ بچ سکے۔ سوا اپنی دیواروں اور خندقوں کے اور ہم سامنے آ گئے تا کہ وہ باہر نکلیں، مگر انھوں نے قلعہ کے اندر جا کے دروازہ بند کر لیا۔"[2]

حضرت بشر بن عرفطہ رضی اللہ عنہ:

حضرت بشر رضی اللہ عنہ بن عرفطہ بن خشخاش جہنی بعض لوگ انھیں بشر کہتے ہیں۔[3]

---

[1] ابن الأثير: أسد الغابة (٧/ ٨٧١، ٨٧٢، مترجم) کعب بن مالک رضی اللہ عنہ کا قصیدہ صفحہ (١٧٠ تا ١٧٢، باب سوم، فصل دوم) پر بعنوان "وہ خطا کار سے درگزر کرنے والا" کے تحت درج ہے۔

[2] ابن الأثير: أسد الغابة (١/ ٢٥٣) مترجم از مولانا محمد عبدالشکور فاروقی لکھنوی.

[3] ابن حجر: الإصابة (١/ ١٥٢) ابن الأثير: أسد الغابة (١/ ٢٩١، مترجم)

ابن مندہ نے کہا ہے کہ پہلا ہی قول زیادہ صحیح ہے۔[1] فتح مکہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ تھے۔[2] ان سے عبداللہ بن حمید جہنی نے ایک شعر روایت کیا ہے جو انھیں کا کہا ہوا ہے۔ وہ شعر یہ ہے:

وَنَحْنُ غَدَاةَ الْفَتْحِ عِنْدَ مُحَمَّدٍ ۔۔۔ طَلَعْنَا أَمَامَ النَّاسِ أَلْفًا مُّقَدَّمَا

''ہم فتح مکہ کی صبح محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس تھے۔ ہم لوگوں کے آگے رہتے تھے۔''[3]

بلیح بن محشی رضی اللہ عنہ:

مرزبانی نے معجم الشعراء میں ان کا تذکرہ کیا ہے اور ان کا یہ شعر درج کیا ہے:

نَصَرْنَا النَّبِيَّ بِأَسْيَافِنَا وَكُنَّا بِمَكَّةَ نَسْتَبْشِرُ

بِأَمْرِ الْإِلٰهِ وَأَمْرِ النَّبِيِّ وَمَا فَوْقَ أَمْرِهِمَا مَأْمَرُ

''ہم نے اپنی تلواروں کے ساتھ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی مدد کی اور ہم مکہ میں خوش ہوتے تھے (ہم نے یہ مدد) معبودِ برحق اللہ تعالیٰ اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم کے ساتھ کی تھی اور ان دونوں کے حکم سے کسی کا حکم بڑا اور بلند نہیں ہوسکتا۔''[4]

حضرت ثروان بن فزارہ رضی اللہ عنہ:

ان کا پورا نسب یہ ہے: ثروان بن فزارہ بن عبد یغوث، بنی عامر بن صعصعہ میں سے ہیں۔[5] حضرت ثروان بن فزارہ بن عبدیغوث بن زہیر (زہیر کا نام صتم ہے،

---

(1) ابن حجر: الإصابة (١/ ١٥٢)

(2) ابن الأثير: مصدر سابق، مترجم. ذهبي: تجريد أسماء الصحابة (١/ ٥٠)

(3) ابن الأثير: مصدر سابق، مترجم. ابن حجر: الإصابة (١/ ١٥٢)

(4) ابن حجر، أحمد بن على بن حجر العسقلاني: الإصابة في تمييز الصحابة (١/ ١٦٦)

(5) ذهبي: تجريد أسماء الصحابة (١/ ٦٦)

یعنی تام)[1] بن ربیعہ بن عمرو بن عامر ربیعہ بن صعصعہ نبی ﷺ کے حضور میں حاضر ہوئے تھے جس وقت حاضر ہوئے یہ شعر عرض کیا:

اِلَیْکَ رَسُوْلُ اللّٰہِ خَبَتْ مَطِیَّتِیْ مَسَافَۃَ أَرْبَاعٍ تَرُوْحُ وَتَغْتَدِیْ

''اے اللہ کے رسول ﷺ! میری سواری آپ کی طرف دوڑتی ہوئی آئی ہے۔ اتنی دور سے کہ چار چار دن کے بعد اسے پانی ملا صبح شام برابر چلتی ہوئی آئی ہے۔''[2]

جارود بن معلیٰ رضی اللہ عنہ:

حضرت جارود رضی اللہ عنہ بن معلیٰ اور بعض لوگ ان کو ابن علاء کہتے ہیں۔ اور بعض لوگ ان کو جارود بن عمرو بن معلیٰ عبدی، کنیت ان کی ابو المنذر رہے اور بعض لوگ کہتے ہیں ابو غیاث اور بعض لوگ کہتے ہیں ابو عتاب، بعض لوگ کہتے ہیں ان کا نام بشر ہے۔ بعض لوگ کہتے ہیں ان کا نام جارود بن علا ہے۔ اور بعض لوگ کہتے ہیں جارود بن عمر بن علاء ہے۔ بعض لوگ کہتے ہیں جارود بن معلیٰ بن عمر بن حنش بن یعلی، یہ ابن اسحاق کا قول ہے۔ اور کلبی نے کہا: ان کا نام جارود ہے اور مشہور نام ان کا بشر بن حنش بن معلیٰ ہے۔ معلیٰ کا نام حارث بن زید بن حارثہ بن معاویہ بن ثعلبہ بن خذیمہ بن عوف بن بکر بن عوف بن انمار بن عمرو بن افصی بن عبدالقیس ہے۔ ان کی والدہ دریمکہ بنت رویم ہیں۔ قبیلہ بنی شیبان سے ان کا لقب جارود اس وجہ سے ہوا کہ انھوں نے زمانۂ جاہلیت میں قبیلہ بکر بن وائل پر تاخت کی تھی اور انھیں گرفتار کر لیا تھا اور مجرد یعنی برہنہ کر دیا تھا۔[3]

---

[1] قوسین کے درمیان عبارت اسد الغابہ میں ہے۔ الإصابۃ میں موجود نہیں ہے۔

[2] ابن الأثیر: أسد الغابة (٢/ ٣٤١) مترجم از مولانا محمد عبدالشکور فاروقی لکھنوی. ابن حجر: الإصابة (١/ ١٩٧، ١٩٨)

[3] بخاری، محمد بن اسماعیل: کتاب التاریخ الکبیر (٢/ ٢٣٦) طبع تحت مراقبة الدکتور محمد عبدالمعید خان.

قبولِ اسلام: ۱۰ ہجری میں رسول اللہ ﷺ کے حضور میں وفد عبد القیس کے ہمراہ حاضر ہوئے اور اسلام لائے پہلے یہ نصرانی تھے۔ رسول اللہ ﷺ ان کے اسلام سے بہت خوش ہوئے۔[1] اور ان کی بہت عزت کی اور انھیں مضروب کیا۔

روایتِ حدیث: ان سے منجملہ صحابہ کرام عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ نے روایت کی ہے۔ اور تابعین میں سے ابو مسلم حذمی نے اور مطرف بن عبداللہ بن شخیر نے اور زید بن علی یعنی ابوالقموص نے ان سے روایت کی ہے۔[2]

قبولِ اسلام: جارود بن معلّیٰ رضی اللہ عنہ نے اسلام قبول کرتے وقت یہ اشعار کہے تھے:

شَهِدتُّ بِأَنَّ اللّٰهَ حَقٌّ وَّسَامَحَتْ نَبَاتُ فُؤَادِيْ بِالشَّهَادَةِ وَالنَّهْضِ

بَلِّغْ رَسُوْلَ اللّٰهِ عَنِّيْ رَسَالَتَهٗ بِأَنِّيْ حَنِيْفٌ حَيْثُ مِنَ الْأَرْضِ

''میں اس بات کی گواہی دیتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ کا وجود حق ہے اور میرے دل کے خیالات شہادت اور آمادگی کے ساتھ اسی کے موافق ہیں۔ پس (اے اللہ!) رسول اللہ کو میری طرف سے یہ پیغام پہنا دے کہ میں شرک سے مجتنب ہوں چاہے جس سرزمین میں رہوں۔''[3]

شہادت: قدامہ بن مظعون نے کہا: عقبۃ الطین فارس کی سرزمین میں قتل ہوئے پھر اسے عقبۃ الجارود کہا جانے لگا اور یہ واقعہ حضرت عمر کی خلافت میں ۲۱ ہجری میں پیش آیا اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ نعمان بن مقرن کے ساتھ نہاوند میں قتل ہوئے۔[4]

---

1. ابن الأثير: أسد الغابة (۲/ ۳۷۰، ۳۷۱، مترجم) ابن حجر الإصابة (۱/ ۲۱۶) درج بالا عبارت اسد الغابہ کی ہے۔ جبکہ الاصابۃ میں یہی عبارت بہ تقدیم و تاخیر موجود ہے۔
2. ابن الأثير: أسد الغابة (۲/ ۳۷۱، مترجم) ذهبي: تجديد أسماء الصحابة (۱/ ۷۴)
3. ابن الأثير: أسد الغابة (۲/ ۳۷۱، مترجم)
4. ابن حجر: الإصابة (۱/ ۲۱۷) ابن الأثير: أسد الغابة (۲/ ۳۷۱، مترجم)

حضرت حجاف بن حکیم:

حضرت حجاف بن حکیم بن عاصم بن سباع بن خزاعی بن محارب بن مرہ[1] بن ہلال بن فالج بن ذکوان بن ثعلبہ بن بہثہ سلیم سلمی۔[2] بعض لوگوں کا کہنا ہے کہ یہ اشعار انھیں کے ہیں جن میں انھوں نے اپنے گھوڑے کی تعریف کی ہے اور جنگ حنین وغیرہ میں شرکت کا حال بیان کیا ہے:

شَهِدْنَ مَعَ النَّبِيِّ مُسَوَّمَاتٍ　　حُنَيْنًا وَّهِيَ دَامِيَةُ الْحَوَافِيْ*

"تعلیم یافتہ گھوڑے جنگِ حنین میں نبی ﷺ کے ساتھ تھے اور ان کی حالت یہ تھی کہ جنگ میں خون کے فوارے ان کے جسم سے جاری تھے۔"

یہ اشعار اس سے زیادہ ہیں اور بعض لوگ کہتے ہیں کہ یہ اشعار قریش کے ہیں، ہم نے ان اشعار کو وہاں ذکر کیا ہے۔ یہ حجاف ہی کے ہیں انھوں نے بنی تغلب پر حملہ کیا تھا۔ اور اُن کو اُن محاربات میں جو قیس اور تغلب کے درمیان ہوئیں، بہت قتل کیا تھا۔ اخطل نے اس کے متعلق ایک شعر کہا تھا:

لَقَدْ وَاقَعَ الْجِحَافُ بِالْبُشْرِ وَقْعَةً　　اِلَى اللّٰهِ مِنْهَا الْمُشْتَكٰى وَالْمُحُوْلُ

"بے شک حجاف نے مقامِ بشر میں ایسا واقعہ کیا کہ اللہ سے اس کی شکایت اور فریاد ہے۔"[3]

صحابیت میں اختلاف: علامہ ذہبی لکھتے ہیں کہ حجاف بن حکیم سلمی کے بارے میں روایت ہے کہ یہ حنین میں حاضر ہوئے تھے۔[4]

---

[1] "مرہ" الإصابۃ لابن حجر میں مذکور نہیں ہے۔

[2] ابن الأثير: أسد الغابة (٢/ ٣٨٧، مترجم) ابن حجر: الإصابة (١/ ٢٦٦)

* الإصابة لابن حجر (١/ ٢٦٦) پر "الحوافی" ہے۔

[3] ابن الأثير: أسد الغابة (٢/ ٣٨٧، مترجم)

[4] ذهبي: تجديد أسماء الصحابة (١/ ٧٩)

قیس بن ہیثم کہتے ہیں کہ حکیم بن اُمیہ کو ایک لونڈی دی گئی تو اس نے گھر کے ایک کمرے میں اس حجاف کو جنم دیا۔ اس سے یہ معلوم ہوا کہ وہ نبی اکرم ﷺ کے بعد میں پیدا ہوئے۔[1] ابو تمام نے حماسہ میں یہ زعم کیا ہے کہ مذکورہ اشعار اس کے غیر یعنی حریش بن ہلال القریعی کے ہیں۔[2]

حافظ ابن حجر درج ذیل شعر کو ذکر کرتے ہیں:

شَهِدْنَ مَعَ النَّبِيِّ مُسَوَّمَاتٍ حُنَيْنًا وَّهِيَ دَامِيَةُ الْحَوَافِي

اور پھر کہتے ہیں کہ اس شعر میں حجاف کی صحابیت کی کوئی دلیل نہیں ہے۔[3]

اس کے علاوہ حافظ ابن حجر دوسرے تمام ایسے دلائل کا ذکر کر کے جن میں حجاف کی صحابیت کے اشارات ملتے ہیں۔ ان کا تجزیہ کرنے کے بعد حجاف کی صحابیت کی نفی کی طرف مائل ہیں۔[4]

جہیش بن اویس رضی اللہ عنہ:

جہیش بن اویس نخعی۔[5] نخع یمن کے قبیلہ مذحج کی ایک شاخ تھی۔ وفد بنی نخع آخری وفد تھا جو ١١ ہجری میں بارگاہِ رسالت میں حاضر ہوا۔[6]

قبولِ اسلام: اشیاخ نخع نے اپنے دو آدمی بارگاہِ رسالت میں بسلسلۂ قبول اسلام بھیجے، یہ دو آدمی ارطاہ بن شرجیل بن کعب اور جہیش تھے، چنانچہ ان دونوں

---

1. ابن حجر: الإصابة (١/ ٢٦٦)
2. ابن حجر: مصدر سابق (ص: ٢٦٦، ٢٦٧)
3. الإصابة (١/ ٢٦٦)
4. الإصابة (١/ ٢٦٦، ٢٦٧)
5. ابن حجر: الإصابة (١/ ٢٥٥) ذهبي: تجديد أسماء الصحابة (١/ ٩٣)
6. طالب الهاشمي: وفودِ عرب بارگاہِ نبوی ﷺ میں (ص: ٢٣٣) طہ پبلی کیشنز. ابن الأثير: أسد الغابة (٢/ ١٢٢، مترجم)

بزرگوں نے بارگاہِ رسالت میں حاضر ہوکر اسلام پیش کیا تو آپ ﷺ نے قبول فرمالیا اور ان دونوں نے اپنی قوم کی طرف سے بھی بیعت کی۔ نبی کریم ﷺ نے کیفیت اور ہیئتِ حسنہ کو پسند کیا، پس آپ ﷺ نے ان سے پوچھا کہ کیا تمھاری قوم میں تمھارے جیسے خوبصورت اور بھی لوگ ہیں؟ انھوں نے کہا: اے اللہ کے رسول! ہماری قوم میں ہمارے پیچھے ستر آدمی ایسے ہیں، جو ہم سے بہتر ہیں اور ان میں سے ہر ایک معاملے کا فیصلہ کر کے چیزوں کو نافذ کرسکتا ہے۔ جب بھی کوئی معاملہ ہو وہ ہمیں شریک نہیں کرتے، بلکہ وہ خود ہی اس کا حل کر لیتے ہیں۔ پس نبی کریم ﷺ نے ان دونوں کے لیے اور اُن کی قوم کے لیے دعائے خیر دی اور کہا اے اللہ! نخع میں برکت عطا فرما۔[1]

نمونہ کلام:

أَلَا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ أَنْتَ مُصَدَّقٌ   فَبُوْرِكْتَ مَهْدِيًّا وَّلَوْكُنْتَ هَادِيًا

شَرَعْتَ لَنَا دِيْنَ الْحَنِيْفَةِ بَعْدَ مَا   عَبَدْنَا كَأَمْثَالِ الْحَمِيْرِ طَوَاغِيًا

”خبردار! اے اللہ کے رسول ﷺ آپ کی بطورِ رسول برحق تصدیق کی گئی ہے۔ پس آپ مہدی و ہادی دونوں صورتوں میں بابرکت ہیں۔ ہمارے گدھوں کی طرح سرکش شیاطین کی عبادت کرنے کے بعد آپ نے ہمارے لیے دینِ حنیف مشروع کیا۔“[2]

حرب بن ریطہ رضی اللہ عنہ:

حرب بن ریطہ بن عمرو بن مازن بن وہب بن الربیع بن الحارث بن کعب بنی سامہ بن لوی سے ہیں۔[3] نبی کریم ﷺ کے پاس اہل کے ساتھ آئے تھے آپ ﷺ

(1) ابن حجر: الإصابة (١/ ٢٥٥)

(2) ابن حجر: الإصابة (١/ ٢٥٥)

(3) ابن حجر: الإصابة (١/ ٣١٩)

کو جعفہ اور مدینہ کے درمیان ملے تھے ان میں سے بعض فوت ہوگئے اور بعض بیمار ہوگئے۔ پس انھوں نے اس سے شگون پکڑا، پھر اپنے وطن کی طرف لوٹے۔[1] حرب بن ریطہ السامی کا شعران کے اسلام لانے پر دلالت کرتا ہے۔[2]

حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ:

حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ بن منذر بن حرام بن عمرو بن زید مناۃ بن عدی بن عمرو بن مالک بن النجار سید الشعراء المومنین الموید بروح القدس۔ ابوالولید ان کی کنیت کی بابت یہ بھی کہا گیا ہے کہ ابوالحسام تھی، الانصاری الخزرجی، البخاری، المدنی مسل نے کہا کہ ان کی کنیت ابوعبدالرحمان تھی۔[3]

شاعر رسول اللہ ﷺ: ذہبی رحمہ اللہ نے آپ ﷺ کو سید الشعراء المومنین لکھا ہے۔[4] ابن سیرین رحمہ اللہ نے کہا ہے کہ حسان بن ثابت عبداللہ بن رواحہ اور کعب بن مالک رسول اللہ ﷺ کے شعرا ہیں۔[5] ابن سیرین ہی نے کہا ہے کہ کعب لڑائیوں کا ذکر کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ ہم نے یوں کیا اور ہم یوں یا ایسے کرتے ہیں اور انھیں (کفار) کو ڈراتے ہیں۔ حسان کفار کے عیوب اور ان کے ایام (لڑائیوں کے دنوں) کا ذکر کرتے ہیں۔ ابن رواحہ انھیں کفر کی بدولت عار دلاتے ہیں۔[6]

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے: انھوں نے کہا کہ نبی کریم ﷺ آپ (حضرت حسان رضی اللہ عنہ) کے لیے مسجد میں منبر رکھتے تھے، جس پر حضرت حسان کھڑے

---

[1] مصدر سابق (ص: ۳۱۹، ۳۲۰)

[2] ذهبي: تجديد أسماء الصحابة (۱/ ۱۲۶)

[3] ذهبي: سير أعلام النبلاء (۲/ ۵۱۲)

[4] مصدر سابق۔

[5] مصدر سابق (ص: ۵۲۵)

[6] مصدر سابق (ص: ۵۲۵)

ہوکر رسول اللہ ﷺ کی طرف سے دفاع کیا کرتے تھے اور رسول اللہ ﷺ فرمایا کرتے تھے: ((اِنَّ اللّٰہَ یُؤَیِّدُ حَسَّانَ بِرُوْحِ الْقُدُسِ مَا نَافَعَ عَنْ رَّسُوْلِ اللّٰہِ ﷺ)) جب تک حسان رسول اللہ ﷺ کی طرف سے دفاع کرتے رہیں گے بلاشبہہ اس وقت تک اللہ تعالیٰ روح القدس کے ساتھ ان کے تائید کرتے رہیں گے۔[1]

حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ غزوۂ احزاب کے دن نبی ﷺ نے فرمایا: مسلمانوں کی عزت کا کون دفاع کرے گا؟ کعب بن مالک رضی اللہ عنہ نے کہا: میں اور ابن رواحہ رضی اللہ عنہ نے کہا: میں اور حسان رضی اللہ عنہ نے کہا: میں مسلمانوں کی عزت کا دفاع کروں گا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ہاں اے حسان! تم ان کی ہجو کرو اور ان کے خلاف روح القدس تمھاری مدد کریں گے۔[2]

وفات: ابن اسحاق نے کہا: حسان رضی اللہ عنہ نے چون سنہ ہجری میں وفات پائی تھی۔ ہشیم بن عدی اور مدائنی نے کہا: چالیس سنہ ہجری میں وفات پائی۔ ابن سعد نے کہا: حضرت حسان معاویہ رضی اللہ عنہ کے دور میں فوت ہوئے۔[3] ابن سعد نے کہا: دورِ جاہلیت میں اور دورِ اسلام دونوں میں ساٹھ ساٹھ سال زندہ رہے۔[4]

نمونۂ کلام:

وَأَحْسَنَ مِنْكَ لَمْ تَرَ قَطُّ عَيْنِيْ ... وَأَجْمَلَ مِنْكَ لَمْ تَلِدِ النِّسَاءُ

خُلِقْتَ مُبَرَّأً مِّنْ كُلِّ عَيْبٍ ... كَأَنَّكَ قَدْ خُلِقْتَ كَمَا تَشَاءُ

''اور (اے نبی!) آپ سے زیادہ حسین میری آنکھ نے کبھی دیکھا ہی

---

[1] ذهبي: سير أعلام النبلاء (٢/ ٥١٣، ٥١٤)

[2] مصدر سابق (ص: ۵۱۴)

[3] مصدر سابق (ص: ۵۲۲، ۵۲۳)

[4] مصدر سابق (ص: ۵۱۲)

نہیں۔ اور آپ سے زیادہ خوبصورت کسی عورت نے کبھی جنا ہی نہیں۔
آپ ہر عیب سے پاک جنے گئے ہیں۔ گویا کہ آپ ﷺ یقیناً ویسے پیدا
کیے گئے جیسے آپ چاہتے تھے۔"[1]

حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ نے کہا:

كُنْتَ السَّوَادَ لِنَاظِرِيْ فَعَمِيَ عَلَيْكَ النَّاظِرُ
مَنْ شَاءَ بَعْدَكَ فَلْيَمُتْ فَعَلَيْكَ كُنْتُ أُحَاذِرُ

"اے اللہ تعالیٰ کے پیارے پیغمبر! آپ میری آنکھ کے لیے پتلی کا درجہ
رکھتے تھے۔ آپ کے پردہ فرمانے سے میری آنکھیں اندھی ہوگئی ہیں،
آپ کے وصال کے بعد جو چاہے مرجائے، کیونکہ آپ ہی کی ذات
مقدسہ وہ ہستی ہے، جس کی موت سے میں خائف ہوتا تھا۔ چنانچہ اس
کے وقوع کے بعد دوسروں کا جینا مرنا میرے لیے اہم نہیں اور میرے
لیے بھی زندگی و موت یکساں ہے۔"[2]

حضرت حسان رضی اللہ عنہ نے نبی کریم ﷺ کی مدح سرائی کرتے ہوئے کہا:

نَصَرْنَا بِهَا خَيْرَ الْبَرِيَّةِ كُلِّهَا اِمَامًا وَ وَقَّرْنَا الْكِتَابَ الْمُنَزَّلَا
نَصَرْنَا وَآوَيْنَا وَقَوَّمَ ضَرْبُنَا لَهُ بِالسُّيُوْفِ مَيْلَ مَنْ كَانَ أَمْيَلَا

"ہم نے دنیا کے بہترین انسان حضرت محمد ﷺ کی مدد کا اعزاز حاصل
کیا، جو کہ انسانیت کے امام ہیں۔ ہم نے قرآن مجید کی تعظیم کی اور اس
پر ایمان لائے۔ ہم نے ان کی نصرت کی۔ انھیں اپنے پاس ٹھہرایا اور

---

[1] شرح دیوان حسان بن ثابت الانصاری (ص:٦٦)

[2] دیوان حضرت حسان بن ثابت انصاری (ص:۳۱) مترجم از مولانا محمد اویس سرور۔

ہماری تلواروں نے ان کو قوت بخشی۔"[1]

حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ ہی نے کہا:

أَتَانَا رَسُولُ اللّٰهِ لَمَّا تَجَهَّمَتْ لَهُ الْأَرْضُ يَرْمِيهِ بِهَا كُلُّ مُوثِقِ
تُطْرِدُهُ أَفْنَاءُ قَيْسٍ وَّخِنْدِفٌ كَتَائِبُ أَنْ لَّاتَغْدُ لِلرَّوْعِ تَطْرَقُ
فَكُنَّا لَهُ مِنْ سَائِرِ النَّاسِ مَعْقِلًا أَشَمَّ مَنِيعًا ذَا شَمَارِيخَ شُهَّقٍ
مُكَلَّلَةً بِالْمَشْرِفِيِّ وَبِالْقَنَا بِهَا كُلُّ أَظْمَى ذِي غَرَارَيْنِ أَزْرَقَ

"جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ان کے علاقے والوں نے ہجرت پر مجبور کر دیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے یہاں تشریف لائے، قیس اور خندف کے منتشر لوگوں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو بہت ستایا اور یہ ایسے بزدل لوگ ہیں کہ جب انھیں جنگ یا لڑائی کے علاوہ کسی کام کے لیے بلایا جائے تو دوڑتے آتے ہیں۔ لیکن لڑائی میں شریک ہونے کی ان میں جرات نہیں ہے۔ جب ان لوگوں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو ستایا اور تکالیف پہنچائیں تو ہم نے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنے پاس ٹھہرایا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی مدد کی۔ ہم آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی حمایت کے لیے ایسے بہادر لوگ ثابت ہوئے جنھوں نے تلواروں اور مضبوط نیزوں کا تاج پہن رکھا تھا۔"[2]

---

[1] شرح دیوان حسان بن ثابت الانصاری (ص: ۴۱۱) دیوان حضرت حسان بن ثابت انصاری (ص: ۴۵۷، مترجم)

[2] شرح دیوان حسان بن ثابت الانصاری (ص: ۳۴۴، ۳۴۵) دایون حضرت حسان بن ثابت انصاری (ص: ۳۶۷) درج بالا اشعار حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ نے انصار کی مدح سرائی میں کہے ہیں۔ ان کے علاوہ اور اشعار بھی ہیں، جو انھوں نے اس سلسلے میں کہے ہیں۔ ان کی تعداد ۱۳ ہے۔ ان میں علی الاطلاق انھوں نے اوصافِ انصار بیان کیے ہیں۔

حمید بن ثور رضی اللہ عنہ:

حمید بن ثور بن حزن بن عمرو بن عامر بن ابی ربیعہ بن نہیک بن ہلال بن عامر بن صعصعہ[1] الہلالی[2]۔ بعض لوگوں نے ان کا سلسلۂ نسب یوں بیان کیا ہے: حمید بن ثور بن حزن بن عبداللہ بن عامر بن ابی ربیعہ۔[3] ان کی کنیت ابو المثنی ہے۔[4] بعض کے نزدیک ابو الاخضر اور بعض لوگوں کے نزدیک ان کی کنیت ابو خالد ہے۔[5]

قبولِ اسلام: حمید بن العامری الہلالی غزوۂ حنین میں کفار کے ساتھ تھے، بعد میں مسلمان ہو گئے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور حاضر ہو کر اسلام قبول کرتے وقت کچھ اشعار سنائے ان میں سے کچھ اشعار یہ ہیں:

حَتّٰی أَرَانَا رَبُّنَا مُحَمَّدًا يَتْلُو مِنَ اللّٰهِ كِتَابًا مُّرْشِدًا

فَلَمْ نُكَذِّبْ وَخَرَرْنَا سُجَّدًا نُعْطِي الزَّكٰوةَ وَنُقِيمُ الْمَسْجِدَا

"یہاں تک کے ہمارے پروردگار نے ہمیں محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو دکھایا وہ اللہ تعالیٰ کی طرف ہدایت دینے والی کتاب پڑھتے ہیں، ہم نے ان کی تکذیب نہیں کی اور سجدے میں گر پڑے۔"[6]

نمونۂ کلام:

---

1. ابن الأثير: أسد الغابة (٣/ ٦١٣) مترجم از مولانا محمد عبدالشکور فاروقی لکھنوی. زبیر بن بکار نے روایت کی ہے کہ یہ مسلمان ہونے کے لیے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے یہ اشعار پڑھے تھے۔
2. ابن حجر: الإصابة (١/ ٣٥٦) ابن الأثير: أسد الغابة (٣/ ٦١٢، مترجم)
3. ابن حجر: مصدر سابق.
4. ابن حجر: مصدر سابق.
5. ابن حجر: مصدر سابق، ابن الأثير: أسد الغابة (٣/ ٦١٢، مترجم)
6. ابن الأثير: مصدر سابق

فَلَا يُبْعِدِ اللّٰهُ الشَّبَابَ وَ قَوْلَنَا   اِذَا مَا حَسَبُوْنَا صَبْوَةً سَنَتُوْبُ
لَيَالِيُ أَبْصَارِ الْغَوَانِيُ وَسَمْعِهَا   اِلَیَّ وَاِذْ رِيْحِیُ لَهُنَّ جَنُوْبٌ
وَاِذَا مَا يَقُوْلُ النَّاسُ شَيْئٌ مَهُوْنٌ   عَلَيْنَا وَاِذَا غُصْنُ الشَّبَابِ رَطِيْبٌ

"اللہ شباب کو اور ہمارے اس کہنے کو قائم رکھے کہ جب ہم کوئی گناہ کریں گے تو توبہ کرلیں گے۔ گانے والی عورتوں کے دیکھنے اور ان کے سننے کی راتیں اور میری ہوا ان کے لیے خوشگوار تھی اور جب لوگ ذلیل بات ہماری نسبت کہہ رہے تھے اور جب شباب کی شاخ تروتازہ تھی۔"[1]

خزاعی بن عبد نھم رضی اللہ عنہ:

خزاعی بن عبد نھم بن عفیف المزنی اور اس کے سلسلۂ نسب کے بارے میں یہ بھی کہا گیا ہے: خزاعی بن عثمان بن عبد نھم عبداللہ بن مغفل کے چچا ہیں۔[2]

خزاعی بن عبد نھم بنون ابن عفیف بن سحیم بغیر نقطوں کے مصغر ہے ابن ربیعہ بن عدی[3] اشیاخ مزینہ بیان کرتے ہیں کہ مزینہ قبیلہ کا ایک بت تھا جس کو نہم کہا جاتا تھا۔ اور خزاعی بن عبد نہم مزنی اس کی دربانی کرتا تھا پس اس نے بت کو توڑا اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو کہتے ہوئے جاملا۔

ذَهَبْتُ اِلٰی نَهْمٍ لِأَذْبَحَ عِنْدَهٗ   عَتِيْرَةَ نُسُكٍ كَالَّذِیْ كُنْتُ أَفْعَلُ
وَقُلْتُ لِنَفْسِیُ حِيْنَ رَاجَعْتُ حَزْمَهَا   أَهٰذَا اِلٰهٌ أَبْكَمُ لَيْسَ يَعْقِلُ
أَبَيْتُ فَدِيْنِیَ الْيَوْمَ دِيْنُ مُحَمَّدٍ   اِلٰهِیُ اِلٰهُ السَّمَاءِ الْمَاجِدُ الْمُتَفَضِّلُ

"میں نہم کی طرف گیا تاکہ اس کے پاس قربانی کا جانور ذبح کروں جس

---

[1] ابن الأثير: أسد الغابة (٣/ ٦١٢، مترجم)

[2] مصدر سابق (١/ ٤/ ٦٨٤، مترجم)

[3] ذهبي: تجديد أسماء الصحابة (١/ ١٥٨)

طرح میں کیا کرتا تھا۔ پھر میں نے اپنے دل میں کہا جب خوب غور کیا کہ یہی اللہ ہے۔ جو گونگا اور بے عقل ہے؟ اب میں آ گیا۔ میرا دین محمد کا دین ہے، اس آسمان کے اللہ کا دین جو بزرگ اور بخشش کرنے والا ہے۔"[1]

خزاعی نے اپنے تمام قبیلہ مزنی کی طرف سے بیعت کی۔ ان کی قوم میں سے ان کے ہمراہ دس آدمی آئے تھے اور تمام قبیلہ مزینہ مسلمان ہو گیا تھا۔ رسول نبی ﷺ کے مالِ غنیمت پر قبضہ کرنے کے لیے مامور تھے۔ اس نے وعدہ کیا تھا کہ وہ اپنی قوم کو لائے گا، لیکن لیٹ ہو گیا تو نبی کریم ﷺ نے حضرت حسان رضی اللہ عنہ کو حکم دیا کہ اس کے متعلق اشعار کہیں چنانچہ انھوں نے یہ اشعار کہے:

أَلَا أَبْلِغْ خُزَاعِيًا رَسُوْلًا فَاِنَّ الْغدرَ يَغْسِلُهُ الْوَفَاءُ
فَاِنَّكَ خَيْرُ عَثْمَانَ بْنِ عَمْرٍو وَأَسْنَاهَا اِذْ ذُكِرَ النِّسَاءُ
وَبَايَعْتَ النَّبِيَّ فَكَانَ خَيْراً اِلٰى خَيْرٍ وَّ اَدَاكَ الشَّرَاءُ
فَمَا يُعْجِزُكَ أَوْ مَالَا تُقَطِّهُ مِنَ الْاَشَاءِ لَا تُعْجِزْ عَدَاء

"خبردار! خزاعی قاصد کو پیغام پہنچا دو کہ وفاء غدر کو دھو دیتی ہے۔
پس تو بلاشبہ عثمان بن عمرو کا بہترین (بیٹا) ہے اور جب عورتوں کا ذکر کیا جائے تو ان میں سے زیادہ خوب سیرت (عورت کا تو بیٹا ہے) اور تو نے نبی کریم ﷺ کی بیعت کی تھی۔ پس وہ بیعت بھلائی ہی بھلائی اور تیری اس (عہد و میثاق کی) ادائیگی ہی (تیری) سراپائے دولت ہے۔
پس تجھے کون سی چیز عاجز کرتی ہے۔ اور کون سے چیز تو قطع نہیں کر سکتا

[1] ابن حجر: الإصابة (١/ ٤٢٤) عتیرہ وہ بکری جس کو زمانۂ جاہلیت میں ماہِ رجب میں بتوں کے نام پر ذبح کیا جاتا تھا۔ (المنجد، ص: ٦٢٨)

(اور) مصروفیت (بھی) تجھے عاجز نہ کرے۔"[1]

پس جب اس نے یہ اشعار سنے تو وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف آیا اور وہ اور اس کے قبیلے والے اس کے ساتھ تھے۔ پس وہ اسلام لے آئے۔

ذباب رضی اللہ عنہ:

ذباب بن الحارث بن عمرو بن معاویہ بن الحارث بن ربیعہ بن بلال بن انس بن سعد العشیرہ المذحجی۔[2]

عبدالرحمان بن ابی سبرہ الجعفی سے مروی ہے کہ جب لوگوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی روانی کی خبر سنی تو بنی انس اللہ بن سعد العشیرہ کے ایک شخص ذباب نے بت پر جس کا نام فراض تھا حملہ کیا اور اسے ریزہ ریزہ کردیا۔ اس کے بعد وہ بطور وفد نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس گئے اسلام لائے اور یہ شعر کہے:

تَبِعْتُ الرَّسُوْلَ اِذْجَاءَ بِالْهُدٰى ۔۔۔ وَخَلَّفْتُ فَرَاضًا بِدَارِ هَوَانٍ

شَدَدتُّ عَلَيْهِ شِدَّةً فَتَرَكْتُهٗ ۔۔۔ كَأَن لَّمْ يَكُنْ وَالدَّهْرُ ذُوْحَدُثَانٍ

فَلَمَّا رَأَيْتُ اللّٰهَ أَظْهَرَ دِيْنَهٗ ۔۔۔ أَجَبْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ حِيْنَ دَعَانِىْ

فَأَصْبَحْتُ لِلْاِسْلَامِ مَا عِشْتُ نَاصِرًا ۔۔۔ وَأَلْقَيْتُ فِيْهَا كلكى وَجَرَانِىْ

فَمَنْ مُّبَلِّغٌ سَعْدَ الْعَشِيْرَهِ اِنَّنِىْ ۔۔۔ شَرَيْتُ الَّذِىْ يَبْقٰى بِآخَرَ فَانٍ

"میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی کرلی جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہدایت لائے اور فراض کو میں نے مقامِ ذلت میں چھوڑ دیا، میں نے اس پر حملہ کیا اور اسے اس حالت میں چھوڑا کہ گویا وہ تھا ہی نہیں۔ زمانہ تو انقلاب والا ہے، جب میں نے دیکھا کہ اللہ نے اپنے دین کو غالب کردیا۔ تو مجھے

---

[1] ابن حجر: الإصابة (١/ ٤٢٤، ٤٢٥)

[2] مصدر سابق (١/ ٤٨١)

رسول اللہ نے دعوت دی، میں نے قبول کر لی میں، جب تک رہوں گا اسلام کا مدد گار رہوں گا اور اسی میں اپنا تمام زور لگاؤں گا۔ ہے کوئی جو سعد العشیرہ کو یہ خبر پہنچادے کہ میں نے فانی چیز کے عوض باقی رہنے والی چیز خریدی ہے۔[1]

ابو ذویب رضی اللہ عنہ:

ابو ذویب الہذلی مشہور شاعر ہیں[2] ان کا نام خویلد بن خالد بن محرث بن زبید بن مخزوم بن صاہلہ بن کاہل بن حارث بن تمیم بن سعد بن ہذیل ہے۔[3] مسلمان ہوئے، حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ہم عصر ہیں، لیکن آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت نصیب نہ ہوئی اوراس میں کوئی اختلاف نہیں کہ وہ جاہلی تھے اور اسلامی بھی تھے۔[4]

وفاتِ رسول پر غم وحزن: ابو ذویب بیان کرتے ہیں کہ مجھے پتا چلا کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم بیمار ہیں تو غم سے میرے رونگٹے کھڑے ہوگئے، رات کو سویا تو رات اتنی طویل تھی کہ اس کا اندھیرا ختم ہونے کا نام نہیں لیتا تھا اور نہ ہی صبح طلوع ہوتی تھی، میں رات بھر اس کی طوالت پر غور کرتا رہا، جب صبح ہونے کو آئی تو میں سو گیا اور میں نے ایک ہاتف کو یہ کہتے سنا:

خَطْبٌ اَجَلٌ أَنَاخَ بِالْإِسْلَامِ ‏ بَيْنَ النَّجِيْلِ وَمَعْقِدِ الْآطَامِ

قُبِضَ النَّبِيُّ مُحَمَّدٌ فَعُيُوْنُنَا ‏ تَذْرِي الدُّمُوْعُ بِالتِّسْجَامِ

''اسلام پر جو نخلستان اور شہری آبادی کے درمیان واقع ہے زبردست

---

1. ابن سعد: طبقات ابن سعد (۲/ ۱۱۸، مترجم)
2. ابن حجر: الإصابة (٤/ ٦٥).ابن الأثير: أسد الغابة (١٠/ ٥٠٠، مترجم)
3. ابن الأثير: أسد الغابة (١٠/ ٥٠٠، مترجم)
4. مصدر سابق، مترجم.

افتاد پڑی ہے۔ محمد رسول اللہ ﷺ انتقال فرما گئے اور ہماری آنکھیں ان پر زار و قطار آنسو بہا رہی ہیں۔''

ابو ذویب کہتے ہیں میں ڈر کے مارے بستر سے اچھل پڑا، میں نے آسمان کی طرف نگاہ اٹھائی تو سعد الذابح ستارہ کے سوا کچھ نہ نظر آیا، پس جیسا کہ عرب میں معمول تھا، میں نے کسی کی وفات کا شگون لیا اور مجھے معلوم ہوگیا کہ حضور اکرم فوت ہوگئے ہیں یا قریب المرگ ہیں، میں اپنی اونٹنی پر سوار ہو کر ادھر کو چل دیا، چنانچہ یہ مدینہ منورہ پہنچے تو انھوں نے دیکھا کہ آپ ﷺ وفات پا چکے ہیں۔ یہ نبی کریم ﷺ کے جنازے اور تدفین میں شریک ہوئے۔[1]

وفات: ابو ذویب خویلد بن خالد مغرب کی جانب ایک غزوے میں فوت ہوئے۔[2] یہ، ان کے بیٹے اور ان کے بھائی غزوے میں تھے کہ ابو ذویب بلادِ روم میں وفات پا گئے۔[3]

ابو ذیاب رضی اللہ عنہ:

ابو ذیاب مذحجی[4] سعد العشیرۃ[5] عبداللہ بن ابی ذیاب نے اپنے والد ابو ذیاب سے روایت کی ہے کہ انھوں نے کہا کہ مجھے شکار کا بڑا شوق تھا۔ انھوں نے اپنے خیالات بیان کیے تا آنکہ حضور ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ جمعے کا دن تھا اور وہ منبرِ رسول کے سامنے آ کر بیٹھ گئے، حضور ﷺ منبر پر کھڑے ہوئے اور خطبہ دینا شروع کیا، بعد از حمد و ثنا فرمایا: میرے منبر کے ساتھ سعد العشیرہ کا ایک آدمی بیٹھا

---

[1] ابن الأثير: أسد الغابة (١٠/ ٥٠٠، مترجم)

[2] ابن حجر: الإصابة (١/ ٦٥)

[3] مصدر سابق (١/ ٦٧) ابن الأثير: أسد الغابة (١٠/ ٥٠١، مترجم)

[4] مصدر سابق (٤/ ٦١)

[5] ابن الأثير: أسد الغابة (١٠/ ٤٩٨، مترجم)

ہے، اسلام قبول کرنے آیا ہے۔ پیشتر ازیں نہ اس نے مجھے دیکھا ہے اور نہ میں نے اسے دیکھا ہے نہ اس نے مجھ سے بات کی ہے اور نہ میں نے اس سے بات کی ہے۔ بعد ازادائے نماز یہ تمھیں عجیب بات سنائے گا۔ حضور نے نماز پڑھائی اور میں آپ کی باتوں سے ہمہ تن استعجاب تھا۔ بعد از نماز حضور اکرم نے مجھے فرمایا: اے سعد عشیرہ کے بھائی! قریب آجاؤ اور اپنے حالات، نیز اپنے معبود قراض[1] کے بارے میں کچھ بتاؤ۔ میں نے اپنے واقعات حضور اکرم اور صحابہ کو سنائے میں نے دیکھا کہ حضور کا چہرہ مبارک خوشی سے تمتما اٹھا تھا۔ اس کے بعد آپ ﷺ نے مجھے اسلام کی دعوت دی اور قرآن حکیم کی تلاوت فرمائی، میں نے اسلام قبول کرلیا۔[2]

نمونہ کلام:

تَبِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ اِذْ جَاءَ بِالْهُدٰی وَخَلَّفْتُ قَرَاطًا بِدَارِ هَوَانٖ

فَمَنْ مُّبَلِّغٌ سَعْدَ الْعَشِیْرَةِ اِنَّنِیْ شَرَیْتُ الَّذِیْ یَبْقٰی بِهٖ هُوَ فَانٖ

''میں نے رسول اللہ ﷺ کی اس لیے پیروی کی کہ وہ ہدایت لائے۔

اور میں نے قراط کو دار ہوان میں چھوڑ دیا۔ سعد العشیرہ کو کون یہ بات پہنچائے کہ میں نے فانی کے بدلے باقی رہنے والی (نعمت و زندگی) کو خرید لیا ہے۔''[3]

رافع بن عمرو رضی اللہ عنہ:

رافع بن عمرو بن جابر بن حارثہ بن عمرو بن محصن ابو الحسن الطائی السنبسی۔[4]

---

[1] الإصابة لابن حجر: (٤/ ٦٢) یہ قراط ہے۔

[2] ابن حجر: مصدر سابق۔ ابن الأثیر: مصدر سابق (ص: ٤٩٨)

[3] ابن حجر: الإصابة (٤/ ٦٢)

[4] مصدر سابق (١/ ٤٩٧)

انھیں ابن عمیرہ اور رافع بن ابی رافع بھی کہا جاتا ہے۔[1] رافع بن عمرو الطائی احمد بن زہیر نے کہا: رافع بن ابی رافع کو رافع عمیرہ رافع بن عمرو اور رافع بن عمیر بھی کہا جاتا ہے۔[2]

بھیڑیے کا کلام: رافع بن عمرو رضی اللہ عنہ نے کہا:

رَعَيْتُ الضَّأْنَ أَحْمِيهَا بِكَلْبِي ... مِنَ اللَّصِّ الْخَفِيِّ وَكُلِّ ذِيْبٍ

فَلَمَّا أَنْ سَمِعْتُ الذِّئْبَ نَادٰى ... يُبَشِّرُنِي بِأَحْمَدَ مِنْ قَرِيْبٍ

سَعَيْتُ اِلَيْهِ قَدْ شَمَّرْتُ ثَوْبِي ... عَلَى السَّاقَيْنِ قَاصِدَةَ الرَّكِيْبِ

فَأَلْفَيْتُ النَّبِيَّ يَقُوْلُ قَوْلًا ... صَدُوْقًا لَّيْسَ بِالْقَوْلِ الْكَذُوْبِ

فَبَشَّرَنِي بِدِيْنِ الْحَقِّ حَتّٰى ... تَبَيَّنَتِ الشَّرِيْعَةُ لِلْمُنِيْبِ

أَبْصَرْتُ الضِّيَاءَ يُضِيْءُ حَوْلِي ... أَمَامِي أَنْ سَعَيْتُ وَمِنْ جُنُوْبٍ

''میں اپنی بکریاں چرا رہا تھا کہ ہر ٹھگ اور بھیڑیے سے، کتے کے ذریعے سے ان کی حفاظت کرتا تھا۔ جب میں نے بھیڑیئے کو سنا کہ اس نے آواز دی اور مجھے احمد کی بشارت سنائی کہ وہ یہاں سے قریب ہیں۔ پس میں آپ کے پاس مستعدی سے سوار ہو کر گیا۔ میں نے نبی کو اس حال میں پایا کہ وہ بہت سچی بات کہتے ہیں، وہ جھوٹی نہیں ہوتی، انھوں نے مجھے سچی بشارت سنائی یہاں تک کہ اس طلب گار پر شریعت کھل گئی اور میں نے روشنی کو اپنے گرد دیکھا، جب میں چلتا ہوں تو میرے آگے اور میرے پہلو میں ہوتی ہے۔''[3]

---

① مصدر سابق

② ابن عبدالبر: الاستيعاب في معرفة الأصحاب (١/ ٤٩٧) هامش الإصابة فى تميز الصحابه، دار اصادر بيروت۔

③ ابن حجر: الإصابة (١/ ٤٩٧) ابن الأثير: أسد الغابة (٣/ ٧٣٨، مترجم) أسد الغابة (٣/ ٣٧٨) پر ''اللصت'' ہے۔

روایت حدیث: ان سے طارق بن شہاب اور شعبی نے روایت کی ہے۔[1]

وفات: حضرت عمر کی خلافت کے آخری ایام میں فوت ہوئے۔[2]

زمل بن عمرو رضی اللہ عنہ:

زمل بن عمرو بن عنز بن خساف بن خدیج بن واثلہ بن حارثہ بن ہند بن حرام بن ضبہ بن عبد بن کثیر بن عذرہ العذری، زمل بن ربیعہ بھی کہا گیا ہے اور ان کا نام زمیل مصغر بھی مروی ہے۔[3]

ابو زفر الکلبی سے مروی ہے کہ زمل بن عمرو العذری بطور وفد نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے، انھوں نے عذرہ کے بت سے (تصدیق رسالت کے متعلق) جو کچھ سنا تھا بیان کیا، فرمایا کہ یہ کہنے والا مومن جن تھا بت نہ تھا۔[4]

زمل اسلام لائے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے لیے قوم کی سرداری کا جھنڈا باندھ دیا جس وقت وہ بطور وفد نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس حاضر ہوئے تو یہ اشعار زبان پر تھے:

اِلَیْكَ رَسُوْلَ اللّٰهِ أَعْمَلْتُ نَفْسَهَا ‌ ‌ ‌ ‌ أُكَلِّفُهَا حُزْنًا وَقُوْزاً مِّنَ الرَّمْلِ

لِأَنْصُرَ خَيْرَ النَّاسِ نَصْراً مُّوْذِرا ‌ ‌ ‌ ‌ وَأَعْقِدَ حَبْلًا مِّنْ حِبَالِكَ فِيْ حَبْلِيْ

وَأَشْهَدُ أَنَّ اللّٰهَ لَا شَيْئَ غَيْرُهُ ‌ ‌ ‌ ‌ اَدِيْنُ لَهٗ أَثْقَلْتَ قَدَمَيَّ نَعْلِيْ

''یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہی کی جانب سواری کا رخ پھیرا ہے، ناہموار اور دشوار گزار ریگستان طے کرنے میں اسے تکلیف دے رہا ہوں، غرض یہ ہے کہ بہترین انسان کی محکم و استوار امداد کروں اور

[1] ابن الأثير: أسد الغابة (۳/ ۷۳۹، مترجم)

[2] ابن حجر: الإصابة (۱/ ٤٩٧)

[3] مصدر سابق (۱/ ۵۵۱)

[4] ابن حجر: مصدر سابق۔ ابن سعد طبقات، ابن سعد (۲/ ۱۰۷)

آپ ﷺ کے رشتہ مبارک کی ایک دھجی خود بھی باندھ لوں، میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی چیز نہیں، میں اس وقت تک اسی کے دین پر رہوں گا، جب تک میرا جوتا میرے قدم کو بھاری رکھے۔"[1]

زہیر بن صرد رضی اللہ عنہ:

زہیر بن صرد السعدی الجشمی ابوصدد ابو جدول ابن ابی سرہ بیان کرتے ہیں۔ زہیر بن صرد الجشمی السعدی وفد ہوازن میں آئے اور یہی ابو جرول ہیں اپنی قوم کے رئیس شاعر اور متکلم تھے۔[2]

قبولِ اسلام: بنی ہوازن مسلمانوں کا ایک وفد بارگاہِ رسالت میں حاضر ہوگیا۔ یہ وفد چودہ افراد پر مشتمل تھا اور اس کا قائد زہیر بن صرد تھا۔ اور یہ لوگ پہلے ہی اسلام لا چکے تھے۔[3] مقام جعرانہ میں ہوازن کا وفد حضور ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ اور حضور ﷺ کے پاس چھے ہزار عورتیں اور بچے ہوازن کے قید تھے۔ انھوں نے عرض کی کہ ہم لوگ شریف خاندان ہیں اور ہم جس بلا و مصیبت میں مبتلا ہیں وہ آپ ﷺ سے پوشیدہ نہیں ہے۔ پس حضور ﷺ ہم پر احسان فرمایئے، اللہ حضور پر احسان کرے گا۔

اور ہوازن کی شاخ بنی سعد بن بکر میں سے ایک شخص زہیر نے جس کی کنیت ابوصدد تھی عرض کی: یارسول اللہ! ان قیدیوں میں سے آپ کی پھوپھیاں اور خالائیں اور وہ عورتیں ہیں جنھوں نے آپ کو پرورش کیا ہے، اگر ہم حارث بن ابی شمر یا نعمان

---

[1] ابن سعد: طبقات ابن سعد (۲/ ۱۰۷، ۱۰۸، مترجم)

[2] ابن حجر: الإصابة (۱/ ۵۵۳) ابن الأثير: أسد الغابة (٤/ ٨٠٦) مترجم از مولانا محمد عبدالشکور لکھنوی فاروقی۔ اسد الغابہ کی عبارت الاصابۃ کی عبارت سے قدرے مختلف ہے۔

[3] ذهبي: تجديد أسماء الصحابة (۱/ ۱۹۲)

بن منذور والیِ حیرہ کو دودھ پلاتے اور پھر اس سے ہم اسی طرح مغلوب ہوتے جیسے کہ آپ سے ہوئے تو اس سے بھی ہم یہ امید رکھ سکتے تھے جو آپ سے رکھتے ہیں اور پھر آپ تو سب سے زیادہ مہربان ہیں۔[1] چنانچہ نبی کریم ﷺ نے انھیں رہا کر دیا۔[2]

سراقہ بن مالک رضی اللہ عنہ:

سراقہ بن مالک بن جعشم بن مالک بن عمرو بن تیم بن مدلج بن مرہ بن عبدمناۃ کنانہ الکنانی المدلجی۔[3]

عبدالرحمان بن مالک بن جعشم اپنے چچا سراقہ بن مالک سے بیان کرتے ہیں: انھوں نے کہا کہ جب رسول اللہ ﷺ مکہ سے مدینہ کی طرف ہجرت کے واسطے نکلے، قریش نے اس شخص کے واسطے جو اُن کو پکڑ لائے سَو اونٹ انعام مقرر کیا، چنانچہ اس نے اپنے ڈھونڈنے کی کیفیت اور گھوڑے کی مصیبت اور تین مرتبہ گرنے کا حال بیان کر کے کہا کہ جب میں نے ان سب باتوں کو دیکھ لیا تو مجھ کو یقین ہو گیا کہ یہ غالب رہیں گے اور میں نے آواز دی کہ میں سراقہ بن مالک بن جعشم ہوں۔ میری طرف نظر کیجیے میں آپ سے بات کروں گا، اللہ کی قسم! میں آپ کو شک میں نہ ڈالوں گا اور میری طرف سے آپ کو کوئی ناگوار امر نہ پہنچے گا۔ رسول اللہ ﷺ نے ابوبکر رضی اللہ عنہ سے فرمایا کہ اس سے پوچھو کہ تو ہم سے کیا چاہتا ہے؟ سراقہ کہتے ہیں کہ ابوبکر رضی اللہ عنہ نے مجھ سے کہا: کیا چاہتا ہے؟ میں نے کہا کہ آپ مجھ کو تحریر لکھ دیجیے تا کہ میرے اور آپ کے درمیان نشانی رہے، پس آپ نے ایک تحریر ہڈی یا جھلی یا کھال پر لکھ کر ڈال دی، میں نے اس کو اٹھا کر اپنے ترکش میں ڈال لیا، پھر واپس چلا آیا اور اس کا ذکر بھی نہیں کیا۔[4]

---

[1] ابن هشام: السيرة النبوية (٤/ ١٣١) ابن الأثير: أسد الغابة (٤/ ٨٠٧، مترجم)

[2] مصدر سابق (ص: ١٣١، ٢٣١) ابن حجر: الإصابة (١/ ٥٥٣)

[3] ابن حجر: أحمد بن علي بن حجر، العسقلاني. الإصابة (٢/ ١٩)

[4] ابن الأثير: أسد الغابة في معرفة الصحابة (٤/ ٨٧٥) مترجم از مولانا محمد عبدالشكور فاروقی لكهنوی.

قبولِ اسلام: جب اللہ نے مکہ مکرمہ کو اپنے رسول کے واسطے فتح کر دیا اور آپ ﷺ حنین اور طائف سے فارغ ہو گئے تو وہ تحریر لے کر آپ ﷺ سے ملنے کو چلا اور آپ مقامِ جعرانہ میں مقیم تھے۔ میں انصار کے لشکر میں داخل ہوا وہ لوگ نیزوں سے مجھ کو کھڑ کھڑانے لگے اور کہنے لگے کہ دور ہو، دور ہو کیا چاہتا ہے؟ یہاں تک کہ میں رسول اللہ ﷺ سے نزدیک ہوگیا۔ آپ ﷺ اس وقت اپنی اونٹنی پر سوار تھے۔ واللہ میں گویا آپ کی پنڈلی کو رکاب میں دیکھ رہا ہوں، گویا کہ کھجور کا گابھا ہے۔ پھر میں نے وہ تحریر دکھائی اور پھر کہا: یا رسول اللہ! یہ آپ کی تحریر ہے جو آپ نے مجھ کو عنایت کی تھی اور میں سراقہ بن مالک بن جعشم ہوں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ یہ پورا کرنے اور احسان کرنے کا دن ہے، پس آپ نے مجھ کو قریب کیا، پس میں قریب ہوگیا اور اسلام قبول کرلیا۔[1]

سراقہ رضی اللہ عنہ کی بابت رسول اللہ ﷺ کی پیشین گوئی: رسول اللہ ﷺ نے سراقہ سے فرمایا کہ تمھارا کیا حال ہوگا جب تم کسریٰ کے کنگن اور کمر بند اور تاج پہنو گے۔ راوی کہتا ہے کہ جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس کسروی کنگن اور کمر بند تاج آیا، انھوں نے سراقہ بن مالک کو بلا کر ان چیزوں کو پہنا دیا۔ سراقہ کے بال بڑے بڑے تھے، خصوصاً بازوؤں پر بہت تھے اور کہا کہ اپنے ہاتھ اٹھا کر کہو اللہ بہت بڑا ہے، سب تعریف اسی اللہ کو ہے جس نے کسریٰ بن ہرمز سے، جو خود کو لوگوں کا پروردگار کہتا تھا، ان چیزوں کو لے کر بنی مدلج کے ایک بدو سراقہ کو پہنا دیا۔ حضرت عمر نے اس کو باآواز بلند کہا تھا۔[2]

وفات: ابو عمر نے کہا کہ سراقہ بن مالک ۲۴ ہجری خلافتِ عثمان میں فوت

---

[1] مصدر سابق (ص: ۸۷۵)

[2] ابن الأثیر: مصدر سابق۔ (ص: ۸۷۵، ۸۷۶، مترجم)

ہوئے۔[1]

یہ بھی کہا گیا ہے کہ وہ حضرت عثمان کے بعد فوت ہوئے۔[2]

روایتِ حدیث: ان سے ان کے بھائی کے بیٹے عبدالرحمان بن مالک بن جعشم نے ابن عباس، جابر، سعید بن مسیّب اور طاؤس نے روایت کیا ہے۔[3]

ابوسفیان بن حارث رضی اللہ عنہ:

ابوسفیان بن حارث بن عبدالمطلب بن ہاشم ہاشمی[4] ہاشمی حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے رضاعی بھائی اور چچا زاد بھائی تھے۔ دونوں کو حلیمہ سعدیہ نے دودھ پلایا تھا۔[5] ان کی والدہ کا نام غزیہ دختر قیس بن طریف تھا۔[6] ابن مبارک اور ابراہیم بن منذر وغیرہ کہتے ہیں کہ ان کا نام مغیرہ تھا۔[7] بعض لوگ کہتے ہیں کہ ان کی کنیت ہی ان کا نام تھی اور مغیرہ اُن کے بھائی کا نام تھا۔[8] رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ان کی شکل وشباہت ملتی تھی۔[9]

قبولِ اسلام: ابوسفیان فتح مکہ کے موقع پر اسلام لائے، جبکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم مکہ کی طرف جارہے تھے۔[10]

---

1. ابن حجر: الإصابة (۲/ ۱۹) ابن الأثير: مصدر سابق۔
2. ابن الأثير: أسد الغابة (٤/ ۸۷۸) مترجم از مولانا عبدالشکور فاروقی لکھنوی ابو عمر نے کہا: اسد الغابہ میں نہیں ہے۔ ابن حجر: الإصابة تمييز الصحابة (۲/ ۱۹) حضرت عمر نے اس کو باآواز بلند کہا تھا، یہ الفاظ الإصابۃ میں نہیں ہیں۔
3. مصدر سابق (۲/ ۱۹) ابن الأثير: أسد الغابة (٤/ ۸۷٦، مترجم)
4. ابن الأثير: أسد الغابة (۱۰/ ۵۳۳، مترجم)
5. ابن حجر: الإصابة (٤/ ۹۱)
6. مصدر سابق (٤/ ۹۰)
7. مصدر سابق (٤/ ۹۰) ابن الأثير أسد الغابة (۱۰/ ۵۳۱، مترجم)
8. مصدر سابق
9. مصدر سابق
10. مصدر سابق

فضائل: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تھا ابوسفیان جنتی جوانوں کے سردار ہیں۔
جابر بن عبداللہ انصاری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ مالک بن عوف نصری اپنے ساتھیوں کو لے کر حنین روانہ ہوا۔ حضور اکرم ﷺ سے آگے نکل گیا اور اس نے وادی کے اطراف و جوانب میں اور گھاٹیوں میں اپنے آدمی چھپا دیے، جب رسول اللہ ﷺ اور صحابہ رضی اللہ عنہم صبح کے اندھیرے میں وادی میں داخل ہوئے تو وہاں چھپے سواروں نے اچانک اس زور کا حملہ کیا کہ اسلامی پیادہ بھاگ کھڑی ہوئی اور شتر سوار بری طرح باہم ٹکرائے۔ جب آپ ﷺ نے یہ حالت دیکھی تو بھاگتوں کو واپس بلایا، اہلِ بیت میں سے آپ ﷺ کے ساتھ حضرت علی، ابوسفیان، فضل بن عباس اور ربیعہ رہ گئے تھے۔ مہاجرین میں سے صرف ابوبکر، عمر اور عباس نے حضور اکرم ﷺ کے سفید خچر کی لگام پکڑی ہوئی تھی۔ جب لوگ واپس آ گئے تو آپ ﷺ نے ابوسفیان کو جنت کی بشارت دی اور فرمایا میں امید کرتا ہوں کہ تم حمزہ کے جانشین ہوگے[1] کہا جاتا ہے کہ حضرت عمر کی خلافت میں پندرہ ہجری میں فوت ہوئے اور یہ بھی کہا جاتا ہے کہ بیس ہجری میں فوت ہوگئے۔[2]

وفات: حضرت عباس بن عبدالمطلب حنین کی جنگ میں نبی کریم ﷺ کی خچر کی لگام پکڑے ہوئے تھے۔ پس آپ ﷺ نے کہا: اے عباس انھیں یا اصحاب الشجر ہ کہہ کر پکارو[3] غزوۂ حنین میں شہید ہوئے اور ان لوگوں میں سے تھے جو آپ ﷺ کے ساتھ ثابت قدم رہے۔[4]

---

1. مصدر سابق۔
2. ابن الأثیر: مصدر سابق۔ مترجم.
3. ابن حجر: الإصابة (٤/ ٩٠)
4. ابن حجر: مصدر سابق۔

سلمہ بن عیاض رضی اللہ عنہ:

سلمہ بن عیاض الاسدی[1] یہ اور جارود عبدی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے ان دونوں کے پوچھنے سے پہلے جو یہ دونوں پوچھنے آئے تھے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے انھیں بتا دیا۔[2]

سلمہ بن عیاض جارود عبدی کے ساتھ آئے پس اس نے مدح رسول میں اشعار کہے۔[3]

سمعان بن عمرو رضی اللہ عنہ:

سمعان بن عمرو بن قریط بن عبید بن ابی بکر بن کلاب الکلابی۔[4]

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عبداللہ بن عوسجہ العدنی کے ہمراہ سمعان بن عمرو بن قریط بن عبید بن ابی بکر بن کلاب کے نام فرمان تحریر فرما کر بھیجا، انھوں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمان کا اپنے ڈول میں رقعہ (پیوند) لگا دیا، ان لوگوں کو اسی لیے بنو الراقع کہا جاتا ہے۔[5]

سمعان اسلام لائے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس حاضر ہوئے اور حسبِ ذیل شعر کہا:

أَقِلْنِیْ کَمَا أَمَّنْتَ وَرْدًا وَّلَمْ أَکُنْ ۔۔۔ بِأَسْوَءَ ذَنْبًا اِذْ أَتَیْتُكَ مِنْ وَّرْدِ[6]

''مجھے بھی معافی دیجیے جیسا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ورد کو پناہ دی، جب میں

---

(1) ابن حجر: الإصابة (٢/ ٦٧)

(2) مصدر سابق۔

(3) ذهبي: تجديد أسماء الصحابة (١/ ٢٣٢)

(4) ابن حجر: الإصابة (٢/ ٨٠)

(5) ابن سعد: طبقات ابن سعد (٢/ ٥٣، مترجم) ابن حجر: مصدر سابق۔

(6) ورد بن مرداس بنی سعد ہندیم کا ایک فرد تھا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے کھجور کی ٹہنی پر لکھ کر اسے بھیجا، اس نے اس ٹہنی کو توڑ دیا، پھر اس کے بعد وہ اسلام لے آیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے معاف کر دیا۔ وادی قری میں حضرت زید بن حارثہ کی معیت میں لڑتا ہوا شہید ہوا۔ (ابن حجر: الإصابة: ٢/ ٨١)

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس حاضر ہوگیا تو ورد سے زیادہ گناہ گار نہیں ہوں[1] (چنانچہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے معاف کردیا)۔"

سواد بن قارب رضی اللہ عنہ:

سواد بن قارب الدوسی یا السدوسی[2] ازدی دوسی۔ ابن ابی خیثمہ نے کہا ہے کہ وہ سدوسی ہیں۔ یہ زمانۂ جاہلیت میں کاہن تھے۔[3]

قبولِ اسلام: حضرت سواد بن قارب نے بیان کیا ہے کہ میں رات میں سو رہا تھا کہ ناگاہ میرے پاس میرا جن آیا اور میرے ٹھوکر ماری اور کہا: اے سواد! جو کچھ میں تم سے کہتا ہوں اس کو سنو، میں نے کہا: بیان کر اس نے کہا:

عَجَبٌ* لِّلْجِنِّ وَأَنْجَاسِهَا* وَرَحْلِهَا الْعِيْسِ بِأَحْلَاسِهَا
تَهْوٰى اِلٰى مَكَّةَ تَبْغِى الْهُدٰى مَا مُؤْمِنُوْهَا مِثْلَ أَرْجَاسِهَا
فَارْحَلْ اِلَى الصَّفْوَةِ مِنْ هَاشِمٍ وَاسْمُ بِعَيْنَيْكَ اِلٰى رَأْسِهَا

"میں نے جن اور ان کے بدبخت لوگوں پر تعجب کیا۔ اور ان کے بھورے اونٹوں کے بمعہ پالانوں کے جانے پر، ہدایت کی تلاش میں مکہ کی طرف جارہے ہیں۔ ان کے اہلِ ایمان ناپاک جنوں کی طرح نہیں ہیں۔ تم خاندان ہاشم میں سے برگزیدہ شخص کے پاس جاؤ اور اپنی آنکھوں سے اصل چہرہ مبارک دیکھو۔"

اس کے بعد انھوں نے قصے کو آخر تک بیان کیا کہ میں نے جان لیا کہ

---

(1) ابن سعد مصدر سابق۔ ابن حجر: الإصابة (ص: ۸۰، ۸۱)

(2) ابن حجر: الإصابة (۱/ ۲۹۶)

(3) ابن الأثير: أسد الغابة (٤/ ۱۰۰۸) أسد الغابة لابن الأثير: مصدر سابق۔

* ابن الأثير: أسد الغابة لابن الأثير: (٤/ ۱۰۰۸) پر "عجيب" ہے۔

* أسد الغابة لابن الأثير (٤/ ۱۰۰۸) پر "انجاسمها" ہے۔

اللہ تعالیٰ نے میرے ساتھ بھلائی کا ارادہ کیا ہے اور خوش ہوا۔ یہاں تک کہ نبی ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر آپ کو خبر دی۔[1]

پھر سواد اسلام لائے اور نبی ﷺ کی شان میں چند اشعار کہے، جن میں سے ایک درج ذیل ہے:

فَكُنْ لِّيْ شَفِيْعًا يَّوْمَ لَا ذُوْ شَفَاعَةٍ سِوَاكَ بِمُغْنٍ عَنْ سَوَادِ بْنِ قَارِبٍ

''پس اے نبی ﷺ آپ میرے اس دن سفارشی بن جائیں۔ جس دن آپ ﷺ کے سوا، سواد بن قارب کے کوئی کام نہیں آ سکے گا۔''[2]

شداد بن عارض رضی اللہ عنہ:

شداد بن عارض جشمی[3] صحابی اور مشہور شاعر ہیں۔[4] انھوں نے رسول اللہ ﷺ کے طائف جانے کی بابت کہا:

لَا تَنْصُرُوا اللَّاتَ اِنَّ اللّٰهَ مُهْلِكُهَا وَكَيْفَ يَنْصُرُ مَنْ هُوَ لَيْسَ يَنْتَصِرُ

اِنَّ الَّتِيْ حُرِقَتْ بِالنَّارِ فَاشْتَعَلَتْ وَلَمْ يُقَاتِلْ لَدٰى أَحْجَارِهَا هدر

اِنَّ الرَّسُوْلَ مَتٰى يَنْزِلُ دَارَكُمْ يَرْحَلُ وَلَيْسَ بِهَا مِنْ أَهْلِهَا بَشَرٌ

''تم لات کی مدد نہ کرو، کیونکہ اللہ تعالیٰ اس کو ہلاک کرنے والا ہے۔ اور کیونکر مدد کرے گا، وہ جو بدلہ نہیں لے سکتا۔ بے شک جو آگ میں جلایا گیا اور وہ بھڑک اٹھا اور اس کے قریب کوئی لڑائی بھی نہ ہوئی اس کا جلانا

---

[1] ابن حجر: الإصابة (٢/ ٩٦)

[2] ابن حجر: الإصابة (٢/ ٩٦)

[3] ابن حجر: الإصابة (٢/ ١٤١) ابن الأثير (٤/ ١٠٢٥، مترجم) ذهبي: تجديد أسماء الصحابة (١/ ٢٥٤)

[4] ابن حجر: الإصابة (٢/ ١٤١)

دہشت ہے، بے شک رسول اللہ ﷺ جب تمھارے وطن آئیں گے تو برکت ہوگی اور جب جائیں گے تو بے برکتی ہو جائے گی۔"[1]

صرمہ بن ابی انس رضی اللہ عنہ:

صرمہ بن ابی انس بن مالک بن عدی بن عامر بن غنم بن عدی بن نجار انصاری خزرجی نجاری، ان کی کنیت ابو قیس ہے۔[2]

ابو عمر نے کہا ہے کہ صرمہ ایک شخص تھے جو زمانۂ جاہلیت میں رہبانیت (دیناوی زندگی کی ان آسایشوں کو بھی ترک کر دینا جن میں کوئی شرعی قباحت نہ ہو) اختیار کر چکے تھے، کمبل پہنتے تھے اور بتوں سے علاحدہ رہتے تھے اور جنابت سے غسل کرتے تھے اور حائضہ عورتوں سے علاحدہ رہتے تھے۔ انھوں نے نصرانی ہو جانے کا ارادہ کیا تھا مگر پھر (کچھ سمجھ کے) رک گئے۔ اپنے گھر میں جس کو انھوں نے مسجد بنالیا تھا گوشہ نشین ہو گئے تھے۔ وہاں کسی حائضہ عورت یا جنبی کو نہ آنے دیتے تھے اور کہتے تھے کہ میں حضرت ابراہیم کے پروردگار کی عبادت کرتا ہوں، وہ برابر اسی حال میں رہے، یہاں تک کہ رسول اللہ ﷺ مدینہ تشریف لائے تو یہ مسلمان ہو گئے اور ان کا اسلام اچھا ہوا۔ یہ ایک بوڑھے آدمی تھے، حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما ان کے پاس شعر سیکھنے جایا کرتے تھے۔[3]

صفوان بن قدامہ رضی اللہ عنہ:

صفوان بن قدامہ تمیمی مذنی بن امرؤ القیس بن زید مناۃ بن تمیم سے ہیں۔[4]

---

[1] ابن الأثير: أسد الغابة (٤/ ١٠٢٥) مترجم از مولانا محمد عبدالشکور فاروقی لکھنوی۔
ابن حجر: الإصابة مصدر سابق، (الاصابۃ میں دوسرا شعر نہیں ہے)

[2] ابن الأثير: أسد الغابة (٥/ ٦٦، ٦٧)

[3] ابن الأثير: أسد الغابة (٥/ ٦٧، ٦٨، مترجم)

[4] ابن حجر: الإصابة (٢/ ١٨٩)

صفوان بن قدامہ التمیمی المرادی ان سے ان کے بیٹے نے روایت کیا ہے اور دونوں صحابی ہیں۔[1]

قبولِ اسلام: عبدالرحمان بن صفوان بن قدامہ بیان کرتے ہیں کہ میرے والد صفوان نے نبی کریم ﷺ کی طرف ہجرت کی، پس نبی کریم ﷺ کی اسلام پر بیعت کی اور انھوں نے (میرے باپ نے) ان کو (نبی کریم ﷺ) کو کہا کہ میں آپ ﷺ سے محبت کرتا ہوں تو آپ ﷺ نے کہا: آدمی اس شخص کے ساتھ ہوگا جس سے اس نے محبت کی۔[2]

ضرار بن خطاب رضی اللہ عنہ:

ضرار بن خطاب بن مرداس بن کثیر بن عمرو بن سفیان بن محارب بن فہر القرشی الفہری[3] ان کا سلسلۂ نسب اس طرح بھی آتا ہے: ضرار بن خطاب بن مرداس بن کثیر بن عمرو بن حبیب بن عمرو بن شیبان بن محارب بن فہر بن مالک قریشی فہری۔[4] ان کے والد خطاب اپنے زمانے میں بنی فہر کے رئیس تھے۔[5] ان کے باپ نے اپنی قوم کے لیے ایک مسافر خانہ بنایا تھا۔[6]

قبل از قبولِ اسلام: ان کے اسلام کی بابت متضاد روایات ہیں، لیکن حافظ ابن حجر رحمہ اللہ ان کے اسلام کے ثبوت میں ایک واقعہ ذکر کر کے لکھتے ہیں: ''فهذا

---

① ذهبي: تجديد أسماء الصحابة (١/ ٢٦٧)

② ابن حجر: الإصابة (٢/ ١٩٠) ابن الأثير: أسد الغابة (٥/ ٧٥، مترجم)

③ ابن حجر: الإصابة (٢/ ١٨٩)

④ ابن الأثير: أسد الغابة (٥/ ٩٢)

⑤ ابن حجر: مصدر سابق۔ ابن الأثير: مصدر سابق، مترجم۔

⑥ ابن الأثير: مصدر سابق، مترجم۔

صریح في إسلامه" یہ "واقعہ ان کے اسلام کی بابت کھلی دلیل ہے۔"[1]

قبولِ اسلام: ضرار جنگِ فجار کے دن محارب بن فہر کے سردار تھے۔ قریش کے شہسواروں بہادروں اور شیریں کلام شاعروں میں تھے۔ یہ ان چار آدمیوں سے تھے جنھوں نے خندق کھودی۔ فتح مکہ کے دن اسلام لائے۔ ضرار نے ایک دن حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ سے کہا کہ قریش کے حق میں ہم آپ سے زیادہ فائدہ رساں تھے ہم نے ان کو جنت میں داخل کیا، یعنی ہم نے مسلمانوں کو قتل کیا وہ جنت میں گئے اور آپ لوگوں نے کافروں کو قتل کیا وہ دوزخ میں گئے۔[2]

وفات: جنگِ یمامہ میں شہید ہوئے۔[3] خطیب نے کہا ہے کہ یہ فتح مدائن میں حاضر ہوئے اور شام میں اترے تھے۔[4]

طفیل بن عمرو دوسی رضی اللہ عنہ:

طفیل بن عمرو بن طریف بن العاص بن ثعلبہ بن سلیم بن فہم بن غنم بن دوس الدوسی[5] بن عدنان بن عبداللہ بن زاہرن بن کعب بن حارث بن کعب بن عبداللہ بن نصر ازدی۔[6] دوسی[7] ان کا لقب ذوالنور ہے۔[8] ان کا لقب ذوالنون تھا۔[9]

---

1. ابن حجر: الإصابة (٢/ ٢٠٩)
2. ابن حجر: الإصابة (٢/ ٢٠٩)
3. مصدر سابق۔
4. مصدر سابق۔
5. ابن حجر: العسقلاني (٢/ ٢٢٥) ابن الأثير: أسد الغابة (٥/ ١١٠، ١١١، مترجم)
6. ابن الأثير: مصدر سابق، مترجم۔
7. ابن حجر: الإصابة (٢/ ٢٢٥) ابن الأثير: مصدر سابق، مترجم۔
8. ابن حجر: مصدر سابق۔
9. ابن الأثير (٥/ ١١٠، مترجم)

قبولِ اسلام: طفیل بن عمرو دوسی بیان کرتے تھے کہ وہ مکہ گئے اور رسول اللہ ﷺ اس وقت وہیں تھے، پس ان کے پاس قریش کے کچھ لوگ گئے۔ طفیل شریف، شاعر اور ذہین شخص تھے۔ ان سے لوگوں نے کہا: اے طفیل! تم ہمارے شہر میں آئے ہو اور یہ شخص محمد ﷺ جو ہمارے یہاں ہے، اس نے ہمیں سخت مشکل میں ڈال دیا ہے اور ہماری جماعت کو متفرق کر دیا ہے۔ اس کی باتیں بالکل جادو کی طرح سریع التاثیر ہوتی ہیں۔ وہ باتیں باپ بیٹے کے درمیان میں، بھائی بھائی کے درمیان میں اور میاں بیوی کے درمیان میں تفرقہ ڈال دیتی ہیں، ہم تمھارے حق میں اور تمھاری قوم کے حق میں خوف رکھتے ہیں کہ کہیں تم اس کے پاس جاؤ اور وہ تم کو پھانس لے، لہٰذا تم اس سے بات نہ کرنا اور نہ ہی اس کی بات سننا۔

طفیل کہتے ہیں کہ واللہ ان لوگوں نے اس قدر کہا کہ میں نے قطعی ارادہ کر لیا کہ اس کے بعد نہ میں محمد ﷺ کی کوئی بات سنوں گا اور نہ ان سے بات کروں گا اور میں نے کان میں روئی رکھ لی کہ کہیں ایسا نہ ہو کہ بغیر قصد کے ان کی کوئی بات میں سن لوں۔ پس صبح کو میں کعبہ گیا تو رسول اللہ ﷺ کعبے کے پاس کھڑے ہوئے نماز پڑھ رہے تھے، میں بھی ان کے قریب جا کے کھڑا ہو گیا۔

پس اللہ نے بے اختیار مجھے ان کی بات سنا دی، میں نے ایک نہایت عمدہ کلام ان سے سنا۔ میں نے اپنے دل میں کہا کہ عجیب بات ہے، واللہ! میں شاعر ہوں، پھر عقل مند ہوں، اچھی بری بات کو پہچانتا ہوں، پھر میں کیوں نہ اس شخص کی تقریر سنوں جو باتیں اس کی اچھی ہوں گی ان کو قبول کرلوں گا جو بری ہوں گی ان کو ترک کردوں گا۔ پس میں وہیں ٹھہرا رہا یہاں تک کہ رسول اللہ ﷺ نماز ختم کر کے اپنے گھر لوٹے، میں بھی آپ ﷺ کے پیچھے پیچھے چلا، جب آپ ﷺ اپنے گھر کے اندر چلے گئے تو میں آپ ﷺ کے سامنے گیا اور میں نے کہا: اے محمد ﷺ آپ کی

قوم نے مجھ سے ایسا ایسا کہا تھا، لیکن اللہ نے مجھے آپ کی باتیں سنا ہی دیں، میں نے سنا تو بہت ہی اچھی باتیں ہیں۔ آپ مجھ سے اپنا دین بیان کیجیے۔ حضرت محمد ﷺ نے میرے اوپر اسلام کو پیش کیا اور قرآن پڑھ کر مجھے سنایا۔ واللہ! میں نے اس سے بہتر کلام کبھی نہ سنا تھا، نہ اس سے زیادہ معتدل کوئی مذہب دیکھا تھا، پس میں اسلام لے آیا۔

تبلیغِ دین: میں نے عرض کی: یارسول اللہ! میں اپنی قوم میں بہت مانا جاتا ہوں، اب میں لوٹ کے اپنی قوم کی طرف جاؤں گا تو انھیں اسلام کی ترغیب دوں گا۔ آپ ﷺ اللہ تعالیٰ سے دعا کیجیے کہ میرے لیے سچائی کی کوئی نشانی مقرر کردے جس سے مجھے دین کی طرف ان کو دعوت دینے میں مدد ملے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: یا اللہ! طفیل کے لیے کوئی نشانی بنا دے۔ پھر میں اپنی قوم کی طرف چلا، یہاں تک کہ جب میں اس مقام پر پہنچا جہاں سب لوگ مجھے دیکھ سکتے تھے تو ایک روشنی میری آنکھوں کے درمیان مثل چراغ کے پیدا ہوگئی، یہ کہتے ہوئے اس وقت میں نے دعا کی کہ یااللہ! اس نور کو کسی اور مقام میں پیدا کردے، کیونکہ مجھے خیال ہے کہ حالتِ موجود میں کفار اس کو ایک قسم کا مسخ سمجھیں گے، اس وجہ سے کہ میں نے ان کا دین ترک کر دیا ہے۔ پس دعا کرتے ہی وہ نور میرے کوڑے کی نوک میں اتر آیا۔ تمام حاضرین کو میرا کوڑا اس طرح معلوم ہوتا تھا کہ گویا ایک قندیل لٹکی ہوئی ہے اور میں اس قندیل کو لیے ہوئے ان کی طرف پہاڑی کے اوپر سے اتر رہا ہوں۔ جب میں اتر کے نیچے آ گیا تو والد نے پوچھا کہ اے بیٹے کیوں؟ میں نے کہا: میں مسلمان ہوگیا ہوں۔ میرے والد نے کہا: اے میرے بیٹے! جو تمھارا دین ہے وہی میرا بھی دین ہے۔ وہ مسلمان ہوگئے۔[1] ان کی تبلیغ سے ان کی بیوی بھی مسلمان ہوگئیں، لیکن قبیلہ دوس

---

(1) ابن الأثير: أسد الغابة (٥/ ١١١، مترجم)

والے لوگ مسلمان نہ ہوئے، چنانچہ نبی کریم ﷺ نے ہدایت کی دعا کی تو غزوۂ خندق تک وہ تمام اسلام لے آئے۔[1]

شہادت: فتح مکہ کے بعد وفات رسول اللہ ﷺ تک مدینہ منورہ میں ہی مقیم رہے۔[2] جب اہلِ عرب مرتد ہوئے تو یہ مسلمانوں کے ہمراہ ان مرتدوں سے جہاد کرنے کو چلے، یہاں تک کہ قبیلہ نجد کے مرتدوں سے فراغت حاصل کی، اس کے بعد یمامہ گئے۔

انھوں نے اپنے ساتھ والوں سے کہا: میں نے ایک خواب دیکھا ہے، اس کی تعبیر بتاؤ۔ میں نے دیکھا کہ میرا سر مونڈا گیا ہے اور میرے منہ سے ایک پرندہ نکل کر اڑ گیا اور ایک عورت مجھے ملی، اس نے اپنی شرم گاہ میں مجھے داخل کر لیا ہے اور میں نے اپنے بیٹے عمرو کو دیکھا کہ وہ مجھے بہت کوشش کے ساتھ تلاش کر رہا ہے، مگر تھوڑی دیر کے بعد میں نے دیکھا کہ وہ رک گیا، ان کے ساتھیوں نے کہا: بہت اچھا خواب ہے۔ طفیل نے کہا: میں نے اس کی تعبیر یہ لی ہے کہ اس کے مونڈے جانے کا مطلب یہ ہے کہ سر کاٹا جائے گا اور وہ پرندہ جو میرے منہ سے نکل گیا وہ میری روح ہے اور وہ عورت جس نے مجھے اپنی شرم گاہ میں داخل کیا زمین ہے کہ وہ میرے لیے کھودی جائے گی اور میں اس میں چھپ جاؤں گا اور میرے بیٹے کا مجھے ڈھونڈنا، پھر رک جانا۔ اس کا مطلب یہ سمجھتا ہوں کہ وہ اس امر کی کوشش کرے گا، جو مصیبت مجھے پہنچی اس کو بھی پہنچے، چنانچہ ایسا ہی واقع ہوا، طفیل جنگِ یمامہ میں شہید ہوئے اور ان کے بیٹے عمرو بن طفیل زخمی ہو گئے، مگر بچ گئے، پھر جنگِ یرموک میں بعہدِ خلافت حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ شہید ہوئے۔[3]

---

[1] مصدر سابق (ملخص)

[2] مصدر سابق (ص: ۱۱۲، ملخص)

[3] ابن الأثير: أسد الغابة (۵/ ۱۱۲، مترجم)

نمونہ کلام:

أَلَا أَبْلِغْ لَدَيْكَ بَنِىْ لُؤَيِّ عَلَى الشَّنَآنِ وَالْغَضَبِ الْمُرِدِ
بِأَنَّ اللّٰهَ رَبَّ النَّاسِ فَرْدٌ تَعَالٰى جَدُّهُ عَنْ كُلِّ نِدِّ
وَأَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدٌ رَسُوْلٌ دَلِيْلُ هُدًى وَّمُوْضِحُ كُلِّ رُشْدِ
وَأَنَّ اللّٰهَ جَلَّلَهُ بَهَاءً وَأَعْلٰى جَدِّهٖ فِىْ كُلِّ جَدِّ

''دشمنی اور سخت غصے کے باوجود بنی لوی کو یہ پیغام پہنچا دو کہ اللہ تعالیٰ اکیلا لوگوں کا رب ہے، اس کی بزرگی ہر ہمسر سے بلند ہے اور یہ کہ محمد ﷺ اس کے بندے اور رسول ہیں، جو ہدایت کی طرف رہنمائی کرنے والے اور ہر ہدایت کو واضح کرنے والے ہیں۔ اور بلاشبہہ اللہ رعب اور جلال والے ہیں اور اس کی بزرگی ہر بزرگی سے بلند ہے۔''[1]

ظبیان بن کدادہ رضی اللہ عنہ:

ظبیان بن کدادہ[2]، بعض نے خود انھیں کا نام کدادہ بیان کیا۔[3] ایادی یا ثقفی۔[4]
ظبیان بن کدادہ کہتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے مجھ سے یہ فرمایا تھا کہ دنیا کی نعتیں (باقی رہنے والی نہیں ہیں عن قریب) سب زائل ہو جائیں گی۔[5] ان کو ایک ٹکڑا زمین میں معافی دے دی تھی، انھیں کے بارے میں ظبیان کے یہ اشعار ہیں:

---

① ابن حجر: الإصابة (٢/ ٢٢٦)
② ذهبي: تجديد أسماء الصحابة (١/ ٢٨٠) ابن حجر: الإصابة (٢/ ٢٤١) ابن الأثير: أسد الغابة (٥/ ١٣٢، مترجم)
③ ابن الأثير: مصدر سابق، مترجم
④ ابن حجر: مصدر سابق۔ ابن الأثير: مصدر سابق، مترجم
⑤ مصدر سابق۔

أُشْهِدُ بِالْبَيْتِ الْعَتِيقِ وَبِالصَّفَاءِ شَهَادَةَ مَنْ اِحْسَانُهٗ مُتَقَبَّلٗ
بِأَنَّكَ مَحْمُودٌ لَّدَيْنَا مُبَارَكٌ وَفِيٌّ أَمِينٌ صَادِقُ الْقَوْلِ مُرْسَلٗ

''میں البیت العتیق اور کوہِ صفا کو اس بات پر گواہ بناتا ہوں کہ آپ ﷺ تعریف کیے گئے، دنیا کے لیے مبارک، باوفا، امانت دار، اور اپنے قول میں سچے اللہ کے رسول ہیں۔ اور ان دونوں کی گواہی اس شخص کی گواہی کی طرح مقبول ہے جس کی سچائی اور راست بازی مقبول و مسلم ہو۔''[1]

عامر بن سنان رضی اللہ عنہ:

سنان کا دوسرا نام اکوع ہے۔ عبداللہ بن قشیر بن خزیمہ بن مالک بن سلامان بن اسلم کے بیٹے ہیں، اسلمی ہیں اور سلمہ بن اکوع کے چچا ہیں۔ یہ شاعر تھے۔[2]

ابو الہیثم نے اپنے والد سے نقل کیا کہ انھوں نے رسول اللہ ﷺ کو خیبر جانے کے سفر میں عامر بن اکوع سے جن کا نام سنان تھا یہ فرماتے ہوئے سنا تھا کہ اے ابن اکوع! اترو اور ہمیں کچھ اپنے اشعار سناؤ، چنانچہ عامر اترے اور رسول اللہ ﷺ کی شان میں بطور رجز کے یہ اشعار پڑھے:

وَاللّٰهِ! لَوْلَا أَنْتَ مَا اهْتَدَيْنَا وَلَا تَصَدَّقْنَا وَلَا صَلَّيْنَا
فَأَنْزِلَنْ سَكِينَةً عَلَيْنَا وَثَبِّتِ الْأَقْدَامَ اِن لَّاقَيْنَا
اِنَّ بَنِی الْكُفَّارِ قَدْ بَغَوْا عَلَيْنَا وَاِنْ أَرَادُوْا فِتْنَةً أَبَيْنَا

''اللہ کی قسم! اگر آپ نہ ہوتے (اور آپ ہمیں، اللہ کے فضل و کرم سے، اللہ کا دین نہ سکھاتے) تو ہم لوگ کبھی بھی ہدایت نہ پاتے، نہ زکاۃ دیتے اور نہ نماز پڑھتے۔ پس اے اللہ! اطمینانِ قلب ہم پر نازل کر۔ اور جب

[1] ابن حجر: الإصابة (٢/ ٢٤١) ابن الأثير: أسد الغابة (٥/ ١٣٢، مترجم)
[2] ابن الأثير: أسد الغابة (٥/ ١٤٧، مترجم)

ہم دشمن کے مقابلے پر جائیں تو ہمارے قدموں کو ثابت قدم رکھ، بے
شک ان کافرزادوں نے ہم پر سرکشی کی ہے اور جب وہ کسی فتنے کا ارادہ
کرتے ہیں تو ہم نہیں مانتے۔''

اس کے بعد رسول اللہ ﷺ نے دعا فرمائی کہ اللہ تعالیٰ ان پر رحمت نازل کرے۔ میں نے عرض کی: یا رسول اللہ! لوگ تو ان پر رحمت بھیجنے کو برا سمجھتے ہیں اور کہتے ہیں (کہ وہ حرام موت مرے اس لیے) کہ وہ خود اپنے ہتھیار سے مر گئے تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: (ہرگز نہیں، بلکہ) وہ (فی سبیل اللہ) جہاد کرنے کی حالت میں مرے ہیں۔[1]

یونس نے ان سے ان (اشعار) کو ایسا ہی روایت کیا ہے کہ اس کے بعد رسول اللہ ﷺ نے دعا دی کہ تمھارا رب تم پر رحمت نازل فرمائے، اس کو سن کر حضرت عمر بن خطاب نے فرمایا کہ واللہ! اب ان پر گویا رحمت واجب ہوگئی، کاش اے ابن اکوع! تم ہمیں بھی اس (رحمت) سے کچھ حصہ دے دیتے، پھر یہ خیبر ہی میں شہید ہوگئے۔[2]

عامر رضی اللہ عنہ نے غزوۂ خیبر میں رسول اللہ ﷺ کی طرف سے بہت ہی سخت مقابلہ کیا، حالتِ قتال ہی میں خود ان کی تلوار ان پر پلٹ گئی، پس اس تلوار نے ان کو قتل کر دیا، ان کے مقتول ہونے کے بعد اصحابِ رسول اللہ ﷺ نے کچھ ان کے بارے میں سرگوشی کی اور ان کے متعلق شک کیا (کہ یہ شہید نہیں ہوئے اس لیے کہ خود اپنے ہتھیار سے مقتول ہوئے ہیں) سلمہ کہتے تھے کہ جب رسول اللہ ﷺ خیبر سے واپس ہوئے تو میں نے عرض کی کہ یا رسول اللہ! آپ مجھے اجازت دیتے کہ

---

[1] ابن الا ثیر: أسد الغابة (٥/ ١٤٨، مترجم)

[2] ابن الأثیر: أسد الغابة (٥/ ١٤٧، ١٤٨، مترجم)

میں کچھ شعر پڑھ کر آپ کو سناؤں، پس آپ ﷺ نے مجھے اجازت دی تو میں نے یہ اشعار پڑھے:

وَاللهِ! لَوْلَا اللهُ مَا اهْتَدَيْنَا وَلَا تَصَدَّقْنَا وَلَا صَلَّيْنَا

فَأَنْزِلَنْ سَكِيْنَةً عَلَيْنَا وَثَبِّتِ الْأَقْدَامَ اِنْ لَّاقَيْنَا

وَالْمُشْرِكُوْنَ قَدْ بَغَوْا عَلَيْنَا

"واللہ! اگر اللہ کا فضل ہم پر نہ ہوتا تو ہم ہرگز ہدایت نہ پاتے اور نہ زکاۃ دیتے اور نہ نماز پڑھتے، پس اے اللہ! ہم پر سکونِ قلب نازل فرما اور ہم دشمن کے مقابلے پر جائیں تو ہمیں ثابت قدم رکھ اور مشرکوں نے ہم پر بغاوت کی ہے۔"

اس کے بعد رسول اللہ ﷺ نے دعا فرمائی کہ اللہ تعالیٰ ان پر رحمت نازل کرے۔ میں نے عرض کی: یا رسول اللہ! لوگ تو ان پر رحمت بھیجنے کو برا سمجھتے ہیں اور کہتے ہیں (کہ وہ حرام موت مرے اس لیے) کہ وہ خود اپنے ہتھیار سے مر گئے تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: (ہرگز نہیں، بلکہ) وہ (فی سبیل اللہ) جہاد کرنے کی حالت میں مرے ہیں۔[1]

عامر بن الطفیل بن الحارث الازدی رضی اللہ عنہ:

یہ اپنی قوم میں اس وقت بھی حق پر کاربند رہے جب ان کی قوم مرتد ہو گئی (اور) یہ انھیں اسلام پر ابھارتے تھے۔

انھوں نے وفاتِ رسول ﷺ پر درج ذیل اشعار کہے:

بَكَتِ الْأَرْضُ وَالسَّمَاءُ عَلَى النُّوْرِ الَّذِیْ كَانَ لِلْعِبَادِ سِرَاجًا

[1] ابن الأثير: أسد الغابة (٥/ ١٤٩، مترجم)

مَنْ هُدِيْنَا بِهٖ اِلٰى سُبُلِ الْحَقِّ وَكُنَّا لَا نَعْرِفُ الْمِنْهَاجَا

”زمین و آسمان اس نور پر روئے جو بندوں کے لیے چراغ تھا۔ وہ جس کی بدولت ہم نے حق کی طرف راہنمائی حاصل کی اور (اس سے قبل) ہم (سیدھے) راہ کو نہیں پہچانتے تھے۔“[1]

عامر بن واثلہ رضی اللہ عنہ:

عامر بن واثلہ بن عبد اللہ بن عمیر ابوالطفیل الکنانی اللیثی۔ عامر بن واثلہ بن عبد اللہ بن عمیر بن جابر بن حمیس بن جدی بن سعد بن لیث بن کبر بن عبدمناۃ بن کنانہ کنانی اللیثی ان کی کنیت ابوالطفیل ہے۔[2] ابوالطفیل عامر بن واثلہ بن عبداللہ بن عامر عمیر بن جحش کہا گیا ہے جس میں بن جذی بھی کہا گیا ہے اور یہ بھی کہا گیا ہے: جدی بن سعد بن لیث بن بکر بن عبدمناۃ بن کنانہ بن خزیمہ بن مدرکہ بن الیاس بن مضر بن نزالہ بن معد بن عدنان۔[3] ان کی پیدائش غزوۂ اُحد کے سال میں ہوئی تھی، انھوں نے نبی کریم ﷺ کی حیات کا زمانہ آٹھ برس پایا تھا۔

ابوطفیل کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو مقامِ جعرانہ میں دیکھا تھا کہ آپ ﷺ گوشت تقسیم کر رہے تھے، اتنے میں ایک خاتون آئیں تو آنحضرت نے ان کے لیے اپنی چادر بچھا دی، میں نے لوگوں سے پوچھا کہ یہ کون ہیں؟ تو لوگوں نے کہا کہ یہ آپ ﷺ کی رضاعی ماں حضرت حلیمہ ہیں، انھوں نے آپ ﷺ کو دودھ پلایا ہے۔[4] اور یہ بھی ذکر کیا گیا ہے کہ انھوں نے رسول اللہ ﷺ کو طواف

---

[1] ابن حجر: الإصابة (٢/ ٢٥١)

[2] ذهبي: تجديد أسماء الصحابة (١/ ٤٨٩)

[3] ابن الأثير: أسد الغابة (٥/ ١٦٨، مترجم)

[4] البغدادي: الخطيب أحمد علی بن علی: تاريخ بغداد (١/ ١٨٩) الناشر، دار الكتاب العربی، بيروت، لبنان.

کرتے ہوئے دیکھا تھا۔ عمر رضی اللہ عنہ اور علی رضی اللہ عنہ سے انھوں نے روایت کیا ہے۔[1] کوفہ اترے، حذیفہ بن الیمان رضی اللہ عنہ کی زندگی میں مدائن وارد ہوئے اور اس کے بعد علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کی صحبت میں کچھ عرصہ گزارا اور پھر اس کے بعد مکہ لوٹ آئے اور وفات تک وہیں مقیم رہے۔[2]

وفات: ان کی وفات ۱۰۰ ہجری میں ہوئی اور بعض لوگوں نے کہا ہے کہ ۱۱۰ ہجری میں ان کی وفات ہوئی، ان کی وفات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھنے والوں میں سب سے پیچھے یعنی بعد میں ہوئی۔[3]

عباس بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہ:

عباس بن عبدالملطب بن ہاشم بن عبد مناف بن قصی بن کلاب بن مرہ۔ یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے والد ماجد کے بھائی تھے ان کی کنیت ابو الفضل تھی، کیونکہ ان کے ایک لڑکے کا نام فضل تھا، ان کی والدہ کا نام نتیلہ ہے، نتیلہ عرب کی پہلی عورت ہیں کہ جنھوں نے خانہ کعبہ کے لیے ریشمی اور منقش اور کئی قسم کے غلاف بنائے ہیں۔

اس کا سبب یہ ہوا تھا کہ ایک مرتبہ حضرت عباس رضی اللہ عنہما اپنی صغرِ سنی میں گم ہو گئے تھے تو ان کی والدہ صاحبہ نے نذر مانی تھی کہ اگر مل جائیں گے تو خانہ کعبہ پر غلاف چڑھاؤں گی، پس جب وہ مل گئے تو انھوں نے اپنی نذر پوری کی حضرت عباس رضی اللہ عنہ عمر میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے دو برس بڑے تھے اور بعض لوگوں نے کہا ہے کہ تین برس

---

① ابن الأثير: أسد الغابة (٥/ ١٦٨، مترجم) البغدادي: الخطيب أحمد بن علي: تاريخ بغداد (١/ ١٨٩)

② ابن الأثير: مصدر سابق، مترجم۔

③ ذهبي: تجديد أسماء الصحابة (١/ ٤٨٩) ابن الأثير: أسد الغابة (٥/ ١٦٨، مترجم) البغدادي: الخطيب تاريخ بغداد (١/ ١٩٨)

بڑے تھے۔ حضرت عباس رضی اللہ عنہ زمانۂ جاہلیت میں قریش کے سردار تھے اور اس زمانے میں مسجدِ حرام کی خدمت اور حاجیوں کو پانی پلانا انہی کے متعلق تھا۔ مسجدِ حرام کی خدمت یہ تھی کہ مسجدِ حرام میں نہ کسی کو گالیاں بکنے دیتے تھے اور نہ کسی کو برے الفاظ کہنے دیتے تھے اور وہ ان کی مرضی کے خلاف بھی نہیں کر سکتے تھے۔ اس لیے کہ تمام قریش نے مل کر یہ خدمت ان کے متعلق کی تھی اور ان کے مددگار رہتے تھے، جس وقت انصار نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے بیعت کی تھی تو اس وقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ حضرت عباس بھی آئے تھے تاکہ بیعت مستحکم ہو اور خود اس وقت مشرک تھے یہ ان لوگوں میں ہیں، جو لوگ غزوۂ بدر میں مشرکین کے ساتھ جبراً آئے تھے اور جو لوگ غزوۂ بدر میں قید ہوئے تھے، ان قیدیوں میں یہ بھی تھے۔ ان کی بندش بہ نسبت اور قیدیوں کے زیادہ سخت کی گئی تھی۔) جس کی تکلیف سے یہ کراہ رہے تھے۔

اس رات میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو نیند نہیں آئی تو کسی صحابی نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا کہ یا نبی اللہ! آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو نیند کیوں نہیں آئی؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: حضرت عباس کے کراہنے کے سبب سے، پس ایک شخص اسی جماعت کا گیا اور ان کی بندش ڈھیلی کر دی جس کی وجہ سے ان کا کراہنا موقوف ہو گیا۔ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اب میں عباس کے کراہنے کی آواز نہیں سنتا تو اس شخص نے عرض کی: یا رسول اللہ! میں نے جا کر ان کی بندش ڈھیلی کر دی ہے جس پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جاؤ سب قیدیوں کے ساتھ یہی سلوک کرو۔

عباس رضی اللہ عنہ نے یومِ بدر میں اپنا اور اپنے دونوں بھتیجے عقیل بن ابی طالب اور نوفل بن حارث کا فدیہ دیا تھا، اس کے بعد اسلام لائے اور بعض لوگوں نے کہا ہے کہ یہ قبل از ہجرت اسلام لا چکے تھے، مگر اپنے اسلام کو چھپاتے تھے اور مکہ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس مشرکوں کی خبر لکھ کے بھیجا کرتے تھے اور جو مسلمان مکہ میں تھے

ان لوگوں کو ان کی وجہ سے بہت تقویت تھی اسلام پر قائم رہنے میں یہ ان کے معین و مددگار تھے، جب انھوں نے رسول اللہ ﷺ کی طرف ہجرت کا ارادہ کیا تو آپ ﷺ نے ان سے فرمایا کہ تمھارا مکہ ہی میں رہنا مناسب ہے۔[1]

یہ فتح مکہ میں آپ ﷺ کے ساتھ شریک تھے۔ یہ غزوۂ حنین میں بھی شریک تھے اور رسول اللہ ﷺ کے ساتھ ثابت قدم رہے جس وقت کہ اور لوگ حنین سے شکست کھانے کے بعد بھاگ گئے تھے۔ رسول اللہ ﷺ ان کی بہت تعظیم و تکریم کیا کرتے تھے۔ حضرت عباس رضی اللہ عنہ قریشی عزیزوں کے ساتھ بہت صلہ رحمی کیا کرتے تھے اور ان پر احسان کیا کرتے تھے، یہ بہت ہی صائب الرائے اور بہت ہی عقل مند تھے۔ نبی ﷺ نے فرمایا تھا کہ عباس بن عبد المطلب تمام قریش میں سب سے زیادہ سخی ہیں اور اہلِ قریش کے ساتھ بہت ہی صلہ رحمی کرتے ہیں اور آنحضرت ﷺ نے یہ بھی فرمایا تھا کہ میرے بزرگوں میں اب یہی باقی رہ گئے ہیں۔[2]

وفات: حضرت عباس اخیر عمر میں نابینا ہوگئے تھے ان کی وفات مدینہ منورہ میں رجب کی بارہویں تاریخ کو جمعے کے دن ہوئی تھی اور بعض لوگوں نے بیان کیا ہے اور کہ ان کی وفات ۳۲ ہجری میں ماہِ رمضان میں حضرت عثمان کے شہید ہونے سے دو برس پہلے ہوئی اور ان کے جنازے کی نماز حضرت عثمان نے پڑھائی اور بقیع میں دفن کیے گئے، اس وقت ان کی عمر اٹھاسی سال کی تھی۔[3]

عباس بن مرداس رضی اللہ عنہ:

عباس بن مرداس بن ابی عامر بن جاریہ بن عبد بن عبس بن رفاعہ بن الحارث

[1] ابن الأثير: أسد الغابة (٥/ ١٨٥۔ مترجم)

[2] ابن الأثير: أسد الغابة (٥/ ١٨٦، مترجم)

[3] ابن الأثير: أسد الغابة (٥/ ١٨٨) مترجم از مولانا محمد عبدا لشكور فاروقی لكهنوي.

بن حبی بن الحارث بن بہثہ بن سلیم بن منصور سلمی۔[1] ایک روایت ہے: عباس بن مرداس بن ابی عامر بن حارثہ بن عبد قیس بن رفاعہ بن الحارث بن یحییٰ بن الحارث بن بہثہ بن سلیم ابو الہیثم السلمی۔[2] ان کی کنیت ابو الطفیل اور بعض کے نزدیک ابو الفضل ہے۔[3] عباس بن مرداس بن ابی عامر بن حارثہ السلمی ابو الہشیم ابو الفضل بھی کہا گیا ہے۔ اس کا باپ حرب بن امیہ کا دوست تھا، دونوں کو زمانۂ جاہلیت میں جن نے قتل کر دیا۔[4]

عباس رضی اللہ عنہ بن مرداس سے کسی نے کہا کہ آپ شراب کیوں نہیں پیتے کہ جس کے باعث آپ کی قوت و بہادری اور بڑھ جائے تو انھوں نے جواب دیا کہ میں ہرگز نہیں چاہتا کہ صبح کو میرا شمار قوم کے سرداروں میں ہو اور شام کو میرا شمار قوم کے بیوقوفوں میں ہو (چونکہ رواجاً شراب نوشی کا دستور شام کے وقت تھا اور شراب پینے سے عقل زائل ہو جاتی ہے۔ لہٰذا جو شخص دن کو عقل مند تھا وہ شراب پی کر شب کو بیوقوف ہو جاتا ہے) تمھیں اللہ تعالیٰ کی قسم میرے شکم میں کبھی کوئی ایسی چیز داخل نہ ہوگی جو میرے اور میری عقل کے درمیان حائل ہو جائے۔[5]

قبولِ اسلام: انھوں نے فتح مکہ کے کچھ دن پہلے اسلام قبول کیا تھا۔ عباس ان مولفۃ القلوب میں سے تھے جن کا اسلام آخر میں نہایت عمدہ ہو گیا تھا۔[6]

غزوۂ حنین میں مالِ غنیمت کی تقسیم پر جناب رسالت مآب کے

---

(1) ابن الأثير: أسد الغابة (٥/ ١٨٨، مترجم)

(2) ابن حجر: الإصابة (٢/ ٢٧٢)

(3) ابن الأثير: أسد الغابة (٥/ ١٨٨، مترجم)

(4) ذهبي: تجديد أسماء الصحابة (١/ ٢٩٥)

(5) ابن الأثير: أسد الغابة (٥/ ١٨٩، مترجم)

(6) مصدر سابق (ص: ١٨٨)

حضور گزارش: نبی کریم ﷺ نے اقرع بن حابس اور عیینہ بن حصن وغیرہ کو غزوۂ حنین کے موقع پر مالِ غنیمت میں سے سو سو اونٹ نہ دیے، بلکہ تھوڑے دیے تو انھوں نے اس موقع پر بطور گزارش یہ اشعار کہے:

أَتَجْعَلُ نَهْبِيُ نَهْبَ الْعَبِيْدِ بَيْنَ عُيَيْنَةَ وَالْأَقْرَعِ
فَمَا كَانَ حِصْنٌ وَّلَا حَابِسٌ يَفُوْقَانِ مِرْدَاس فِيُ مَجْمَعٍ
وَمَا كُنْتُ دُوْنَ امْرِئٍ مِّنْهُمَا وَمَنْ تَضَعِ الْيُوْمَ لَايُرْفَعُ
وَقَد كُنْتُ فِي الْقَوْمِ ذَاتدرا فَلَمْ أُعْطِ شَيْأً وَّلَمْ أَمْنَعُ
فِصَالًا أَفَائِلَ أَعْطَيْتُهَا عَدِيْدَ قَوَائِمِهَا الْأَرْبَعِ
وَكَانَتْ نِهَابًا تَلَافَيْتُهَا بِكُرِىُ عَلَى الْمِهُرِ فِى الْأَجْرَعِ
وَ اِيْقَاظِي الْقَوْمَ اَن يَّرْقُدُوا اِذَا هَجَعَ الْقَوْمُ لَمْ أَهْجَعُ

''کیا اے رسول اللہ ﷺ! آپ مالِ غنیمت میں میرا اور عبید کا حصہ عینیہ اور اقرع کے درمیان میں تقسیم کیے دیتے ہیں، حالانکہ نہ اقرع کے باپ اور نہ عینیہ کے باپ حابس میرے والد مرداس سے کسی مجمع میں فوقیت لے گئے تھے اور نہ میں خود ان دونوں سے کسی بات میں کم ہوں، مگر آج جس کو آپ پست کردیں گے وہ پھر (تاقیامت) عزت نہ پائے گا اور بے شک میں اپنی قوم میں صاحبِ حکومت تھا۔ مگر میں نے (کبھی کسی کو) بے استحقاق نہیں دی، نہ کسی کا حق روکا، میں نے اپنی قوم کو اُونٹ کے بچے اور ہاتھی (دے دیے) جو ہر طرح صحیح اور تندرست تھے، حالانکہ وہ مجھے لوٹ میں ملے تھے۔ میں نے اپنے گھوڑے پر سوار ہو کر ریگستان میں حملہ کیا تھا۔ اور میں نے قوم کو سونے سے جگایا۔ سب لوگ سوتے تھے، مگر میں سوتا نہ تھا۔''

رسول اللہ ﷺ نے ان کے اشعار کو سن کر صحابہ سے فرمایا کہ جاؤ اور اس کو کچھ زائد دے کر میری بدگوئی سے اس کی زبان بند کردو۔ چنانچہ انھوں نے عباس کو اتنا دیا کہ وہ راضی ہوگئے۔ بعض لوگوں نے بیان کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ان کو سو اونٹ پورے دیے تھے۔

عباس بن مرداس بہت اچھے شاعر تھے اور مشہور بہادر تھے۔ چنانچہ عبدالملک بن مردان نے کہا ہے کہ شعر میں سب سے زیادہ بہادری دکھانے والے عباس بن مرداس ہیں۔ چنانچہ وہ کہتے ہیں:

أُقَاتِلُ فِی الْكَتِيْبَةِ لَا أُبَالِیْ أَفِيْهَا كَانَ حَتَفِیْ أَمْ سِوَاهَا

"میں (دشمن کے) لشکر میں گھس کر لڑتا ہوں اور کچھ پروا نہیں کرتا جب تک کہ میں اس میں ہلاک ہو جاؤں یا بچ جاؤں۔"[1]

عبدالرحمان بن ذی الآخرہ رضی اللہ عنہ:

عبدالرحمان بن ذی الآجرہ ان میں سے ہیں، جو اسود کو قتل کرنے گئے اس کے شعر بھی ہیں۔[2] حافظ ابن حجر نے ذی الآجرہ کی جگہ ذی الآخرہ ذکر کیا ہے۔[3] ابن اسحاق نے ان کا اس گروہ میں ذکر کیا ہے، جنھیں رسول اللہ ﷺ نے اسود عنسی کو قتل کرنے کا حکم دیا تھا۔ پس جو لوگ اس عمل کے لیے اٹھے ان میں سے عبدالرحمان اور ان کے بھائی یزید بھی تھے۔[4]

اس کی بابت عبدالرحمان نے یہ اشعار کہے تھے:

---

① ابن الأثير: أسد الغابة (٥/ ١٨٨، ١٨٩، مترجم)

② ذهبي: تجديد أسماء الصحابة (١/ ٣٤٦)

③ الإصابة (٢/ ٣٩٧)

④ ابن حجر: الإصابة (٢/ ٣٩٧)

لَعَمرِیْ وَمَا عُمرِیْ عَلَیَّ بِهَیِّنٍ ... لَقَدْ حَزِعَتْ عَنَسٌ لِقَتْلِ الْأُسُوْدِ

وَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ سِیْرُوْا لِقَتْلِهٖ ... عَلٰی خَیْرِ مَوْعُوْدٍ وَّ أَسْعَدَ أَسْعُدٍ

فَسِرْنَا اِلَیْهِ فِیْ فَوَارِسَ بَهْمَةٍ ... بخیر أمرٍ من وصاة محمدٍ

"مجھے اپنی عمر کی قسم اور میری عمر مجھ پر کم اہم نہیں ہے، یقیناً بنو عنس اسود عنسی کے قتل کے لیے اور رسول اللہ ﷺ نے کہا: تم اس کو قتل کرنے جاؤ بہترین وعدے اور حصولِ سعادت کی بنا پر۔ محمد ﷺ کی وصیت سے بہترین کام کو ادا کرنے پر ہم بہادر گھوڑوں پر سوار ہو کر اس کی طرف گئے۔"[1]

عبداللہ بن انیس جہنی رضی اللہ عنہ:

عبداللہ بن انیس جہنی انصار میں سے بنی سلمہ کے حلیف تھے۔ ابن الکلبی نے کہا: اس کے دادا کا نام اسعد بن حرام بن حبیب بن مالک بن غنم بن کعب بن تیم ہے۔

روایتِ حدیث: انھوں نے نبی کریم ﷺ سے روایت کیا ہے اور ان سے ان کی اولاد عطیہ، عمر، ضمرا، عبداللہ، جابر بن عبد اللہ اور دوسرے لوگوں نے ان سے روایت کیا ہے۔ یہ ان میں سے ایک ہیں جو انصار میں سے بنی سلمہ کے بتوں کو توڑتے تھے۔ انھوں نے شام میں ۵۴ ہجری میں وفات پائی۔[2]

عبداللہ بن حارث رضی اللہ عنہ:

عبداللہ رضی اللہ عنہ بن حارث بن قیس بن عدی (بن سعید) بن سعد بن سہم قریشی سہمی[3] یہ سائب کے بھائی ہیں۔[4] ابن الاثیر کہتے ہیں: ابن کلبی نے ان کا نسب ایسا

---

[1] مصدر سابق۔

[2] ابن حجر: الإصابة (۲/ ۲۷۸)

[3] قوسین کے درمیان والی عبارت صرف "الإصابة لابن حجر" (۲/ ۲۹۲) پر ہے۔

[4] ابن حجر: الإصابة (۲/ ۲۹۲) ابن الأثير أسد الغابة (۵/ ۲۲۲)

ہی بیان کیا ہے۔ واقدی اور ابن اسحاق نے ان کے نسب میں بجائے ابن عدی بن سعید بن سہم بیان کیا ہے۔[1]

قبولِ اسلام: یہ ہجرتِ حبشہ سے پہلے اسلام لائے تھے چنانچہ یہ ہجرت حبشہ کرنے والوں میں شامل تھے۔[2]

لقب مبرق: درج ذیل شعر کے باعث انھیں مبرق کے لقب سے نوازا گیا تھا۔

إِذَا أَنَا لَمْ أُبَرِّقْ فَلَا يَسَعَنِّي مِنَ الْأَرْضِ بَرٌّ ذُوْ فَضَاءٍ وَّلَا بَحْرٌ

''اگر میں اپنی تلوار نہ نکالوں تو مجھے کوئی حکومت والی زمین جگہ نہیں دے سکتی، خواہ خشکی ہو یا تری۔''[3]

وفات: ابن سعد اور مرزبانی نے کہا کہ یہ یمامہ میں قتل ہوئے۔[4] غزوۂ طائف کے دن شہید ہوئے۔ یونس نے ابن اسحاق سے مل کر یہ بیان کیا ہے۔ نیز اس کو زبیر وغیرہ نے بیان کیا ہے۔[5] بلاذری کی کتاب اور ذیل الطبری میں ہے کہ یہ حبشہ میں فوت ہوئے۔[6]

نمونۂ کلام:

إِنَّا وَجَدْنَا بِلَادَ اللّٰهِ وَاسِعَةً تُنَجِّيْ مِنَ الذُّلِّ وَالْمَخْزَاةِ وَالْهُوْنِ

فَلَاتُقِيْمُوْا عَلٰى ذُلِّ الْحَيَاةِ وَلَا خِزْيِ الْمَمَاتِ وَعَيْبٍ* غَيْرِ مَأْمُوْنٍ

---

[1] ابن الأثير: أسد الغابة (٥/ ٢٢٢، مترجم)

[2] ابن حجر: الإصابة (٢/ ٢٩٢) ابن الأثير: أسد الغابة (٥/ ٢٢٢)

[3] ابن حجر: الإصابة (٢/ ٢٩٢) ابن الأثير: أسد الغابة (٥/ ٢٢٢)

[4] ابن حجر: الإصابة (٢/ ٢٩٢)

[5] ابن الأثير: أسد الغابة (٥/ ٢٢٢، مترجم)

[6] ابن حجر: مصدر سابق

* أسد الغابة لابن الأثير (٥/ ٢٢٢) پر ''عتب'' ہے۔

اِنَّا تَبِعْنَا رَسُوْلَ اللّٰهِ وَأَطْرَحُوْا   قَوْلَ النَّبِيِّ وَعَاوا* فِي الْمَوَازِيْنِ

''ہم نے اللہ کے شہروں کو بہت وسیع پایا کہ وہ ذلت و رسوائی اور خواری سے نجات دیتے ہیں۔ پس اے لوگو! تم ذلت کی زندگی پر قائم نہ رہو اور نہ موت کی ذلت پر اور نہ ایسی جگہ جہاں ہلاکت کا اندیشہ ہو اور امن نہ ہو، ہم نے رسول اللہ ﷺ کی پیروی کر لی ہے اور ان لوگوں نے نبی کے قول کو چھوڑ دیا ہے، یہ لوگ قیامت کے دن نقصان میں رہیں گے۔''[1]

عبداللہ بن زبعری رضی اللہ عنہ:

عبداللہ بن زبعری بن قیس بن عدی بن سعد[2] بن سہم[3] بن عمرو بن ہصیص[4] قرشی سہمی[5] ان کی والدہ عاتکہ بنت عبداللہ بن عمرو بن وہب بن خدافہ بن جمع تھیں۔[6]

قبل از اسلام حالات: یہ قریش کے بہترین شاعروں میں تھے۔ زمانۂ جاہلیت میں یہ رسول اللہ ﷺ اور آپ ﷺ کے اصحاب پر اپنی زبان و جان سے بہت ہی سخت تھے۔ قریش کی طرف سے مقابلہ کرتے اور مسلمانوں کی ہجو کرتے تھے۔[7]

قبولِ اسلام: یونس بن بکیر نے کہا ہے کہ ابن اسحاق نے روایت کی ہے کہ

---

* أسد الغابة لابن الأثير (٥/ ٢٢٢) پر ''عاثو'' ہے۔

(1) ابن حجر: مصدر سابق۔ ابن الأثیر: مصدر سابق۔

(2) ''الإصابة لابن حجر'' (٢/ ٣٠٨) میں ''سعید'' ہے۔

(3) مصدر سابق۔ ابن الأثیر: أسد الغابة (ص: ٢٤٩) ابن حجر: الإصابة في تمييز الصحابة (٢/ ٣٠٨)

(4) ابن الأثیر: مصدر سابق۔

(5) ابن حجر: مصدر سابق۔ ابن الأثیر مصدر سابق۔

(6) مصدر سابق۔

(7) ابن الأثیر: مصدر سابق۔

رسول اللہ ﷺ نے جب مکہ فتح کیا تو ہبیرہ بن وہب اور عبداللہ بن زبعری نجران کی طرف بھاگ گئے۔ جس وقت یہ نجران میں تھے تو حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ نے ان کی بابت یہ شعر کہا:

لَا تُعْدِ َمنْ رَجُلًا أَحَلَّكَ بُغْضُهُ　　نَجْرَانَ فِیْ عَیْشٍ أَحِذٍ لَئِیْمٍ

''تو اس شخص کو نہ دور کر جس کے بغض نے تجھ کو (شہر) نجران میں سخت بری زندگی میں پہنچا دیا۔''

ابن زبعری نے جب اس شعر کو سنا تو رسول اللہ ﷺ کے پاس لوٹ آئے اور مسلمان ہو گئے۔[1]

جب عبداللہ بن زبعری مسلمان ہوئے تو انھوں نے یہ اشعار کہے:

یَا رَسُوْلَ الْمَلِیْكِ[2] اِنَّ لِسَانِیْ　　رَاتِقٌ مَّا فَتَقْتُ اِذْ أَنَا بُوْرٌ

اِذْ أُجَارِیْ[3] الشَّیْطَانَ فِیْ سُنَنِ　　الْغَیِّ وَمَن مَّالَ مَیْلَهٗ مَثْبُوْرٌ

[4] جِئْتَنَا بِالْیَقِیْنِ وَالْبِرِّ وَالصِّدْ　　قِ وَفِی الصِّدْقِ وَالْیَقِیْنِ سُرُوْرٌ

آمَنَ اللَّحْمُ وَالْعِظَامُ لِرَبِّیْ　　ثُمَّ قَلْبِیْ[5] الشَّهِیْدُ أَنْتَ النَّذِیْرُ

[6] اِنَّ مَاجِئْتَنَا بِهٖ حَقٌّ صِدْقٌ　　سَاطِعٌ نُوْرُهٗ مُضِیْءٌ مُّنِیْرٌ

اَذْهَبَ اللّٰهُ صِلَةَ الْجَهْلِ عَنَّا　　وَأَتَانَا الرَّخَاءُ وَالْمَیْسُوْرُ

---

[1] ابن الأثير: أسد الغابة (٥/ ٢٤٩، مترجم) ابن حجر: الإصابة (٢/ ٣٠٨) ابن هشام: السيرة النبويه (٤/ ٦١) ابن الأثير: أسد الغابة (٥/ ٢٤٩، ٢٥٠، مترجم)

[2] الإصابة لابن حجر (٢/ ٣٠٨) پر ''يا رسول الله'' ہے۔

[3] السيرة النبوية لابن هشام (٤/ ٦١) پر ''إذا باری الشيطان'' ہے۔

[4] السيرة النبوية لابن هشام (٤/ ٦١) پر یہ شعر نہیں ہے۔

[5] أسد الغابة لابن الأثير (/ ٢٥٠) پر ''فنفسی'' ہے۔

[6] یہ دو شعر صرف ''أسد الغابة'' (٥/ ٢٥٠) میں ہیں (یعنی پانچواں اور چھٹا شعر)۔

[1] اَنَّنِیْ عَنْکَ زَاجِرٌ ثُمَّ حَیًّا مِنْ لُؤَیِّ وَکَلْمٍ مَّغْرُوْرٍ

''اے اللہ کے رسول! بے شک میری زبان (کلمۂ شہادت) سے بند تھی، میں نہ کھول سکا جس وقت میں ہلاکت میں تھا۔ یعنی جب میں شیطان کے برابر گمراہی کے راستوں میں چلتا تھا اور جو شخص اس کی طرف جھکا برباد ہوا۔ آپ ہمارے پاس یقین بھلائی اور سچائی لے کر آئے اور سچائی اور یقین ہی میں خوشی ہے۔ میرا گوشت اور ہڈیاں آپ کے کہے پر ایمان لائیں، پس میرا نفس گواہ ہے کہ آپ ڈرانے والے ہیں، جو کچھ آپ ہمارے پاس لائے وہ ٹھیک درست ہے، اس کی روشنی بلند تاباں ہے، اللہ تعالیٰ ہم سے جہالت و گمراہی لے گیا اور ہمارے پاس نرمی اور آسانی لایا۔ بے شک میں آپ سے لوی اور مغرور زخم خوردہ قبیلہ کو روکتا تھا۔''

عبداللہ بن سلمہ الہمدانی رضی اللہ عنہ:

وفد ہمدان اس وقت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے پاس آیا جب انھیں وفاتِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خبر پہنچی۔ تمام عربوں کے سوا صرف تمھیں ہی مصیبت نہیں پہنچی، کیونکہ وہ مصیبت کسی ایک کو چھوڑ کر، دوسرے کے لیے نہیں ہے، بلکہ سب مسلمانوں پر یکساں ہے۔ ہاں ہم مہاجرین کی بوجہ ہجرت اور انصار کی بوجہ نصرت فضیلت کے معترف ہیں اور اس نے درج ذیل اشعار پڑھے:

اِنَّ فَقْدَ النَّبِیِّ جَزَّعَنَا الْیَوْمَ فَدَتْهُ الْاَسْمَاعُ وَالْاَبْصَارُ

مَا اُصِیْبَتْ بِهِ الْغَدَاةَ قُرَیْشٌ وَلَا اَفْرَدَتْ بِهِ الْاَنْصَارُ

فَعَلَیْهِ السَّلَامُ مَاهَبَّتِ الرِّیْحُ وَمَرَّتْ جِنْحَ الظَّلَامِ نَوَارُ

---

[1] یہ شعر ''السیرة النبویة لابن هشام'' (٤/ ٦١) پر ہے۔ الاصابۃ اور اسد الغابہ میں نہیں ہے۔

''بلاشبہ نبی کریم ﷺ کو نہ پانے نے آج ہمیں غمگین کر دیا، آپ ﷺ پر کان اور آنکھیں قربان ہوں۔ جو بوقتِ صبح مصیبت آئی اس میں نہ قریش تنہا ہیں اور نہ انصار یگانہ ہیں پس آپ ﷺ پر اس وقت سلام ہو جب ہوا چلے اور رات دن کا نظام قائم رہے۔''[1]

عبداللہ بن عجرہ اسلمی رضی اللہ عنہ:

عبداللہ بن عجرہ اسلمی ابن غنیمہ کے نام کے ساتھ معروف ہیں۔ بنی معیط بن عبداللہ بن معطہ کے ایک فرد ہیں۔[2]

جب فتح مکہ کا سال ہوا تو بنی سلیم رسول اللہ ﷺ کی جانب روانہ ہوئے، آپ ﷺ سے قدید میں ملے، یہ سات سو آدمی تھے۔ یہ بھی کہا جاتا ہے کہ ایک ہزار تھے جن میں عباس بن مرداس، انس بن عباس بن رعل اور راشد بن عبدربہ وغیرہ شامل تھے۔ یہ سب لوگ اسلام لائے اور عرض کی کہ آپ ﷺ ہم لوگوں کو اپنے مقدمۃ الجیش میں کر دیجیے اور ہمارا شعار مقدم فرمائیے۔ آپ ﷺ نے ان کے ساتھ یہی کیا۔[3]

عبداللہ بن مالک الارحبی رضی اللہ عنہ:

جب ہمدان نے مرتد ہونے کا ارادہ کیا تو ان میں عبداللہ بن مالک الارحبی کھڑا ہوا اور وہ نبی کریم ﷺ کے اصحاب میں سے تھا۔ اس کو ہجرت کا شرف اور دین میں فضیلت حاصل ہے، اس کی طرف ہمدان اکٹھے ہوئے پس اس نے کہا: اے ہمدان کے گروہ! بے شک تم نے محمد ﷺ کی عبادت نہیں کی، تم صرف اور صرف ربِ محمد ﷺ کی عبادت کرتے تھے اور وہ زندہ ہے اور کبھی نہیں مرے گا ماسوا اس کے کہ تم

---

[1] ابن حجر: الإصابة (۳/ ۹۱)

[2] ابن حجر: الإصابة (۲/ ۳٤٤، ۳٤٥)

[3] ابن سعد: طبقات ابن سعد (۲/ ۸۱) مترجم از علامہ عبداللہ العمادی سلمی بنو سلیم کی طرف نسبت ہے۔

نے اللہ کی اطاعت کے ساتھ اس کے رسول کی اطاعت کی اور تم جان لو کہ اس نے تمھیں آگ سے نجات دی اور اللہ تعالیٰ اپنے اصحاب کو گمراہی پر اکٹھا نہیں کرے گا اس سلسلے میں وہ کہتا ہے:

لَعَمْرِیْ لَئِن مَّاتَ النَّبِیُّ مُحَمَّدٌ لَمَا مَاتَ یَا ابْنَ الْقِیْلَ رَبُّ مُحَمَّدِ

دَعَا اِلَیْهِ رَبُّهٗ فَأَجَابَهٗ فَیَا خَیْرَ غَوْرٍ وَّ یَا خَیْرَ مُنْجِدِ

''مجھے میری عمر کی قسم اگر نبی محمد صلی اللہ علیہ وسلم فوت ہوگئے ہیں (تو ان کا اتباع نہیں چھوڑ نا چاہیے)، کیونکہ اے ابن القیل! رب محمد صلی اللہ علیہ وسلم فوت نہیں ہوا ہے، اس اللہ تعالیٰ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنی طرف دعوت دی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو قبول کرلیا پس اے بہترین قبر والے! اور بہترین مدد کیے گئے ہم آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد ترک نہیں کریں گے (اب اللہ تعالیٰ یا اس کی صفت کے علاوہ کسی اور کی قسم اٹھانا ناجائز ہے)۔''[1]

عمرو بن سالم خزاعی رضی اللہ عنہ:

ابو عمر کے قول کے مطابق ان کا نسب عمرو بن سالم بن کلثوم خزاعی ہے۔[2] ہشام بن کلبی نے ان کا نسب اس طرح بیان کیا ہے کہ عمرو بن سالم بن حضیرہ۔[3] ابن مندہ اور ابونعیم نے ان کا نسب بیان نہیں کیا، صرف یہ کہا ہے: عمرو بن سالم خزاعی کعبی۔[4] ان کا پورا نسب یوں ہے: عمرو بن سالم بن حصین بن سالم بن کلثوم خزاعی۔

---

1. ابن حجر: الإصابة (٢/ ٣٦٥)
2. ابن الأثير: على بن محمد، أبو الحسن، الجزري: أسد الغابة في معرفة الصحابة (٧/ ٧٠٠) مترجم از مولانا محمد عبدالشکور فاروقی لکھنوی.
3. مصدر سابق۔
4. مصدر سابق۔

ملیح بن عمر بن ربیعہ بن کعب بن عمرو بن یحیی بن خزاعہ سے ہیں۔[1] مروان بن حکم اور مسور بن مخرمہ دونوں نے عمرو بن زبیر کو بیان کیا کہ جب خزاعہ اور بنی بکر میں ناچاقی ہوئی تو یہ رسول اللہ ﷺ کے پاس مدینہ منورہ میں خبر دینے آیا تو اس وقت اس نے اشعار پڑھے:

[2] لَاهُمَّ اِنِّیْ نَاشِدٌ مُّحَمَّدًا حَلْفَ أَبِیْنَا وَأَبِیْهِ الْأَتْلَدِ

''کچھ غم نہیں میں محمد ﷺ کو اپنے اور ان کے باپ دادا کی قسم دلاؤں گا۔''[3]

صحابیت کی بابت اختلاف: سہل نے ان کی صحابیت پر طعن کیا ہے اور انھوں نے اپنے اشعار میں جو لفظ ''أسلمنا''[4] استعمال کیا ہے، اس کے متعلق وہ کہتے ہیں کہ یہ سلم، صلح اور آشتی سے ماخوذ ہے۔ اسلام سے یہ ماخوذ نہیں ہے۔ اسی طرح ان کے اشعار میں ''قتلونا رکعا و سجداً'' کے جو الفاظ وارد ہوئے ہیں ان کی تاویل بعض نے یہ کی ہے کہ چونکہ وہ مسلمانوں کے حلیف تھے جو کہ رکوع وسجود کے قائل ہیں اس لیے انھوں نے یہ الفاظ استعمال کیے ہیں۔ کئی مواقع پر انھوں نے حضرت محمد ﷺ کے لیے رسول اللہ ﷺ کے الفاظ استعمال کیے ہیں، پھر آپ ﷺ کو اپنا باپ روحانی بھی قرار دیا ہے۔ فتح مکہ کے دن بنی خزاعہ کی طرف سے علم بھی اٹھائے ہوئے تھے۔[5]

---

(1) ابن حجر: الإصابة (۲/ ۵۳۶) ابن الأثیر: مصدر سابق۔

(2) یہ شعر ذہبی کی ''تجدید أسماء الصحابة (۱/ ۴۰۷) پر بھی ہے۔ اغلب گمان یہ ہے کہ عمرو بن سالم غیر اللہ کی قسم کی حرمت سے ناواقف ہوں گے۔

(3) ابن الأثیر: مصدر سابق۔ ابن حجر۔ مصدر سابق، مترجم۔

(4) ابن حجر: الإصابة (۲/ ۵۳۶)

(5) مصدر سابق (ص: ۵۳۶، ۵۳۷)

ان حقائق کے پیشِ نظر اغلب یہی ہے کہ یہ واقعی صحابی تھے۔ علامہ ابن حجر نے ان کا ذکر صحابہ میں کیا ہے[1] ابن الأثیر نے بھی ان کا ذکر صحابہ میں کیا ہے۔[2] لہٰذا ان کے نزدیک بھی یہ صحابی ہیں۔

عمرو بن سبیع رہاوی رضی اللہ عنہ:

حضرت عمرو بن سبیع رہاوی ۱۰ ہجری میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور میں وفد بن کر آئے تھے۔ عمرو بن سبیع رہاوی مسلمان ہو کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور میں آئے تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے لیے ایک جھنڈا بنوا دیا تھا اور یہ اس جھنڈے کو لے کر حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے ساتھ جنگِ صفین میں شریک تھے۔ جب یہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف چلے تو انھوں نے یہ اشعار نظم کیے:

اِلَیْکَ رَسُوْلَ اللّٰهِ مِن سَرْوِ حِمْیَر أَجُوْبُ الْفَیَافِی سَمْلَقًا بَعْدَ سَمْلَقٍ
عَلٰی ذَاتِ أَلْوَاحٍ أُکَلِّفُهَا السَّرٰی تَخَبُّ بِرَحْلِیْ تَارَةً ثُمَّ تَعْنَقُ
فَمَالَكَ رَوْحَهٗ أَوْ تَحَلْحُلِیْ بِبَابِ النَّبِیِّ الْهَاشِمِیِّ الْمُوفق
عَتَقْتُ اِذًا مِّنْ حُلِّهٖ بَعْدَ حُلِّهٖ وَقَطْعِ دَیَامِیْمَ وَهُمْ مُورق

"آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس اے اللہ کے رسول! قبیلہ حمیر کے سرو نامی محلے میں سے آیا ہوں، جنگلوں کو قطع کرتا ہوا بیابانوں کو طے کرتا ہوا آیا ہوں، اونٹ کے کجاوے پر بیٹھ کر اس کو ہانکتا تھا، کبھی وہ سست چلتا اور کبھی تیز چلنے لگتا تھا، میں اس سے کہتا تھا کہ اب تجھے آرام نہ ملے گا یہاں تک کہ مجھے نبی ہاشمی کے دروازے پر پہنچا دے، میں نے اس سفر میں بہت سے کپڑے

[1] مصدر سابق۔
[2] أسد الغابة (۷/ ۷۰۰)

پرانے کر ڈالے اور کتنے جنگل قطع کیے اور کتنے مصائب اٹھائے۔"[1]

عمرو بن عبد جبل الکلبی رضی اللہ عنہ:

عمرو بن جبل الکلبی یہ ابن ماکولا کا قول ہے، جب کہ دوسرے انھیں عبد عمرو بن جبلہ کہتے ہیں۔ عبد عمرو بن جبلہ بن وائل بن الجلاج، الکلبی۔[2] عبد عمرو بن جبلہ بن وائل بن الجلاج، الکلبی سے مروی ہے کہ میں اور ایک شخص عاصم جو بنی عامر کے بنی رقاش میں سے تھے روانہ ہوئے، نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمارے سامنے اسلام پیش کیا، ہم اسلام لائے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں نبی امی صادق وپاکیزہ ہوں، خرابی اور پوری خرابی اس شخص کی ہے جو میری تکذیب کرے، مجھ سے روگرداں ہو اور جنگ کرے، بہتری اور پوری بہتری اس شخص کی ہے جو مجھے جگہ دے، میری مدد کرے، مجھ پر ایمان لائے، میرے قول کی تصدیق کرے اور میرے ہمراہ جہاد کرے۔ ہم دونوں نے عرض کی کہ ہم تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لاتے ہیں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے قول کی تصدیق کرتے ہیں، دونوں اسلام لے آئے۔ عبد عمرو درج ذیل شعر پڑھنے لگے:

أَجَبْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ اِذْجَاءَ بِا لْهُدٰى   وَأَصْبَحْتُ بَعْدَ الْجُحْدِ بِاللّٰهِ أُوْجَرَا

وَوَدَّعْتُ لِذَاتِ الْقِدَاحِ وَ قَدْ أَرٰى   بِهَا سَد كاعمرى وللهو اصورا

وَآمَنْتُ بِاللّٰهِ الْعَلِيِّ مَكَانَهٗ   وَأَصْبَحْتُ لِأَوْثَانٍ مَّاعِشْتُ مُنْكِرًا

"میں نے رسول اللہ کو مان لیا جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہدایت لائے، پہلے میں اللہ کا منکر تھا اب مومن ہوں اور اس کا مجھے اجر ملے گا۔ تیروں کے ذریعے فال وشگون لینے کے مزے میں نے ترک کر دیے، حالانکہ ایسے

---

[1] ابن الأثیر: أسد الغابة (٥/ ٧٠٢) مترجم از مولانا محمد عبد الشکور فاروقی لکھنوی.

[2] ابن حجر: الإصابة (٢/ ٤٢٨، ٤٢٩)

ہی لہو ولعب میں میری عمر گزری تھی۔ میں اللہ پر ایمان لایا جس کی منزلت برتر ہے۔ میں جب تک زندہ ہوں بتوں کا منکر رہوں گا۔"[1]

عمرو بن مرہ رضی اللہ عنہ:

عمرو بن مرہ بن عبس بن مالک بن الحرث، بن مازن بن سعد بن مالک بن رفاعہ بن نصر بن عطفان بن قیس بن جہینہ[2] عمرو بن مرہ بن عبس الجہنی ابومریم[3] خلیفہ نے ان کے نسب میں مرہ کے بعد عبس کو گرا دیا ہے، نصر اور عطفان کے درمیان مالک کا اضافہ کیا۔[4]

قبولِ اسلام: عمرو بن مرہ الجہنی سے مروی ہے کہ ہمارا ایک بت تھا جس کی سب تعظیم کیا کرتے تھے، میں اس کا مجاور تھا، جب میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق سنا تو اسے، توڑ ڈالا، وہاں سے روانہ ہوا، مدینہ شریف میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا، مسلمان ہوا، کلمہ شہادت ادا کیا، حلال وحرام کے متعلق جو احکام تھے سب پر ایمان لایا۔[5]

قبولیتِ دعا: اسلام قبول کرنے کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو قوم کی جانب بھیجا کہ انھیں اسلام کی دعوت دیں۔ ان سب نے اس کو قبول کیا۔ سوائے ایک شخص کے جس نے ان کی بات کا رد کیا۔ عمرو بن مرہ نے اس پر بددعا کی جس سے اس کا منہ ٹوٹ گیا، وہ بات کرنے پر قادر نہ رہا، نابینا اور محتاج ہو گیا۔[6]

---

[1] ابن سعد: طبقات ابن سعد (۲/ ۱۱۰، مترجم)

[2] ابن حجر: الإصابة (۳/ ۱۵)

[3] ذهبي: تجديد أسماء الصحابة (۱/ ٤١٧)

[4] ابن حجر: الإصابة (۳/ ۱۵)

[5] ابن سعد: طبقات ابن سعد (۲/ ۱۰۹) مترجم از علامہ عبداللہ العمادي.

[6] ابن سعد: طبقات ابن سعد (۲/ ۱۰۹، ۱۱۰، مترجم)

عمرو بن معدی کرب زبیدی رضی اللہ عنہ:

عمرو بن معدی کرب بن عبداللہ بن عمرو بن عصم بن عمرو بن زبید اصغر، زبید کا دوسرا نام منبہ بن ربیعہ بن سلمہ بن مازن بن ربیعہ بن منبہ بن زبید اکبر بن حارث بن صعب بن سعد عشیرہ بن مذحج زبیدی مَذْحِجی۔ دوسری روایت یوں ہے عمرو بن معدی کرب بن عبداللہ بن عمرو بن عاصم بن زبید الاصغر بن ربیعہ بن سلمہ بن مازن بن ربیعہ بن شیبہ یہی زبید الاکبر ہیں، ابن ضعف بن سعد العشیرہ الزبیدی الشاعر الفارس المشھور۔ ان کی کنیت ابوثور تھی۔[1]

قبولِ اسلام: ایک روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور قبیلہ مراد کے وفد کے ساتھ حاضر ہوئے تھے، یہ اپنی قوم سعد عشیرہ سے علاحدہ ہوگئے تھے اور قبیلہ مراد میں رہتے تھے اور انھیں کے وفد کے ساتھ آئے اور اسلام قبول کیا۔[2]

۹ ہجری میں اسلام لائے تھے۔ واقدی نے کہا ہے کہ دس ہجری میں اسلام لائے تھے۔[3]

ارتداد: جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم فوت ہوئے تو یہ مرتد ہوگئے تھے۔[4]

دوبارہ قبولِ اسلام: بعد از ارتداد خالد بن سعید بن عاص ان کے یہاں گئے، خالد نے ان کے شانے پر ایک ضرب ماری اور یہ بھاگے، خالد نے ان کی تلوار لے لی۔ پھر جب عمرو نے دیکھا کہ ابوبکر صدیق کی طرف سے یمن میں مدد آرہی ہے تو وہ اسلام کی طرف پھر آئے اور مہاجرین ابی امیہ کے پاس بغیر امان لیے ہوئے

---

[1] ابن الأثير: أسد الغابة (٧/ ٧٣٦، مترجم) ابن حجر: الإصابة (٣/ ١٨)

[2] ابن الأثير: أسد الغابة (٧/ ٧٣٦، مترجم)

[3] ابن الأثير: أسد الغابة (٧/ ٧٣٦، مترجم)

[4] ابن حجر: الإصابة (٣/ ١٨) ابن الأثير: أسد الغابة (٧/ ٧٣٦، مترجم)

چلے گئے۔ مہاجر نے ان کو باندھ کر ابوبکر کے پاس بھیج دیا حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے ان سے فرمایا کہ تمھیں شرم نہیں آتی کبھی گرفتار ہو کر آتے ہو کبھی بھاگ جاتے ہو، اگر تم اس دین کی مدد کرتے تو اللہ تمھیں عزت دیتا، انھوں نے کہا: اب میں اسلام قبول کرتا ہوں اور کبھی اب انحراف نہ کروں گا۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے انھیں رہا کر دیا۔

جنگوں میں شرکت اور شہادت: حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ سے رہائی حاصل کر کے واپس اپنی قوم میں چلے گئے۔ پھر مدینہ گئے تو حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے ان کو شام کی طرف بھیجا اور جنگِ یرموک میں شریک ہوئے۔ پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ان کو عراق کی طرف حضرت سعد بن ابی وقاص کے پاس بھیجا اور سعد کو یہ تحریر لکھ دی کہ ان کے مشورے سے کام کرو۔ جنگِ قادسیہ میں شریک رہے اور اس میں کارِ نمایاں کیے اور اسی جنگ میں شہید ہوئے۔ بعض لوگ کہتے ہیں کہ تشنگی کی شدت میں ان کا انتقال ہو گیا اور لوگ کہتے ہیں کہ واقعہ نہاوند کی شرکت کے بعد ۲۱ ہجری میں انھوں نے وفات پائی۔[1]

نمونۂ کلام:

إِذَا مَا لَمْ تَسْتَطِعْ شَيْئًا فَدَعْهُ — وَجَاوِزْهُ إِلَى مَا تَسْتَطِيعُ

أَعَاذِلُ إِنَّمَا أُفْنِيُّ شَبَابِيُ — إِجَابَتِي الصَّرِيْخَ إِلَى الْمُنَادِي

وَيَبْقَى بَعْدَ حِلْمِ الْقَوْمِ حِلْمِيُ — وَيَفْنِي قَبْلَ زَادِ الْقَوْمِ زَادِيُ

''اے مخاطب! جب تو کسی کام کو نہ کر سکے تو اس کو چھوڑ دے اور جو کام کر سکتا ہو اس کو کرو۔ اے عاذل! میں اپنی جوانی اس بات میں صرف کرتا ہوں جو فریادی ہو اس کی فریاد سنوں۔ جب کسی میں برداشت کی قوت نہیں رہتی تو میں برداشت کرتا ہوں اور کھانا سب سے پہلے میرا ختم ہو جاتا ہے۔''[2]

---

[1] ابن الأثير: أسد الغابة (۷/ ۷۳۶، مترجم)

[2] مصدر سابق۔

عوام بن جہیل رضی اللہ عنہ:

عوام بن جہیل رضی اللہ عنہ مسامی[1] ہمدانی، مسلمی[2] یغوث نامی بت کے مجاور تھے۔[3]

قبولِ اسلام: عوام رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک مرتبہ شب کو اپنی قوم کے چند لوگوں کے ساتھ کچھ باتیں کر رہا تھا، جب وہ سب لوگ اپنے گھر گئے تو میں اسی بت کے مکان میں رہ گیا۔ ہوا بہت تیز چل رہی تھی، بجلی چمکتی تھی، بادل گرجتا تھا، میں سو گیا، جب کچھ رات گئی تو میں نے سنا کہ بت سے ایک آواز آرہی ہے، اس سے پہلے ہم نے کوئی آواز نہ سنی تھی۔ وہ آواز یہ تھی کہ اے ابن جہیل! اب بتوں کی خرابی آئی ہے، دیکھو سرزمین مقدس سے یہ نور چمکا ہے، اب تم یغوث کو اچھی طرح چھوڑ دو، اس آواز کو سنتے ہی واللہ! میرے دل میں بتوں سے نفرت پیدا ہوگئی، مگر یہ واقعہ میں نے اپنی قوم سے پوشیدہ رکھا۔ پھر میں نے ایک ہاتف کو سنا وہ کہتا تھا:

هَلْ* تَسْمَعَنَّ الْقَوْلَ يَا عَوَّامُ   أَمْ قَدْ صَمَمْتَ عَنِ الْكَلَامِ*
قَدْ كُشِفَتْ دَيَاجِرُ الظَّلَامِ   وَأَصْفَقَ النَّاسُ عَلَى الْإِسْلَامِ

"اے عوام! سنتے ہو یا بہت باتیں سنتے سنتے تم بہرے ہوگئے ہو، تمام تاریکیاں دور ہوگئیں اور لوگوں نے اسلام کے لیے بیعت کی ہے۔"

ان اشعار کے جواب میں، میں نے کہا:

---

[1] ابن الأثير: أسد الغابة (٧/ ٧٦٢) مترجم از مولانا محمد عبدالشکور فاروقی لکھنوی
ابن حجر: الإصابة (٣/ ٤٠)

[2] ابن حجر: مصدر سابق۔ ابن الأثير مصدر سابق، مترجم، ذهبي: تجديد أسماء الصحابة (١/ ٤٢٧)

[3] أسد الغابة (٧/ ٧٣٧، ٧٣٨) مترجم از مولانا محمد عبدالشکور فاروقی لکھنوی۔

* أسد الغابة لابن الأثير (٧/ ٧٦٢) پر "اهل" ہے۔ نہ کہ "هل"

* "عن مدى الكلام" ہے نہ کہ "عن الكلام"

فَقُلْتُ* يٰأَيُّهَا الْهَاتِفُ بِالْعَوَّامِ* لَسْتَ بِذِی وَقْرٍ عَنِ الْكَلَامِ

فَبَيِّنْ عَنْ سُنَّةِ الْإِسْلَامِ

''اے عوام کو جگانے والے! تو بات کرنے سے عاجز نہیں ہے۔ پس مجھ کو اسلام کا طریق بتا دے، واللہ! میں اس سے پہلے اسلام سے بالکل ناواقف تھا۔''

مجھے یہ جواب ملا:

اِرْحَلْ عَلٰى اسْمِ اللّٰهِ وَالتَّوْفِيْقِ رِحْلَةً لَّاوَانٍ وَّلَامَشِيْقٍ

اِلٰى فَرِيْقٍ خَيْرِ مَّا فَرِيْقٍ اِلَى النَّبِيِّ الصَّادِقِ الْمَصْدُوْقِ

''اللہ کا نام لے کر اور اس کی توفیق کے ساتھ سفر کر۔ ایسا سفر جس میں کچھ تکلیف و مشقت نہ ہوگی۔ اس فریق کے پاس جا جو سب سے بہتر ہے، یعنی نبی صادق و مصدوق کے پاس جا۔''[1]

پس اسی وقت میں نے بت کو پھینک دیا اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف چلا۔ اثنائے راہ میں مجھ کو قبیلۂ ہمدان کا وفد ملا، وہ لوگ بھی نبی کے پاس جارہے تھے۔ بالآخر میں نے جا کر حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے اپنا حال بیان کیا آپ بہت خوش ہوئے اور آپ نے فرمایا اس واقعہ کو مسلمانوں سے بیان کرو، پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے بتوں کو توڑنے کا حکم دیا، چنانچہ ہم لوگ یمن واپس آئے اور اللہ نے ہم لوگوں کے دل اسلام کے لیے مضبوط کر دیے۔[2]

---

* ''بالنوام'' ہے نہ کہ ''بالعوام''

* اور اسی طرح ''فقلت'' اس میں نہیں ہے۔

[1] ابن حجر: الإصابة (٣/ ٤٠، ٤١) ابن الأثير: أسد الغابة (٧/ ٧٦٢، ٧٦٣، مترجم)

[2] ابن الأثير: أسد الغابة (٧/ ٧٦٣، مترجم) ابن حجر الإصابة (٣/ ٤١) الإصابة میں ''ہم'' کی جگہ میں/ واحد کا صیغہ لکھا ہوا ہے۔

نمونۂ کلام:

مَن مُّبَلِّغٌ عَنَّا شَامِیَ قَوْمِنَا   وَمَنْ حَلَّ بِالْأَجْوَافِ سِرًّا وَّجَهْرًا
بِأَنَّا هَدَانَا اللّٰهُ لِلْحَقِّ بَعْدَ مَا   تَهَوَّدَ مِنَّا حَائِرٌ وَّتَنَصَّرَا
وَإِنَّا سَرَيْنَا مِن يَّغُوثَ وَقُرْبِهٖ   يَعُوْقَ وَ تَابَعْنَاكَ يَاخَيْرَ الْوَرٰى

”ہماری طرف سے ہماری قوم کے بلند و بالا فرد کو اور اس کو، جو اجواف میں سراً اور علانیۃً اترے، پہنچا دو کہ اللہ تعالیٰ نے ہمیں حق کی طرف اس کے بعد ہدایت دی کہ ہم میں سے ایک گروہ یہودی یا عیسائی ہوگیا۔ ہم یغوث اور اس کے قرب یعوق سے بوقت رات چلے اور ہم نے اے خیر الوری! آپ کی پیروی کی۔“[1]

فراس الخزاعی رضی اللہ عنہ:

فراس الخزاعی نے جاہلیت اور اسلام دونوں ادوار پائے ہیں، چنانچہ انھوں نے کہا:

إِذَا مَا رَسُوْلُ اللّٰهِ فِيْنَا رَأَيْتَنَا   كَلُجَّةِ بَحْرٍ عَامٍ فِيْهَا سَدِ يُرُهَا
وَإِنْ حُوْرِبَتْ كَعْبٌ فَإِنَّ مُحَمَّدًا   لَهَا نَاصِرٌ عَزَّتْ وَعَزَّ نَصِيْرُهَا

”جب کبھی ہمارے درمیان رسول اللہ ﷺ ہوں تو تو ہمیں سمندر کی بڑی لہر کی مانند خیال کرے گا، جس میں اس کا دریا بھی ہو اور اگر کعب سے لڑائی کی جائے تو بنی کعب اور ان کا معاون غالب آئیں گے، کیونکہ محمد ﷺ ان کے مددگار ہیں۔“[2]

---

[1] ابن حجر: الإصابة (۳/ ٤١)

[2] ابن حجر: الإصابة (۳/ ۲۰۲)

فروہ بن مسیک رضی اللہ عنہ:

فروہ بن مسیک اور بعض لوگ ابن مسیکہ کہتے ہیں، مگر پہلا قول زیادہ مشہور ہے۔[1]
یہ فروہ حارث بن سلمہ بن حارث بن ذوید بن مالک بن منبہ بن غطیف بن عبداللہ بن ناجیہ بن مراد کے بیٹے ہیں۔ اصل میں یمن کے رہنے والے ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور ۱۰ ہجری میں آئے تھے اور اسلام لائے تھے، ان کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے قبیلہ مراد، زبید اور مذحج پر سردار بنا کر بھیجا تھا۔[2]

فروہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں گئے تو انھوں نے یہ شعر کہے:

لَمَّا رَأَيْتُ مُلُوكَ كِنْدَه أَعْرَضُوا كَالرَّجُلِ خَانَ الرَّجُلِ عِرْقُ نِسَائِهَا
يَمَّمْتُ رَاحِلَتِيْ اِلٰى مُحَمَّدٍ أَرْجُوْ فَوَاضِلَهَا وَحُسْنَ سَرَائِهَا

”جب میں نے شاہانِ کندہ کو دیکھا کہ وہ اعراض کرتے ہیں جس طرح عرق النساء میں ایک پیر دوسرے پیر سے اعراض کرتا ہے تو میں محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس قصد کر کے آیا تاکہ ان کے اخلاقِ حسنہ سے بہرہ مند ہوں۔“[3]

فروہ بن مسیک مرادی نے بیان کیا کہ میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور میں حاضر ہوا اور میں نے عرض کی کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! مجھے اجازت ہو تو میں اپنی قوم کے اہلِ اسلام کو ساتھ لے کر اپنی قوم کے کافروں سے قتال کروں۔ حضرت نے مجھے اجازت دی۔ جب میں حضرت کے پاس سے چلا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا کہ فروہ کہاں ہیں؟ لوگوں نے کہا کہ وہ تو گئے، پس آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے آدمی بھیج کر بلوایا اور فرمایا کہ تم اپنی قوم کو اسلام کی ترغیب دینا، جو شخص اسلام لے آئے گا اس کا اسلام قبول کر لینا اور جو انکار

---

[1] ابن الأثير: أسد الغابة (٧/ ٧٩٦، مترجم)
[2] ابن الأثير: أسد الغابة (٧/ ٧٩٦، مترجم)
[3] ابن الأثير: أسد الغابة (٧/ ٧٩٧) ابن حجر: الإصابة (٣/ ٢٠٥)

کرے اس کے بارے میں چندے توقف کرنا یہاں تک کہ میں تم کو کوئی حکمِ ثانی بھیجوں۔[1]

فضالہ لیثی رضی اللہ عنہ:

ان کے والد کے نام میں اختلاف ہے، بعض لوگ انھیں فضالہ بن عبداللہ کہتے ہیں اور بعض فضالہ بن وہب بن بجرہ بن بجیرہ بن مالک بن عامر، یہ بنی لیث بن بکر بن عبدمناۃ سے ہیں، لیثی ہیں۔[2] اور بعض لوگ ان کو فضالہ بن عمیر بن ملوح لیثی کہتے ہیں۔[3] ابونعیم نے کہا ہے کہ فضالہ لیثی زہرانی کے لقب سے مشہور ہیں۔[4] ان سے ان کے بیٹے عبداللہ نے روایت کیا ہے۔[5]

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم فتح کے دن اس کے پاس سے گزرے اور وہ فضالہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو قتل کرنے کا ارادہ کیے ہوئے تھا۔ پس آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو کہا: تو اپنے آپ کیا باتیں کررہا ہے۔ انھوں نے (فضالہ نے) کہا: کچھ نہیں، بلکہ میں اللہ تعالیٰ کو یاد کررہا تھا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہنس پڑے اور کہا: تیرے لیے اللہ سے بخشش طلب کرتا ہوں۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا ہاتھ میرے سینے پر رکھا، پھر فضالہ کہتے تھے: اللہ کی قسم آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے میرے سینے سے ہاتھ نہیں اٹھایا یہاں تک کہ روئے زمین پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے کوئی مجھے زیادہ محبوب نہ تھا۔ فتح مکہ کے دن جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم بتوں کو توڑ رہے تھے تو انھوں نے مندرجہ ذیل اشعار کہے:

---

[1] ابن الأثير: أسد الغابة (۷/ ۷۹۷)

[2] ابن الأثير: أسد الغابة (۷/ ۷۹۹)

[3] ابن الأثير، مصدر سابق۔ ابن حجر الإصابة (۳/ ۲۰۷)

[4] ابن الأثير: مصدر سابق۔

[5] ذهبي: تجديد أسماء الصحابة (۲/ ۸)

لَوْ مَا رَأَیْتِ* رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ وَجُنُوْدَهٗ ۔۔۔ بِالْفَتْحِ یَوْمَ تُكَسَّرُ الْأَصْنَامُ

لَرَأَیْتِ نُوْرَ اللّٰهِ أَصْبَحَ بَیْنَنَا ۔۔۔ وَالشِّرْكُ یَغْشٰی وَجْهَهُ الْأَظْلَامُ

"اگر تو فتح مکہ میں محمد ﷺ اور ان کے لشکروں کو دیکھتا جب وہ بتوں کو توڑ رہے تھے تو تو دیکھتا کہ رسول اللہ ﷺ ہمارے درمیان ہیں اور شرک کے چہرے کو اندھیرے ڈھانپ رہے تھے۔"[1][2]

قدد بن عمار رضی اللہ عنہ:

قدد بن عمار بن مالک بن یقظہ بن عتبہ بن خفاف بن امری القیس بن بہثہ بن سلیم السلمی۔[3]

ابن شبہ نے کہا کہ قدد بن عمار عقل مند اور خوبصورت تھا۔[4]

بنی سلیم کے ایک شخص سے مروی ہے کہ ہم میں سے ایک شخص جن کا نام قدد بن عمار تھا بطور وفد نبی ﷺ کی خدمت میں مدینہ حاضر ہوئے، اسلام لائے اور عہد کیا کہ اپنی قوم کے ایک ہزار شہسواروں کو آپ ﷺ کی خدمت میں لائیں گے اور یہ شعر پڑھے:

شَدَدتُّ یَمِیْنِیْ اِذْ أَتَیْتُ مُحَمَّدًا ۔۔۔ بِخَیْرِ یَدٍ شُدَّتْ بِحُجْرَةِ مر*

وَذَاكَ امْرَؤٌ فَاسَمْتُهٗ نِصْفَ دِیْنِهٖ ۔۔۔ وَأَعْطَیْتُهٗ أَلْفَ امْرِئٍ غَیْرِ أَعْسر*

---

* فاکہی نے "لرایت" جبکہ باقی لوگوں نے "شھدت" نقل کیا ہے۔ (ابن حجر: الإصابة ۳/ ۲۰۹)

1. یعنی نور ایمان و ہدایت پھیل رہا تھا اور کفر و شرک کی ظلمت رو بہ زوال تھی۔
2. ابن حجر: الإصابة (۳/ ۲۰۹) ابن الأثیر: أسد الغابة (۷/ ۷۹۹) بعض لوگوں کا خیال ہے کہ یہ اشعار کسی اور کے ہیں۔ ابن الأثیر: أسد الغابة (۷/ ۷۹۹)
3. ابن حجر: الإصابة (۳/ ۲۲۹)
4. مصدر سابق۔

* "الإصابة لابن حجر" میں "منذر" اور "معسر" ہے۔ (مصدر سابق)

''میں رسول اللہ ﷺ کی جناب میں حاضر ہوا تو اپنے داہنے ہاتھ کو ایک بہترین ہاتھ سے وابستہ کرلیا وہ ایسے ہیں کہ میں نے تقسیم کرکے آدھا دین ان کو دے دیا اور ایسے شخص کی الفت و محبت ان کو پیش کی جو تنگ دست نہیں ہے۔''

قوم کے پاس آئے اس واقعے کی خبر کی تو ان کے ہمراہ نو سو آدمی روانہ کیے گئے، سو آدمی قبیلے میں چھوڑ دیے تاکہ وہ قبیلے کی حفاظت کریں، مگر بعد میں رسول اللہ ﷺ کے کہنے پر وہ باقی ماندہ سو افراد بھی جنگ میں شریک ہونے کے لیے رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ راستے میں قدد بن عمار رضی اللہ عنہ کو موت آ گئی، بوقت روانگی انھوں نے اپنے قبیلے کے لوگوں سے کہا: نبی کریم ﷺ کے پاس جاؤ تاکہ وہ عہد پورا ہو جو میری گردن پر ہے، پھر اُن کی وفات ہوگئی۔ جب یہ لوگ نبی کریم ﷺ کے پاس پہنچے تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ وہ خوبصورت بہت بولنے والا سچا مومن کہاں ہے؟ ان لوگوں نے عرض کی کہ یا رسول اللہ! انھیں اللہ نے دعوت دی تو اس کو انھوں نے قبول کرلیا۔[1]

نبی کریم ﷺ نے قدد بن عمار رضی اللہ عنہ کے لیے دعائے رحمت کی۔[2]

قرہ بن ہبیرہ رضی اللہ عنہ:

قرہ بن ہبیرہ رضی اللہ عنہ بن عامر بن سلمہ بن قشیر بن کعب بن ربیعہ بن عامر بن صعصعہ العامری القشیری۔[3]

قرہ بن ہبیرہ رضی اللہ عنہ نبی کریم ﷺ کے پاس آئے تو انھوں نے کہا: بلاشبہ

---

[1] ابن سعد: طبقات ابن سعد (۲/ ۸۱، ۸۲(مترجم)۔ ابن حجر: الإصابة (۳/ ۲۳۰)

[2] ابن حجر: الإصابة (۳/ ۲۲۹)

[3] ابن حجر: الإصابة (۳/ ۲۳٤)

ہمارے لیے کئی دیویاں اور دیوتا تھے جن کی ہم اللہ تعالیٰ کے سوا عبادت کرتے تھے۔ پس اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو بھیج دیا ہے سو ہم نے انھیں بلایا۔ انھوں نے ہمیں جواب نہ دیا، ہم نے ان سے سوال کیا پس انھوں نے جواب نہ دیا۔ پس اللہ تعالیٰ نے ہمیں آپ ﷺ کی بدولت ہدایت دی۔ پس (یہ سن کر رسول) اللہ ﷺ نے فرمایا: جسے عقل دی گئی وہ کامیاب ہوا۔ پس اس نے کہا: اے اللہ کے رسول مجھے دو کپڑے پہنا دیں بلاشبہہ میں انھیں پہنتا تھا، پس آپ ﷺ نے اس کو پہنا دیے، پس جب وہ (قرہ بن ہبیرہ) رضی اللہ عنہ عرفات کے موقف میں تھا تو اس کو رسول ﷺ نے فرمایا: جو تو نے کہا تھا اسے لوٹاؤ، پس اس قرہ بن ہبیرہ نے اپنے الفاظ دوبارہ لوٹائے تو آپ ﷺ نے پھر فرمایا: جسے عقل دی گئی وہ کامیاب ہوا۔[1]

بنی قشیر کا ایک وفد رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا جن میں ثور بن عروہ بن عبداللہ سلسلہ بن قشیر قرہ بن ہبیرہ بن سلمہ بن قشیر اور حیدہ بن معاویہ بن قشیر بھی تھے۔ اسلام لائے تو رسول اللہ ﷺ نے انھیں (قرہ بن ہبیرہ رضی اللہ عنہ) کو ایک چادر اوڑھائی اور حکم دیا کہ وہ اپنی قوم کے محصلِ زکاۃ (زکاۃ وصول کرنے والا) ہیں۔[2]

قطن بن حارثہ رضی اللہ عنہ:

حضرت قطن رضی اللہ عنہ بن حارثہ کلبی علیمی[3] بنی علیم بن ہبل بن عبداللہ بن کنانہ بن بکر بن عوف بن عذرہ بن زید لات بن رفیدہ بن ثور بن کلب بن وبرہ سے ہیں۔[4]

نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضری: نبی کریم ﷺ کی خدمت میں

---

(1) ابن حجر: الإصابة (٣/ ٢٣٤)

(2) ابن سعد: طبقات ابن سعد (٢/ ٧٦، ٧٧، مترجم)

(3) ذهبي: تجديد أسماء الصحابة (٢/ ١٦) ابن الأثير: أسد الغابة (٧/ ٨٢٩)

(4) ابن حجر: الإصابة (٣/ ٢٣٨) ابن الأثير: أسد الغابة (٧/ ٨٢٩)

حاضر ہوئے تھے اور آپ ﷺ سے اپنے لیے اور اپنی قوم کے لیے دعا کی درخواست کی تھی تاکہ پانی برسے۔[1] رسول اللہ ﷺ نے قطن بن حارثہ کے ہاتھ ایک تحریر قبیلہ طلب اور ان کے خلفا کو بھیجی تھی: یہ فرمان نبی محمد ﷺ کی جانب سے دومۃ الجندل اور اس کے نواح کے ان باشندگان کے لیے ہے جو قبیلہ کلب کے قطن بن حارثہ کے ساتھ ہیں۔ بارش سے سیراب ہونے والی صحرائی کھجور کے درخت ہمارے شہر کے کھجور کے درخت تمھارے ہیں۔ جس زمین پر چشمہ وغیرہ کا پانی جاری ہو اس پر محصول عشر (دسواں حصہ) ہے اور جو بارش سے سیراب ہو اس پر محصول نصف عشر (بیسواں حصہ) ہے۔ نہ تمھارے اونٹوں کی جمعیت کو جمع کیا جائے گا اور نہ ایک دو مواشی ہوں تو اُن کے برابر کیا جائے گا۔ تمھیں نماز کو وقت پر ادا کرنا ہوگا اور زکاۃ اس کے حق کے موافق ادا کرنا ہوگی۔ تم سے گھاس نہیں روکی جائے گی اور نہ سامانِ خانہ داری کا عشر (دسواں حصہ) لیا جائے گا۔ تم سے اس کا عہد و میثاق ہے۔ تمھارے ذمے خیر خواہی، وفاداری اور اللہ و رسول کی ذمہ داری ہے، اللہ اور مومنین حاضرین گواہ ہیں۔[2]

قیس بن بجدا رضی اللہ عنہ:

قیس بن بحر یا بن بجلا الاشجعی شاعر ہیں، انھوں نے نبی کریم ﷺ کی مدح کی ہے۔[3]

قیس بن بجدا اور بعض لوگ انھیں قیس بن بحر بن طریف بن سمحہ بن عبداللہ بن ہلال کہتے ہیں اشجعی ہیں۔ ان کا سلسلۂ نسب اس سے مختلف بھی بیان کیا گیا ہے۔ قیس بن بجد بن طریف بن سحمہ بن عبداللہ بن لال بن خلاوہ الاشجعی۔[4] نبی کریم ﷺ کی تعریف میں ان کے اشعار بھی ہیں۔[5]

---

[1] ابن الأثیر: مصدر سابق۔
[2] ابن سعد: طبقات ابن سعد (۲/ ۱۱۱، مترجم)
[3] ابن الأثیر: أسد الغابۃ (۷/ ۸۳۲)
[4] ابن حجر: الإصابۃ (۳/ ۲۴۲)
[5] ابن حجر: مصدر سابق۔

قیس مازنی رضی اللہ عنہ:

قیس بن عمرو بن زید بن عوف بن مبذول بن مازن الانصاری المازنی۔[1]

ان کے بیٹے غنیم سے روایت ہے، وہ کہتے تھے کہ مجھے اپنے والد کے وہ مصرعے یاد ہیں جو انھوں نے نبی ﷺ کی وفات پر کہے تھے۔

أَلَا لِیَ الْوَیْلُ عَلٰی مُحَمَّدٍ   قَدْ کُنْتُ قَبْلَ مَوْتِه بِمَقْعَدِ
أَبِیْتُ لَیْلَ آمِنًا اِلَی الْغَدِ

”آگاہ رہو! محمد ﷺ کے غم میں میری حالت خراب ہے۔ ان کی وفات سے پہلے میں چین میں تھا اور صبح تک امن کے ساتھ (سوکر) رات گزارتا تھا۔“[2]

خالد بن ولید کے ساتھ جنگِ یرموک میں شریک تھے اور انھوں نے انھیں گھوڑوں کے ریوڑوں پر امیر بنایا تھا۔[3]

قیس بن نشبہ رضی اللہ عنہ:

ان کے متعلق کہا جاتا ہے کہ یہ عباس بن مرداس کے چچا یا چچا زاد ہیں۔

قبولِ اسلام: قیس بن نشبہ سلی غزوہ خندق کے بعد رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے تو کہا: میرے پیچھے میری قوم ہے جو کہ میری مطیع ہے اور میں آپ سے چند سوالات کروں گا جن کے جوابات صرف وہی شخص جان سکتا ہے جسے وحی کی جاتی ہے۔ پس اس (قیس بن نشبہ) نے آپ ﷺ سے سات آسمانوں، فرشتوں اور ان کی عبادت کے متعلق پوچھا۔ پس آپ ﷺ نے اس کو سات آسمانوں، فرشتوں اور

---

[1] ابن حجر: الإصابة (٣/ ٢٥٥)

[2] ابن الأثیر: أسد الغابة (٧/ ٧٨٦، مترجم)

[3] ابن حجر: الإصابة (٣/ ٢٥٥)

ان کی عبادت کے متعلق بتایا اور آپ ﷺ نے (اسے مزید) زمین کی بابت اور جو کچھ اس میں ہے بتایا۔[1] چنانچہ وہ اسلام لے آیا اور واپس اپنی قوم میں جا کر انھیں بھی اسلام کی دعوت دی۔

دوسری روایت میں ہے کہ قیس نے نبی کریم ﷺ کے جوابات اور اضافی معلومات سن کر کہا: ''أَنْتَ صَادِقٌ وَّ أَشْهَدُ أَنَّكَ رَسُوْلُ اللّٰهِ'' نبی کریم ﷺ اس کو حبرِ بنی سلیم کہا کرتے تھے اور جب کبھی اس کو گم پاتے تو بنی سلیم کو کہتے اے بنی سلیم! تمھارا حبر کہاں ہے؟[2]

کعب بن زہیر رضی اللہ عنہ:

کعب بن زہیر بن ابی سلمی ربیعہ بن ریاح بن قرط بن الحدث بن مازن بن خلادہ بن ثعلبہ بن ثور بن لاطم بن عثمان بن عمرو بن ادبن طابخہ۔ کعب اور بجیر دونوں بھائی رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں گئے، جب مقامِ ابرق[3] میں پہنچے تو بجیر نے کعب سے کہا کہ تم اسی مقام میں ہماری بکریوں کو دیکھتے رہو تاکہ میں اس شخص سے یعنی رسول اللہ ﷺ سے مل آؤں اور سنوں کہ وہ کیا کہتے ہیں؟ چنانچہ وہ وہیں ٹھہرے رہے اور بجیر گئے اور رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں پہنچے، حضور ﷺ نے ان کو اسلام کی ترغیب دی تو یہ مسلمان ہو گئے، یہ خبر کعب کو پہنچی تو انھوں نے یہ اشعار کہے:

أَلَا أَبْلِغَا عَنِّيْ بُجَيْرًا رَسَالَةً ... عَلٰى أَيِّ شَيْئٍ رَيْب * غَيْرُكَ دَلَكَا

عَلٰى خُلُقٍ لَّمْ تُلْفِ أُمًّا وَّلَا أَبًا ... عَلَيْهِ وَلَمْ تُدْرِكْ عَلَيْهِ أَخًا لَّكَا

سَقَاكَ أَبُوْبَكْرٍ بِكَأْسٍ رُوَيَّةً ... وَانْهَلَكَ الْمَامُوْرُ مِنْهَا وَ هَلَكَا

---

[1] ابن حجر: الإصابة (٣/ ٢٦٠)

[2] ابن حجر: الإصابة (٣/ ٢٦١)

[3] ابن الأثير: أسد الغابة (٧/ ٨٧١) پر ''ابرق الغراف'' لکھا ہے۔

* أسد الغابة لابن الأثير (٧/ ٨٧١، مترجم) پر ''ويب'' ہے۔

"اے قاصد! بجیر کو میرا یہ پیغام دے کہ کس وجہ سے تو نے غیر کا دین اختیار کیا، وہ دین جس پر نہ تو نے اپنے باپ کو دیکھا نہ ماں کو نہ بھائی کو، ابو بکر نے تجھے بہت ہی بری تعلیم دی جس سے تو ہلاک ہوگیا۔"[1]

جب ان اشعار کا علم رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو ہوا تو آپ نے ان کا خون مباح کردیا اور فرمایا کہ جو شخص کعب کو پائے اس کو قتل کردے۔[2]

بجیر کا اپنے بھائی کی خیر خواہی کرنا: بجیر نے اپنے بھائی کو اس کی اطلاع کردی اور کہا کہ اب اپنے بچاؤ کی فکر کرو اور میں سمجھتا ہوں کہ تم نہ بچ سکو گے۔ اس کے بعد لکھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس جو شخص لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ کی شہادت دیتا ہے آپ قبول کرلیتے ہیں اور پچھلے قصور معاف کردیتے ہیں، لہٰذا میرے اس خط کے پہنچتے ہی تم چلے آؤ اور اسلام لاؤ۔[3]

کعب بن زہیر کا قبولِ اسلام: اپنے بھائی کی ناصحانہ باتوں سے متاثر ہو کر کعب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور ایک نعتیہ قصیدہ بھی نظم کیا۔ جب یہ مدینہ پہنچے تو اپنا اونٹ مسجدِ نبوی کے دروازے پر بٹھا دیا اور مسجد کے اندر چلے گئے۔ دیکھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے اصحاب کے بیچ میں بیٹھے ہوئے ہیں اور کبھی اس کی طرف ملتفت ہو کر باتیں کرتے ہیں اور کبھی اس کی طرف ملتفت ہو کر باتیں کرتے ہیں۔ کعب رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے اس طریقے سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو پہچان لیا اور میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے قریب جا کر بیٹھا اور اپنا اسلام ظاہر کیا کہ مجھے امان دیجیے۔

---

[1] ابن حجر: الإصابة (٣/ ٢٩٥) ابن الأثير: أسد الغابة (٦/ ٨٧١) مترجم. الاصابہ لابن حجر میں عثمان کے بعد عمرو بن ادبن طابخہ کی جگہ مزینہ المزنی الشاعر المشہور ہے۔ (مصدر سابق: ٣/ ٢٩٥)

[2] مصدر سابق۔

[3] مصدر سابق

آپ ﷺ نے پوچھا: تم کون ہو؟ میں نے عرض کی کہ کعب بن زہیر۔ آپ ﷺ نے فرمایا: تمھیں نے معاد اشعار نظم کیے ہیں اور آپ ﷺ نے حضرت ابوبکر صدیق کی طرف اشارہ کیا کہ ان اشعار کو پڑھو، چنانچہ انھوں نے وہ اشعار پڑھے۔ جب انھوں نے یہ مصرع "وَانْهَلَكَ الْمَامُوْرُ مِنْهَا وَ هَلَكَا" پڑھا تو میں نے عرض کی: یا رسول اللہ! میں نے ایسا نہیں کہا تھا، بلکہ میں نے مامور کے بجائے مامون کہا تھا۔ اس کے بعد پھر انھوں نے نعتیہ قصیدہ سنایا۔[1] جب انھوں نے نعتیہ قصیدہ سنایا تو رسول اللہ ﷺ نے انھیں ایک چادر پہنائی۔[2] ان کے بیٹے سے وہ چادر امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے خرید لی، پھر اس چادر کو خلفاء عید کے مواقع پر پہنتے تھے۔[3]

نمونۂ کلام:

لَوْكُنْتُ أَعْجَب شَيْئٌ لَّاَعْجَبَنِىْ ۔۔۔ سَعْىُ الْفَتٰى وَهُوَ مَنْخَبُوْءٌ لَّهُ الْقَدَرُ
يَسْعَى الْفَتٰى لِأُمُوْرٍ لَّيْسَ يُدْرِكُهَا ۔۔۔ ※وَالنَّفْسُ وَاحِدَةٌ وَّالْهَمُّ مُنْتَشِرٌ
وَالْمَرْءُ مَاعَاشَ مَمْدُوْدٌ لَّهُ أَمَلٌ ۔۔۔ لَا تَنْتَهِى الْعَيْنُ حَتّٰى يَنْتَهِىَ الْأَثَرُ

"اگر مجھے کسی چیز پر تعجب ہوتا تو آدمی کی اس کوشش پر ضرور تعجب ہوتا جس کے خلاف تقدیر میں ثابت ہو چکا ہے۔ آدمی ایسی باتوں کے لیے کوشش کرتا ہے جن کو وہ پا نہیں سکتا۔ نفس ایک ہی ہے اور مقاصد بہت ہیں۔ آدمی جب تک زندہ رہے گا ہوس کم نہ ہوگی۔ جب تک نشان رہتا ہے اثر نہیں جاتا۔"[4]

---

[1] ابن الأثير: أسد الغابة (٧/ ٨٧١، ٨٧٢) ابن الأثير: أسد الغابة (٧/ ٨٧١، ٨٧٢، مترجم) کعب بن مالک رضی اللہ عنہ کا قصیدہ (باب سوم، فصل دوم، صفحہ ۱۷۰ تا ۱۷۲) پر بعنوان "وہ خطا کار سے درگزر کرنے والا" کے تحت درج ہے۔

[2] ابن حجر: الإصابة (٣/ ٢٦٩) ابن الأثير: أسد الغابة (٧/ ٨٧٣)

[3] ابن حجر: الإصابة (٣/ ٢٩٦)

※ "الإصابة" میں "فالنفس" ہے۔

[4] ابن الأثير: أسد الغابة (/ ٨٧٢) ابن حجر: الإصابة (٣/ ٢٩٦)

کلیب بن اسد رضی اللہ عنہ:

کلیب بن اسد بن کلیب الحضرمی شاعر ہیں۔ عمرو بن حزم بن مہاجر الکندی نے کہا: حضر موت میں ایک عورت تھی جسے تہناہ بنت کلیب کہا جاتا تھا، اس نے رسول اللہ ﷺ کے لیے ایک چادر بنائی، پھر اس نے اپنے بیٹے کلیب بن اسد بن کلیب کو بلایا، پھر اس نے کہا کہ یہ چادر رسول اللہ ﷺ کے پاس لے جاؤ، پھر وہ آیا (چادر پیش کی) اور اسلام لے آیا تو نبی کریم ﷺ نے اس کو دعا دی، پھر اس نے آپ ﷺ کو مخاطب کر کے درج ذیل اشعار پڑھے:

أَنْتَ النَّبِيُّ الَّذِیْ كُنَّا نُخْبَرُهُ وَبَشَّرَتْنَا بِهِ الْأَحْبَارُ وَالرُّسُلُ

مِنْ مَّوْهُوْبٍ يَّهْوِیْ فِیْ عَذَافِرِهٖ اكيدأ يَاخَيْرَ مَنْ يَّحْفٰی وَيَنْتَعِلُ

شَهْرَيْنِ أَعْمَلُهَا نَصَّ عَلٰی وَجَلٍ أَرْجُوْ بِذَاكَ ثَوَابَ اللّٰهِ يَارَجُلُ

"آپ ﷺ وہ نبی ہیں جن کی ہمیں خبر دی جاتی تھی اور علماء اور رسولوں نے جن کی بشارت دی تھی۔ اے برہنہ پا اور جوتا پہننے والوں میں سب سے بہترین! میں دینِ الٰہی کی تلاش کروں گا میں دو مہینے تک مضبوط اونٹ دوڑاتا رہوں گا۔"[1]

مالک بن عامر ہانی رضی اللہ عنہ:

مالک بن عامر ہانی بن خفاف جب نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو انھوں نے ایک نعتیہ قصیدہ کا مندرجہ ذیل شعر پڑھا:

أَتَيْتُ النَّبِيَّ عَلٰی نَأْيَةٍ فَبَايَعْتُهٗ غَيْرَ مُسْتَنْكِرٍ

"میں حضور اکرم ﷺ کی خدمت میں باوجود مسافت کے حاضر ہوا اور

[1] ابن حجر، العسقلاني: الإصابة في تمييز الصحابة (٣/ ٣٠٦)

خوشی سے ان کی بیعت کر لی۔"[1]

جناب مالک نے اس قصیدے میں (جس میں درج بالا شعر مذکور ہے) قادسیہ کی جنگ اور فتح عراق کا بھی ذکر کیا ہے۔

آپ رضی اللہ عنہ ان لوگوں میں پہلے نمبر پر تھے، جنھوں نے دریائے دجلہ کو عبور کر کے مدائن پر حملہ کیا تھا۔ درج ذیل رجزیہ اشعار ان ہی سے منسوب ہیں:

اِمْضُوا فَإِنَّ الْبَحْرَ بَحْرٌ مَّأْمُوْرٌ وَالْأَوَّلُ الْقَاطِعُ مِنْكُمْ مَأْجُوْرٌ

قَدْ خَابَ كِسْرٰى وَأَبُوْهُ سَابُوْرٌ مَا تَصْنَعُوْنَ وَالْحَدِيْثُ مَأْثُوْرٌ

"آگے بڑھو کہ دریا کو ہمارے حکم کے تحت کر دیا گیا ہے اور جو شخص اس کو پہلے عبور کرے گا اسے اللہ کے یہاں سے اجر ملے گا۔ کسریٰ اور اس کا باپ شاپور ناکام ہو چکے ہیں تم کیا کر رہے ہو؟ حالانکہ حضور اکرم سے یہ حدیث (هلك كسرىٰ ولا كسرىٰ بعده) منقول ہے۔"[2]

مالک بن عامر ہانی حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ساتھ جنگِ صفین میں شریک تھے ان کے صاحبزادے سعد بن مالک اہلِ عراق کے اشراف میں شمار ہوتے تھے۔[3]

---

[1] ابن الأثير: أسد الغابة (۸/ ۹۰) مالک بن عامر بن ہانی بن خضاف الاشعری کے قصیدے کے چند اشعار درج ذیل ہیں:

له فدعا لی بطول البقا وبالبضع الطيب الاكبر

وعمرت حتى مللت الحياة ومات لداتى من الاشعر

اتت لى سنون فافنيتها فصرت احكم للمعمر

نسيت شبابى فامضيته وصرت الى غاية المكبر

وأصحبت فى أمة واحدا اجول كالجمل الاصدر

(ابن حجر: الإصابة: ۳/ ۳٤٦)

[2] ابن الأثير: أسد الغابة (۸/ ۹۰)

[3] مصدر سابق (ص: ۹۱)

مالک بن عوف رضی اللہ عنہ:

مالک بن عوف بن سعد بن یربوع بن واثلہ بن دہمان بن نصر بن معاویہ بن بکر بن ہوازن ابوعلی النصری۔[1] ابن اسحاق نے وفدِ حنین کے ساتھ مالک بن عوف کا قصہ ذکر کر کے کہا کہ وہ مشرکین کا سردار تھا حنین کے دن، پھر اسلام لے آیا اور ان میں سے تھا جن کی تالیفِ قلب کی گئی، اور صحابی تھا، پھر قادسیہ میں حاضر ہوا اور دمشق فتح کیا۔ ابو وفرہ نے کہا کہ جب مشرکوں کو شکست ہوگئی تو مالک بن عوف طائف سے جا ملے۔ پس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہا کہ اگر وہ میرے پاس مسلمان بن کر آئے تو میں انھیں ان کے اہل و مال واپس لوٹا دوں گا، پس رسول للہ صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ بات اس کو پہنچی تو اس کو امید لاحق ہوگئی اور بلاشبہہ وہ جعرانہ سے نکلا، پھر اسلام لایا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو اس کا اہل و مال دیا اور تالیفِ قلب کے لیے اس کو سو اونٹ دیے تو مالک بن عوف نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو مخاطب کرتے ہوئے یہ قصیدہ کہا:

مَا اِنْ رَأَیْتُ وَلَا سَمِعْتُ بِوَاحِدٍ ... فِی النَّاسِ کُلِّهِمْ کَمِثْلِ مُحَمَّدِ
أَوْفٰی وَأَعْطٰی لِلْجَزِیْلِ لِمُجْتَدِی ... وَمَتٰی تَشَأْ یُخْبِرْكَ عَمَّا فِیْ غَدِ
وَاِذَا الْكَتِیْبَةُ عَرَّدَتْ أَبْنَاؤُهَا ... بِالسَّمْهَرِیِّ وَضَرْبِ كُلِّ مُهَنَّدِ
فَكَأَنَّهٗ لَیْثٌ عَلٰی أَشْبَالِهٖ وسْطَ ... الْأَنَاةِ خَادِرٌ فِیْ مَرْصَدِ

”لوگوں میں محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی مثل نہ میں نے دیکھا اور نہ کسی کو سنا۔
آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے وعدہ پورا کیا۔ پھر عطیہ مانگنے والے کو وافر عطا کیا اور جب تم چاہو گے اس چیز کے بارے میں جو آئندہ کل ہونے والی ہے تمھیں خبر دیں گے اور جب لشکر کے بیٹے مضبوط نیزے اور ہر ہندی تلوار

---

[1] ابن حجر: الإصابة (۳/ ۳۵۲)

کے ساتھ ضرب لگاتے ہیں تو آپ ﷺ گھات میں ایک خوبصورت شیر ہیں، جو وقار کے ساتھ اپنے بچوں کی نگہداشت کے لیے ان پر موجود ہو۔"[1]

رسول اللہ ﷺ نے انھیں ان کی قوم میں سے اور ثمالہ سلمہ قبائل میں سے جو لوگ اسلام لائے، ان پر عامل بنا دیا۔ پس ثقیف سے لڑتا تھا اور ان کا جو بھی جانور نکلتا تھا، ان پر حملہ کر کے اس کو قبضے میں کر لیتے تھے۔"[2]

ابو عبید اللہ سے روایت ہے کہ مالک بن عوف وفد میں رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا، رسول اللہ ﷺ پر اسلام لانے کے بعد وہ ہوازن کا سردار تھا۔ پس اس نے آپ ﷺ کو شعر سنایا۔ پس اس نے مذکورہ بالا اشعار کے ساتھ مزید اشعار سنائے تو آپ ﷺ نے اس کے لیے بھلائی کی دعا کی اور اس کو حلہ پہنایا۔[3]

مالک بن نمط ہمدانی رضی اللہ عنہ:

حضرت مالک رضی اللہ عنہ بن نمط الہمدانی خارفی، الیامی ارجبی (حسبِ روایت مختلفہ) ابن الکلبی کے قول کے مطابق ان کا نام نمط بن قیس بن مالک بن سعد بن مالک بن لائی بن سلمان بن معاویہ بن سفیان بن ارحب اور اس کا نام مرہ بن دعام بن مالک بن معاویہ بن صعب بن دومان بن بکیل بن جشم بن حیوان بن نوف بن ہمدان ہے اور ان کی کنیت ابو ثور ہے۔ یہ صاحب حضور اکرم ﷺ کی خدمت میں آئے اور آپ ﷺ نے انھیں ایک فرمان لکھ کر دیا جس میں انھیں جاگیر دی تھی۔ ابو اسحاق ہمدانی سے مروی ہے کہ ہمدان کا وفد حضور کی خدمت میں حاضر ہوا۔ جن میں ابو ثور مالک بن نمط بھی تھے۔ (ان کے لمبے لمبے بال تھے) ان کے علاوہ مالک بن ایفع،

---

1. مصدر سابق۔
2. ابن حجر: الإصابة (٣/ ٣٥٢) ابن الأثير: أسد الغابة (٨/ ٩٩)
3. ابن حجر: مصدر سابق۔

صمام بن مالک السلمانی اور عمیرہ بن مالک الخارفی بھی تھے۔ انھوں نے حضور سے اس وقت ملاقات کی جب آپ تبوک سے واپس آ رہے تھے۔ ان لوگوں نے لکیردار یمنی چادریں اور عدنی پگڑیاں باندھ رکھی تھیں اور مہری اور ارجی اونٹنیوں پر سوار تھے۔ اس موقع پر جناب مالک بن نمط درج ذیل رجزیہ اشعار پڑھ رہے تھے:

اِلَیْکَ جَاوَزْتُ سَوَادَ الرِّیْفِ فِیْ هَبَوَاتِ الصَّیْفِ وَالْخَرِیْفِ

مُخَطَّمَاتٍ بِحِطَامِ اللَّیْفِ

ہم آپ کی خدمت میں ایسے علاقے سے آئے ہیں جس کی بعض زمینوں میں فصلیں ہیں اور کچھ بنجر ہیں۔ وہاں گرمیوں اور سردیوں میں غبار آلودہ ہوائیں چلتی ہیں۔ ایسی اونٹنیوں پر سوار ہو کر آئے ہیں جن کی ناک میں کھجور کی چھال کی مہاریں ہیں۔[1]

محیصہ بن مسعود رضی اللہ عنہ:

محیصہ بن مسعود بن کعب بن عامر بن عدی بن مجدعہ بن حارثہ بن حارث بن خزرج بن عمرو بن مالک بن الاوس الانصاری۔[2]

ابن سنینہ کا قتل: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: « من ظفرتم بہٖ من رجال یھود فاقتلوہ » یہودیوں میں سے تم جس پر بھی فتح پاؤ اس کو قتل کردو، چنانچہ انھوں نے ابن سنینہ یہودی پر حملہ کر دیا۔ بعض کے نزدیک ابن سینہ ہے۔ ابن سنینہ یہود کے تاجروں میں تھا اور ان سے گہری دوستی رکھتا تھا اور خرید و فروخت کیا کرتا تھا۔ انھوں نے اس ابن سنینہ کو قتل کر دیا۔[3]

ان کے بڑے بھائی حویصہ، جو ابھی مسلمان نہیں ہوئے، ان کو اس قتل کے

---

(1) ابن الأثیر: أسد الغابة (۱، ۸/ ۱۰۵) ابن حجر: الإصابة (۳/ ۳۵٦) ابن حجر: الإصابة (۱/ ۳٦۳)

(2) ....

(3) ابن هشام: السیرة النبویة (۳/ ٦۲) ابن حجر: الإصابة (۱/ ۳٦۳)

باعث مارنے لگے اور کہنے لگے: ارے دشمن الٰہی! کیا تو نے اس کو قتل ہی کر ڈالا، اللہ کی قسم! اس کے مال میں سے کچھ نہ کچھ تیرے پیٹ میں بھی چربی پیدا ہوئی ہوگی، محیصہ رضی اللہ عنہ نے کہا:

يَلُومُ ابْنُ أُمِّي لَوْ أُمِرْتُ بِقَتْلِهِ ... لَطُبِّقَتْ ذِفْرَاهُ بِأَبْيَضَ قَاضِبِ
حَسَّامٍ كَلَوْنِ الْمِلْحِ خَلُصَ صَقْلُهُ ... مَتٰى مَا أُصَوِّبْهُ فَلَيْسَ بِكَاذِبِ
وَمَا سَرَّنِي أَنِّي قَتَلْتُكَ طَائِعًا ... وَاَنَّ لَنَا مَا بَيْنَ بُصْرٰى وَمَأْرِبَ

''میری ماں کا بیٹا (میرا بھائی مجھے) ملامت کرتا ہے۔ (اس لیے کہ میں نے ابن سنینہ یہودی کو قتل کر دیا، حالانکہ) اگر مجھے خود اس کے قتل کا حکم دیا جائے تو اس کے کانوں کے پیچھے کی دونوں ہڈیاں سفید چمکتی ہوئی کاٹنے والی تلوار سے ضرور کاٹ دوں۔ ایسی تلوار سے جو نمک کے رنگ کی طرح اور اس کی صیقل خالص ہے۔ جب میں اس پر وار کروں تو غلط پڑنے والی نہیں ہے اور مجھے کیا خوشی ہوگی کہ اپنے مطیع ہونے کے لحاظ سے تجھے قتل کر دوں اور ہم دونوں کے درمیان بصری اور مآرب کی درمیانی مسافت ہو۔''[1]

مزرد بن ضرار (یزید) رضی اللہ عنہ:

مزرد بن ضرار بن ثعلبہ بن حرمہ بن سیفی بن اصرم بن ایاس بن عبد غنم بن حجاش بن بجالہ بن مالک بن ثعلبہ بن سعد بن ذبیان ایک روایت کے مطابق ان کا نام ضرار بن سنان بن امیہ بن عمرو بن حجاش بن بجالہ غطفانی ذبیانی الشعبی ہے۔ یہ شماخ کے بھائی تھے اور ان کا نام یزید تھا، مگر مشہور مزرد تھا اور انھیں مزرد درج ذیل شعر کی وجہ سے کہتے تھے:

[1] ابن هشام: السيرة النبوية (٣/ ٦٢، ٦٣)

فَقُلْتُ تَزَرَّدَهَا عَبِيْدُ فَإِنَّنِيْ لَزَرْدُ الْمَوَالِيْ فِي السِّنِيْنَ

''میں نے کہا کہ عبید اسے نگل جائے گا، کیونکہ میں بھی مشکلات کو نگل جاتا ہوں۔''

مزرد حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور ذیل کے اشعار پڑھے:

تَعَلَّمْ رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنَّا كَأَنَّنَا اَفَأْنَا بِأَنْمَارِ ثَعَالِبَ ذِي غَسَل

تَعَلَّمْ رَسُوْلَ اللّٰهِ لَمْ أَرَ مِثْلَهُمْ أَدْنٰى عَلَى الْأَدْنٰى وَأَحْرَمَ لِلْعَضْلِ

''رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو بتا دو کہ ہم نے انمار کی مدد سے ذی غسل کی لومڑیوں کو تباہ کر دیا ہے، رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں عرض کیجیے کہ میں نے ان کی طرح کا ادنی پر مہربان اور قطع تعلق کو ناجائز گردانے والا نہیں دیکھا۔ ان کے قبیلے کا نام انمار ہے، وہ اپنے قبیلے کی ہجو کیا کرتے اور لوگ سمجھتے کہ وہ اپنے مہمانوں کی ہجو کر رہے ہیں۔''[1]

مسلمہ بن هاران رضی اللہ عنہ:

مسلمہ بن هاران اور انھیں ابن حدان الحدانی بھی کہا گیا ہے۔ فتح مکہ کے بعد بصورت وفد نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی مدح میں اشعار کہے جن میں سے چند درج ذیل ہیں:

حَلَفْتُ بِرَبِّ الرَّاقِصَاتِ اِلٰى مِنًى طَوَالِعَ مِنْ بَيْنِ الْقَصِيْمَةِ بِالرَّكْبِ

بِأَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ فِيْنَا مُحَمَّدًا لَهُ الرَّأْسُ وَالنَّامُوْسُ مِنْ سلفى كَعْب

أَتَانَا بِبُرْهَانٍ مِّنَ اللّٰهِ قَابِسٌ أَضَاءَ بِهِ الرَّحْمَانُ ظُلْمَةَ الْكُرَبِ

أَعَزَّ بِهِ الْأَنْصَارُ لَمَّا تَقَارَنَتْ صُدُوْرُ الْعَوَالِيْ فِي الْجَنَادِسِ وَالضَّرْبِ

---

[1] ابن الأثير: أسد الغابة (٨/ ١٧٤)

''میں منی کی طرف تیز دوڑنے والی اونٹنیوں کے رب کی قسم کھاتا ہوں، جو مقامِ قصیمہ سے سواروں کو لے کر نکلتی ہیں۔ کہ ہم میں اللہ تعالیٰ کے رسول محمد ﷺ ہیں۔ جو حسب نسب کے لحاظ سے کعب[1] (محمد بن عبداللہ بن عبدالمطلب ہاشم بن عبد مناف بن قصی بن کلاب بن مرہ بن کعب بن لؤی بن غالب بن فہر بن مالک) سے تعلق رکھتے ہیں۔ آپ ﷺ اللہ تعالیٰ کی طرف سے ایک روشن برہان لے کر آئے جس سے رحمان نے مصیبت کی تاریکی کو منور کیا۔ اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کے ذریعے انصار کو عزت بخشی، جب بھی جنگ اور تاریکی میں نیزے باہم مقابل ہوئے۔''[2]

نابغہ الجعدی رضی اللہ عنہ:

ان کے نام کے بارے میں اختلاف ہے۔ کسی نے قیس بن عبداللہ، کسی نے عبداللہ بن قیس اور کسی نے حبان بن قیس عمرو بن عدس بن ربیعہ بن جعدہ بن کعب بن ربیعہ بن عامر بن صعصعہ عامری جعدی لکھا ہے۔ ابو عمر نے ان کا نسب اسی طرح بیان کیا ہے۔ الکلبی نے قیس بن عبداللہ بن عدس بن ربیعہ لکھا ہے۔ نیز ان کے سلسلۂ نسب میں بھی کلبی نے اختلاف کیا ہے۔[3]

وجہ تسمیہ: کہا جاتا ہے کہ نابغہ جعدی زمانۂ جاہلیت میں شعر کہا کرتے تھے، بعد میں نے انھوں نے شعر کہنا بند کر دیا اور تیس برس خاموش رہے، پھر طبیعت ادھر

---

[1] چونکہ کعب آپ ﷺ کے اجداد میں سے ہیں، اس لیے آپ ﷺ کی نسبت کعب کی طرف کی گئی ہے۔

[2] ابن حجر: الإصابة (٣/ ٤١٩)

[3] ابن الأثير: أسد الغابة (٩/ ٢٧١) ابن حجر: الإصابة (٣/ ٥٣٧)

متوجہ ہوئی اور شعر کہنے لگے اس پر نابغہ (غیر معمولی ذہین) کہلائے۔[1]

دورِ جاہلیت: یہ زمانۂ جاہلیت میں دینِ ابراہیم کے پیروکاروں (حنیف) شمار ہوتے تھے۔ یہ روزہ رکھتے اور اپنی کوتاہیوں کی معافی طلب کرتے تھے ذیل کا شعر ان کے ایک قصیدے کا مطلع ہے:

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ لَا شَرِيْكَ لَهٗ   مَن لَّمْ يَقُلْهَا فَنَفْسَهٗ ظَلَمَا

''تمام اوصاف کا سزاوار وہ اللہ ہے جس کا کوئی شریک نہیں اور جو شخص اس کا قائل نہیں، اس نے اپنے نفس پر ظلم کیا۔''[2]

قبولِ اسلام: نابغہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے، اسلام لائے اور ایک قصیدہ پیش کیا جس کا ایک شعر یہ ہے:

أَتَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ إِذْ جَاءَ بِالْهُدٰى   يَتْلُوْ كِتَابًا كَالْمَجَرَّةِ نَيِّرًا

''جب حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ہدایت لے کر تشریف لائے تو میں آپ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ اور وہ ایسی کتاب پڑھتے ہیں، جو کہکشاں کی طرح روشن ہے۔''[3]

دعائے رسول صلی اللہ علیہ وسلم: حضرت نابغہ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے درج ذیل شعر پڑھا:

بَلَّغْنَا السَّمَاءَ مَجْدَنَا وَجُدُوْدَنَا   وَإِنَّا لَنَرْجُوْ فَوْقَ ذَالِكَ مَظْهَرًا

''ہم نے اپنی عزت اور حرمت آسمان تک پہنچا دی۔ اب ہم اس سے بڑھ کر ایک اور مقام کے آرزومند ہیں۔''

اس پر حضور اکرم نے دریافت کیا: اے ابولیلی! وہ کون سا مقام ہے؟ انھوں

---

[1] ابن الأثیر: مصدر سابق۔ ابن حجر: مصدر سابق (ص: ۵۳۸)

[2] ابن الأثیر: مصدر سابق۔ ابن حجر: مصدر سابق۔

[3] ابن الأثیر: مصدر سابق (ص: ۲۷۲) ابن حجر (ص: ۵۴۰)

نے عرض کی: یارسول اللہ ﷺ! جنت۔ آپ ﷺ نے فرمایا: درست ان شاء اللہ، پھر جناب نابغہ نے ذیل کے دو شعر پڑھے:

وَلَا خَيْرَ فِيْ حِلْمٍ إِذَا لَمْ يَكُن لَّهٗ   بَوَادِرُ تَحْمِيْ صَفْوَهٗ أَن يُّكَدَّرَا

وَلَا خَيْرَ فِيْ جَهْلٍ إِذَا لَمْ يَكُن لَّهٗ   حِلْمٌ إِذَا مَا أَوْرَدَهُ الْأَمْرُ أَصْدَرَا

"اس حلم میں کوئی بھلائی نہیں جس کے ساتھ ایسے محافظ نہ ہوں جو اس کے اجالے کو گدلا ہونے سے بچالیں، اسی طرح جہل میں کوئی بھلائی نہیں جس کے ساتھ حلم نہ ہو کہ جب اسے کوئی کٹھن منزل پیش آئے تو وہ اسے صحیح سلامت باہر نکال لائے۔"

حضور اکرم ﷺ نے فرمایا: تو نے پتے کی بات کہی ہے، اللہ تعالیٰ تیرے چہرے کو رسوا نہ کرے۔[1]

نابغہ اور ہجو: نابغہ نہایت اچھے شاعر تھے، لیکن وہ ہجو اچھی نہیں کہہ سکتے تھے۔[2]

طویل عمر: ایک روایت میں ہے کہ انھوں نے ۱۸۰ برس عمر پائی، ابن قتیبہ نے ان کی عمر ۲۴۰ سال لکھی ہے اور یہ کچھ مستبعد نہیں۔ حضرت عمر نے درج ذیل شعر پڑھا:

ثَلَاثَةَ أَهْلِيْنَ أَفْنَيْتُمْ   وَكَانَ الْإِلٰهُ هُوَ الْمُسْتَأْسَا

"تم نے تین بیویوں کو ختم کر دیا، حالانکہ اللہ سے آہ وفغان کی جاتی رہی۔"

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے دریافت کیا تم نے ہر بیوی کے ساتھ کتنے سال گزارے؟ انھوں نے جواب دیا: ساٹھ سال، اس طرح یہ مدت ۱۸۰ برس بنتی ہیں۔[3]

ہاتفینِ غیبی (جنّ صحابہ):

ان کا صرف یہی تعارف ہے کہ جنوں میں سے یہ لوگ مسلمان صحابہ ہیں۔

---

(1) مصدر سابق (ص: ۲۷۲)   (2) مصدر سابق (ص: ۲۷۲)

(3) ابن الأثیر: مصدر سابق۔ ابن حجر: مصدر سابق۔ (ص: ۵۳۸)

باب 3

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا نعتیہ کلام
اور
سیرتِ طیبہ صلی اللہ علیہ وسلم

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے نعتیہ کلام کا تجزیاتی مطالعہ

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے نعتیہ کلام سے بطور ماخذ سیرت طیبہ استفادہ کرنے سے قبل اس کا معنوی طور پر (فنی لحاظ سے) تجزیاتی مطالعہ ضروری معلوم ہوتا ہے، جبکہ شرعی لحاظ سے اشعارِ صحابہ کے مقام کو دلائل و براہین کے ساتھ بالتفصیل نتائجِ تحقیق میں درج کیا گیا ہے۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے نعتیہ کلام کا اگر تجزیاتی مطالعہ کیا جائے تو یہ حقیقت مترشح ہوتی ہے کہ ان حضرات صحابہ رضی اللہ عنہم کے نعتیہ اشعار دور از کار تشبیہات، مبہم اور غیر واضح استعارات، تخیلاتِ متجردہ، پریشان کن مجازات، مغلق اور پیچیدہ تراکیب، ندرتِ تخیل، مبالغہ وغلو اور مافوق الفطرت یا ماورائی خیالات سے مبرہ اور منزہ ہیں۔ اس میں کچھ شک نہیں کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے ذاتِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے تشبیہ[1] و استعارہ[2] جیسی ادبی صنائع استعمال کی ہیں۔ لیکن وہ اغلاق اور پیچیدگی سے کوسوں دور ہونے کے ساتھ ساتھ متبادر الی الذہن ہیں۔ چنانچہ اس ضمن میں چند مثالیں درج ذیل ہیں:

"سيد العالمين " "خير البرية" "سيد الناس" "خير من يمشي على الأرض كلها " "ايا خير من يحفى وينتعل" "ما مثله فيما مضى" "ما إن رأيت ولا سمعت بواحد في الناس كلهم كمثل محمد" "خير الناس" "فلم نر مثله في

---

[1] کتاب ہذا کے باب سوم اور باب چہارم ہمارے اس دعوے کی مفصل اور مبنی بر دلائل تصدیق کرتے ہیں۔

[2] کسی ایک چیز کو دوسری چیز کی مانند ٹھہرانا۔ (المنجد، ص: ۵۱۰، مترجم)

الناس حیا ولیس له من الموتی عدیل" "ماجد الامجاد"

درج بالا یہ تراکیب اپنے مفہوم، معنی، مدلول اور مطلوب پر واضح اور بین طور پر دلالت کرتی ہیں، ان کو سمجھنے کے لیے کسی مزید تشریح کی ضرورت نہیں، ان کا ترجمہ جان لینے کے بعد ان کا مفہوم بہ سہولت سمجھ میں آ جاتا ہے۔ مختصر یہ کہ اشعارِ صحابہ رضی اللہ عنہم میں زیادہ تر اشعار بالکل اسی طرح اپنی دلالت میں واضح ہیں۔ ہمارے اس دعوے کی مزید تصدیق احمد حسن زیات کے درج ذیل دو پیراگرافوں سے ہو جاتی ہے، چنانچہ وہ لکھتے ہیں:

"اس دورِ جاہلی کی شاعری میں اختصار زیادہ مجاز کم اور مبالغہ بالکل ہی نادر ہے۔"[1]

"شاعری نے فنی اعتبار سے اس زمانہ (عہدِ نبوت) میں کوئی قدم نہیں بڑھایا۔ بلکہ آپس میں ہجو کرنے کے لیے انھوں نے اپنا وہی پرانا جانا بوجھا طرز اختیار کیا، جس میں حسب نسب پر فخر ہوتا، سرداری و بزرگی کی ڈینگیں ماری جاتیں، چنانچہ عبداللہ بن الزبعری، عمرو بن العاص اور ابوسفیان قریشی شاعروں سے حسان بن ثابت، کعب بن مالک اور عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہم کی شاعرانہ جنگ اسی طرز کی تھی۔"[2]

درج بالا مختصر سی بحث سے ہم اس نتیجہ پر پہنچتے ہیں کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا نعتیہ ذخیرہ جس طرح شرعی اعتبار سے سیرتِ طیبہ کا ماخذ بننے کا متاہل ہے بعینہٖ ان نفوسِ قدسیہ کے اشعار، فنی و تجزیاتی لحاظ سے بھی سیرتِ طیبہ کا ماخذ بننے کے متاہل ہیں اور ان سے سیرتِ طیبہ کے انوار و تجلیات پر استدلال کرتے ہوئے، معنوی

[1] احمد حسن زیات: تاریخ ادب عربی (ص: ۷۰، مترجم)
[2] احمد حسن زیات: تاریخ ادب عربی (ص: ۱۸۴، ۱۸۵، مترجم)

پیچیدگیاں تقریباً نہ ہونے کے برابر ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ سیرتِ طیبہ کے مختلف پہلوؤں (Different Aspects) پر اشعارِ صحابہ سے استنباط و استدلال واضح اور غیر مبہم ہے۔ دلالت و معنی کی وضاحت کے پیشِ نظر کتاب ہذا میں سیرتِ طیبہ کے مختلف پہلوؤں کے اثبات و استشہاد کی غرض سے، صرف اردو ترجمہ پر ہی اکتفا کیا گیا ہے۔ اس ضمن میں مزید تشریح و توضیح کی ضرورت اس لیے نہیں محسوس ہوئی کہ حضرات صحابہ رضی اللہ عنہم کا نعتیہ ذخیرہ اس قدر واضح، سہل اور بین ہے کہ مطلوب و مدعائے شعر ترجمہ ہی سے واضح ہو جاتا ہے۔ کتاب ہذا میں بعض مقامات پر سہولت کے پیشِ نظر اشعار کے ترجمہ کے ساتھ نقوشِ سیرت کے عنوان سے، سیرتِ طیبہ کے ان انوار و تجلیات کو بیان کیا گیا ہے۔

بابِ سوم کا مختصر تعارف:

ابتدائی دو فصول میں درج شدہ شعر یا اشعار پر سیرتِ طیبہ کے اس پہلو کو بطور ذیلی عنوان قائم کیا گیا، جو اس شعر یا ان اشعار سے مستنبط، مستخرج اور مترشح ہوتا ہے۔ اگر کسی شعر یا اشعار سے سیرتِ طیبہ کے مختلف پہلو مترشح ہوتے ہیں تو اس شعر یا ان اشعار کو مختلف ذیلی عنوانات کے تحت درج کیا گیا ہے۔ فصلِ سوم میں شجاعت اور غزواتِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے حوالے سے اشعار مندرج ہیں، جبکہ فصلِ چہارم میں صحابہ رضی اللہ عنہم کا وہ نعتیہ کلام حروفِ ہجا کی ترتیب سے درج ہے، جو انھوں نے وفاتِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے باب میں کہا تھا۔

فصل اول:

ذاتِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم اشعارِ صحابہ کی روشنی میں

بعد از خدا[1] بزرگ توئی قصہ مختصر:

حضرت عمرو بن معدیکرب رضی اللہ عنہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ذاتِ پر انوار کی بابت یوں مدح سرائی کرتے ہیں:

اِنَّنِیُ بِالنَّبِیِّ مُوُقِنَۃٌ نَفُسِ ی وَاِن لَّمُ أَرَ النَّبِیَّ عَیَانَا
سَیِّدُ الُعَالَمِیُنَ طُرًّا وَّأَدُنَا ھُمُ اِلَی اللّٰہِ حِیُنَ بَانَ مَکَانَا

'میرا نفس نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر یقین رکھتا ہے (کہ وہ اللہ کے سچے رسول ہیں) اگرچہ میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو ظاہری طور پر نہیں دیکھتا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم عالم کے سردار ہیں اور ان میں رتبے کے لحاظ سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم تمام لوگوں سے زیادہ اللہ تعالیٰ کے قریب ہیں۔'[2]

جہاں میں یوں تو آنے کو ہزاروں انبیا آئے
مگر اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی شان سب سے اوج پر نکلی

حضرت حسان رضی اللہ عنہ نے کہا:

نَصَرُنَا بِھَا خَیُرَ الُبَرِیَّۃِ کُلِّھَا اِمَاماً وَّ وَقَّرُنَا الُکِتَابَ الُمُنَزَّلَا
نَصَرُنَا وَآوَیُنَا وَقَوَّمَ ضَرُبُنَا لَه بِالسُّیُوُفِ مَیُلَ مَنُ کَانَ اَمُیَلَا

---

[1] پوری کتاب میں صرف اسی جگہ پر لفظ ''خدا'' استعمال کیا گیا ہے۔

[2] إسماعیل بن کثیر: السیرۃ النبویۃ (٤/ ١٤٠)

''ہم نے دنیا کے بہترین انسان حضرت محمد ﷺ کی مدد کا اعزاز حاصل کیا جو کہ انسانیت کے امام ہیں۔ ہم نے قرآنِ مجید کی تعظیم کی اور اس پر ایمان لائے۔ ہم نے ان کی نصرت کی۔ انھیں اپنے پاس ٹھہرایا اور ہماری تلواروں نے ان کو قوت بخشی۔''[1]

نکاتِ مترشحہ: حضرت محمد ﷺ بہترین انسان اور انسانیت کے امام ہیں، چونکہ حضرت محمد ﷺ اللہ کے سچے رسول اور قرآن حکیم اللہ تعالیٰ کی سچی کتاب ہے، اس لیے انصارِ مدینہ نے نبی کریم ﷺ کی ہر طرح سے مدد کی ہے۔

حضرت قطن بن حارثہ کلبی رضی اللہ عنہ نے کہا:

رَاَیْتُكَ یَاخَیْرَ الْبَرِیَّةِ كُلِّهَا ۔۔۔ نَبَتَ نَضَارًا فِی الْاَرُوْمَةِ مِنْ كَعْبِ

اَغَرُّ كَاَنَّ الْبَدْرَ سِنَةُ وَجْهِهٖ ۔۔۔ اِذَا مَا بَدَا لِلنَّاسِ حلل الْعصب

اَقَمْتَ سَبِیْلَ الْحَقِّ بَعْدَ اعْوِجَاجِهَا ۔۔۔ وَرَبَّیْتَ الْیَتَامٰی فِیْ السَّقَایَةِ وَالْجَدْبِ

''اے تمام لوگوں میں سے سب سے زیادہ بہترین! آپ ﷺ قبیلہ کعب[2]

---

[1] شرح دیوان حسان بن ثابت الانصاری (ص: ۴۱۱) دیوان حضرت حسان بن ثابت انصاری (ص: ۴۵۷، مترجم)

یہ رتبہ بلند ملنا تھا جس کو مل گیا ۔۔۔ ہر مدعی کے واسطے دار و رسن کہاں

اشعار کا موقع و محل: اساسی طور پر ان اشعار میں اور ان کے علاوہ دوسرے اشعار میں، جو حضرت حسان نے بحرِ طویل میں کہے ہیں، انصار کی بہادری، سرزمین مدینہ کی، نبی کریم ﷺ اور حضرات صحابہ رضی اللہ عنہم کے لیے سازگاری اور انصارِ مدینہ کی نبی کریم ﷺ کی نصرت و یاوری بیان کی ہے۔ (مصدر سابق)

[2] آپ ﷺ کا سلسلۂ نسب یوں ہے۔ محمد بن عبداللہ بن عبدالمطلب بن ہاشم بن عبدمناف بن قصی بن کلاب بن مرہ بن کعب بن لوی بن غالب بن فہر بن مالک بن مضر بن نذار۔ (ابن کثیر: البدایة والنهایة: ۲/ ۲۵۵) کعب آپ ﷺ کے آبا میں سے ہیں، اس لیے ان کی طرف آپ کی نسبت کی گئی ہے۔

کے سب سے عمدہ اور بہترین شخص ہیں۔ آپ ﷺ سب سے زیادہ حسین ہیں، جب بھی آپ ﷺ ایک عمامہ زیبِ تن فرماتے ہوئے لوگوں کے سامنے ظاہر ہوتے ہیں تو ایسے لگتا ہے، جیسے: بدر آپ ﷺ کے چہرے کا ہالہ ہے۔ آپ ﷺ نے حق کا راستہ کجی کے بعد سیدھا کردیا اور آپ ﷺ نے سرسبزی اور قحط سالی میں یتیموں کی تربیت کی۔"[1]

حضرت اعشی مازنی رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

يَاسَيِّدَ النَّاسِ وَدَيَّانَ الْعَرَبِ   اِلَيْكَ اَشْكُوْ ذُرْبَةً مِنَ الذُّرَبِ

"اے لوگوں کے سردار اور اے عرب کے زبردست حاکم! میں آپ کو تیز زبان عورتوں میں سے تیز زبان عورت کی شکایت کرتا ہوں۔"[2]

حضرت عمرو بن مرہ جہنی رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

كِتَابٌ مِّنَ الرَّحْمَانِ نُوْرٌ لِّجَمْعِنَا   وَاَخْلَافِنَا فِیْ كُلِّ بَادٍ وَّ حَاضِرِ

اَتٰی خَيْرُ مَنْ يَّمْشِیْ عَلَی الْاَرْضِ كُلِّهَا   وَاَفْضَلُهَا عِنْدَ اعْتِكَارِ الضَّرَائِرِ

"رحمان کی جانب سے زمین میں چلنے والوں میں سے سب سے بہترین شخص کی طرف ایک کتاب آئی ہے۔ جو ہم تمام کے لیے اور تمام ملکوں کے لیے ایک نور ہے اور آپ ﷺ حاجاتِ شدیدہ کے وقت بھی سب سے زیادہ افضل ہیں۔"[3]

حضرت کلیب بن اسد رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ ﷺ کو مخاطب کرتے ہوئے کہا:

اَنْتَ النَّبِیُّ الَّذِیْ كُنَّا نُخَبِّرُهٗ   وَبَشَّرَتْنَا بِهِ الْاَحْبَارُ وَالرُّسُلُ

---

(1) ابن حجر، أحمد بن علی بن حجر، العسقلانی: الإصابة في تمييز الصحابة (٣/ ٢٣٨)

(2) إسماعيل بن كثير: السيرة النبوية (٤/ ١٤٣)

(3) إسماعيل بن كثير: السيرة النبوية (١/ ٣٧٨)

مِن مَّوْهُوبٍ يَهْوِىْ فِىْ عَذَافِرِهٖ اَكِيدُ اَيَا خَيْرَ مَن يَّحْفى وَيَنْتَعِلُ

شَهْرَيْنِ اَعْمَلهَا نَصًّا عَلٰى وَجَلٍ اَرْجُوْ بِذَاكَ ثَوَابَ اللّٰهِ يَارجل

’’آپ ﷺ وہ نبی ہیں جن کی ہمیں خبر دی جاتی تھی اور علما اور رسولوں نے جن کی بشارت دی تھی۔ اے برہنہ پا اور جوتا پہننے والوں میں سب سے بہترین! میں دینِ الٰہی کی تلاش کروں گا، میں دو مہینے تک مضبوط اونٹ دوڑاتا رہوں گا۔‘‘[1]

حضرت اصید بن سلمہ رضی اللہ عنہ نے کہا:

اِنَّ الَّذِىْ سَمَكَ السَّمَاءَ بِقُدْرَةٍ حَتّٰى عَلَا فِىْ مُلْكِهٖ فَتَوَحَّدَا

بُعِثَ الَّذِىْ لَامِثْلُهٗ فِيْمَا مَضٰى يَدْعُوْ لِرَحْمَةِ النَّبِىِّ مُحَمَّدًا

’’وہ ذات، جس نے آسمان کو اپنی قدرت سے بلند کیا، بادشاہت میں اس کی شان بلند ہے اور وہ ایک ہے۔ اس اللہ نے ایک ایسے نبی ﷺ کو بھیجا جن کی نظیر زمانۂ گذشتہ میں نہیں اور جو اس کی رحمت کی طرف بلاتے ہیں (یعنی نبی محمد ﷺ)۔‘‘[2]

حضرت مالک بن عوف النصری رضی اللہ عنہ نے کہا:

مَا اِنْ رَاَيْتُ وَلَا سَمِعْتُ بِوَاحِدٍ فِى النَّاسِ كُلِّهِمْ كَمِثْلِ مُحَمَّدٍ

’’میں نے سارے لوگوں میں محمد ﷺ کی مثل دیکھا نہ سنا۔‘‘[3]

حضرت حسان رضی اللہ عنہ نے کہا:

حَلِيْلَةُ خَيْرِ النَّاسِ دِيْنًا وَّ مَنْصَبًا نَبِىِّ الْهُدٰى وَالْمَكْرُمَاتِ الْفَوَاضِلِ

---

[1] ابن حجر، العسقلاني: الإصابة في تمييز الصحابة (٣/ ٣٠٦)

[2] ابن الأثير: أسد الغابة (١/ ١٧٦، مترجم)

[3] ابن حجر: الإصابة (٣/ ٣٥٢)

لَهٗ رُتَبٌ عَالٍ عَلَى النَّاسِ كُلِّهِمْ تَقَاصَرُ عَنْهُ سُوْرَةُ الْمُتَطَاوِلِ

''حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا دین و منصب کے اعتبار سے لوگوں میں سے بہترین ہستی (نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم) کی زوجہ محترمہ ہیں۔ ہدایت اور بہترین مراتب والے نبی کی اہلیہ ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم تمام لوگوں سے اعلیٰ مرتبے والے ہیں اور ان درجات کو حاصل کر چکے ہیں کہ بھرپور کوشش کرنے والا انھیں پا نہیں سکتا۔''[1]

ہاتف غیبی رضی اللہ عنہ نے کہا:

اِرْحَلْ عَلَى اسْمِ اللّٰهِ وَالتَّوْفِيْقِ رِحْلَةً لَّا وَانٍ وَّلَا مَشِيْقِ

اِلٰى فَرِيْقٍ خَيْرٍ مَّا فَرِيْقٍ اِلَى النَّبِيِّ الصَّادِقِ الْمَصْدُوْقِ

''اللہ کا نام لے کر اور اس کی توفیق کے ساتھ سفر کر ایسا سفر جس میں کچھ تکلیف و مشقت نہ ہوگی اور اس فریق کے پاس جا، جو سب سے بہتر ہے یعنی نبی صادق و مصدوق کے پاس۔''[2]

ابو سفیان بن حارث رضی اللہ عنہ نے وفاتِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم پر کچھ اشعار کہے، ان میں سے چند درج ذیل ہیں:

فَلَمْ نَرَ مِثْلَهٗ فِي النَّاسِ حَيًّا وَّلَيْسَ لَهٗ مِنَ الْمَوْتٰى عَدِيْلُ،

اَفَاطِمُ اِنْ جَزَعْتِ فَذَاكَ عُذْرٌ وَّاِنْ لَّمْ تَجْزَعِىْ فَهُوَ السَّبِيْلُ

فَعُوْدِىْ، بِالْعَزَاءِ فَاِنَّ فِيْهِ ثَوَابَ اللّٰهِ وَالْفَضْلَ الْجَزِيْلَ

وَقُوْلِىْ فِىْ اَبِيْكِ وَلَا تَمَلِّىْ وَهَلْ يَجْزِىْ بِفِعْلِ اَبِيْكِ قِيْلُ،

---

[1] دیوان حضرت حسان بن ثابت انصاری (ص: ۴۰۹، ۴۱۰، مترجم) حضرت حسان رضی اللہ عنہ نے یہ اشعار حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی مدح و شان میں کہے ہیں۔ (مصدر سابق)

[2] ابن الأثير، أسد الغابة (٥/ ٧٦٣) ابن حجر: الإصابة (٣/ ٤١)

فَقَبْرُ اَبِیْكِ سَیِّدُ كُلِّ قَبْرٍ   وَفِیْهِ سَیِّدُ النَّاسِ الرَّسُوْلُ

''پس ہم نے آپ ﷺ کی طرح لوگوں میں کسی زندہ کو نہیں دیکھا۔ اور مرے ہوئے لوگوں میں آپ ﷺ کوئی نظیر نہیں۔ اے فاطمہ رضی اللہ عنہا! اگر تم جزع فزع اور فریاد کرو تو تم معذور ہو، لیکن اگر فریاد نہ کرو تو یہی صحیح راستہ ہے۔ پس تعزیت قبول کیجیے، کیونکہ اس میں اللہ تعالیٰ کا ثواب اور بڑا فضل ہے۔ اور اپنے والد بزرگوار ﷺ کے بارے میں کہو اور دل تنگ نہ ہو۔ اور کیا کوئی بات آپ کے والد بزرگوار ﷺ کے عمل کی جزا ادا کر سکتی ہے؟ (یعنی کوئی بھی ادا نہیں کر سکتی) آپ کے والد بزرگوار کی قبر تمام قبروں کی سردار ہے، جس کے اندر لوگوں کے سردار رسول اللہ ﷺ آرام فرما رہے ہیں۔''[1]

حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ نے کہا:

وَاللّٰهِ رَبِّیْ لَا نُفَارِقُ مَاجِدًا   عَفَّ الْخَلِیْقَةِ مَاجِدَ الْاَمْجَادِ

مُتَكَرِّمًا یَّدْعُوْ اِلٰی رَبِّ الْعُلٰی   بَذْلَ النَّصِیْحَةِ رَافِعَ الْاَعْمَادِ

مِثْلَ الْهِلَالِ مُبَارَكًا ذَا رَحْمَةٍ   سَمْحَ الْخَلِیْقَةِ طَیِّبَ الْاَعْوَادِ

اِنْ تَتْرُكُوْهُ فَاِنَّ رَبِّیْ قَادِرٌ   اَمْسٰی یَعُوْدُ بِفَضْلِهِ الْعُوَادِ

وَاللّٰهِ رَبِّیْ لَانُفَارِقُ اَمْرَهٗ   مَا كَانَ عَیْشٌ یُّرْتَجٰی لِمَعَادٍ

لَا نَبْتَغِیْ رَبًّا سِوَاهُ نَاصِرًا   حَتّٰی نُوَافِیَ ضَحْوَةَ الْمِیْعَادِ

''مجھے اپنے پروردگار اللہ تعالیٰ کی قسم! میں کبھی حضور ﷺ سے جدائی اختیار نہ کروں گا۔ جو کہ معزز، بہترین عادات والے اور تمام سرداروں

---

[1] ابن الأثير: أسد الغابة (١٠/ ٥٣٣، ٥٣٤) مترجم از مولانا محمد عبدالشکور فاروقی.
ابن كثير: البداية والنهاية (٥/ ٢٨١، ٢٨٢)

میں سے سب سے بڑے سردار ہیں۔ آپ عزت والے ہیں اور اللہ رب العزت کی طرف لوگوں کو بلاتے ہیں، آپ خیر خواہی کی بات بتانے والے اور آپ کا گھر حسب اور نسب اور سخاوت کا منبع ہے۔ آپ ﷺ چاند کی طرح ہیں، برکت و رحمت والے ہیں، بہترین عادات کے حامل اور عمدہ خوشبو والے ہیں۔ اگر لوگوں نے انھیں چھوڑ دیا تو کیا ہوا؟ اللہ تعالیٰ ان کی حفاظت پر پوری طرح قادر ہے۔ اس کی مہربانی سے آپ کے دشمن آپ کے دوست بن کر رہیں گے۔ اللہ کی قسم! جب تک میری جان میں جان باقی ہے میں ان کے حکم کی مخالفت نہیں کروں گا اور جب لڑائی ہو تو ہمیں ان کے لیے اللہ تعالیٰ کے سوا کسی اور کی مدد نہیں چاہیے۔''[1]

نقوشِ سیرت: رسول اللہ ﷺ معزز بہترین عادات والے، سب سے بڑے سردار، اللہ کی طرف لوگوں کو بلانے والے، خیر خواہی کی بات بتانے والے، برکت و رحمت والے اور چاند کی طرح منور ہیں۔ آپ کا گھر مبارک حسب نسب اور سخاوت کا منبع ہے، اللہ تعالیٰ ان کا محافظ ہے، اللہ تعالیٰ کی مہربانی سے آپ ﷺ کے دشمن آپ ﷺ کے دوست بن جاتے ہیں۔

ذاتِ رسول ﷺ بطورِ رسولِ برحق: حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ نے کہا:

شَهِدتُّ بِاِذْنِ اللّٰهِ اَنَّ مُحَمَّداً رَسُوْلُ الَّذِیْ فَوْقَ السَّمٰوٰتِ مِنْ عَلٰی

''اللہ تعالیٰ کے اذن کے ساتھ میں گواہی دیتا ہوں کہ حضرت محمد ﷺ اس ذات کے رسول ﷺ ہیں جو آسمان کے اوپر ہیں۔''[2]

---

[1] دیوان حضرت حسان بن ثابت انصاری (ص: ۱۵۸، ۱۵۹، مترجم) شرح دیوان حسان بن ثابت الانصاری (ص: ۱۳۷، ۱۳۸)

[2] مصدر سابق (ص: ۳۷۵) دیوان حضرت حسان بن ثابت انصاری (ص: ۴۰۴، مترجم)

حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ ہی نے کہا:

اَغَرُّ عَلَيْهِ لِلنُّبُوَّةِ خَاتَمٌ مِّنَ اللّٰهِ مَشْهُوْدٌ يَّلُوْحُ وَيُشْهَدُ

وَضَمَّ الْاِلٰهُ اِسْمَ النَّبِيِّ اِلَى اسْمِهٖ اِذَا قَالَ الْمُؤَذِّنُ فِى الْخَمْسِ اَشْهَدُ

وَشَقَّ لَهٗ مِنَ اسْمِهٖ لِيُجِلَّهٗ فَذُو الْعَرْشِ مَحْمُوْدٌ وَّهٰذَا مُحَمَّدُ

نَبِيٌّ اَتَانَا بَعْدَ يَاسٍ وَّفَتْرَةٍ مِنَ الرُّسُلِ وَالْاَوْثَانُ فِي الْاَرْضِ تُعْبَدُ

فَاَمْسٰى سِرَاجاً مُّنِيْرًا وَّهَادِيًا يَّلُوْحُ كَمَا لَاحَ الصَّقِيْلُ الْمُهَنَّدُ

وَاَنْذَرَنَا نَاراً وَّبَشَّرَ جَنَّةً وَّعَلَّمَنَا الْاِسْلَامَ فَاللّٰهَ نَحْمَدُ

''آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر اللہ تعالیٰ کی طرف سے وہ مہرِ نبوت تاباں و درخشاں ہے جس کی گواہی دی گئی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا نام اپنے نام کے ساتھ مربوط کیا ہے، جسے مؤذن دن میں پانچ مرتبہ بیان کرتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی عزت میں اضافہ کرنے کے لیے اپنے نام سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا نام مشتق کیا ہے، پس عرش کا مالک ''محمود'' ہے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم ''محمد'' ہیں۔ ہمارے پاس نا امیدی اور سلسلۂ نبوت کے طویل وقفے کے بعد رسولوں میں سے ایک نبی صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے اور حال یہ تھا کہ زمین میں بتوں کی عبادت کی جاتی تھی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم ایک روشن چراغ اور ہادی بن کر آئے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم ایسے درخشاں تھے جیسے کہ ہندی تلوار چمکتی ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں آگ سے ڈرایا اور جنت کی بشارت دی اور ہمیں اسلام سکھایا پس ہم اللہ تعالیٰ کی حمد کرتے ہیں۔''[1]

---

[1] مصدر سابق (ص: ۱۳۴، ۱۳۵) مصدر سابق (ص: ۱۵۳، ۱۵۴، ۱۵۵)
عبد السلام، مولانا ندوی و معہ جماعۃ من العلماء: سیر الصحابہ (۳/ ۸۹) ادارۃ اسلامیات لاہور۔
ان اشعار کے ساتھ حضرت حسان رضی اللہ عنہ نے مزید اور اشعار بھی کہے، جن میں اللہ تعالیٰ کی ←

نکاتِ مترشحہ: مہرِ نبوت آپ ﷺ کی صداقت و حقانیت کی واضح گواہی ہے۔ عموریہ کے پادری نے اپنے انتقال کے وقت حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ کو مستقبل کی راہنمائی ان الفاظ میں دی ہے:

''اب اس نبی کے ظہور کا زمانہ قریب ہے، جو ریگستانِ عرب سے اٹھ کر دینِ ابراہیم کو زندہ کرے گا اور کھجوروں والی زمین کی طرف ہجرت کرے گا، اس کی علامات یہ ہیں کہ وہ ہدیہ قبول کرے گا اور صدقہ اپنے لیے حرام سمجھے گا۔ اس کے دونوں شانوں کے درمیان مہرِ نبوت ہوگی اگر اس سے مل سکو تو ضرور ملنا۔

''جب حضرت سلمان رضی اللہ عنہ مدینہ آئے تو آپ نے حضور پاک میں ان تینوں علامات کا مشاہدہ کیا اور پورے یقین اور اطمینان کے ساتھ اسلام قبول کر لیا۔ اللہ تعالیٰ نے اذان میں اپنے نام کے ساتھ حضرت محمد ﷺ کے نام کو ضم کیا ہے جو کہ آپ ﷺ کے علوِ مرتبہ کی واضح دلیل ہے۔ ذات کبریاء محمود اور آپ ﷺ کی ذات ''محمد'' ﷺ ہے۔ آپ ﷺ کا یہ اسم گرامی بھی آپ ﷺ کی رفعتِ شان کا غماز ہے۔

''انبیا و رسل کی بعثت میں طویل وقفہ کے باعث انسانیت ہدایت سے مایوس ہو چکی تھی اور پرستشِ اصنام میں محو ہو چکی تھی، اس مایوسی اور ضلالت کے عالم میں آپ ﷺ ہدایت کا راستہ دکھانے والے بن کر تشریف لائے اور لوگوں کی مایوسی کو ختم کر کے انھیں امید کی کئی کرنیں دکھائیں۔''

ابوسفیان بن حارث بن عبدالمطلب بن ہاشم نے اپنے قبولِ اسلام اور فتح مکہ

← خالقیت معبودیت اور علو و تکریم بیان کرنے کے ساتھ ساتھ یہ عقیدہ بھی بیان کیا ہے کہ ہم بارگاہِ رب ارض و سماء کے گدا ہیں۔

سے پہلے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں نامناسب باتیں کی تھیں، چنانچہ حضرت حسان رضی اللہ عنہ نے ان کے جواب میں چند اشعار کہے، ان میں سے بعض اشعار درج ذیل ہیں:

وَقَالَ اللّٰهُ قَدْ اَرْسَلْتُ عَبْداً ۔ يَقُوْلُ الْحَقَّ اِنْ نَفَعَ الْبَلَاءُ

شَهِدْتُ بِهٖ فَقُوْمُوْا صَدِّقُوْهُ ۔ فَقُلْتُمْ لَا نَقُوْمُ وَلَا نَشَاءُ

وَقَالَ اللّٰهُ قَدْ سَيَّرْتُ جُنْداً ۔ هُمُ الْاَنْصَارُ عُرْضَتُهَا اللِّقَاءُ

لَنَا فِیْ كُلِّ يَوْمٍ مِّنْ مَّعُدٍّ ۔ سِبَابٌ اَوْ قِتَالٌ اَوْ هِجَاءُ

فَنُحْكِمُ بِالْقَوَافِیْ مَنْ هَجَانَا ۔ وَنَضْرِبُ حِيْنَ تَخْتَلِطُ الدِّمَاءُ

اَلَا اَبْلِغْ اَبَا سُفْيَانَ عَنِّیْ ۔ فَاَنْتَ مُجَوَّفٌ نَخِبٌ هَوَاءُ

بِاَنَّ سُيُوْفَنَا قَدْ تَرَكَتْكَ عَبْداً ۔ وَعَبْدُ الدَّارِ سَادَتُهَا الْاِمَاءُ

هَجَوْتَ مُحَمَّداً فَاَجَبْتُ عَنْهُ ۔ وَعِنْدَ اللّٰهِ فِیْ ذَاكَ الْجَزَاءُ

اَتَهْجُوْهُ وَ لَسْتَ لَهٗ بِكُفْءٍ ۔ فَشَرُّكُمَا لِخَيْرِكُمَا الْفِدَاءُ

هَجَوْتَ مُبَارَكًا بَرًّا حَنِيْفاً ۔ اَمِيْنَ اللّٰهِ شِيْمَتُهُ الْوَفَاءُ

فَمَنْ يَّهْجُوْ رَسُوْلَ اللّٰهِ مِنْكُمْ ۔ وَيَمْدَحُهٗ وَيَنْصُرُهٗ سَوَاءُ

فَاِنَّ اَبِیْ وَوَالِدَهٗ وَعِرْضِیْ ۔ لِعِرْضِ مُحَمَّدٍ مِّنْكُمْ وِقَاءُ

''اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ میں نے اپنے بندے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو بھیجا ہے، اگر آزمائش میں پڑنا نفع دے تو وہ حق بات کہنے میں آزمائش کی پروانہیں کرتے، میں ان پر ایمان لے آیا اور ان کی رسالت کی تصدیق کی، تم سے بھی کہا گیا کہ تم بھی اٹھو اور ان کی تصدیق کرو، لیکن تم نے ہٹ دھرمی کا مظاہرہ کیا اور کہنے لگے نہ ہم اس کام کا ارادہ کرتے ہیں اور نہ ہم کرنا چاہتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ میں نے ایک لشکر تیار کیا ہے جو انصار پر مشتمل ہے۔ اس لشکر کے پیشِ نظر صرف ایک ہی مقصد ہے اور وہ

ہے دشمن کا سامنا کرنا، ہمارا ہر روز قبیلۂ معد والوں سے سب وشتم، ہجو اور لڑائی میں مقابلہ ہوتا ہے۔ جو شخص ہماری ہجو کرتا ہے ہم اشعار کے ذریعے ہی اس کا جواب دیتے ہیں اور جو ہمارے خلاف میدانِ جنگ میں اترتا ہے تو ہم تلواروں کی ضربیں بھی خوب دکھاتے ہیں۔ میری طرف سے ابوسفیان کو یہ پیغام پہنچا دو کہ تو بزدل اور ڈرپوک شخص ہے، اسے یہ پیغام بھی پہنچا دو کہ ہماری تلواروں نے تجھے غلام بنا دیا ہے۔ اور قبیلہ عبدالدار کی سرداری باندیوں کے ہاتھ میں دے دی ہے۔ تو نے حضرت محمد ﷺ کی شان میں نامناسب کلمات کہے ہیں اور میں نے اس کا جواب دیا ہے، اس جواب کے بدلے میں اللہ کے ہاں بڑا اجر ہے۔ تو حضور ﷺ کے بارے میں نا زیبا کلمات کہتا ہے، حالاں کہ ان کے سامنے تیری حیثیت کیا ہے، تم میں سے بدتر کو تم میں سے بہتر پر قربان ہو جانا چاہیے، تو ایک ایسی ذات کی شان میں گستاخی کرتا ہے جو پاکیزہ، نیکی کے خوگر اور اللہ تعالیٰ کے امین ہیں اور وفاداری ان کے اخلاق کا حصہ ہے۔ تم میں سے جو شخص حضور ﷺ کی برائی بیان کرے یا ان کی تعریف کرے یا ان کی مدد کرے سب برابر ہیں۔"[1]

---

[1] دیوان حضرت حسان بن ثابت انصاری (ص: ۵۰ تا ۵۳، مترجم) شرح دیوان حسان بن ثابت الانصاری (ص: ۶۲ تا ۶۵)

یعنی تمھارے نازیبا کلمات انھیں نقصان نہیں پہنچا سکتے اور تمھاری مدح و نصرت ان کی عزت میں اضافہ نہیں کر سکتی، کیونکہ تم اتنے معمولی اور بے حیثیت لوگ ہو کہ تمھاری باتوں کی پروا کس کو ہے؟ بقول شاعر:

محمد کے تقدس پر زبانیں مت نکالو تم — کہاں تم اور کہاں شانِ رسالت میرے آقا کی

(دیوان حضرت حسان بن ثابت انصاری، ص: ۵۲، ۵۳، مترجم)

حضرت سواد بن قارب رضی اللہ عنہ نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ذاتِ بابرکات کے بارے میں یوں ثناخوانی کی ہے:

اَتَانِیْ نَجِیٌّ بَعْدَ هُدْءٍ وَّ رَقْدَةٍ — وَّلَمْ يَكُ فِيْمَا قَدْ بَلَوْتُ بِكَاذِبٍ
ثَلَاثَ لَيَالٍ قَوْلُهٗ كُلَّ لَيْلَةٍ — اَتَاكَ رَسُوْلٌ ﷺ مِنْ لُؤَيِّ بْنِ غَالِبٍ
فَشَمَّرْتُ عَنْ ذَيْلِي الْاِزَارِ وَوَسَّطَتْ — بِيَ الذِّعْلَبُ الْوَجْنَاءُ عَبْرَ السَّبَاسِبِ
وَاَعْلَمُ اَنَّ اللّٰهَ لَارَبَّ غَيْرُهٗ — وَاَنَّكَ مَامُوْنٌ عَلٰى كُلِّ غَائِبٍ
وَاَنَّكَ اَدْنَى الْمُرْسَلِيْنَ وَسِيْلَةً — اِلَى اللّٰهِ يَا ابْنَ الْاَكْرَمِيْنَ الْاَطَائِبِ
فَمُرْنَا بِمَا يَاتِيْكَ يَا خَيْرَ مُرْسَلٍ — وَّاِنْ كَانَ فِيْمَا شَيَّبَ الذَّوَائِب
وَكُنْ لِّيْ شَفِيْعاً يَّوْمَ لَا ذُوْ قَرَابَةٍ — سِوَاكَ بِمُغْنٍ عَنْ سَوَادِ بْنِ قَارِبٍ

”میرے پاس ایک راز کی بات کہنے والا نیند اور نیند میں پرسکون ہونے کے بعد آیا اور میرے تجربے کی بنا پر وہ جھوٹا نہیں۔ تین راتوں میں سے ہر رات اس کی یہی بات ہوتی تھی کہ تمھارے پاس لوی بن غالب کے قبیلے میں سے ایک رسول آئے ہیں۔ پس میں نے تیاری کی اور ایک تیز رفتار اونٹنی نے مجھے ایک بیاباں کے وسط میں جا پہنچایا۔ میں جانتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی رب نہیں اور آپ غائب، یعنی وحی کے امین ہیں۔ اے شرفاء اور پاکوں کے فرزند! آپ تمام انبیاء علیہم السلام میں سے زیادہ اللہ تعالیٰ کے قریب ہیں، پس اے بہترین رسول صلی اللہ علیہ وسلم! آپ کے پاس جو وحی آئی ہے، اس کا ہمیں بھی حکم دیجیے، اگرچہ جو کچھ ہمارے پاس آئے گا اس پر عمل کرنے میں ہمارے بال سفید ہو جائیں گے۔ آپ میرے شفیع بن جائیں اس دن کہ جس دن کوئی قرابت والا سواد بن قارب کے کام نہیں آئے گا۔“[1]

[1] ابن كثير: السيرة النبوية (١/ ٣٤٨، ٣٤٩)

حضرت زہیر رضی اللہ عنہ بن صرد نے کہا:

اُمْنُنْ عَلَیْنَا رَسُوْلَ اللّٰہِ فِیْ کَرَمٍ   فَاِنَّکَ الْمَرْءُ نَرْجُوْہُ وَنَنْتَظِرُ

اُمْنُنْ عَلٰی بیْضَة قَدْ عَاقَھَا قَدَرٌ   مُمَزَّقٌ شَمْلَھَا فِیْ دَھْرِھَا غمیر

اَبْقَتْ لَنَا الدَّھْرُ ھَتَّافًا عَلٰی حُزْنٍ   عَلٰی قُلُوْبِھِمُ الْغمَاء وَالْغمر

یَا خَیْرَ طِفْلٍ وَّمَوْلُوْدٍ وَّمُنْتَجِبٍ   فِی الْعَالَمِیْنَ اِذَا مَا حُصِّلَ الْبَشَرُ

اِنْ لَّمْ تَدَارَکُھَا نعمَاء تنْشرُھَا   یَا اَرْجَحَ النَّاسِ حِلْماً حِیْنَ یُخْتَبَر

اُمْنُنْ عَلٰی نِسْوَةٍ قَدْ کُنْتَ تَرْضَعُھَا   اِذْ فُوْکَ تَمْلَؤُ مِن مّخضِھَا الدّرر

اُمْنُنْ عَلٰی نِسْوَةٍ قَدْ کُنْتَ تَرْضَعُھَا   وَاِذْ یُزَیِّنُکَ مَا تَاتِیْ وَمَا تَذَرُ

لَا تَجْعَلْنَا کَمَنْ شَالَتْ نَعَامَتُہٗ   وَاسْتَبْقِ مِنَّا فَاِنَّا مَعْشَرٌ زُھر

اِنَّا لَنَشْکُرُ آلَاءً وَّاِنْ کُفِرَتْ   وَعِنْدَنَا بَعْدَ ھٰذَا الْیَوْمِ مُدَّخَر

''اے رسول اللہ ﷺ! آپ ہم پر کرم کیجیے، کیونکہ آپ ایک ایسے شخص ہیں جن سے ہم کرم و احسان کی امید رکھتے اور انتظار کرتے ہیں۔ آپ ﷺ ایک ایسے خاندان پر احسان کیجیے جس کو اپنی قسمت نے پیچھے ہٹا رکھا ہے اور زمانے نے ان کے امور کو پراگندہ کردیا ہے۔ زمانے نے ان پر غم ومصیبت کو لا ڈالا ہے۔ اور ان کے دلوں میں غم وکینہ ہے۔ اے بہترین بچے اور بیٹے اور جہانوں میں منتخب! جب بھی بشر کی تحصیل ہو۔ آپ ﷺ جو احسانات منتشر کررہے ہیں، اگر ان احسانات نے ان کی مصیبت اور تکلیفوں کا مداوا اور تدارک نہیں کیا تو ان کی محرومی کا کیا ٹھکانا ہے؟ اے لوگوں میں سب سے زیادہ حلیم! جب آزمائش ہو۔ آپ ان عورتوں پر احسان فرمایئے، جن کا آپ دودھ پیتے تھے اور جن کے دودھ

سے آپ کا منہ بھرتا تھا۔ آپ ان عورتوں پر احسان فرمائیے جن کا آپ
دودھ پیتے تھے اور آپ جو کرتے اور جو چھوڑتے تھے، آراستہ لگتا تھا۔
ہمیں ان لوگوں کی طرح نہ چھوڑیں جن کا شیرازہ بکھر گیا ہے اور ہمیں
باقی رہنے دیجیے ہم قبیلہ زھر والے ہیں۔ ہم ضرور احسانات کا شکر ادا
کریں گے، جبکہ ان کی ناشکری کی جائے گی اور آج کے بعد یہ نعمتیں
ہمارے پاس ذخیرہ ہیں۔"[1]

حضرت حرب بن ریطہ رضی اللہ عنہ کی نگاہ میں ذاتِ رسول حق کا پیکر، ہدایت کا سرچشمہ اور دافع البلیات والآفات ہے:

اَلَا بَلِّغَا عَنِّی الرَّسُوْلَ مُحَمَّدًا ۔۔۔ رِسَالَةَ مَنْ اَمْسٰی بِصُحْبَتِهٖ صَبَا
حَلَفْتُ بِرَبِّ الرَّاقِصَاتِ عَشِيَّةً ۔۔۔ خَوَارِجَ مَنْ بَطْحَا تَحْسَبُهَا سَرَبًا
لَقَدْ بَعَثَ اللّٰهُ النَّبِیَّ مُحَمَّدًا ۔۔۔ بِحَقٍّ وَّبُرْهَانِ الْهُدٰی يَكْشِفُ الْكُرَبَا

"جان لو! میری طرف سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو پیغام پہنچاؤ اس شخص کا
پیغام جو آپ کی صحبت کی وجہ سے آپ پر فریفتہ ہو، میں شام کے وقت
دوڑنے والے اونٹوں کے رب کی قسم کھاتا ہوں جو وادی بطحاء سے نکلتے
ہیں اور تم ان کو اونٹوں کے ریوڑ خیال کرتے ہو کہ بے شک اللہ تعالیٰ نے
محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو حق اور ہدایت کے دلائل کے ساتھ نبی بنا کر بھیجا اور آپ
مصیبتوں کو دور فرماتے ہیں۔"[2]

عمرو بن مرہ جہنی رضی اللہ عنہ نے کہا:

شَهِدْتُ بِاَنَّ اللّٰهَ حَقٌّ وَّ اَنَّنِیْ ۔۔۔ لِاٰلِهَةِ الْاَحْجَارِ اَوَّلُ تَارِكٍ

[1] ابن كثير: البداية والنهاية (٤/ ٣٥٣)

[2] ابن حجر: الإصابة (١/ ٣٢٠)

وَشَمَّرْتُ عَنْ سَاقَيَّ الْإِزَارَ مُهَاجِرًا   اِلَيْكَ اَجُوْبُ الْقَفْرَ بَعْدَ الدَّكَادِكِ
لِاَصْحَبَ خَيْرَ النَّاسِ نَفْسًا وَّ وَالِدًا   رَسُوْلَ مَلِيْكِ النَّاسِ فَوْقَ الْحَبَائِكِ

”میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ حق ہے، بے شک میں پتھروں کے معبودوں کا سب سے پہلے چھوڑنے والا ہوں۔ میں نے اپنی دونوں پنڈلیوں سے تہمد چڑھا کر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف اس طرح ہجرت کی کہ میں سخت و دشوار راہ و زمین کو قطع کرتا ہوں تاکہ میں ایسے شخص کی صحبت اٹھاؤں جو اپنی ذات و خاندان کے اعتبار سے سب کے بہترین اور لوگوں کے اس مالک کے رسول ہیں، جو آسمانوں کے اوپر ہے۔“[1]

اس کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو قوم کی جانب بھیجا کہ انھیں اسلام کی دعوت دیں۔ ان سب نے اس کو قبول کیا سوائے ایک شخص کے جس نے ان کی بات کا رد کیا۔ عمرو بن مرہ نے اس پر بددعا کی جس سے اس کا منہ ٹوٹ گیا۔ وہ بات کرنے پر قادر نہ رہا، نابینا اور محتاج ہو گیا۔[2]

حضرت عباس بن مرداس رضی اللہ عنہ نے کہا:

يَا خَاتَمَ النَّبَاءِ اِنَّكَ مُرْسَلٌ   بِالْخَيْرِ كُلَّ هُدَى السَّبِيْلِ هُدَاكَا
اِنَّ الْاِلٰهَ بَنٰى عَلَيْكَ مَحَبَّةً   فِيْ خَلْقِهٖ وَ مُحَمَّدًا سَمَّاكَا

”اے سلسلۂ نبوت کے خاتم! بے شک آپ صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ کے سچے رسول ہیں۔ آپ کی ہدایت ہی سب ہدایت ہے۔ بے شک اللہ تعالیٰ نے اپنی مخلوق میں آپ ہی کو محبوب بنایا اور آپ کا نام محمد صلی اللہ علیہ وسلم رکھا۔“[3]

---

[1] ابن كثير: السيرة النبوية (١/ ٣١٥ـ ٣١٦)
[2] مصدر سابق۔
[3] القرطبي، محمد بن أحمد، انصاری: الجامع لأحكام القرآن (٤/ ٢٢٢)

حضرت عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہ نے کہا:

وَفِيْنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ نَتْلُوْ كِتَابَهٗ ۔۔۔ اِذَا انْشَقَّ مَعْرُوْفٌ مِّنَ الْفَجْرِ سَاطِعُ

يَبِيْتُ يُجَافِيْ جَنْبَهٗ فِرَاشَهٗ ۔۔۔ اِذَا اسْتَثْقَلَتْ بِالْمُشْرِكِيْنَ الْمَضَاجِعُ

أَتٰى بِالْهُدٰى بَعْدَ الْعَمٰى فَقُلُوْبُنَا ۔۔۔ بِهٖ مُوْقِنَاتٌ أَنَّ مَا قَالَ وَاقِعُ

''اور ہم میں اللہ تعالیٰ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہیں اور ہم اس کی کتاب تلاوت کرتے ہیں، جب فجر طلوع ہوتی ہے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے پہلو کو فراش (بستر) سے علاحدہ رکھتے ہوئے رات گزارتے ہیں، جبکہ مشرکین گہری نیند ہوتے ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم جہالت کے بعد ہدایت لے کر آئے ہیں۔ پس ہمارے دل اس پر یقین رکھتے ہیں کہ جو بات آپ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں وہ واقع ہو کر رہتی ہے۔''[1]

حضرت اسود بن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

أَنْتَ الرَّسُوْلُ الَّذِيْ تُرْجٰى فَوَاضِلُهٗ ۔۔۔ عِنْدَ الْقُحُوْطِ اِذَا مَا أَخْطَأَ الْمَطَرُ

''آپ صلی اللہ علیہ وسلم وہ خاص رسول ہیں، جن کے احسانات کی اُمید قحط سالی میں کی جاتی ہے جب کہ بارش رک جائے۔''[2]

حضرت ظبیان بن کرادہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

فَأُشْهِدُ بِالْبَيْتِ الْعَتِيْقِ وَبِالصَّفَا ۔۔۔ شَهَادَةَ مَنْ اِحْسَانُهٗ مُتَقَبَّلُ

بِأَنَّكَ مَحْمُوْدٌ لَّدَيْنَا مُبَارَكٌ ۔۔۔ وَّفِيٌّ أَمِيْنٌ صَادِقُ الْقَوْلِ مُرْسَلُ

''میں البیت العتیق اور کوہِ صفا کو اس بات پر گواہ بناتا ہوں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم تعریف کیے گئے، دنیا کے لیے مبارک، باوفا، امانت دار، اور اپنے قول

---

[1] ابن كثير: السيرة النبوية (٣/ ٤٨٨)

[2] ابن حجر: الإصابة في تمييز الصحابة (١/ ٤٦)

میں سچے اللہ کے رسول ہیں۔ اور ان دونوں کی گواہی اس شخص کی گواہی کی طرح مقبول ہے، جس کی سچائی اور راست بازی مقبول و مسلم ہو۔"[1]

حضرت عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

إِنِّي تَفَرَّسْتُ فِيكَ الْخَيرَ أَعْرِفُهُ وَاللّٰهُ يَعْلَمُ أَنَّ مَاخَانَنِي الْبَصَرُ
أَنْتَ النَّبِيُّ وَمَنْ يُّحْرَمُ شَفَاعَتَهُ يَوْمَ الْحِسَابِ فَقَدْ أَزْرٰى بِهِ الْقَدَرُ
فَثَبَّتَ اللّٰهُ مَا آتَاكَ مِنْ حُسْنٍ تَثْبِيتَ مُوسٰى وَنَصْراً كَالَّذِي نُصِرُوْا

"بے شک میں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم میں خیر کو دیکھا اور اللہ تعالیٰ جانتا ہے کہ میری آنکھوں نے خیانت نہیں کی۔ آپ نبی صلی اللہ علیہ وسلم ہیں اور جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی شفاعت سے قیامت کے دن محروم رہا، تقدیر نے اس کو ذلیل کیا۔ پس اللہ تعالیٰ نے جو حسن آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو عطا کیا ہے، اس کو قائم رکھے جس طرح کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے حسن کو اس نے قائم رکھا۔ اور آپ کی ایسی مدد کرے جس طرح کہ اگلے نبیوں کی مدد کی گئی۔"[2]

حضرت کعب بن مالک رضی اللہ عنہ نے غزوۂ بدر کے موقع پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق فرمایا:

نَبِيٌّ لَّهٗ فِي قَوْمِهٖ إِرْثُ عِزَّةٍ وَّأَعْرَاقُ صِدْقٍ هَذَّبَتْهَا أُرُوْمُهَا

"آپ صلی اللہ علیہ وسلم ایسے نبی ہیں کہ انھیں اپنی قوم میں موروثی عزت حاصل ہے اور سچی صفات والے ہیں، جن کو اس کے اصول نے مہذب بنا دیا ہے۔"[3]

کعب بن مالک رضی اللہ عنہ نے کہا:

---

[1] ابن حجر: الإصابة (٢/ ٢٤١)

[2] ابن الأثير: أسد الغابة (٥/ ٢٤٦) مترجم از مولانا محمد عبدالشکور فاروقی لکھنوی۔

[3] عبدالملك بن هشام: أبو محمد: السيرة النبوية (٣/ ٢٦)

وَرَدْنَاهُ بِنُورِ اللّٰهِ يَجْلُوْ دُجَى الظَّلْمَاءِ عَنَّا وَالْغِطَاءِ
رَسُوْلُ اللّٰهِ يَقْدُمُنَا بِاَمْرٍ مِّنْ أَمْرِ اللّٰهِ أُحْكِمَ بِالْقَضَاءِ

''ہم اپنے ساتھ اللہ کا نور (ہدایت) لے کر اس مقام پر پہنچے ہیں، جو اندھیری رات کی تاریکی اور پردوں کو ہم سے دور کر رہا تھا۔ وہ نور اللہ تعالیٰ کا رسول ﷺ تھا، جو اللہ تعالیٰ کے احکام میں سے کسی حکم کے تحت ہمارے آگے چل رہا تھا، جس کو قضا وقدر سے مستحکم کر دیا گیا ہے۔''[1]

حضرت کعب بن مالک رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

وَفِيْنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ وَالْأَوْسُ حَوْلَهٗ لَهٗ مَعْقِلٌ مِّنْهُمْ عَزِيْزٌ وَّ نَاصِرٌ
فَلَمَّا لَقِيْنَاهُمْ وَكُلٌّ مُجَاهِدٍ لِأَصْحَابِهٖ بِهٖ مُسْتَبْسِلُ النَّفْسِ صَابِرٌ
شَهِدْنَا بِأَنَّ اللّٰهَ لَارَبَّ غَيْرُهٗ وَأَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ بِالْحَقِّ ظَاهِرٌ

''اور ہم میں رسول اللہ ﷺ ہیں اور اوس آپ ﷺ کے اردگرد ہیں۔ جو (نبی کریم ﷺ کے لیے) ایک مضبوط جائے پناہ اور مددگار ہیں۔ جب ہم ان سے ملتے ہیں تو حالت یہ ہوتی ہے کہ ہر مجاہد اپنے ساتھیوں کے لیے لڑائی میں کود پڑنے والا اور صابر ہوتا ہے۔ میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی رب نہیں اور رسول اللہ ﷺ حق کو لے کر ظاہر ہوئے۔''[2]

حضرت صفوان بن قدامہ رضی اللہ عنہ نے کہا:

تَحَمَّلَ صَفْوَانُ فَاَصْبَحَ غَادِيًا بِاَبْنَائِهٖ عَمَداً وَّخَلَّى الْمَوَالِيَا
طُلَّابَ الَّذِىْ وَآثَرتَ غَيرَهٗ فَشَتَّانَ مَا يَفْنٰى وَمَا كَانَ بَاقِيًا

---

[1] مصدر سابق (ص: ۲۷)

[2] ابن هشام: السيرة النبوية (۳/ ۱۵)

فَأَصْبَحْتَ مُخْتَارًا لِأَمْرٍ مُّفَنِّدٍ وَأَصْبَحَ صَفْوَانُ بِيَثْرِبَ ثَاوِيًا
بِأَبْنَائِهِ جَارَ الرَّسُوْلَ مُحَمَّدًا مُّجِيْبًا لَّهٗ اِذْ جَاءَ بِالْحَقِّ دَاعِيًا

''صفوان اپنے بیٹوں کو لے کر سفر کر گئے اور انھوں نے اپنے اعزہ کو چھوڑ دیا۔ وہ اس چیز کے طالب ہوئے، جو باقی رہے گی یعنی آخرت اور تو نے اس کے علاوہ دوسری چیز کو ترجیح دی۔ پس باقی رہنے والی اور فنا ہو جانے والی میں بڑا فرق ہے (جب میں گمراہ تھا) تو نے ایک خراب چیز (عارضی دنیا) کو حاصل کیا۔ (فہم و بصیرت عطا ہونے کے بعد) صفوان اپنے بیٹوں کو لے کر مدینہ میں رہنے لگے۔ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے پڑوسی ہو گئے اور جب رسول حق کے طرف بلاتے تھے، تو صفوان نے ان کی بات مان لی۔''[1]

حضرت سراقہ بن مالک رضی اللہ عنہ نے کہا:

أَبَا حَكَمٍ وَّاللّٰهِ لَوْكُنْتَ شَاهِدًا لِأَمْرِ جَوَادِيْ اِذْ تَسُوْخُ قَوَائِمُهٗ
عَلِمْتَ وَلَمْ تُشَكِّكُ بِأَنَّ مُحَمَّدًا رَسُوْلٌ بِبُرْهَانٍ فَمَنْ ذَا يُقَاوِمُهٗ
عَلَيْكَ بِكَفِّ الْقَوْمِ عَنْهُ فَاِنَّنِيْ أَرٰى أَمْرَهٗ لَنَا يَوْماً سَتَبْدُوْمَعَالِمُهٗ
بِأَمْرٍ يَّوَدُّ النَّاسُ النَّصْرَ فِيْهِ بِأَسْرِهِمْ بِأَنَّ جَمِيْعَ النَّاسِ طُرًّا، يُّسَالِمُهٗ

''اے ابو جہل! اللہ کی قسم! اگر تو میرے گھوڑے کا معاملہ دیکھ لیتا، جب اس کی ٹانگیں زمیں میں دھنسی جا رہی تھیں۔ عجیب بات تھی اور اس بات میں تو شک نہ کرتا کہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم برہان (اور دلیل کی بنیاد پر) رسول ہیں، تو کون آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا مقابلہ کر سکتا ہے؟ یعنی کوئی نہیں کر سکتا۔ تیرے اوپر لازم ہے کہ قوم کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے مقابلے سے باز رکھو، کیونکہ میں جانتا ہوں کہ ایک دن آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے نشانات ظاہر ہو جائیں گے، ایک ایسے

[1] ابن الأثير: أسد الغابة (٥/ ٧٥) مترجم از مولانا محمد عبدالشکور فاروقی لکھنوی.

امر کے بارے میں جس میں تو مدد کا خواہش مند ہوگا۔ اور یہ لوگ (قریش) اور تمام دوسرے لوگ چاہت کے ساتھ صلح کریں گے۔"[1]

ذاتِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم بطور سرچشمۂ ہدایت:

محمد بن عمر الواقدی نے اپنے رجال رواۃ سے روایت کی کہ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا حسبِ ذیل مرثیہ کہا ہے:

فَلَیْتَ الْمَمَاتَ لَنَا کُلِّنَا ۔۔۔ وَکُنَّا جَمِیْعاً مَّعَ الْمُهْتَدِیْ

"اے کاش! ہم سب کو موت آجاتی اور سب کے سب اسی ہدایت یافتہ کے ساتھ ہوتے۔"[2]

صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کو جب کسی مسئلے میں کوئی ابہام، اغلاق اور اشکال پیش آتا، تو وہ اس سلسلے میں بارگاہِ نبوت میں حاضر ہو کر عرض کرتے تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم فی ضوء الوحی ان کے اشکالات کا ازالہ فرما دیتے۔ چنانچہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے لیے "مُزِیْلُ الشُّکُوْك، دَافِعُ الْإِبْهَام، هَادِیُ السَّبِیْل، عَدِیْمُ الْمِثْل، بَاعِثِ طَمَانِیَّتْ اور دِلِیْل عَلَی الْحَقّ" تھے (اور تا قیامت، تمام جن وانس کے لیے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم سرچشمۂ ہدایت ہیں)۔

ابوسفیان بن حارث رضی اللہ عنہ نے کہا:

اَرِقْتُ وَ بَاتَ لَیْلِیْ لَا یَزُوْلُ ۔۔۔ وَلَیْلُ اَخِی الْمُصِیْبَةِ فِیْهِ طُوْلُ

وَاَسْعَدَنِی الْبُکَاءُ وَذَالِكَ فِیْمَا ۔۔۔ اُصِیْبَ الْمُسْلِمُوْنَ بِهٖ قَلِیْلُ

فَقَدْ عَظُمَتْ مُصِیْبَةٌ وَّجَلَّتْ ۔۔۔ عَشِیَّةَ قِیْلَ قَدْ قُبِضَ الرَّسُوْلُ

---

[1] ابن الأثیر: أسد الغابة (٤/ ٨٧٦) ابن حجر: الإصابة (٢/ ١٩) الاصابہ میں صرف پہلے دو اشعار ہیں۔

[2] ابن سعد: طبقات ابن سعد (٢/ ٣٥٢)

وَتُصْبِحُ اَرْضُنَا مِمَّا عَرَاهَا تَكَادُ بِنَا جَوَانِبُهَا تَمِيلُ
فَقَدْنَا الْوَحْىَ وَالتَّنْزِيلُ فِينَا يَرُوحُ بِهٖ وَ يَغْدُوْ جِبْرَئِيلُ
وَذَاكَ أَحَقُّ مَا سَالَتْ عَلَيْهِ نُفُوسُ النَّاسِ اَوْ كَادَتْ تَسِيلُ
نَبِيٌّ كَانَ يَجْلُو الشَّكَّ عَنَّا بِمَا يُوْحٰى اِلَيْهِ وَمَا يَقُوْلُ
وَيَهْدِيْنَا فَلَا نَخْشٰى ضَلَالًا عَلَيْنَا وَالرَّسُوْلُ لَنَا دَلِيْلٌ

’’میں جاگتا رہا اور میری رات ختم نہیں ہو رہی تھی اور مصیبت والے کی رات لمبی ہوتی ہے۔ اور رونے نے میری مدد کی، یعنی میں روتا رہا حتی کہ میرے دل کا بوجھ کچھ حد تک قابل برداشت ہوگیا، کیونکہ رونے سے رونے والے پر تکلیف و دکھ کے اثرات کم ہوتے ہیں۔ اور یہ اس مصیبت کے باعث تھا، جو مسلمانوں کو پہنچی، یہ رونا اس سے کم ہے۔ بے شک بہت بڑی مصیبت پیش آئی، جس رات یہ کہا گیا کہ رسول اللہ ﷺ وفات پا گئے۔ اور ہماری زمین کے جوانب ہمیں پھینک دینے کے قریب تھے۔ اس مصیبت کی وجہ سے جو ہماری زمین کو پیش آئی، ہم وحی اور قرآن کو کھو بیٹھے جس کو حضرت جبرئیل علیہ السلام صبح و شام لے کر آتے تھے۔ اور یہی چیز اس لائق ہے کہ لوگوں کے دل اس سے پگھل جائیں یا پگھلنے کے قریب ہو جائیں۔ آپ ﷺ ایک ایسے نبی تھے جو ہم سے وحی اور اپنی بات کے ذریعے شک دور فرماتے تھے۔ اور ہمیں سیدھی راہ دکھاتے تھے اور ہمیں گمراہ ہونے کا ڈر نہیں ہوتا تھا، کیونکہ رسول اللہ ﷺ ہمارے لیے دلیل اور رہنما تھے (اور ان کی وفات کے بعد قرآن وسنت قیامت تک ہمارے لیے سرچشمۂ ہدایت و راہنمائی ہیں)۔‘‘[1]

---

[1] ابن الأثير: أسد الغابة (١٠/ ٥٣٣، ٥٣٤) ابن كثير: البداية والنهاية (٥/ ٢٨١، ٢٨٢) ←

حضرت جہیش بن اویس نخعی رضی اللہ عنہ نے کہا:

اَلَا یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَنْتَ مُصَدَّقٌ   فَبُوْرِكْتَ مَهْدِيًّا وَّبُوْرِكْتَ هَادِيًا

شَرَعْتَ لَنَا دِيْنَ الْحَنِيْفَةِ بَعْدَ مَا   عَبَدْنَا كَاَمْثَالِ الْحَمِيْرِ طَوَاغِيًا

''خبردار! اے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! آپ کی بطور رسولِ برحق تصدیق کی گئی ہے۔ پس آپ مہدی و ہادی دونوں صورتوں میں بابرکت ہیں۔ ہمارے، گدھوں کی طرح سرکش شیاطین کی عبادت کرنے کے بعد، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمارے لیے دینِ حنیف مشروع کیا۔''[1]

ہاتف غیبی رضی اللہ عنہ نے کہا:

أَلَا اَيُّهَا الرَّكْبُ الْمُعَرِّسُ بَلِّغُوْا   اِذَا مَا وَقَفْتُمْ بِالْحَطِيْمِ وَ زَمْزَمَا

مُحَمَّدًا الْمَبْعُوْثَ مِنَّا تَحِيَّةً   تُشَيِّعُهٗ مِنْ حَيْثُ سَارَ وَ يَمَّمَا

وَ قُوْلُوْا لَهٗ اِنَّا لِدِيْنِكَ شِيْعَةٌ   بِذَالِكَ أَوْصَانَا الْمَسِيْحُ بْنُ مَرْيَمَا

''خبردار! اے پڑاؤ کیے ہوئے سوار! جب تم حطیم اور زمزم میں ٹھہرو! تو محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو، جو اللہ کی طرف سے مبعوث ہیں ہماری طرف سے ایسا سلام کہنا جو ان کو جہاں جائیں اور جانے کا ارادہ کریں شامل رہے۔ اور ان کو کہنا کہ بے شک ہم تیرے دین کے فداکار اور حمایتی ہیں۔ عیسیٰ بن مریم علیہ السلام نے ہمیں اس کی وصیت کی ہے۔''[2]

حضرت اصید بن سلمہ رضی اللہ عنہ نے کہا:

به مصطفیٰ برساں خویش را کہ دین ہمہ اوست   گر بہ او نرسیدی تمام بولہبی است

(اقبال)

[1] ابن حجر، أحمد بن علي بن حجر، العسقلاني: الإصابة في تميز الصحابة (١/ ٢٥٥)

[2] ابن حجر، العسقلاني: الإصابة في تميز الصحابة (١/ ٢٣٦)

إِنَّ الَّذِیْ سَمَكَ السَّمَاءَ بِقُدْرَةٍ ۔۔۔ حَتّٰی عَلَا فِیْ مُلْكِهٖ فَتَوَحَّدَا
بَعَثَ الَّذِیْ لَا مِثْلُهٗ فِیْمَا مَضٰی ۔۔۔ یَدْعُوْ لِرَحْمَتِهِ النَّبِیِّ مُحَمَّدًا
ضَغِمُ الدَّسِیْعَةِ كَالْغَزَالَةِ وَجْهُهٗ ۔۔۔ قَرْنًا تَاَزَّرَ بِالْمَكَارِمِ وَ ارْتَدٰی
فَدَعَا الْعِبَادَ لِدِیْنِهٖ فَتَتَابَعُوْا ۔۔۔ طَوْعًا وَّ كَرْهًا مُّقْبِلِیْنَ عَلَی الْهُدٰی
وَتَخَوَّفُوا النَّارَ الَّتِیْ مِنْ اَجْلِهَا ۔۔۔ كَانَ الشَّقِیُّ فِی الخَاسِرِ الْمُتَلَدِّدَا
وَاعْلَمْ بِأَنَّكَ مَیِّتٌ وَّ مُحَاسَبٌ ۔۔۔ فَإِلَیَّ حَتّٰی (أَمْنَعَكَ عَنْ) هٰذِی الضَّلَالَةِ وَالرَّدٰی

”بے شک جس نے قدرت سے آسمان کو بلند کیا ہے، یہاں تک کہ وہ اپنی بادشاہت میں یکتا ہے، اس نے ایک ایسے شخص کو نبی بنا کر بھیجا ہے جس کی مثل اگلوں میں بھی کوئی نہیں گزرا (اور نہ قیامت تک آئے گا)۔ وہ (رسول ﷺ) اللہ کی رحمت کی طرف لوگوں کو بلاتے ہیں، بڑے عالی طبیعت ہیں اور صبح کی طرح ان کا چہرہ چمک رہا ہے، ایک بزرگ ہیں، جو عمدہ اخلاق سے قوی اور آراستہ ہیں، انھوں نے اللہ کے بندوں کو دین کی طرف بلایا اور انھوں نے ان کی پیروی کی چنانچہ خوشی ناخوشی سے[1] سب (ان کی پیروی کی بدولت) ہدایت کی طرف آئے اور اس آگ سے ڈر گئے جس کے لیے بدبخت نقصان والے ادھر ادھر بھٹکتے پھرتے ہیں، اے باپ! تو یقین کر لے تو مرے گا اور تجھ سے حساب لیا جائے گا، لہٰذا تو میری طرف آ تا کہ میں تجھے گمراہی اور ہلاکت سے باز رکھوں۔“[2]

جب اسید کے والد نے بیٹے کا خط پڑھا تو یہ بھی نبی ﷺ کی طرف آئے اور

[1] بعض اسلام کی مخالفت میں بضد تھے، لیکن حقانیت اسلام، صداقت دین اور اپنے ضمیر کی آواز کے سامنے بالآخر انھیں سر تسلیم خم ہونا پڑا۔

[2] ابن الأثیر: أسد الغابة (١/ ١٧٦، ١٧٧)

اسلام قبول کرلیا۔

حضرت عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہ نے کہا:

وَفِيْنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ نَتْلُوْ كِتَابَهٗ ... اِذَا انْشَقَّ مَعْرُوْفٌ مِّنَ الْفَجْرِ سَاطِعٌ

يَبِيْتُ يُجَافِيْ جَنْبَهٗ فِرَاشَهٗ ... اِذَا اسْتَثْقَلَتْ بِالْمُشْرِكِيْنَ الْمَضَاجِعُ

أَتٰى بِالْهُدٰى بَعْدَ الْعَمٰي فَقُلُوْبُنَا ... بِهٖ مُوْقِنَاتٌ أَنَّ مَا قَالَ وَاقِعٌ

''اور ہم میں اللہ تعالیٰ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہیں اور ہم اس کی کتاب تلاوت کرتے ہیں، جب فجر طلوع ہوتی ہے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے پہلو کو فراش (بستر) سے علاحدہ رکھتے ہوئے رات گزارتے ہیں، جبکہ مشرکین گہری نیند ہوتے ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم جہالت کے بعد ہدایت لے کر آئے ہیں۔ پس ہمارے دل اس پر یقین رکھتے ہیں کہ جو بات آپ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں وہ واقع ہو کر رہتی ہے۔''[1]

حضرت عباس بن مرداس رضی اللہ عنہ نے کہا:

يَا خَاتَمَ النَّبَاءِ اِنَّكَ مُرْسَلٌ ... بِالْخَيْرِ كُلُّ هُدَى السَّبِيْلِ هُدَاكَا

اِنَّ الْاِلٰهَ بَنٰى عَلَيْكَ مَحَبَّةً ... فِيْ خَلْقِهٖ وَ مُحَمَّداً سَمَّاكَا

''اے سلسلۂ نبوت کے خاتم! بے شک آپ صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ کے سچے رسول ہیں۔ آپ کی ہدایت ہی سب ہدایت ہے۔ بے شک اللہ تعالیٰ نے اپنی مخلوق میں آپ ہی کو محبوب بنایا اور آپ کا نام محمد صلی اللہ علیہ وسلم رکھا۔''[2]

حضرت عمرو بن معدی کرب رضی اللہ عنہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات پر انوار کی بابت یوں مدح سرائی کرتے ہیں:

---

[1] ابن كثير: السيرة النبوية (٣/ ٤٨٨)

[2] القرطبي، محمد بن أحمد، انصاري: الجامع لأحكام القرآن (٤/ ٢٢٢)

اِنَّنِیُ بِالنَّبِیِّ مُوُقِنَةٌ نَفۡسِیُ وَاِن لَّمۡ اَرَ النَّبِیَّ عَیَانَا
سَیِّدُ الۡعَالَمِیۡنَ طُرًّا وَّ اَدۡنَا هُمُ اِلَی اللّٰهِ حِیۡنَ بَانَ مَکَانَا
جَاءَ بِالنَّامُوۡسِ مِن لَّدُنِ اللّٰهِ وَکَانَ الۡاَمِیۡنَ فِیۡهِ الۡمُعَانَا
حِکۡمَةً بَعۡدَ حِکۡمَةٍ وَّضِیَاءً فَاهۡتَدَیۡنَا بِنُوۡرِهَا مِنۡ عُمَانَا
وَرَکِبۡنَا السَّبِیۡلَ حِیۡنَ رَکِبۡزَ اهُ جَدِیۡدًا بِکُرۡهِنَا وَرِضَانَا
وَعَبَدۡنَا الۡاِلٰهَ حَقًّا وَّ کُنَّا لِلۡجَهَالَاتِ نَعۡبُدُ الۡاَوۡثَانَا
وَائۡتَلَفۡنَا بِهٖ وَکُنَّا عَدُوًّا فَرَجَعۡنَا بِهٖ مَعًا اِخۡوَانًا
فَعَلَیۡهِ السَّلَامُ وَالسَّلَامُ مِنَّا حَیۡثُ کَانَ مِنَ الۡبِلَادِ وَکَانَا
اِن لَّمۡ نَکُنۡ نَّرَ النَّبِیَّ فَاِنَّا قَدۡ تَبِعۡنَا سَبِیۡلَهٗ اِیۡمَانًا

''میرا نفس نبی کریم ﷺ پر یقین رکھتا ہے (کہ وہ اللہ کے سچے نبی ہیں) اگرچہ میں نبی کریم ﷺ کو ظاہری طور پر نہیں دیکھتا۔ آپ ﷺ عالم کے سردار ہیں اور ان میں رتبے کے لحاظ سے آپ ﷺ تمام لوگوں سے زیادہ اللہ تعالیٰ کے قریب ہیں۔ آپ ﷺ اللہ تعالیٰ کی طرف سے وحی لے کر آئے۔ اور آپ ﷺ اس میں ایسے امین ہیں، جن کی اللہ تعالیٰ کی طرف سے مدد کی جاتی ہے۔ (تعلیماتِ رسول ﷺ میں) حکمت پہ حکمت اور روشنی ہے اور انھیں (تعلیمات) کے نور سے ہم نے گمراہی میں سے ہدایت پائی ہے۔ اور ہم نے راستہ اختیار کیا جب اختیار کیا، چاہے خوشی سے اختیار کیا یا ناخوشی سے [1] اور ہم نے حق کے ساتھ اللہ تعالیٰ کی عبادت کی اور ہم جہالت سے بتوں کی عبادت کرتے تھے اور ہم

[1] دلائلِ قویہ اور براہینِ قاطعہ نے بہت سے لوگوں (ابوسفیان، عمر، عمرو بن العاص، عبداللہ بن الزبعری وغیرہم) کو مجبور کر دیا کہ وہ بے بس ہو کر اسلام کی حقانیت کا اعتراف و اعلان کریں۔

آپ ﷺ کے طفیل متحد ہوئے۔ حالانکہ ہم دشمن تھے اور ہم بھائی بھائی بن گئے۔ پس آپ ﷺ پر سلام ہو۔ اور ہماری طرف سے آپ ﷺ پر سلام ہو، (اللہ کی) زمین پر جہاں بھی آپ ﷺ ہوں۔ اگرچہ ہم نبی کریم ﷺ کو نہیں دیکھتے، لیکن ہم نے ایمان کے ساتھ آپ ﷺ کے راستے کی پیروی کی۔"[1]

حضرت عامر بن سنان رضی اللہ عنہ نے کہا:

وَاللّٰه! لَوۡلَا أَنۡتَ مَا اهۡتَدَيۡنَا   وَلَا تَصَدَّقۡنَا وَلَا صَلَّيۡنَا

فَأَنۡزِلَنۡ سَكِيۡنَةً عَلَيۡنَا   وَثَبِّتُ الۡأَقۡدَامَ اِن لَّاقَيۡنَا

اِنَّ بَنِى الۡكُفَّارِ قَدۡ بَغَوۡا عَلَيۡنَا   وَاِنۡ أَرَادُوۡا فِتۡنَةً أَبَيۡنَا

"اللہ کی قسم! اگر آپ نہ ہوتے (اور آپ ہمیں، اللہ کے فضل و کرم سے، اللہ کا دین نہ سکھاتے) تو ہم لوگ کبھی ہدایت نہ پاتے، نہ زکاۃ دیتے اور نہ نماز پڑھتے۔ پس اے اللہ! اطمینان قلب ہم پر نازل کر۔ اور جب ہم دشمن کے مقابلہ پر جائیں تو ہمارے قدموں کو ثابت قدم رکھ، بے شک ان کافر زادوں نے ہم پر سرکشی کی ہے اور جب وہ کسی فتنے کا ارادہ کرتے ہیں تو ہم نہیں مانتے۔"[2]

حضرت عبداللہ بن الزبعری رضی اللہ عنہ نے کہا:

يَارَسُوۡلَ الۡمَلِيۡكِ اِنَّ لِسَانِىۡ   رَاتِقٌ مَّا فَتَقۡتُ اِذۡ أَنَا بُوۡرٌ

اِذۡ أُجَارِى الشَّيۡطَانَ فِىۡ سُنَنِ   الۡغَيِّ وَمَن مَّالَ مَيۡلَهٗ مَثۡبُوۡرٌ

جِئۡتَنَا بِالۡيَقِيۡنِ وَالۡبِرِّ وَالصِّدۡ   قِ وَفِى الصِّدۡقِ وَالۡيَقِيۡنِ سُرُوۡرٌ

---

[1] إسماعيل بن كثير: السيرة النبوية (٤/ ١٤٠)

[2] ابن الأثير: أسد الغابة (٥/ ١٤٨)

آمَنَ اللَّحْمُ وَالْعِظَامُ لِرَبِّی ثُمَّ قَلْبِی الشَّهِيدُ أَنْتَ النَّذِيرُ
اِنَّ مَاجِئْتَنَا بِهٖ حَقٌّ صِدْقٌ سَاطِعٌ نُوْرُهٗ مُضِیْءٌ مُّنِيرٌ
اَذْهَبَ اللّٰهُ ضِلَّةَ الْجَهْلِ عَنَّا وَأَتَانَا الرَّخَاءُ وَالْمَيْسُوْرُ
اَنَّنِیْ عَنْكَ زَاجِرٌ ثُمَّ حَیًّا مِنْ لُّؤَیٍّ وَكُلِّهِمْ مَّغْرُوْرٌ

''اے اللہ کے رسول! بے شک میری زبان (کلمۂ شہادت) سے بند تھی، میں نہ کھول سکا، جس وقت میں ہلاکت میں تھا، یعنی جب میں شیطان کے برابر گمراہی کے راستوں پر چلتا تھا۔ اور جو شخص اس کی طرف جھکا برباد ہوا۔ میرا گوشت اور ہڈیاں آپ ﷺ کے کہے پر ایمان لائیں۔ پس میرا نفس گواہ ہے کہ آپ ڈرانے والے ہیں، جو کچھ آپ ہمارے پاس لائے وہ ٹھیک درست ہے۔ اس کی روشنی بلند و تاب ہے۔ آپ ہمارے پاس یقین بھلائی اور سچائی لے کر آئے اور سچائی اور یقین ہی میں خوشی ہے۔ اللہ ہم سے جہالت و گمراہی لے گیا اور ہمارے پاس نرمی اور آسانی لایا۔''[1]

حضرت ابوسفیان بن حارث رضی اللہ عنہ نے کہا:

يَدْعُوْ اِلَى الْحَقِّ لَا يَبْغِیْ بِهٖ بَدْلًا يَجْلُوْ بِضَوْءِ سِنَاهُ دَاجِی الظُّلُمٰتِ

''آپ ﷺ حق کی طرف بلاتے ہیں اور اس کا بدلہ نہیں چاہتے اور اپنے نیزے کی روشنی سے تاریکی کو دور کرتے ہیں۔''[2]

---

(1) ابن الأثير: أسد الغابة (٥/ ٢٤٩، ٢٥٠)

اے ہادیٔ برحق تیری ہر بات ہے سچی دیدہ سے بھی بڑھ کر ہے تیرے لب سے شنیدہ

(2) السيوطي: جلال الدين، عبدالرحمان: الإتقان في علوم القرآن (١/ ١٢٠) شركة مكتبة و مطبعة مصطفى البالی الجلبی و أولاده بمصر.

کفر کی ظلمت جس نے مٹائی　　　دیں کی دولت جس نے لٹائی

لہرایا توحید کا پرچم ﷺ

ذات رسول ﷺ سب سے زیادہ حسین وخوبصورت:

حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ نے رسولِ کریم ﷺ کی ذات کی یوں ثناء خوانی کی ہے:

وَأَحْسَنَ مِنْكَ لَمْ تَرَ قَطُّ عَيْنِىْ　　　وَأَجْمَلَ مِنْكَ لَمْ تَلِدِ النِّسَاءُ

خُلِقْتَ مُبَرَّأً مِّنْ كُلِّ عَيْبٍ　　　كَأَنَّكَ قَدْ خُلِقْتَ كَمَا تَشَاءُ

''اور (اے نبی ﷺ) آپ سے زیادہ حسین میری آنکھ نے کبھی دیکھا ہی نہیں۔ اور آپ سے زیادہ خوبصورت کسی عورت نے کبھی جنا ہی نہیں۔ آپ ہر عیب سے پاک جنے گئے ہیں۔ گویا کہ آپ ﷺ یقیناً ویسے پیدا کیے گئے جیسے آپ چاہتے تھے۔''[1]

ذاتِ رسول ﷺ بطور ہاشمی سید اور خیر الوریٰ:

حضرت عبداللہ بن زبعری رضی اللہ عنہ نے کہا:

مَنَعَ الرُّقَادَ بَلَابِلٌ وَهُمُوْمٌ　　　وَاللَّيْلُ مُعْتَلِجُ الرُّوَاقِ بَهِيْمٌ

مِمَّا اَتَانِىْ اَنَّ اَحْمَدَ لَامَنِىْ　　　فِيْهِ فَبِتُّ كَاَنَّنِىْ مَحْمُوْمٌ

يَا خَيْرَ مَنْ حَمَلَتْ عَلٰى اَوْصَالِهَا　　　عِيْرَانَة سَرْح الْيَدَيْنِ غَشُوْمٌ

اِنِّىْ لَمُعْتَذِرٌ اِلَيْكَ مِنَ الَّذِىْ　　　اَسْدَيْتُ اِذْ اَنَا فِى الضَّلَالِ اَهِيْمُ

اَيام تَامُرُنِىْ بِاَغْوٰى خُطَّةٍ　　　سَهْمٌ وَتَامُرُنِىْ بِهَا مَخْزُوْمٌ

وَاَمَدُّ اَسْبَابَ الرَّدٰى وَيَقُوْدُنِىْ　　　اَمْرُ الْغُوَاةِ وَاَمْرُهُمْ مَّشُوْمٌ

فَالْيَوْمَ آمَنَ بِالنَّبِىِّ مُحَمَّدٍ　　　قَلْبِىْ وَ مُخْطِئُ هٰذِهٖ مَحْرُوْمٌ

---

[1] شرح دیوان حسان بن ثابت الانصاری (ص: ٦٦)

مَضَتِ الْعَدَاوَةُ وَانْقَضَتْ اَسْبَابُهَا وَدَعَتْ اَوَاصِرُ بَيْنَنَا وَحُلُوْمٌ

فَاغْفِرْ فِدًى لَّكَ وَالِدَایَ كِلَاهُمَا زَلَلِیْ فَاِنَّكَ رَاحِمٌ مَّرْحُوْمٌ

وَعَلَيْكَ مِنْ عَلَمِ الْمَلِيْكِ عَلَامَةٌ نُوْرٍ اَغَرَّ وَ خَاتَمٌ مَّخْتُوْمٌ

اَعْطَاكَ بَعْدَ مَحَبَّةٍ بُرْهَانَهٗ شَرَفًا وَّبُرْهَانُ الْاِلٰهِ عَظِيْمٌ

وَلَقَدْ شَهِدْتُّ بِاَنَّ دِيْنَكَ صَادِقٌ حَقٌّ وَاَنَّكَ فِی الْعِبَادِ جَسِيْمٌ

وَاللّٰهُ يَشْهَدُ اَنَّ اَحْمَدَ مُصْطَفٰی مُسْتَقْبَلٌ فِی الصَّالِحِيْنَ كَرِيْمٌ

قَرْمٌ عَلَا بُنْيَانُهٗ مِنْ هَاشِمٍ فَرْعٌ تَمَكَّنَ فِی الذُّرٰی وَاَرُوْم

”آفات و بلیات نے نیند کو آنے سے روک دیا اور مصیبت زدہ کی رات پریشان کن ہی ہوتی ہے۔ مجھے یہ بات پہنچی ہے کہ حضرت احمد ﷺ نے مجھے اس (میری ضلالت وگمراہی کے ضمن) میں ملامت فرمائی ہے۔ ازبسکہ میں نے رات ایسے گزاری گویا مجھے بخار تھا۔ اے سب سے بہترین شخص! جسے ایک مضبوط اور تیز رفتار اونٹ نے پیٹھ پر بٹھایا ہو، میں آپ ﷺ کے حضور اس چیز سے عذر پیش کرتا ہوں جو مجھ سے ایسی حالت میں سرزد ہوئی، جبکہ میں گمراہی میں بھٹک رہا تھا، جس وقت سہم و مخزوم مجھ کو سرکشی کا حکم دیتے تھے اور میں خواہش کے اسباب کو بڑھاتا تھا اور سرکش آگ مجھے کھینچ رہی تھی اور حقیقت حال یہی ہے کہ ان کا کام بالکل برا اور معیوب ہے۔ آج میں نبی کریم محمد ﷺ پر دل سے ایمان رکھتا ہوں اور اس سے کنارہ کش رہنے والا محروم ہوتا ہے۔ وہ دشمنی اور اس کے اسباب ختم ہوئے، جس کے بارے میں ہمارے درمیان دستاویزات اور ہماری عقلیں بلاتی تھیں۔ آپ ہماری لغزشوں کو معاف فرمائیں۔ میرے والدین آپ پر قربان جائیں۔ آپ ﷺ رحم کرنے

والے اور مرحوم ہیں۔ اور آپ ﷺ پر اللہ تعالیٰ کی علامتوں میں سے علامت ہے، ایک روشن نور اور مہرِ نبوت ہے۔ اللہ نے آپ ﷺ کو محبت کے بعد بزرگی اور شرافت کے طور پر دلیل عطا فرمائی اور اللہ کی دلیل بڑی ہوتی ہے۔ اور میں گواہی دیتا ہوں کہ آپ ﷺ کا دین سچا اور حق ہے اور آپ ﷺ بندوں میں بڑے جرات مند ہیں اور اللہ تعالیٰ گواہ ہے کہ احمد مصطفیٰ ﷺ نیکیوں میں مقبول اور کریم ہیں۔ آپ ﷺ سردار ہیں، آپ ﷺ کی اصل بنیاد ہاشم ہے اور آپ ﷺ قوم سے شرافت اور جلال میں فائق ہیں اور آپ ﷺ کریم النفس ہیں۔''

عوام بن جہیل رضی اللہ عنہ نے کہا:

مَن مُّبَلِّغٌ عَنَّا شَامِی قَومنَا وَمَنْ حَلَّ بِالْاَجْوَافِ سِرًّا وَّ جَهْرًا

بِاَنَّا هَدَانَا اللّٰهُ لِلْحَقِّ بَعْدَ مَا تَهُوْدُ مِنَّا حَائِرٌ وَّ تَنَصَّرَا

وَاَنَّا سَرَيْنَا مِن يَّغُوْثَ وَقُرْبِهٖ يَعُوْقَ وَ تَابَعْنَاكَ يَاخَيْرَ الْوَرٰى

''ہماری طرف سے ہماری قوم کے بلند و بالا فرد کو اور اس کو جو اجواف میں سراً اور علانیاً اترے، پہنچا دو کہ اللہ تعالیٰ نے ہمیں حق کی طرف، اس کے بعد ہدایت دی کہ ہم میں سے ایک گروہ یہودی یا عیسائی ہوگیا۔ ہم یغوث اور اس کے قرب یعوق سے بوقت رات چلے اور ہم نے اے خیر الوریٰ! آپ کی پیروی کی۔''[1]

ذاتِ رسول ﷺ کے لیے صحابہ رضی اللہ عنہم کی فدا کاری:

ایک مرتبہ ابو سفیان نے رسول اللہ ﷺ کی ہجو کی تو حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ نے اس کا جواب دیتے ہوئے ذاتِ رسول ﷺ کی بابت اپنے جذبات کا

[1] ابن حجر: الإصابة (٣/٤١)

اظہار یوں فرمایا:

هَجَوْتَ مُحَمَّداً فَاَجَبْتُ عَنْهُ وَعِنْدَ اللّٰهِ فِیْ ذَاكَ الْجَزَاءُ

اَتَهْجُوْهُ وَ لَسْتَ لَهٗ بِكُفْءٍ فَشَرُّكُمَا لِخَيْرِكُمَا الْفِدَاءُ

هَجَوْتَ مُبَارَكًا بَرًّا حَنِيْفاً اَمِيْنَ اللّٰهِ شِيْمَتُهُ الْوَفَاءُ

فَمَنْ يَّهْجُوْ رَسُوْلَ اللّٰهِ مِنْكُمْ وَيَمْدَحُهٗ وَيَنْصُرُهٗ سَوَاءُ

فَاِنَّ اَبِیْ وَوَالِدَهٗ وَعِرْضِیْ لِعِرْضِ مُحَمَّدٍ مِّنْكُمْ وِقَاءُ

''تو نے حضرت محمد ﷺ کی ہجو کی تو میں نے اس کا جواب دیا اور اللہ تعالیٰ کے ہاں اس کا بدلہ ثواب ملے گا۔ کیا تو ایسے شخص کی ہجو کرتا ہے جس کا تو ہمسر نہیں؟ پس تم دونوں میں سے جو شریر (ابوسفیان) ہے وہ اس پر فدا ہو جائے جو تم دونوں میں سے بہتر (رسول کریم ﷺ) ہے۔ تو نے ایک مبارک نیک موحد اور اللہ تعالیٰ کے امین کی ہجو کی، جن کی عادت ہی وفا ہے۔ پس تم میں جو رسول اللہ ﷺ کی ہجو کرتا ہے اور آپ کی تعریف و نصرت کرتا ہے، برابر ہیں۔ پس میرا باپ اور میرے باپ کا باپ اور میری آبرو، آپ لوگوں کے مقابلے میں، حضرت محمد ﷺ کی آبرو کے واسطے ڈھال ہے۔''[1]

جارود بن معلیٰ رضی اللہ عنہ نے کہا:

شَهِدتُّ بِاَنَّ اللّٰهَ حَقٌّ وَّسَامَحَتْ بَنَاتُ فُؤَادِیْ بِالشَّهَادَةِ وَالنَّهْضِ

فَاَبْلِغْ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ عَنِّیْ رِسَالَةً بِاَنِّیْ حَنِيْفٌ حَيْثُ كُنْتُ مِنَ الْاَرْضِ

فَاِنْ لَّمْ تَكُنْ دَارِیْ بِيَثْرِبَ فِيْكُمْ فَاِنِّیْ لَكُمْ عِنْدَ الْاِقَامَةِ وَالْخَفْضِ

[1] دیوان حضرت حسان بن ثابت انصاری (ص: ۵۲، ۵۳، مترجم) شرح دیوان حسان بن ثابت الانصاری (ص: ۶۴، ۶۵)

وَاجْعَلُ نَفْسِیُ دُوْنَ کُلِّ مُلِمَّةٍ　　لَکُمْ جُنَّةً مِّنْ دُوْنِ عِرْضِکُمْ عِرْضِیُ

''میں نے گواہی دی کہ اللہ تعالیٰ برحق ہیں اور میرے دل کی اتھاہ گہرائیوں نے گواہی دی اور (حق کے لیے) اٹھنے کے سلسلے میں موافقت کی۔ پس تم میری طرف سے رسول ﷺ کو پیغام پہنچا دو کہ میں زمین میں جہاں کہیں رہوں ایک اللہ کی طرف جھکنے والا بن کر رہوں گا۔ اگرچہ میرا گھر تمھارے درمیان یثرب میں نہیں ہے۔ پھر بھی میں تمھارے لیے اقامت وخفض میں وقف ہوں۔ ہر آفت و مصیبت کے مقابلے میں میں اپنی جان کو پیش کرتا ہوں اور تمھاری عزت کے دفاع کے لیے اپنی عزت کو ڈھال بناتا ہوں۔''[2]

محیصہ رضی اللہ عنہ نے کہا:

یَلُوْمُ ابْنُ أُمِّیُ لَوْ أُمِرْتُ بِقَتْلِهٖ　　لَطُبِّقَتُ ذُفْرَاهُ بِأَبْيَضَ قَاضِبٍ

حَسَّامٍ کَلَوْنِ الْمِلْحِ خَلُصَ صَقْلُهٗ　　مَتٰی مَا أَصُوْبُهٗ فَلَیْسَ بِکَاذِبٍ

وَمَا ضَرَّنِیُ أَنِّیُ قَتَلْتُكَ طَائِعًا　　وَاِنَّ لَنَا مَا بَیْنَ بَصْرٰی وَمَارِبَ

''میری ماں کا بیٹا (میرا بھائی) ملامت کرتا ہے۔ (اس لیے کہ میں نے ابن سنینہ یہودی کو قتل کر دیا، حالانکہ) اگر مجھے خود اس کے قتل کا حکم دیا جائے تو اس کے کانوں کے پیچھے کی دونوں ہڈیاں سفید چمکتی ہوئی کاٹنے والی تلوار سے ضرور کاٹ دوں۔ ایسی تلوار سے جو نمک کے رنگ کی طرح (سفید) اور اس کی صیقل خالص ہے۔ جب میں اس پر وار کروں تو غلط پڑنے والی نہیں ہوتی اور مجھے کیا خوشی ہوگی کہ اپنے مطیع ہونے کے لحاظ

[1] ابن حجر، العسقلانی: الإصابة فی تمیز الصحابة (١/ ٢١٧)

سے تجھے قتل کردوں اور ہم دونوں کے درمیان بصری اور مآرب کی درمیانی مسافت ہو۔"[1]

حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ نے کہا:

اَلَا هَلْ اَتٰى رَسُوْلَ اللّٰهِ اَنِّیْ حَمَیْتُ صَحَابَتِیْ بِصُدُوْرِ نَبْلِیْ
اَزُوْدُ بِهَا عَدُوَّهُمْ زِیَاداً بِكُلِّ حَزُوْنَةٍ وَّبِكُلِّ سَهْلٍ
فَمَا یُعْتَدُّ رَامٍ مِّنْ مُّحَمَّدٍ بِسَهْمٍ مَّعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ قَبْلِیْ

"اے کہ وہ (میری طرف سے عملی شہادت نامہ) رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا ہے کہ میں نے اپنے تیروں کی نوک سے اپنے ہمراہیوں کی حفاظت کی۔ میں ان تیروں کے ذریعے ان کے دشمن کو رفع کرتا تھا۔ ہر سخت زمین سے اور ہر نرم زمین سے، مجھ سے پہلے کوئی رسول ﷺ کا تیر انداز نہیں شمار ہوتا تھا۔"[2]

حضرت عبداللہ بن جحش رضی اللہ عنہ نے کہا:

تَعُدُّوْنَ قَتْلًا فِی الْحَرَامِ عَظِیْمَةً وَاَعْظَمُ مِنْهُ لَوْ یَرَى الرُّشْدَ رَاشِدٌ
صُدُوْرُكُمْ عَمَّا یَقُوْلُ مُحَمَّدٌ وَّكُفْرٌ بِهٖ وَاللّٰهُ رَاءٍ وَّشَاهِدٌ
وَ اِخْرَاجُكُمْ مِنْ مَّسْجِدِ اللّٰهِ اَهْلَهٗ لِئَلَّا یُرَى لِلّٰهِ فِی الْبَیْتِ سَاجِدٌ
فَاِنَّا وَاِنْ عَیَّرْتُمُوْنَا بِقَتْلِهٖ وَاُرْجِفَ بِالْاِسْلَامِ بَاغٍ وَّحَاسِدٌ
سَقَیْنَا مِنِ ابْنِ الْحَضْرَمِیِّ رِمَاحَنَا بِنَخْلَةِ لَمَّا اَوْقَدَ الْحَرْبَ وَاقِدٌ
دَماً وَّ۔ابْنُ عَبْدِاللّٰهِ عُثْمَانُ بَیْنَنَا یُنَازِعُهٗ غِلٌّ مِّنَ الْقَدِّ* عَانِدٌ

[1] ابن هشام: السيرة النبوية (٣/ ٦٢، ٦٣)

[2] ابن سعد: طبقات ابن سعد (٣/ ٢٦٠، ٢٦١، مترجم از علامہ عبداللہ العمادی)

* قد کا مطلب ہے ایک چمڑے کا برتن کوڑا بغیر دباغت دیے ہوئے چمڑے کا تسمہ "قد یقد ←

''حرمت والے مہینے میں تم قتل کو گناہ کبیرہ شمار کرتے ہو، حالانکہ تمھارا اس حق سے روکنا، جو محمد ﷺ کہتے ہیں اور اس حق کا تمھارا کفر کرنا، اس قتل سے جو حرمت والے مہینے میں ہو، زیادہ بڑا گناہ ہے کاش کوئی ہدایت یافتہ دیکھے اور اللہ دیکھنے والا اور شاہد ہے۔ اسی طرح اے کفار مکہ! تمھارا اللہ کے گھر سے اس کے اہل کو نکالنا، حرمت والے مہینے میں قتل کرنے سے زیادہ بڑا گناہ ہے۔ (تم نے یہ گناہ اس لیے کیا) تاکہ اللہ کے گھر میں، اللہ کو کوئی سجدہ کرنے والا نہ دیکھا جا سکے۔ نخلہ کے مقام پر جب لڑائی بھڑکانے والے نے لڑائی کو بھڑکایا تو بلاشبہہ ہم نے اپنے نیزوں کو ابن الحضرمی کا خون پلایا اگرچہ تم نے ہمیں اس کے قتل کی عار دلائی اور باغی و حاسد اسلام سے کانپ اٹھے۔ اور عبداللہ کے بیٹے عثمان ہمارے درمیان ہیں اور کینہ وعناد رکھنے والا پیٹ کے درد کی وجہ سے ان سے نزاع کرتا ہے۔''[1]

حضرت حسان نے کہا:

وَفَوْا يَوْمَ بَدْرٍ لِلرَّسُوْلِ وَفَوْقَهُمْ	ظِلَالُ الْمَنَايَا وَالسُّيُوْفُ اللَّوَامِعُ
دَعَا فَاَجَابُوْهُ بِحَقٍّ وَّكُلُّهُمْ	مُطِيْعٌ لَّهٗ فِيْ كُلِّ اَمْرٍ وَّ سَامِعٌ
فَمَا بَدَّلُوْا حَتّٰى تَوَافَوْا جَمَاعَةً	وَّلَا يَقْطَعُ الْاٰجَالَ اِلَّا الْمَصَارِعُ
لِاَنَّهُمْ يَرْجُوْنَ مِنْهُ شَفَاعَةً	اِذَا لَمْ يَكُنْ اِلَّا النَّبِيِّيْنَ شَافِعٌ
وَذَالِكَ يَا خَيْرَ الْعِبَادِ بَلَاءُنَا	وَمَشْهَدُنَا فِي اللّٰهِ وَالْمَوْتُ نَافِعٌ

قدا'' پیٹ میں درد ہونا۔ قاضی زین العابدین: بیان اللسان (ص: ٦٠٧) المنجد (ص: ٧٨٠۔٧٨١، مترجم)

[1] القرطبي، محمد بن أحمد الأنصاري: الجامع لأحكام القرآن (٣/ ٤٦)

لَنَا الْقَدَمُ الْاُوْلٰی اِلَیْكَ وَخَلْفُنَا لِاَوَّلِنَا فِیْ طَاعَةِ اللّٰهِ تَابِعٌ
وَنَعْلَمُ اَنَّ الْمُلْكَ لِلّٰهِ وَحْدَهٗ وَاَنَّ قَضَاءَ اللّٰهِ لَابُدَّ وَاقِعٌ

''جب ان (میرے دوستوں نفع، نافع بن معلّیٰ انصاری اور سعد وغیرہ جو جنگِ بدر میں شہید ہوئے) کے اوپر موت کے سائے منڈلا رہے تھے اور چمکتی تلواریں چل رہی تھیں، اس وقت بھی انھوں نے رسول اللہ ﷺ سے کیا ہوا عہد وفا کیا۔ انھوں نے آقا ﷺ کی پکار پر لبیک کہا اور وہ سب کے سب حضور ﷺ کے حکم کو سننے والے اور اطاعت کرنے والے تھے، انھوں نے بالکل وعدہ خلافی نہیں کی یہاں تک کہ دشمن کی جماعت کے خلاف برسرِ پیکار ہوگئے، کیونکہ وہ رسول ﷺ سے قیامت کے دن شفاعت کی امید کرتے ہیں، چنانچہ اس دن انبیاء کے علاوہ کسی کی سفارش کام نہ آئے گی۔ اے لوگوں میں سے سب سے بہترین ذات والے پیغمبر! ہماری محنت اور جہاد صرف اور صرف اللہ کے راستے میں ہے۔ اگر اللہ کے لیے نہ لڑیں موت نے تو پھر بھی آنا ہے۔ اللہ نے ہمیں اپنے فضل سے آپ ﷺ پر ایمان لانے والوں میں سب سے مقدم لکھا اور ہمارے بعد آنے والے اللہ تعالیٰ کی اطاعت میں پہلے آنے والوں کے تابع ہوں گے۔ ہم دل سے اس بات کو مانتے ہیں کہ اکیلے اللہ تعالیٰ کے لیے بادشاہت ہے اور اس کے فیصلوں نے نافذ ہو کر رہنا ہے۔''[1]

نقوشِ سیرت: صحابہ رضی اللہ عنہم کا اپنی جانوں کے نذرانے دے کر آپ ﷺ سے کیے ہوئے معاہدوں کو پورا کرنا آپ ﷺ کی حقانیت وصداقت کی دلیل ہے۔

---

[1] دیوان حضرت حسان بن ثابت انصاری (ص: ۳۳۵، ۳۳۶، مترجم) شرح دیوان حضرت حسان بن ثابت الانصاری (ص: ۳۱۰)

قیامت والے دن آپ ﷺ ہی کی سفارش کام آئے گی، آپ ﷺ سب سے بہترین ہیں۔ حضرت حسان رضی اللہ عنہ کے بقول، اللہ تعالیٰ کا ان پر یہ فضل ہے کہ اس نے آپ ﷺ پر ایمان لانے والوں میں سے انھیں سب سے مقدم رکھا۔

حضرت قیس بن جبر بن طریف رضی اللہ عنہ نے کہا:

أَهْلِيْ فِدَاءٌ لِامْرِءٍ غَيْرِ هَالِكٍ   أَحَلَّ الْيَهُوْدَ بِالْحِسِّيِّ الْمُزَنَّمِ

''میرے اہلِ خانہ اس شخص (مراد ذاتِ رسول ﷺ) پر فدا ہوں جو ہلاک ہونے والا نہیں، جس نے یہود کو مدینہ سے دور دراز، خیبر میں نکال دیا۔''[1]

حضرت حسان رضی اللہ عنہ حضرت مطعم بن عدی کی تعریف میں کہا:

اَجَرْتَ رَسُوْلَ اللّٰهِ مِنْهُمْ فَاَصْبَحُوْا   عِبَادَكَ مَا لَبّٰى مُلَبٍّ وَّاَحْرَمَا

''اے مطعم! آپ نے رسول اللہ ﷺ کو پناہ دی۔ جب آپ ﷺ کی پکار پر کسی نے لبیک نہ کہا اور محرومی دکھائی۔ اس پناہ کی وجہ سے، آپ ﷺ اس مقام پر پہنچے کہ بنو ثقیف اور قریش آپ کے غلام بن گئے۔''[2]

نکتۂ مترشحہ: خدمت و اطاعتِ رسول ﷺ بلندی، سعادت اور سیادت کے حصول کا معتبر ذریعہ ہے۔

بلیح بن محشی رضی اللہ عنہ نے کہا:

نَصَرْنَا النَّبِيَّ بِأَسْيَافِنَا وَكُنَّا بِمَكَّةَ نَسْتَبْشِرُ

بِأَمْرِ الْإِلٰهِ وَأَمْرِ النَّبِيِّ وَمَا فَوْقَ أَمْرِهِمَا مَأْمَرٌ

---

(1) ابن هشام: السيرة النبوية (٣/ ٢٠٥)

(2) دیوان حضرت حسان بن ثابت انصاری (ص: ۵۱۳، مترجم) شرح دیوان حسان بن ثابت الانصاری (ص: ۴۵۵) ابن کثیر: البداية والنهاية (٣/ ١٣٨) البداية والنهاية (٣/ ١٣٨) میں ملب کی جگہ محل ہے۔ اس شعر کے علاوہ بقیہ اشعار میں حضرت حسان نے حضرت مطعم کی مدح کی ہے۔

''ہم نے اپنی تلواروں کے ساتھ نبی کریم ﷺ کی مدد کی اور ہم مکہ میں خوش ہوتے تھے، معبودِ برحق اللہ تعالیٰ اور نبی کریم ﷺ کے حکم کے ساتھ اوران دونوں کے حکم سے کسی کا حکم بڑا اور بلند نہیں ہوسکتا۔''[1]

حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ نے کہا:

لِلّٰهِ دَرُّ عِصَابَةٍ لَاقَيْتَهُمْ ... يَا ابْنَ الْحَقِيقِ وَأَنْتَ يَا ابْنَ الْأَشْرَفِ
يَسْرُوْنَ بِالْبِيْضِ الرِّقَاقِ إِلَيْكُمْ ... مَرَحاً كَأُسْدٍ فِيْ عَرِيْنٍ مُغْرِفِ
حَتّٰى أَتَوْكُمْ فِيْ مَحَلِّ بِلَادِكُمْ ... فَسَقَوْكُمْ حَتْفاً بِبِيْضٍ قَرْقَفِ
مُسْتَبْصِرِيْنَ لِنَصْرِ دِيْنِ نَبِيِّهِمْ ... مُسْتَصْغِرِيْنَ بِكُلِّ أَمْرٍ مُجْحِفِ

''اے ابن حقیق اور ابن اشرف! اس جماعت کے کیا کہنے جس کا تم سے مقابلہ ہوا تھا۔ وہ تیز دھار سفید تلواروں کو لے کر رات کے وقت میں بہت نشاط کے ساتھ تمھاری طرف چلے تھے۔ اس وقت وہ لمبے بالوں والے شیر کی طرح محسوس ہوتے تھے جو اپنی کچھار میں بیٹھا ہو۔ وہ تمھارے علاقوں میں آئے اور انھوں نے چمکتی تلواروں کے ذریعے تمھیں موت کا جام پلایا۔ ان کا مقصد اپنے نبی ﷺ کے دین کی مدد کرنا اور ہر نقصان دہ چیز کا خاتمہ کرنا تھا۔''[2]

حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ ہی نے کہا:

---

[1] ابن حجر، أحمد بن علی بن حجر العسقلانی: الإصابة في تمييز الصحابة (١/ ١٦٦)

[2] شرح دیوان حسان بن ثابت الانصاری (ص: ۳۲۸، ۳۲۹) دیوان حضرت حسان بن ثابت انصاری (ص: ۳۵۵، ۳۵۶، مترجم) شرح دیوان حسان بن ثابت الانصاری (ص: ۳۲۹) دیوان حضرت حسان بن ثابت الانصاری (ص: ۳۵۵، مترجم) پر درج ہے کہ درج بالا اشعار میں حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ نے قبیلہ طی کے ابوالحقیق اور کعب بن اشرف کے قتل کا ذکر کیا ہے۔

أَتَانَا رَسُوْلُ اللّٰهِ لَمَّا تَجَهَّمَتْ ۔۔۔ لَهُ الْأَرْضُ يَرْمِيْهِ بِهَا كُلُّ مُوْقِ

تُطْرِدُهُ أَفْنَاءُ قَيْسٍ وَّخِنْدِفٌ ۔۔۔ كَتَائِبُ أَنْ لَّا تَغْدُ لِلرَّوْعِ تَطْرَقُ

فَكُنَّا لَهُ مِنْ سَائِرِ النَّاسِ مَعْقِلًا ۔۔۔ أَشَمَّ مَنِيْعًا ذَا شَمَارِيْخَ شُهَّقِ

مُكَلَّلَةً بِالْمَشْرِفِيِّ وَبِالْقَنَا ۔۔۔ بِهَا كُلُّ أَظْمى ذِيْ غَرَارِيْنَ أَزْرَقَ

''جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ان کے علاقے والوں نے ہجرت پر مجبور کر دیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے یہاں تشریف لائے قیس اور خندف کے منتشر لوگوں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو بہت ستایا اور یہ ایسے بزدل لوگ ہیں۔ کہ جب انھیں جنگ یا لڑائی کے علاوہ کسی کام کے لیے بلایا جائے تو دوڑتے آتے ہیں، لیکن لڑائی میں شریک ہونے کی ان میں جرأت نہیں ہے۔ جب ان لوگوں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو ستایا اور تکالیف پہنچائیں تو ہم نے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنے پاس ٹھہرایا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی مدد کی۔ ہم آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی حمایت کے لیے ایسے بہادر لوگ ثابت ہوئے جنھوں نے تلواروں اور مضبوط نیزوں کا تاج پہن رکھا تھا۔''[1]

حضرت حسان رضی اللہ عنہ نے ہی کہا تھا:

وَفِيْنَا اِذَا شَبَّتِ الْحَرْبُ سَادَةٌ ۔۔۔ كُهُوْلٌ وَّفِتْيَانٌ طِوَالُ الْحَمَائِلِ

نَصَرْنَا وَآوَيْنَا النَّبِيَّ وَصَدَّقَتْ ۔۔۔ اَوَائِلُنَا بِالْحَقِّ اَوَّلَ قَائِلِ

وَكُنَّا مَتٰى يَغْزُ النَّبِيُّ قَبِيْلَةً ۔۔۔ نَصِلُ حَافَتَيْهِ بِالْقَنَا وَالْقَنَابِلِ

وَيَوْمَ قُرَيْشٍ اِذَا اَتَوْنَا بِجَمْعِهِمْ ۔۔۔ وَطِئْنَا الْعَدُوَّ وَطْأَةَ الْمُتَثَاقِلِ

[1] شرح دیوان حسان بن ثابت الانصاری (ص: ۳۴۴، ۳۴۵) دایون حضرت حسان بن ثابت انصاری (ص: ۳۶۷) درج بالا اشعار حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ نے انصار کی مدح سرائی میں کہے ہیں۔

وَفِی اُحُدٍ یَوْمٌ لَّھُمْ کَانَ مُخْزِیًا نُطَاعِنُھُمْ بِالسَّمْھَرِیِّ الذَّوَابِلِ

وَیَوْمَ ثَقِیْفٍ اِذْ اَتَیْنَا دِیَارَھُمْ کَتَائِبَ نَمْشِیْ حَوْلَھَا بِالْمَنَاصِلِ

فَفَرُّوْا وَشَدَّ اللّٰہُ رُکْنَ نَبِیِّہٖ بِکُلِّ فَتًی حَامِی الْحَقِیْقَۃِ بَاسِلِ

"جب جنگ اپنا زور پکڑ تی ہے تو ہم میں ایسے باعمر اور نوجوان لوگ ہوتے ہیں جن کی تلواروں کے پر تلے لمبے ہیں۔ یعنی وہ جنگ کے لیے پوری طرح تیار ہوتے ہیں۔ ہم نے نبی ﷺ کی نصرت کی اور انھیں اپنے پاس ٹھہرایا۔ ہمارے پہلے لوگوں نے حق کہنے والے حضرت محمد ﷺ کی تصدیق کی۔ جب حضور ﷺ کسی قبیلے کے ساتھ جنگ کرتے تھے تو ہم اپنی تلواروں اور نیزوں کو لے کر آپ ﷺ کے شانہ بشانہ لڑتے تھے۔ قریش کے دن، یعنی غزوۂ بدر میں جب ہم نے دشمن کے لشکر پر حملہ کیا تو ان کو اپنے پاؤں کے نیچے کچل ڈالا۔ احد کا دن بھی ان کی رسوائی کا سبب تھا۔ ہم انھیں تیز اور مضبوط نیزوں سے ہلاک کر رہے تھے۔ ثقیف کے دن ہم نے ان کے علاقے پر حملہ کیا تو اس وقت ہم عظیم لشکر کی موت کی صورت میں تھے اور ہاتھ میں تلواریں لے کر ان کے ارد گرد چکر لگا رہے تھے۔ دشمن اس دن پیٹھ پھیر کر بھاگ گئے اور اللہ تعالیٰ نے بہادر اور جرات مند جوانوں کے ذریعے اپنے نبی ﷺ کو قوت عطا فرمائی۔"[1]

حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ نے غزوۂ حنین میں انصار کی تعریف بیان کرتے ہوئے ذاتِ رسول ﷺ کے لیے ان کی فدا کاری کا ذکر کیا ہے:

نَصَرُوْا نَبِیَّھُمْ وَشَدُّوْا اَزْرَہٗ بِحُنَیْنٍ یَوْمَ تَوَاکُلَ الْاَبْطَالُ

[1] دیوان حضرت حسان بن ثابت انصاری (ص: ۳۹۸، ۳۹۹، ۴۰۰ (مترجم) شرح دیوان حسان بن ثابت الانصاری (ص: ۳۷۱، ۳۷۲)

"غزوۂ حنین میں انصار نے اپنے نبی حضرت محمد ﷺ کی مدد کی اور ان کو بھر پور سہارا دیا، جبکہ اس دن بڑے بڑے شہ سوار اور بہادر بھی کمزوری کا شکار ہو گئے تھے۔"①

حضرت زبیر بن عوام رضی اللہ عنہ نے کہا:

اِنِّی امْرُؤٌ اَحْمِیُ وَاَحْتَمِیُ　　عَنِ النَّبِیِّ الْمُصْطَفَی الْاُمِّیِّ

"میں ایسا آدمی ہوں کہ دشمن سے اپنی بھی حفاظت کرتا ہوں اور نبی امی حضرت محمد ﷺ کی بھی حفاظت کرتا ہوں۔"②

حضرت حسان رضی اللہ عنہ نے زبیر کی مدح سرائی کرتے ہوئے کہا:

اَقَامَ عَلٰی عَهْدِ النَّبِیِّ وَهَدْیِهٖ　　حَوَارِیُّهٗ وَالْقَوْلُ بِالْفِعْلِ یُعْدَلُ

اَقَامَ عَلٰی مِنْهَاجِهٖ وَ طَرِیْقِهٖ　　یُوَالِیُ وَلِیَّ الْحَقِّ وَالْحَقُّ اَعْدَلُ

لَهٗ مِنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ قُرْبٰی قَرِیْبَةٌ　　وَّمِنْ نُصْرَةِ الْاِسْلَامِ مَجْدٌ مُّؤَثَّلُ

فَکَمْ کُرْبَةٍ ذَبَّ الزُّبَیْرُ بِسَیْفِهٖ　　عَنِ الْمُصْطَفٰی وَاللّٰهُ یُعْطِیُ فَیُجْزِلُ

"نبی پاک ﷺ کے حواری حضرت زبیر آپ رضی اللہ عنہ کے طریقے اور تعلیمات پر پوری طرح قائم رہے۔ کسی بھی شخص کی بات کا اس کے فعل سے پتا

① دیوان حضرت حسان بن ثابت انصاری (ص: ۴۲۵، مترجم) شرح دیوان حسان بن ثابت الانصاری (ص: ۳۹۰) مدینہ کے ان مکینوں کو جنھوں نے اللہ کے رسول محمد ﷺ کی بعد از ہجرت مدینہ نصرت واعانت کی، انصارِ مدینہ اسی لیے کہا جاتا ہے کہ وہ مددگارانِ رسول اللہ ہیں۔

② ابن کثیر: البداية والنهاية (٤/ ١٠٧) نوفل بن عبد مغیرہ مخزومی نے غزوۂ خندق کے دن دشمن کی صف سے باہر نکل کر مسلمانوں کو اپنے مقابلے کے لیے نکلنے کی دعوت دی، چنانچہ اس کے مقابلے کے لیے حضرت زبیر بن عوام رضی اللہ عنہ نکلے اور اس پر تلوار کا ایسا وار کیا کہ اس کے ٹکڑے کر دیے، اس کی وجہ سے ان کی تلوار میں دندانے پڑ گئے، واپس آتے ہوئے یہ شعر پڑھ رہے تھے۔ (مصدر سابق)

چلتا ہے۔ انھوں نے حضور ﷺ کی سنتوں اور احکامات کی مکمل پیروی کی اور انھوں نے حق کے ولی کا ساتھ دیا۔ ان کی رسول اللہ ﷺ سے قریبی رشتہ داری ہے۔ اسلام کی نصرت ابتدا ہی سے ان کا شعار رہی ہے۔ کتنے ہی مواقع ایسے آئے ہیں کہ حضرت زبیر رضی اللہ عنہ (آپ ﷺ کے پھوپھی زاد) نے حضور ﷺ کی پریشانی کو دور کیا اور اللہ تعالیٰ اجر دینے والا ہے اور بے پناہ اجر دیتا ہے۔"[1]

حضرت حسان رضی اللہ عنہ نے کہا:

نَصَرْنَا بِهَا خَيْرَ الْبَرِيَّةِ كُلِّهَا　　　اِمَامًا وَّ وَقَّرْنَا الْكِتَابَ الْمُنَزَّلَا

نَصَرْنَا وَآوَيْنَا وَقَوَّمَ ضَرْبُنَا　　　لَهٗ بِالسُّيُوْفِ مَيْلَ مَنْ كَانَ اَمْيَلَا

"ہم نے دنیا کے بہترین انسان حضرت محمد ﷺ کی مدد کا اعزاز حاصل کیا جو کہ انسانیت کے امام ہیں۔ ہم نے قرآن مجید کی تعظیم کی اور اس پر ایمان لائے۔ ہم نے ان کی نصرت کی، انھیں اپنے پاس ٹھہرایا اور ہماری تلواروں نے ان کو قوت بخشی۔"[2]

اشعار کا موقع محل: اساسی طور پر ان اشعار میں اوران کے علاوہ دوسرے اشعار میں جو حضرت حسان نے بحرِ طویل میں کہے ہیں انصار کی بہادری، سرزمین مدینہ کی نبی کریم ﷺ اور حضرت صحابہ کے لیے سازگاری اور انصارِ مدینہ کی نبی کریم ﷺ کی نصرت و یاوری بیان کی ہے۔[3]

---

[1] شرح دیوان حسان بن ثابت الانصاری (ص: ۳۹۴، ۳۹۵) دیوان حضرت حسان بن ثابت انصاری (ص: ۴۳۷، ۴۳۸، مترجم)

[2] دیوان حضرت حسان بن ثابت انصاری (ص: ۴۵۷، مترجم) شرح دیوان حسان بن ثابت الانصاری (ص: ۴۱۱)

[3] دیوان حضرت حسان بن ثابت انصاری (ص: ۴۵۷، مترجم) شرح دیوان حسان بن ثابت الانصاری (ص: ۴۱۱)

نکاتِ مترشحہ: حضرت محمد ﷺ بہترین انسان اور انسانیت کے امام ہیں۔ چونکہ حضرت محمد ﷺ اللہ کے سچے رسول اور قرآن حکیم اللہ تعالیٰ کی سچی کتاب ہے، اس لیے انصارِ مدینہ نے نبی کریم ﷺ کی ہر طرح سے مدد کی ہے۔

حضرت حسان رضی اللہ عنہ نے حضور ﷺ کی مدینہ تشریف آوری انصار کی نصرت اور بہادری بیان کرتے ہوئے کہا:

فَاِنَّا وَ اَوْلَادُنَا جُنَّةٌ ۔۔۔ نَقِيكَ وَ فِیْ مَالِنا فَاحْتَكِمْ

فَنَحْنُ وُلَاتُكَ اِذْ كَذَّبُوْكَ ۔۔۔ فَنَادِ نِدَاءً وَّلَا تَحْتَشِمْ

فَطَارَ الْغُوَاةُ بِاَشْيَاعِهِمْ ۔۔۔ اِلَيْهِ يَظُنُّوْنَ اَنْ يُّخْتَرَمْ

فَقُمْنَا بِاَسْيَافِنَا دُوْنَهٗ ۔۔۔ نُجَادِلُ عَنْهُ بُغَاةَ الْاُمَمْ

بِكُلِّ صَقِيْلٍ لَّهٗ مَيْعَةٌ ۔۔۔ رَقِيْقِ الذُّبَابِ غَمُوْسٍ خَذِمْ

''ہم اور ہماری اولاد آپ ﷺ کے لیے ڈھال ہیں۔ اور آپ کو ہر طرح کے نقصان سے بچائیں گے اور آپ ہمارے مال کے بارے میں جو چاہیں فیصلہ کیجیے۔ جب لوگوں نے آپ ﷺ کی تکذیب کی ہے تو ہم آپ کے حمایتی اور آپ کے ساتھی ہیں۔ آپ بلند آواز کے ساتھ دل کھول کر دعوت دیجیے قریش کے لوگ اپنے سرکش سرداروں کو لے کر ان کی طرف بڑھے تو ہم اپنی تلواروں کو لے کر میدان جنگ میں کود پڑے اور ان سرکش لوگوں سے خوب مقابلہ کیا۔ ہمارے پاس پانی کی طرح شفاف، تیز دھار اور مضبوط تلواریں تھیں، جب وہ کسی ہڈی سے ٹکراتیں تو اسے کاٹ ڈالتی تھیں۔''[1]

[1] دیوان حضرت حسان بن ثابت انصاری (ص: ۴۸۴، ۴۸۵، مترجم) شرح دیوان حسان بن ثابت الانصاری (ص: ۴۳۱، ۴۳۲)

حضرت حسان رضی اللہ عنہ نے غزوۂ اُحد میں مشرکین کو مخاطب کر کے کہا:

وَقُرَیْشٌ تَلُوْذُ مِنَّا لِوَاذاً لَّمْ یُقِیْمُوا وَخَفَّ مِنْهَا الْحُلُوْمُ

لَمْ تُطِقْ حَمْلَهُ الْعَوَاتِقُ مِنْهُمْ اِنَّمَا یَحْمِلُ اللِّوَاءَ النُّجُوْمُ

''قریش جو کہ ہم سے مذاق کیا کرتے تھے اس میدان میں قائم نہ رہ سکے اور ان کی عقلیں اڑ گئیں۔ ان کے لوگ اپنے جھنڈے کو محفوظ نہ رکھ سکے اور ان کو اٹھانا تو ستاروں جیسے معزز اور اعلیٰ لوگوں کا کام ہے۔''[1]

حضرت حسان رضی اللہ عنہ نے کہا:

نَصَرْنَا وَآوَیْنَا النَّبِیَّ مُحَمَّدًا عَلٰی اَنْفِ رَاضٍ مِّن مَّعَدٍ وَّ رَاغِمٍ

بِحَیٍّ حَرِیْدٍ اَصْلُهٗ وَ ذِمَارُهٗ بِجَابِیَةِ الْجَوْلَانِ وَسْطَ الْاَعَاجِمِ

نَصَرْنَاهُ لَمَّا حَلَّ وَسْطَ رِحَالِنَا بِاَسْیَافِنَا مِنْ کُلِّ بَاغٍ وَّظَالِمٍ

جَعَلْنَا بَنِیْنَا دُوْنَهٗ وَ بَنَاتِنَا وَطِبْنَا لَهٗ نَفْساً بِفَیْءِ الْمَغَانِمِ

وَنَحْنُ ضَرَبْنَا النَّاسَ حَتّٰی تَتَابَعُوْ عَلٰی دِیْنِهٖ بِالْمُرْهَفَاتِ الصَّوَارِمِ

وَنَحْنُ وَلَدْنَا مِنْ قُرَیْشٍ عَظِیْمًا وَلَدْنَا نَبِیَّ الْخَیْرِ مِنْ آلِ هَاشِمِ

''ہم نے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو قبیلہ معد کے راضی اور ناراض لوگوں کی پروا کیے بغیر اپنے پاس ٹھکانا دیا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی مدد و نصرت کا اعزاز حاصل کیا۔ ہم نے ایک قبیلے کے ساتھ ان کی نصرت کی جس کی اصل اور اس آباءِ غسان کے عجمی بادشاہوں کے درمیان مقامِ جولان میں پڑے ہیں۔ ہم نے اپنے بیٹوں اور بیٹیوں کو ان کے لیے آڑ بنا دیا ہے اور ہم نے مالِ غنیمت کو خوشی کے ساتھ انہی کے لیے خاص کر دیا ہے۔ ہم نے اسلام

[1] دیوان حضرت حسان بن ثابت انصاری (ص: ۴۸۸، ۴۸۹، مترجم) شرح دیوان حسان بن ثابت الانصاری (ص: ۴۳۵، ۴۳۶)

کے دشمنوں کو تیز دھار والی تلواروں سے مارا اور ان کے مرنے کے بعد لوگوں نے حضور ﷺ کے دین کی اتباع کی۔ قریش کے عظیم ترین شخص اور آلِ ہاشم کی افضل ترین ہستی، یعنی حضرت محمد ﷺ کو ہمارے خاندان کی عورت نے جنم دیا ہے۔"[1]

وَقَالَ اللّٰهُ قَدْ اَرْسَلْتُ عَبْداً ‏ يَقُوْلُ الْحَقَّ اِنْ نَفَعَ الْبَلَاءُ

شَهِدْتُ بِهٖ فَقُوْمُوْا صَدِّقُوْهُ ‏ فَقُلْتُمْ لَا نَقُوْمُ وَ لَا نَشَاءُ

وَقَالَ اللّٰهُ قَدْ سَيَّرْتُ جُنْداً ‏ هُمُ الْاَنْصَارُ عُرْضَتُهَا اللِّقَاءُ

"اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ میں نے ایک بندہ بھیجا ہے جو حق کہتا ہے، اگر آزمایش فائدہ مند ہو تو آزمالو میں اس کی گواہی دیتا ہوں۔ پس تم بھی اٹھو اور تصدیق کرو لیکن تم نے کہا کہ ہم نہ اٹھے ہیں اور نہ ارادہ ہے اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ میں نے ایک لشکر مہیا کیا ہے جن کا مقصد ہی دشمن کا مقابلہ کرنا ہے اور وہ انصار کا لشکر ہے۔"[2]

فیضانِ ذاتِ رسول ﷺ سے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا استفادہ:

حضرت حسان رضی اللہ عنہ نے کہا:

سَأَلَ الْاِمَامُ وَقَدْ تَتَابَعَ جَدْبُنَا ‏ فَسَقَى الْغَمَامُ بِغرَةِ الْعَبَّاسِ

عَمِّ النَّبِيِّ وَ صنوِ وَالِدِهِ الَّذِيْ ‏ وَرِثَ النَّبِيَّ بِذَاكَ دُوْنَ النَّاسِ

اَحْيَا الْاِلٰهُ بِهِ الْبِلَادَ فَاَصْبَحَتْ ‏ مُخْضَرَّةَ الْاَجْنَابِ بَعْدَ الْيَاسِ

"امام (یعنی حضرت عمر رضی اللہ عنہ) نے اللہ سے دعا مانگی جبکہ ہم پے در پے

---

[1] شرح دیوان حسان بن ثابت الانصاری (ص: ۴۳۹، ۴۴۰) دیوان حضرت حسان بن ثابت انصاری (ص: ۴۹۳، ۴۹۴، مترجم)

[2] دیوان حضرت حسان بن ثابت انصاری (ص: ۵۰، مترجم)

قحط پڑے۔ پس حضرت عباس رضی اللہ عنہ کے روئے (اقدس) کے طفیل میں پانی برسا۔ وہ عباس جو نبی کے چچا اور ان کے والد کے بھائی تھے۔ وہ عباس جنھوں نے ان فضائل کو خصوصیت کے ساتھ نبی سے میراث میں پایا تھا۔ اللہ نے ان کی وجہ سے شہروں کو زندہ کر دیا، پس وہ ہرے بھرے ہوگئے بعد اس کے کہ مایوس ہوگئے تھے۔"[1]

دیدارِ ذاتِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا جنون ومحبت:

حضرت عمرو بن سبیع رہاوی رضی اللہ عنہ نے کہا:

اِلَیْکَ رَسُوْلُ اللّٰہِ مِنْ سَروِ حِمْیَر   اَجُوْبُ الْقِیَافِیْ سَمْلَقًا بَعْدَ سَمْلَقِ

عَلٰی ذَاتِ اَلْوَاحٍ اُکَلِّفُھَا السُّرٰی   تَخُبُّ بِرَحْلِیْ تَارَۃً ثُمَّ تَوْعَقُ

فَمَا لَکِ عِنْدِیْ رَاحَۃٌ اَوْ تَحَلْحَلِیْ   بِبَابِ النَّبِیِّ الْھَاشِمِیِّ الْمُوَفَّقِ

عَتَقْتُ اِذًا مِّنْ حُلَّۃٍ بَعْدَ حُلَّۃٍ   وَقَطْعِ دَیَامِیْمَ وَھُمْ مُوْرَق

"آپ کے پاس اے اللہ کے رسول! قبیلہ حمیر کے سرو نامی محلّہ سے میں جنگلوں کو قطع کرتا ہوا آیا ہوں۔ بیانوں کو طے کرتا ہوا آیا ہوں۔ اونٹ کے کجاوے پر بیٹھ کر اس کو ہانکتا تھا۔ کبھی وہ سست چلتا اور کبھی تیز چلنے لگتا۔ میں اس سے کہتا تھا کہ تجھے آرام نہ ملے گا۔ یہاں تک کہ تو مجھے نبی ہاشمی کے دروازے پر پہنچا دے۔ میں نے اس سفر میں بہت سے کپڑے پرانے کر ڈالے، بہت سے جنگل قطع کیے اور بہت سے مصائب اٹھائے۔"[2]

اتباعِ ذاتِ رسول بطور ذریعہ حصولِ عظمت ورفعت:

حضرت قیس بن بحر بن طریف رضی اللہ عنہ نے کہا:

---

[1] ابن الأثیر: أسد الغابة (٥/ ١٨٧)

[2] ابن الأثیر: أسد الغابة (٧/ ٧٠٢، ٧٠٣)

فَدِيْنُوا لَهٗ بِالْحَقِّ تَجْسُمُ اُمُوْرُكُمْ وَتَسْمُوْ مِنَ الدُّنْيَا اِلٰى كُلِّ مُعْظَمِ

نَبِيٌّ تَلَاقَتْهُ مِنَ اللّٰهِ رَحْمَةٌ وَلَا تَسْاَلُوْهُ اَمْرَ غَيْبٍ مُّرَجَّمِ

''حق کے ساتھ تم اس رسول ﷺ کی اطاعت کرو تمھارے امور عظمت والے ہو جائیں گے اور دنیا میں سے تم ہر عظمت کی طرف بلند ہو جاؤ گے، وہ ایسے نبی ہیں کہ جنھیں اللہ کی طرف سے رحمت اپنی آغوش میں لیتی ہے اور تم ان سے ازراہ تشکک غیب کے معاملے کا سوال مت کرو۔''[1]

آپ ﷺ پر بالتواتر وحی کا نزول جاری و ساری تھا، چنانچہ اللہ تعالیٰ اپنے پیارے نبی ﷺ کو بذریعہ وحی ان کے سوالات کے جوابات سے مطلع فرما دیتے تھے۔

ذاتِ رسول ﷺ سے صحابہ کی بے پناہ محبت:

حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ نے کہا:

كُنْتَ السَّوَادَ لِنَاظِرِيْ فَعَمِيَ عَلَيْكَ النَّاظِرُ

مَنْ شَاءَ بَعْدَكَ فَلْيَمُتْ فَعَلَيْكَ كُنْتُ اُحَاذِرُ

''اے اللہ تعالیٰ کے پیارے پیغمبر! آپ میری آنکھ کے لیے پتلی کا درجہ رکھتے تھے۔ آپ کے پردہ فرمانے سے میری آنکھیں اندھی ہوگئی ہیں، آپ کے وصال کے بعد جو چاہے مرجائے، کیونکہ آپ ہی کی ذاتِ مقدسہ وہ ہستی ہے جس کی موت سے میں خائف ہوتا تھا۔''[2]

چنانچہ اس کے وقوع کے بعد دوسروں کا جینا مرنا میرے لیے اہم نہیں اور میرے لیے بھی زندگی و موت یکساں ہے۔

---

[1] ابن هشام: السيرة النبوية (۳/ ۲۰۶)

[2] دیوان حضرت حسان بن ثابت انصاری (ص: ۳۱) مترجم از مولانا محمد اویس سرور۔

حضرت غنیم رضی اللہ عنہ بن قیس نے کہا کہ ان کے والد نے وفاتِ رسول ﷺ کے موقع پر کہا:

اَلَا لِیَ الْوَیْلُ عَلٰی مُحَمَّدٍ   قَدْ کُنْتُ قَبْلَ مَوْتِہٖ بِمَقْعَدٖ
وَلَسْتُ بَعْدَ مَوْتِہٖ بِمُخْلَدٖ

آگاہ رہو محمد ﷺ کے غم میں میری حالت خراب ہے۔ ان کی وفات سے پہلے میں چین میں تھا اور ان کے بعد مجھے بھی ہمیشہ رہنا نہیں ہے۔"[1]

احترام ذاتِ رسول ﷺ:

حضرت کعب بن مالک رضی اللہ عنہ نے کہا:

وَ فِیْنَا رَسُوْلُ اللّٰہِ نَتَّبِعُ اَمْرَہٗ   اِذَا مَا قَالَ فِیْنَا الْقَوْلَ وَلَا نَتَطَلَّعُ
نُشَاوِرُہٗ فِیْمَا نُرِیْدُ وَ قَصْدُنَا   اِذَا مَا اشْتَھٰی اَنَّا نُطِیْعُ وَنَسْمَعُ

"اور ہمارے درمیان رسول ﷺ موجود ہیں، ہم ان کے حکم کی پیروی کرتے ہیں، جب وہ ہمارے درمیان بات کرتے ہیں تو ہم ان کے احترام اور رعب کی بدولت ان کی طرف نظر اٹھا کر نہیں دیکھتے۔ اس معاملے کی بابت جس کا ہم ارادہ کرتے ہیں۔ آپ ﷺ سے مشورہ کرتے ہیں اور ہمارا مقصد یہ ہوتا ہے کہ جب بھی آپ ﷺ چاہیں ہم آپ ﷺ کی بات سنیں اور آپ ﷺ کی اطاعت کریں۔"[2]

ہاتف غیبی رضی اللہ عنہ نے کہا:

ھٰذَا رَسُوْلُ اللّٰہِ ذُو الْخَیْرَاتِ   جَاءَ بِیَاسِیْنَ وَحَامِیْمَاتِ
مُحَرِّمَاتٍ وَّمُحِلَّاتٍ   یَأْمُرُنَا بِالصَّوْمِ وَبِالصَّلَاۃِ

---

[1] ابن الأثیر: أسد الغابة (۷/ ۷۸۶) مترجم از مولانا محمد عبدالشکور فاروقی لکھنوی۔

[2] ابن ھشام: السیرة النبویة (۳/ ۱٤۰)

''یہ اللہ کے رسول بھلائیوں والے ہیں، جو یاسین اور حامیمات لائے ہیں۔ یہ سورتیں خبیثات کو حرام کرنے والی اور طیبات کو حلال کرنے والی ہیں۔ وہ رسول ہمیں روزہ اور نماز کا حکم دیتا ہے (اور ہم آپ کا بہ طور رسولِ الہ احترام کرتے ہوئے آپ کا ہر حکم مانتے ہیں)۔''[1]

خلاصۃ المقال:

باب سوم کی فصل اولِ میں صحابہ کے نعتیہ کلام سے معتبر اور مستند ماخذ کے طور پر استفادہ کیا گیا ہے اور ان نعتیہ اشعار کی روشنی میں یہ بیان کیا گیا ہے کہ حضرت محمد ﷺ اللہ تعالیٰ کے بعد سب سے افضل ہیں۔ آپ ﷺ رسولِ برحق، سرچشمۂ ہدایت اور سب سے زیادہ خوبصورت ہیں۔ حضرات صحابہ رضی اللہ عنہم نے فیضانِ ذات رسول سے استفادہ کیا، لہٰذا انھیں آپ ﷺ سے بے پناہ محبت، عقیدت اور الفت تھی، انھیں دیدارِ ذاتِ رسول ﷺ کا جنون تھا، وہ اتباعِ ذاتِ رسول ﷺ کو حصولِ عظمت و رفعت کا ذریعہ سمجھتے تھے اور آپ ﷺ کی خاطر ہر قسم کی قربانی دینے کے لیے مستعد و آمادہ تھے۔

[1] ابن حجر: الإصابة (٣/ ٣٥٤)

فصل دوم:

اخلاقیات اور شمائل و خصائلِ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم

اخلاقیات اور شمائل و خصائلِ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم:

حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے مرثیہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی مدح سرائی کرتے ہوئے یوں کہا:

كَانَ الْمُصَفّٰى فِي الْاَخْلَاقِ قَدْ عَلِمُوْا وَفِي الْعَفَافِ فَلَمْ نَعْدِلْ بِهٖ اَحَدًا

نَفْسِيْ فِدَاؤُكَ مِنْ مَيِّتٍ وَّمِنْ بَدَنٍ مَا اَطْيَبَ الذِّكْرَ وَالْاَخْلَاقَ وَالْجَسَدَا

"سب کو معلوم تھا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کیسے پاکیزہ اخلاق تھے۔ عفت و پرہیزگاری میں ہم سب، کسی کو کبھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا ہمسر نہیں سمجھتے تھے۔ میری جان آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر قربان، کیسا خوبصورت بدن تھا۔ کیسا جسم (پاکیزہ واطہر) تھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی یاد کتنی پاکیزہ تھی، اخلاق کیسے اچھے تھے، بدن کتنا لطیف تھا[1] (ہائے افسوس! اب بعد از وفات، ہم اس پاکیزہ ہستی کی زیارت سے محروم ہو گئے جس کا جسدِ اطہر یقیناً تا قیامت اپنی اصلی حالت میں محفوظ رہے گا)۔"

[1] ابن سعد: طبقات ابن سعد (۲/ ۳۵۳، ۳۵٤، مترجم)

اشعار درج ذیل ہیں: حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ نے کہا:

مُسْتَشْعَرِی حَلَقَ الْمَاذِی یَقْدُمُهُمْ جِلْدُ النَّحِیزَةِ مَاضٍ غَیْرُ رِعْدِیدِ
اَعْنِی الرَّسُوْلَ* فَاِنَّ اللّٰهَ فَضَّلَهٗ عَلَی الْبَرِیَّةِ بِالتَّقْوٰی وَبِالْجُوْدِ
فِیْنَا الرَّسُوْلُ وَفِیْنَا الْحَقُّ نَتْبَعُهٗ حَتَّی الْمَمَاتِ وَنَصْرٌ غَیْرُ مَحْدُوْدِ
مَاضٍ عَلَی الْهَوْلِ رَكَّابٌ لما قَطَعُوْا اِذَا الْكُمَاةُ تَحَامَوْا فِی الصَّنَادِیْدِ
وَافٍ وَّمَاضٍ شِهَابٌ یُّسْتَضَاءُ بِهٖ بَدْرٌ اَنَارَ عَلٰی كُلِّ الْاَمَاجِیْدِ
مُبَارَكٌ كَضِیَاءِ الْبَدْرِ صُوْرَتُهٗ مَا قَالَ كَانَ قَضَاءً غَیْرَ مَرْدُوْدِ

”لوہا پہنے ہوئے لشکر کی کمان ایک قوی شخص حضرت محمد ﷺ فرما رہے ہیں، جو بزدل نہیں ہیں، میری مراد رسول ﷺ ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے

بَاتَتْ هُمُوْمٌ تَاوِیْنِیْ حشدا مِثْلَ الصُّخُوْرِ نَامَسَتْ هَدَّتِ الْجَسَدَا
یَالَیْتَنِیْ حَیْثُ نُبِّئْتُ الْغَدَاةَ بِهٖ قَالُوا الرَّسُوْلُ قَدْ أَمْسٰی مَیِّتًا فَقِدَا
لَیْتَ الْقِیَامَةُ قَامَتْ بَعْدَ مَهْلَكِهٖ وَلَا نَرٰی بَعْدَهٗ مَالًا وَّ لَا وَلَدَا
وَاللّٰهِ أُثْنِیْ عَلٰی شَیْءٍ فَقِدتُّ بِهٖ مِنَ الْبَرِیَّةِ حَتّٰی أُدْخَلَ اللَّحَدَا
كَمْ لِیْ بَعْدَكَ مِنْ هَمٍّ یَّنْصِبُنِیْ اِذَا تَذَكَّرْتُ أَنِّیْ لَا أَرَاكَ أَبَدَا

”غم و الم کے گروہ رات بھر پلٹ پلٹ کے میرے پاس آتے رہے وہ ایسے سخت تھے کہ پتھروں کی طرح تمام شب جسم کو توڑا کیے۔ اے کاش (اسی وقت میں بھی مر گیا ہوتا) جس وقت دن کو مجھے خبر ملی اور لوگوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ انتقال فرما گئے۔ کاش آپ ﷺ کی وفات کے بعد قیامت قائم ہوجاتی کہ نہ ہم آپ ﷺ کے بعد مال و دولت کو دیکھتے نہ اولاد کو۔ واللہ! مخلوقات میں سے جو چیز مجھ سے کھوئی جاچکی ہے میں ہمیشہ اس کی ثنا وصفت کیا کروں گا یہاں تک کہ قبر میں داخل ہو جاؤں۔ آپ ﷺ کے بعد غم و الم کیا کچھ مجھے آزار پہنچاتے رہیں گے، جب میں یہ یاد کروں گا کہ اب کبھی مجھے آپ ﷺ کا دیدار نصیب نہ ہوگا۔“ (ابن سعد: طبقات ابن سعد: ۲/ ۳۵۳، ۳۵۴، مترجم)

* دیوان حضرت حسان بن ثابت انصاری (ص: ۱۵۷، مترجم) پر ”رسول اللہ“ کے الفاظ ہیں۔

آپ ﷺ کو تمام مخلوقات پر تقویٰ اور جود وسخا کے لحاظ سے فضیلت دی ہے۔ ہم میں رسول اللہ ﷺ موجود ہیں اور ہم میں حق موجود ہے جس کی موت تک ہم غیر محدود پیروی کریں گے۔ آپ ﷺ خوف کی طرف بڑھنے والے ہوتے ہیں، جب کہ لشکر بہادر لوگوں کے ساتھ پناہ لیتے ہیں۔ آپ ﷺ وعدہ پورا کرنے والے اور نافذ کرنے والے ہیں اور آپ ﷺ بدر کی مانند ہیں، جو ہر بلندی پر چمکتا ہے۔ آپ ﷺ مبارک ہیں۔ آپ ﷺ کی صورت بدر کی طرح روشن ہے اور آپ ﷺ جو بھی فرماتے ہیں وہ ایک نہ ٹلنے والی تقدیر بن جاتی ہے۔"[1]

نقوشِ سیرت: نبی کریم ﷺ مضبوط اعصاب والے، قوی، بہادر، تقویٰ اور سخاوت کے لحاظ سے آپ سب پر فائق، خطرات میں کود پڑنے والے سپہ سالار، دشمن پر چڑھائی کرنے والے، وعدہ پورا کرنے والے، برکت والے اور روشن چہرے والے ہیں اور آپ ﷺ جو بات فرما دیتے ہیں وہ تقدیر بن جاتی ہے۔

حضرت حسان رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

وَمَا فَقَدَ الْمَاضُوْنَ مِثْلَ مُحَمَّدٍ — وَّ لَا مِثْلُهٗ حَتَّى الْقِيَامَةِ يُفْقَدُ

اَعَفُّ وَاَوْفٰى ذِمَّةً بَعْدَ ذِمَّةٍ — وَاَقْرَبُ مِنْهُ نَائِلًا لَّا يُنْكَدُ

وَاَبْذَلَ مِنْهُ لِلطَّرِيْفِ وَتَالِدٍ — اِذَا ضَنَّ مِعْطَاءٌ عَمَّا كَانَ يُتْلِدُ

وَاَكْرَمَ حَيًّا فِي الْبُيُوْتِ اِذَا انْتَمٰى — وَاَكْرَم جَدًّا اَبْطَحِيًّا يَسُوْدُ

وَاَمْنَعَ ذِرْوَاتٍ وَاَثْبَتَ فِي الْعُلَا — دَعَائِمَ عِزٍّ شَاهِقَاتٍ تَشِيْدُ

وَاَثْبَتَ فَرْعًا فِي الْفُرُوْعِ وَمَنْبَتًا — وَعُوْدًا غَدَاةَ الْمُزْنِ فَالْعُوْدُ اَغْيَدُ

[1] شرح دیوان حسان بن ثابت الانصاری (ص: ۱۳۶، ۱۳۷) دیوان حضرت حسان بن ثابت انصاری (ص: ۱۵۷، ۱۵۸، مترجم)

عَلٰی اَکْرَمِ الْخَیْرَاتِ رَبٌّ مُمَجَّدٌ   رَبَّاهُ وَلِیْدًا فَاسْتَتَمَّ تَمَامَهٗ

”گذشتہ لوگوں نے محمد ﷺ کی مثل آدمی نہیں کھویا اور نہ قیامت تک آپ جیسا آدمی کھویا جائے گا، آپ ﷺ بہت عفیف اور عہد کو پورا کرنے والے تھے اور کم بخشش کرنے والے نہ تھے اور جب بخشش کرنے والا بخل سے کام لیتا تو آپ نیا اور پرانا مال بہت خرچ کرتے اور جب گھرانوں کا نسب بیان کیا جاتا تو آپ معزز قبیلے والے تھے اور آپ جسمانی لحاظ سے بھی بطحاء کے سردار تھے اور بڑی محفوظ چوٹی والے تھے اور آپ نے بلندیوں میں عزت کے بلند ستونوں کو مضبوطی سے قائم کیا اور بزرگی والے رب نے آپ ﷺ کی اچھے کاموں پر تربیت کی۔“[1]

امانت و دیانتِ رسولِ کریم ﷺ:

حضرت عمرو بن معدی کرب رضی اللہ عنہ نے کہا:

جَاءَ بِالنَّامُوْسِ مِنْ لَّدُنِ اللّٰهِ   وَکَانَ الْأَمِیْنَ فِیْهِ الْمُعَانَا

”آپ ﷺ اللہ تعالیٰ کی طرف سے وحی لے کر آئے ہیں۔ اور آپ ﷺ اس سلسلے میں ایسے امین ہیں جن کی (اللہ تعالیٰ کی طرف سے) مدد کی جاتی ہے۔“[2]

حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے کہا:

صِدْقَ الْحَدِیْثِ نَبِیٌّ عِنْدَهُ الْخَبَرُ   وَ قَدْ بَدَانَا فَکَذَّبْنَا فَقَالَ لَنَا

---

[1] ابن کثیر: البدایة والنهایة (۵/ ۲۸۱) دیوان حضرت حسان بن ثابت انصاری (ص: ۱۶۸ تا ۱۷۰، مترجم) درج بالا اشعار حضرت حسان رضی اللہ عنہ کے مرثیے سے لیے گئے ہیں۔ ان کا مکمل مرثیہ آگے اسی باب کی فصل چہارم میں صفحہ ۲۱۱ پر موجود ہے۔

[2] إسماعیل بن کثیر: السیرة النبویة (٤/ ١٤٠)

نَبِیٌّ صِدُقٍ اَتٰی بِالُحَقِّ مِنُ ثِقَۃٍ   وَافِی الْاَمَانَۃِ مَا فِیُ عوُدِہٖ خَور

''اور بلاشبہہ آپ ﷺ ہمارے ہاں ظاہر ہوئے، پس ہم نے جھٹلایا۔ پس اس نبی ﷺ نے، جس کو خبر ہے، ہمارے لیے سچی بات کہی۔ سچے نبی ہیں، وثوق سے حق لائے ہیں، امانت دار ہیں اور آپ ﷺ کے راستے میں کوئی کمزوری نہیں ہے۔''[1]

حضرت سواد بن قارب رضی اللہ عنہ یوں مدح سرا ہیں:

وَ اَعُلَمُ اَنَّ اللّٰہَ لَا رَبَّ غَیُرُہٗ   وَاَنَّکَ مَامُوُنٌ عَلٰی کُلِّ غَائِبٍ

''اور میں جانتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی رب نہیں، اور آپ ﷺ ہر غائب (یعنی وحی بصورت قرآن وسنت) کے امین ہیں۔''[2]

حضرت ظبیان بن کرادہ رضی اللہ عنہ نے کہا:

فَاُشُهِدُ بِالُبَیُتِ الُعَتِیُقِ وَبِالصَّفَا   شَهَادَۃَ مَنُ اِحُسَانُہٗ مُتَقَبَّلٌ

بِاَنَّکَ مَحُمُوُدٌ لَّدَیُنَا مُبَارَکٌ   وَفِیٌّ اَمِیُنٌ، صَادِقُ الُقَوُلِ مُرُسَلٌ

''میں البیت العتیق اور کوہِ صفا کو اس بات پر گواہ بناتا ہوں کہ آپ ﷺ تعریف کیے گئے، دنیا کے لیے مبارک، باوفا، امانت دار، اور اپنے قول میں سچے اللہ کے رسول ہیں۔ اور ان دونوں کی گواہی اس شخص کی گواہی کی طرح مقبول ہے جس کی سچائی اور راست بازی مقبول ومسلم ہو۔''[3]

ہاتف غیبی رضی اللہ عنہ (جن) نے کہا:

هَب فَقَدُ لَاحَ سِرَاجُ الدِّیُنِ   بِصَادِقٍ   مُّهَذَّبٍ   اَمِیُنٍ

---

(1) السهیلی: الروض الأنف (۱/ ۲۱۸)

(2) اسماعیل بن کثیر: السیرۃ النبویة (۱/ ۸۴۳)

(3) ابن الأثیر: أسد الغابة (۵/ ۱۳۲) ابن حجر: الإصابة (۲/ ۲۴۱)

فَارْحَلْ عَلٰی نَاجِبَةٍ اَمُوْنٍ تَمْشِیْ عَلَی الصَّحْصَحِ وَالْحُزُوْنِ

''(اے جندل بن نضلہ بن عمرو بن بھدلہ) اٹھ! پس بلاشبہہ دین کا چراغ ایک سچے، مہذب اور امانت دار (رسول حضرت محمد ﷺ) کی بدولت چمک اٹھا۔ پس تو ایسی اچھی اور عمدہ، خالی از خطر سواری پر سوار ہو جو ہموار و موزوں اور غیر ہموار و غلیظ زمین پر برابر چلے اور محمد ﷺ کی طرف کوچ کر۔''[1]

قیس بن نشبہ رضی اللہ عنہ نے اسلام قبول کرتے ہوئے درج ذیل اشعار کہے:

تَابَعْتُ دِیْنَ مُحَمَّدٍ وَّرَضِیْتُهٗ کُلَّ الرِّضَا لِاَمَانَتِیْ وَلِدِیْنِیْ

ذَاكَ امْرُؤٌ نَازَعْتَهٗ قَوْلَ الْعِدَا وَعَقَدْتُّ فِیْهِ یَمِیْنَهٗ بِیَمِیْنِیْ

قَدْ کُنْتُ آمَلُهٗ وَاَنْظُرُ دَهْرَهٗ فَاللّٰهُ قَدَّرَ اَنَّهٗ یَهْدِیْنِیْ

اَعْنِیْ ابْنَ آمِنَةَ الْاَمِیْنِ وَمَنْ بِهٖ اَرْجُو السَّلَامَةَ مِنْ عَذَابِ الْهُوْنِ

''میں نے محمد ﷺ کے دین کی پیروی کی اور میں نے اپنی امانت اور اپنے دین کے لیے اس اتباعِ محمد کو مکمل طور پر پسند کیا، وہ ایسے شخص ہیں کہ میں ان کی خاطر دشمنی کی بات کا شائق ہوگیا اور میں نے اپنے دائیں ہاتھ کو ان کے دائیں ہاتھ کے ساتھ باندھ دیا ہے۔ یقیناً میں ان کا اور ان کے زمانے کا انتظار کرتا تھا۔ پس اللہ نے مقدر کیا کہ وہ مجھے ہدایت دے گا۔ میری مراد آمنہ کے امانت دار بیٹے (حضرت محمد ﷺ) ہیں اور ان کی بدولت رسوائی کے عذاب سے سلامتی کے حصول کی میں امید رکھتا ہوں۔''[2]

---

[1] ابن حجر، العسقلانی: الإصابة (١/ ٢٥٢)

[2] ابن حجر: الإصابة (٣/ ٢٦١)

صداقتِ رسول ﷺ:

حضرت کعب بن مالک رضی اللہ عنہ نے کہا:

يَمْضِيْ وَيذمرُنَا عَنْ غَيْرِ مَعْصِيَةٍ كَأَنَّهُ الْبَدْرُ لَمْ يُطْبَعْ عَلَى الْكَذِبِ

بَدَا لَنَا فَاتَّبَعْنَاهُ نُصَدِّقُهُ وَكَذَّبُوْهُ فَكُنَّا أَسْعَدَ الْعَرَبِ

''آپ ﷺ اپنا کام کرتے جاتے ہیں۔ اور بغیر کسی گناہ کے ہماری حفاظت کرتے ہیں۔ گویا آپ ﷺ ایسا چودھویں کا چاند ہیں جن کی سرشت میں جھوٹ نہیں ہے۔ آپ ﷺ ہمارے لیے ظاہر ہوئے تو ہم نے آپ ﷺ کی پیروی کی۔ ہم آپ ﷺ کی تصدیق کرتے ہیں اور انھوں نے آپ ﷺ کو جھٹلایا۔ پس ہم عرب کے سب سے زیادہ سعادت مند لوگ ہیں۔''[1]

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے قبولِ اسلام کے وقت درج ذیل اشعار کہے تھے:

وَ قَدْ بَدَانَا فَكَذَّبْنَا فَقَالَ لَنَا صِدْقَ الْحَدِيْثِ نَبِيٌّ عِنْدَهُ الْخَبَرُ

نَبِيٌّ صِدْقٍ اَتٰى بِالْحَقِّ مِنْ ثِقَةٍ وَافِي الْاَمَانَةِ مَا فِيْ عُوْدِهِ خَوَر

''اور بلاشبہ آپ ﷺ ہمارے ہاں ظاہر ہوئے، پس، ہم نے جھٹلایا۔ پس اس نبی ﷺ نے، جس کو خبر ہے، ہمارے لیے سچی بات کہی۔ سچے نبی ہیں، وثوق سے حق لائے ہیں، امانت دار ہیں اور آپ ﷺ کے راستے میں کوئی کمزوری نہیں ہے۔''[2]

حضرت کعب بن مالک ﷺ نے کہا:

وَكَانَ لَنَا النَّبِيُّ وَزِيْرَ صِدْقٍ بِهٖ نَعْلُو الْبَرِيَّةَ اَجْمَعِيْنَا

---

[1] ابن هشام: السيرة النبوية (٣/ ١٧٠)

[2] السهيلي: الروض الأنف (١/ ٢١٨)

نُقَاتِلُ مَعْشَرًا ظَلَمُوْا وَعَصَوْا وَكَانُوْا بِالْعَدَاوَةِ مُرْصِدِيْنَا

''اور ہمارے لیے نبی کریم ﷺ ہیں، جو صدق کے حامی و مددگار ہیں، ان کی بدولت ہم تمام مخلوقات پر غالب آتے ہیں۔ ہم اس گروہ سے لڑتے ہیں جس نے ظلم کیا اور رسول اللہ ﷺ کی نافرمانی کی اور وہ عداوت کی وجہ سے گھاٹے میں ہے۔''[1]

حضرت مالک بن نمط رضی اللہ عنہ نے کہا:

حَلَفْتُ بِرَبِّ الرَّاقِصَاتِ اِلٰى مِنًى صَوَادِرَ بِالرُّكْبَانِ مِنْ هَصب قردد

بِاَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ فِيْنَا مُصَدَّقٌ رَسُوْلٌ أَتٰى مِنْ عِنْدِ ذِى الْعَرْشِ مُهْتَدِ

''میں منی سے نکلنے والی تیز رفتار اونٹنیوں کے رب کی قسم کھاتا ہوں، جو سواروں کو لے کر مقامِ ہصب سے واپس ہوتی ہیں۔ کہ ہم میں اللہ تعالیٰ کے رسول ﷺ ہیں، جن کی تصدیق کی گئی ہے اور وہ ایسے رسول ہیں، جو عرش والے کی طرف سے آئے ہیں اور ہدایت یافتہ ہیں۔''[2]

حضرت رافع بن عمیرہ رضی اللہ عنہ اور بعض کے نزدیک رافع بن عمرو نے فرمایا:

رَعَيْتُ الظَّانَ اَحْمِيْهَا بِكَلْبِىْ مِنَ اللِّصِّ الْخَفِيِّ وَكُلِّ ذِيْبِ

وَلَمَّا اَنْ سَمِعْتُ الذِّئْبَ نَادٰى يُبَشِّرُنِىْ بِاَحْمَدَ مِنْ قَرِيْبِ

سَعَيْتُ اِلَيْهِ قَدْ شَمَّرْتُ ثَوْبِىْ عَلَى السَّاقَيْنِ قَاصِدَ الرَّكِيْبِ

فَاَلْفَيْتُ النَّبِىَّ يَقُوْلُ قَوْلًا صَدُوْقًا لَّيْسَ بِالْقَوْلِ الْكَذُوْبِ

فَبَشَّرَنِىْ يَقُوْلُ الْحَقَّ حَتّٰى تَبَيَّنَتِ الشَّرِيْعَةُ لِلْمُنِيْبِ

وَاَبْصَرْتُ الضِّيَاءَ يُضِيْئُ حَوْلِىْ اَمَامِىْ اَنْ سَعَيْتُ وَمِنْ جَنُوْبِىْ

[1] ابن هشام: السيرة النبوية (٣/ ٢٦٧) ابن كثير: البداية والنهاية (٤/ ١٣٢)

[2] ابن الأثير: أسد الغابة (ص: ......)

''میں بکریوں کو چراتا تھا اور اپنے کتے کے ذریعے ڈاکوؤں اور ہر بھیڑیے سے ان کی حفاظت کرتا تھا۔ اور جب میں نے بھیڑیے کو پکارتے ہوئے سنا جو مجھے قریب ہی سے احمد ﷺ کی بشارت دے رہا تھا۔ میں آپ ﷺ کی طرف دوڑا اور تیاری کرتے ہوئے سواری کا قصد کیا۔ پس میں نے نبی ﷺ کو سچی بات کہتے ہوئے پایا، جس میں کوئی جھوٹ نہیں تھا۔ آپ ﷺ نے حق بات کی خوشخبری سنائی، یہاں تک کہ شریعت واضح ہو چکی اور میں نے روشنی کو دیکھا جو میرے اردگرد کو منور کرتی ہے۔ اور جب میں چلتا ہوں تو میرے آگے اور بائیں کو روشن کرتی ہے۔''[1]

حضرت عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہ نے کہا:

أَتٰی بِالْهُدٰی بَعْدَ الْعُمٰي فَقُلُوْبُنَا   بِهٖ مُوْقِنَاتٌ أَنَّ مَا قَالَ وَاقِعٌ

''پس ہمارے دل اس پر یقین رکھتے ہیں، کہ جو بات آپ ﷺ فرماتے ہیں، وہ واقع ہو کر رہتی ہے۔''[2]

حضرت ظبیان بن کرادہ رضی اللہ عنہ نے کہا:

فَأُشْهِدُ بِالْبَيْتِ الْعَتِيْقِ وَبِالصَّفَا   شَهَادَةَ مَنْ إِحْسَانُهٗ مُتَقَبَّلٌ

بِأَنَّكَ مَحْمُوْدٌ لَّدَيْنَا مُبَارَكٌ   وَفِيٌّ أَمِيْنٌ صَادِقُ الْقَوْلِ مُرْسَلٌ

''میں البیت العتیق اور کوہِ صفا کو اس بات پر گواہ بناتا ہوں کہ آپ ﷺ تعریف کیے گئے، دنیا کے لیے مبارک، باوفا، امانت دار، اور اپنے قول میں سچے اللہ کے رسول ہیں۔ اور ان دونوں کی گواہی اس شخص کی گواہی

---

[1] ابن الأثير: أسد الغابة (۳/ ۷۳۸)

[2] إسماعيل بن كثير: السيرة النبوية (۳/ ٤٨٨)

کی طرح مقبول ہے، جس کی سچائی اور راست بازی مقبول و مسلم ہو۔"[1]

ہاتف غیبی رضی اللہ عنہ نے کہا:

اِرْحَلْ عَلَى اسْمِ اللّٰهِ وَالتَّوْفِيْقِ رِحْلَةً لَّا وَانٍ وَّ لَا مَشِيْقِ

اِلٰى فَرِيْقٍ خَيْرٍ مَّا فَرِيْقِ اِلَى النَّبِيِّ الصَّادِقِ الْمَصْدُوْقِ

"اللہ کا نام لے کر اور اس کی توفیق کے ساتھ سفر کر۔ ایسا سفر جس میں کچھ تکلیف و مشقت نہ ہوگی۔ اس فریق کے پاس جا جو سب سے بہتر ہے، یعنی نبی صلی اللہ علیہ وسلم صادق و مصدوق کے پاس۔"[2]

حضرت حسان رضی اللہ عنہ نے کہا:

يُنَادِيْهِمْ رَسُوْلُ اللّٰهِ لَمَّا قَذَفْنَاهُمْ كَبَاكِبَ فِي الْقَلِيْبِ

اَلَمْ تَجِدُوْا حَدِيْثِيْ كَانَ حَقًّا وَّ أَمْرُ اللّٰهِ يَاخُذُ بِالْقُلُوْبِ

فَمَا نَطَقُوْا وَلَوْ نَطَقُوْا لَقَالُوْا صَدَقْتَ وَكُنْتَ ذَا رَأيٍ مُّصِيْبٍ

"جب ہم نے مشرکین کی لاشوں کے جتھوں کو بدر کے کنویں میں ڈالا تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم ان سے مخاطب ہوئے اور فرمایا: "کیا تم نے میری بات کو سچا پایا ہے اور اللہ تعالیٰ کا حکم تو دلوں کو جا لیتا ہے۔" ان مشرکین نے کوئی جواب نہ دیا۔ اگر بولتے تو کہتے: آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے سچ کہا تھا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہی صحیح رائے والے ہیں۔"[3]

حضرت عبداللہ بن الزبعری رضی اللہ عنہ نے کہا:

وَلَقَدْ شَهِدْتُ دِيْنَكَ صَادِقٌ حَقٌّ وَّاَنَّكَ فِي الْمِيْعَادِ جَسِيْمٌ

---

1. ابن الا ثیر: أسد الغابة (٥/ ١٣٢) ابن حجر: الإصابة (٢/ ٢٤١)
2. ابن حجر: الإصابة (٣/ ٤١) ابن الأثیر: أسد الغابة (٥/ ٧٦٣)
3. دیوان حضرت حسان بن ثابت انصاری (ص: ٧٠، ٧١، مترجم)

''اور میں گواہی دیتا ہوں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا دین حق اور سچا ہے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم وعدے کے بڑے پکے ہیں۔''[1]

حضرت عمرو بن معدی یکرب رضی اللہ عنہ نے کہا:

وَعَبَدْنَا الْاِلٰهَ حَقًّا وَّكُنَّا لِلْجَهَالَاتِ نَعْبُدُ الْاَوْثَانَا

وَائْتَلَفْنَا بِهٖ وَكُنَّا عَدُوًّا فَرَجَعْنَا بِهٖ مَعًا اِخْوَانَا

فَعَلَيْهِ السَّلَامُ وَالسَّلَامُ مِنَّا حَيْثُ كَانَ مِنَ الْبِلَادِ وَكَانَا

اِنْ لَّمْ نَكُنْ نَّرَ النَّبِیَّ فَاِنَّا قَدْ تَبِعْنَا سَبِيْلَهٗ اِيْمَانَا

''اور ہم نے حق کے ساتھ اللہ تعالیٰ کی عبادت کی اور ہم جہالت کی بدولت بتوں کی عبادت کرتے تھے اور ہم آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے طفیل متحد ہوئے، حالانکہ ہم دشمن تھے اور ہم بھائی بھائی بن گئے۔ پس آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر سلام ہو، اور ہماری طرف سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر (دنیا میں جہاں بھی ہوں) سلام ہو۔ اگرچہ ہم نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو نہیں دیکھتے، لیکن ہم نے ایمان کے ساتھ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے راستے کی پیروی کی۔''[2]

ذاتِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم بطور ملجا و ماوا:

حضرت عمرو بن مرہ جہنی رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

كِتَابٌ مِّنَ الرَّحْمٰنِ نُوْرٌ لِّجَمْعِنَا وَاَخْلَافِنَا فِیْ كُلِّ بَادٍ وَّ حَاضِرٍ

اَتٰی خَيْرُ مَنْ يَّمْشِیْ عَلَی الْاَرْضِ كُلِّهَا وَاَفْضَلُهَا عِنْدَ اعْتِكَارِ الضَّرَائِرِ

''رحمان کی جانب سے زمین میں چلنے والوں میں سے سب سے بہترین

1. ابن كثير: البداية والنهاية (٤/ ٣٠٩)
2. إسماعيل بن كثير: السيرة النبوية (٤/ ١٣٩، ١٤٠)

شخص کی طرف ایک کتاب آئی ہے، جو ہم تمام کے لیے اور تمام ملکوں کے لیے ایک نور ہے۔ اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم حاجاتِ شدیدہ کے وقت بھی سب سے زیادہ افضل ہیں (کیونکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کسی سائل کو مایوس نہیں کرتے تھے، حاجت مندوں کی حاجات کو پورا کرتے تھے اور آپ کے بحرِ سخاوت سے سائل کبھی مایوس نہیں لوٹتا تھا، جس طرح حضرت انس رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ اللہ کے نبی سب سے زیادہ کی تھے)۔"[1]

حضرت ضرار بن خطاب رضی اللہ عنہ نے کہا:

يَانَبِيَّ الْهُدٰى اِلَيْكَ لَجَا	حَيُّ قُرَيْشٍ وَّاَنْتَ خَيْرُ لَجَاءٍ
حِيْنَ ضَاقَتْ عَلَيْهِم مَّعَهُ الْاَرْ	ضُ وَعَادَاهُمْ اِلٰهُ السَّمَاءِ
وَالْتَقَتْ حَلْقَتَا الْبِطَانِ عَلَى	الْقَوْمِ وَنُوْدُوْا بِالصَّيْلَمِ الصَّلْعَاءِ
اِنَّ سَعْدًا يُّرِيْدُ قَاصِمَةَ	الظَّهْرِ بِاَهْلِ الْحُجُوْنِ وَالْبَطْحَاءِ

"اے نبیِ ہدایت! آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے یہاں قریش کا قبیلہ اس وقت پناہ گزین ہوا جب ان پر زمین کی وسعت تنگ ہوگئی اور آسمان کے الہ نے ان سے دشمنی کی۔ اور آپ بہترین پناہ گاہ ہیں اور جب قریش پر دونوں حلقے کمند کے پڑگئے تھے اور انھیں سخت مصیبت کی خبر سنائی گئی تھی۔ سعد چاہتے ہیں کہ اہلِ حجون وبطحاء کی پیٹھ توڑ دیں۔"[2]

---

(1) إسماعيل بن كثير: السيرة النبوية (١/ ٣٧٨)

(2) ابن الأثير، أسد الغابة (٥/ ٩٢، ٩٣)

حضرت حسان رضی اللہ عنہ[3] نے کہا:

(3) حضرت جناب رضی اللہ عنہ کلبی فتح مکہ کے دن اسلام لائے۔ انھوں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی ہے کہ انھوں نے آپ کو ایک درمیانہ قد پایا اور فرماتے ہوئے سنا کہ جبریل میرے داہنے ←

يَا رُكْنَ مُعْتَمَدٍ وَّعِصْمَةَ لَآئِذٍ ۔۔۔ وَّمَلَاذَ مُتَجَوِّعٍ وَّجَارَ مُجَاوِرِ

يَا مَنْ تَخَيَّرَهُ الْإِلٰهُ لِخَلْقِهٖ ۔۔۔ وَحَبَاهُ بِالْخُلُقِ الزَّكِيِّ الطَّاهِرِ

اَنْتَ النَّبِيُّ وَخَيْرُ عُصْبَةِ اٰدَمَ ۔۔۔ يَا مَن يَّجُوْدُ كَفَيْضِ بَحْرٍ زَاخِرِ

مِيْكَالُ وَمَعَكَ جِبْرَائِيْلُ كِلَاهُمَا ۔۔۔ مَدَدٌ لِّنَصْرِكَ مِنْ عَزِيْزٍ قَاهِرِ

’’اے رکنِ معتمد! اے جویائے پناہ کو پناہ دینے والے! اے بھوکوں کے جائے پناہ اور خائف کو امن دینے والے! اے وہ نبی جسے اللہ نے اپنی مخلوق کے لیے منتخب فرمایا! عمدہ اور پاکیزہ عادات سے انھیں آراستہ کیا! آپ نبی ہیں اور آدم کی عصمت کا بہتر ذریعہ ہیں اور اے وہ بزرگ جو دریائے رواں کے مثل بخشش کرتے ہیں! میکائیل اور جبرائیل دونوں، خداوند غالب قاہر کی طرف سے آپ ﷺ کی مدد کرنے کے لیے، آپ ﷺ کے ساتھ ہیں۔‘‘

جناب کہتے ہیں کہ میں نے پوچھا کہ یہ شاعر کون ہیں تو کسی نے کہا کہ یہ حسان ہیں پھر میں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا کہ ان کے لیے دعا مانگ رہے تھے اور تعریف کرتے تھے۔[1]

اسود بن مسعود ثقفی رضی اللہ عنہ نے کہا:

اَمْسَيْتُ اَعْبُدُ رَبِّيْ لَاشَرِيْكَ لَهٗ ۔۔۔ رَبَّ الْعِبَادِ اِذَا مَاحُصِّلَ الْيُسُرُ

اَنْتَ الرَّسُوْلُ الَّذِيْ تُرْجٰى فَوَاضِلُهٗ ۔۔۔ عِنْدَ الْقُحُوْطِ اِذَا مَا اَخْطَاَ الْمَطَرُ

← جانب اور میکائیل میرے بائیں جانب ہیں اور فرشتوں نے میرے لشکر کو ڈھانپ لیا ہے۔ (پس اب کوئی خوف نہیں ہے) تم اپنے شعر سناؤ اس شخص نے مجھ کو دیر تک سر جھکانے کے بعد درج بالا اشعار کہے۔

[1] ابن الأثير: أسد الغابة (٢/ ٤١٧) ابن حجر: الإصابة (١/ ٢٤٥)

''میں اپنے اس رب کی عبادت کرتا ہوں جس کا کوئی شریک نہیں، جو بندوں کا رب ہے جب بھی آسانی حاصل ہو۔ آپ وہ رسول ہیں کہ قحط کے وقت جب بارش نہ ہو، ان کی سخاوت کی امید کی جاتی ہے۔''[1]

یتیموں کا والی:

حضرت قطن بن حارثہ کلبی رضی اللہ عنہ نے کہا:

رَاَیْتُكَ یَاخَیْرَ الْبَرِیَّةِ كُلِّهَا　　نَبَتَ نَضَارًا فِی الْاَرُوْمَةِ مِنْ كَعْبٍ

اَغَرُّ كَاَنَّ الْبَدْرَ سِنَةُ وَجْهِهٖ　　اِذَا مَا بَدَا لِلنَّاسِ حَلَلَ الْعَصْبِ

اِذَا مَا بَدَا لِلنَّاسِ حَلَلَ الْعَصْبِ　　وَرَبَّیْتَ الْیَتَامٰی فِی السِّقَایَةِ وَالْجَدْبِ

''اے تمام لوگوں میں سے سب سے زیادہ بہترین! آپ صلی اللہ علیہ وسلم قبیلہ کعب[2] کے سب سے عمدہ اور بہترین شخص ہیں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم سب سے زیادہ حسین ہیں، گویا بدر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرے کا ہالہ ہے۔ جب بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم ایک عمامہ زیبِ تن فرماتے ہوئے لوگوں کے سامنے ظاہر ہوتے ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حق کا راستہ کجی کے بعد سیدھا کر دیا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے سرسبزی اور قحط سالی میں یتیموں کی تربیت کی۔''[3]

ذاتِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم سرچشمۂ انصاف وصداقت ونجات:

حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ نے کہا:

---

(1) ابن حجر: الإصابة في تمييز الصحابة (١/ ٤٦)

(2) آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا سلسلۂ نسب یوں ہے: محمد بن عبداللہ بن عبدالمطلب بن ہاشم بن عبدمناف بن قصی بن کلاب بن مرہ بن کعب بن لوی بن غالب بن فہر بن مالک... بن مضر بن نذار۔ ابن کثیر: البداية والنهاية (٢/ ٢٥٥) کعب آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے آبا میں سے ہیں، اس لیے ان کی طرف آپ کی نسبت کی گئی ہے۔

(3) ابن حجر، أحمد بن علی بن حجر، العسقلاني: الإصابة فی تمییز الصحابه (٣/ ٢٣٨)

فَمَا یُعْتَدُّ رَامٍ فِیْ عَدُوٍّ بِسَهْمٍ یَّارَسُوْلَ اللّٰهِ قَبْلِیْ
وَذَالِكَ اَنَّ دِیْنَكَ دِیْنُ صِدْقٍ وَذُوْ حَقٍّ اَتَیْتَ بِهٖ وَعَدْلٍ
یُنَجَّی الْمُؤْمِنُوْنَ بِهٖ وَیُجْزٰی بِهِ الْكُفَّارُ عِنْدَ مَقَامِ مَهْلٍ

''پس اے اللہ کے رسول ﷺ! مجھ سے پہلے دشمن کی نظر میں کوئی تیر انداز شمار نہ ہوتا تھا۔ اور (میں نے یہ اس لیے کیا) کہ آپ کا دین سچا ہے اور آپ نے اس کے ذریعے سے حقیقت اور انصاف کی بات پیش فرمائی ہے، اسی حقیقت اور انصاف کی بات کے ذریعے سے ایمانداروں کو نجات ملے گی اور کافر اسی کے سبب سے مقامِ مہل میں رسوا ہوں گے۔''[1]

حضرت صرمہ رضی اللہ عنہ بن ابی انس رضی اللہ عنہ نے کہا:

ثَوٰی فِیْ قُرَیْشٍ بِضْعَ عَشَرَةَ حَجَّةً یُذَكِّرُ لَوْ یَلْقٰی صَدِیْقًا مُوَاتِیًا
وَیَعْرِضُ فِیْ اَهْلِ الْمَوَاسِمِ نَفْسَهٗ فَلَمْ یَلْقَ مَن یُّؤْمِنُ وَلَمْ یَرَ دَاعِیًا
فَلَمَّا اَتَانَا اطْمَاَنَّتْ بِهِ النَّوٰی وَاَصْبَحَ مَسْرُوْرًا بِطَیْبَةَ رَاضِیًا
وَاَصْبَحَ لَا یَخْشٰی عَدَاوَةَ وَاحِدٍ قَرِیْبًا وَّلَا یَخْشٰی مِنَ النَّاسِ بَاغِیًا
بَذَلْنَا لَهُ الْاَمْوَالَ مِنْ جُلِّ مَالِنَا وَاَنْفُسِنَا عِنْدَ الْوَغٰی وَالتَّاَسِیَا
اَقُوْلُ اِذَا صَلَّیْتُ فِیْ كُلِّ بِیْعَةٍ حَنَانَیْكَ لَا تُظْهِرْ عَلَیَّ الْاَعَادِیَا

''آنحضرت ﷺ قریش (کے وطن یعنی مکہ) میں دس برس سے زیادہ رہے۔ اگر کوئی دوست مل جاتا تھا تو اسے اللہ تعالیٰ کی یاد دلاتے تھے اور زمانۂ حج میں آپ ﷺ اپنی ذات کو باہر کے لوگوں کے سامنے پیش کرتے تھے۔ (فرماتے تھے کہ تم مجھے اپنے وطن لے چلو، کیونکہ قریش

---

[1] ابن كثير: البداية والنهاية (٣/ ٢٤٤) ابن هشام: السيرة النبوية (٢/ ٢٤٥)

میری نصیحت نہیں مانتے، بلکہ میری تکذیب کرتے ہیں اور مجھے ستاتے ہیں۔) مگر آپ ﷺ کو کوئی ایسا شخص نہ ملا جو آپ کو اطمینان دلاتا اور آپ کی دعوت کرتا۔ پھر جب آپ ﷺ ہمارے پاس (مدینہ میں) تشریف لائے اور اطمینان سے مقیم ہوئے۔ اور طیبہ سے خوش اور راضی ہوئے اور آپ ﷺ کو قریب کے دشمن کا خوف نہ رہا اور نہ کسی کی دہشت باقی رہی، کیونکہ ہم نے اپنے عمدہ عمدہ مال آپ ﷺ پر خرچ کیے اور صلح و جنگ دونوں موقعوں میں ہم نے اپنی جانیں آپ ﷺ پر نثار کیں۔ میں جب کسی عبادت خانے میں نماز پڑھنے جاتا ہوں تو کہتا ہوں کہ اے میرے پرودگار! اپنی مہربانی سے ہم پر دشمنوں کو غالب نہ کر۔"[1]

حضرت علی رضی اللہ عنہ نے کہا:

فَأَمْسٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ قَدْ عَزَّ نَصْرُهٗ وَكَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ أُرْسِلَ بِالْعَدْلِ

"پس رسول اللہ ﷺ کی مدد (کرنے والوں) کو بھی عزت حاصل ہو گئی اور رسول اللہ ﷺ تو انصاف (ہی) کے ساتھ مبعوث فرمائے گئے تھے۔"[2]

شفاعتِ رسول ﷺ:

حضرت حسان رضی اللہ عنہ نے کہا:

أَمَامَ رَسُوْلِ اللّٰهِ لَا يَخْذُلُوْنَهٗ لَهُمْ نَاصِرٌ مِّنْ رَّبِّهِمْ وَ شَفِيْعٌ

"رسول اللہ ﷺ کے سامنے انھوں نے خوب بہادری سے قتال کیا اور آپ ﷺ کے لیے جانیں نچھاور کرنے کے جذبے سے لڑے۔ حضور ﷺ

---

[1] ابن الأثير: أسد الغابة (٥/ ٦٧)

[2] ابن هشام: سيرت النبى (٢/ ٢٣٢، مترجم)

ان کے رب تعالیٰ کی طرف سے مدد گار اور اللہ کی بارگاہ میں سفارش کرنے والے ہیں۔"[1]

مشاورت:

حضرت عباس بن مرداس رضی اللہ عنہ نے کہا:

وَكُنَّا لَهٗ دُوْنَ الْجُنُوْدِ بِطَانَةً　　يُّشَاوِرُنَا فِیْ أَمْرِهٖ وَ نُشَاوِرُهٗ

دَعَانَا فَسَمَّانَا الشِّعَارَ مُقَدَّمًا　　وَّكُنَّا لَهٗ عَوْنًا عَلٰى مَنْ يُّنَاكِرُهٗ

جَزَى اللّٰهُ خَيْرًا مِّنْ نَّبِيٍّ مُحَمَّدًا　　وَأَيَّدَهٗ بِالنَّصْرِ وَاللّٰهُ نَاصِرُهٗ

"اور ہم لشکروں کے سامنے آپ کے لیے ایک ڈھال تھے، آپ ﷺ اپنے معاملے میں ہم سے مشورہ کرتے ہیں اور ہم ان سے مشورہ کرتے ہیں۔ آپ نے ہمیں بلایا اور ہمارا شعار مقدم مقرر فرمایا اور ہم آپ ﷺ کے مدد گار تھے، ہر اس شخص کے خلاف جو آپ ﷺ کا مقابلہ کرتا تھا۔ اللہ تعالیٰ نبی ﷺ کو جزائے خیر دے اور آپ ﷺ کی مدد کرے اور اللہ تعالیٰ نبی کریم ﷺ کا مدد گار ہو۔"[2]

قبائل کا شیر و شکر کرنے والا:

حضرت علی رضی اللہ عنہ نے کہا:

فَآمَنَ أَقْوَامٌ بِذَاكَ وَأَيْقَنُوْا　　فَأَمْسَوْا بِحَمْدِ اللّٰهِ مُجْتَمِعِی الشَّمْلِ

"پس کچھ لوگوں نے اس کو مان لیا (یعنی نبی کریم ﷺ پر ایمان لے آئے) اور یقین کر لیا تو بحمد اللہ وہ اپنی تمام پراگندہ قوتوں کو ایک جگہ جمع

---

[1] دیوان حضرت حسان بن ثابت انصاری (ص: ۳۴۰، ۳۴۱، مترجم)

[2] ابن هشام: السيرة النبوية (٤/ ١١١)

کرنے والے ہو گئے۔"[1]

با رُعب شخصیت:

حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے کہا:

فَلَتُحْدَثَنْ بَدَائِعُ مِنْ بَعْدِهٖ تَعْیٰی بِهِنَّ جَوَانِحُ وَصُدُوْرٗ

"آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد ایسے نئے نئے حوادث پیش آئیں گے جن (کی گراں باری) سے پسلیاں اور سینے تھک جائیں گے۔"[2]

ایفائے عہد:

حضرت حسان رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

تَاللّٰهِ مَا حَمَلَتْ اُنْثٰی وَلَا وَضَعَتْ مِثْلَ الرَّسُوْلِ نَبِيِّ الْاُمَّةِ الْهَادِي

وَلَا بَرَاَ اللّٰهُ خَلْقًا مِّنْ بَرِيَّتِهٖ اَوْفٰی بِذِمَّةِ جَارٍ اَوْ بِمِيْعَادِ

مِنَ الَّذِيْ كَانَ فِيْنَا يُسْتَضَاءُ بِهٖ مُبَارَكَ الْاَمْرِ ذَا عَدْلٍ وَّ اِرْشَادِ

مُصَدِّقًا لِّلنَّبِيِّيْنَ الْاُلٰی سَلَفُوْا وَاَبْذَلَ النَّاسِ لِلْمَعْرُوْفِ لِلْجَادِيْ

"ساری دنیا کے لوگوں میں حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم جیسا انسان کسی ماں نے نہیں جنا، آپ رسول و نبی اور ہدایت کا داعی بن کر تشریف لائے۔ اللہ تعالیٰ نے اپنی ساری مخلوق میں ان جیسا کوئی پیدا نہیں کیا جو اپنی بات کا پکا اور وعدے کو نبھانے والا ہو۔ ان سے روشنی کا فیضان حاصل کیا جاتا تھا، آپ برکت والے انصاف کرنے والے اور خیر خواہی پھیلانے والے تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے سابقہ انبیا کی تصدیق فرمائی اور لوگوں میں آپ

---

[1] ابن ہشام: سیرت النبی (۲/ ۲۳۳، مترجم)

[2] ابن سعد: طبقات ابن سعد (۲/ ۳۵۲، ۳۵۳، مترجم)

سے بڑھ کر سخاوت کرنے والا کسی نے نہیں دیکھا۔"[1]

حضرت عبدالرحمان بن حسان بن ثابت نے اپنے والد حسان سے بیان کیا کہ انھوں نے کہا:

يَا حَارُ مَن يَّغْدُرُ بِذِمَّةِ جَارِهٖ مِنكُم فَاِنَّ مُحَمَّدًا لَّا يَغْدُرُ

"اے حارث! تمھارے قبیلے کے لوگوں میں سے جو شخص اپنے پڑوسی سے بدعہدی کرتا ہے (اس سے کہہ دو کہ) محمد ﷺ بدعہدی نہیں کرتے۔"[2]

حضرت انس بن زنیم الکنانی رضی اللہ عنہ نے کہا:

فَمَا حَمَلَتْ مِن نَّاقَةٍ فَوْقَ رَحْلِهَا اَبَرُّ وَ فِیْ ذِمَّةٍ مِّن مُّحَمَّدِ

"کسی اونٹنی نے اپنے کجاوے پر محمد ﷺ سے زیادہ نیک اور عہد و پیمان کو پورا کرنے والا کبھی نہیں اٹھایا۔"[3]

حضرت ظبیان بن کرادہ رضی اللہ عنہ نے کہا:

فَاُشْهِدُ بِالْبَيْتِ الْعَتِيقِ وَبِالصَّفَا شَهَادَةَ مَنْ اِحْسَانُهٗ مُتَقَبَّلٗ

بِاَنَّكَ مَحْمُوْدٌ لَّدَيْنَا مُبَارَكٌ وَفِیٌّ اَمِيْنٌ، صَادِقُ الْقَوْلِ مُرْسَلٗ

"میں البیت العتیق اور کوہِ صفا کو اس بات پر گواہ بناتا ہوں کہ آپ ﷺ تعریف کیے گئے، دنیا کے لیے مبارک، باوفا، امانت دار، اور اپنے قول

---

[1] دیوان حضرت حسان بن ثابت انصاری (ص: ۱۷۵، ۱۷۶)

[2] ابن الأثير: أسد الغابة (٦/ ٣٩٩)

[3] ابن حجر: أحمد بن علي بن حجر، العسقلانی (١/ ٦٩)

اس شعر کے علاوہ اس موقع پر انھوں نے دو مزید اشعار کہے تھے جو درج ذیل ہیں:

وَاَمَانَةُ الْمَرْئِ مَن يَّغْدُرُ بِذِمَّةِ جَارِهٖ مِثْلَ الزُّجَاجَةِ صدعها لايجبر

ان تغدروا فالغدر من عاداتكم والغدر ينبهت اصول السنحبر

میں سچے اللہ کے رسول ہیں۔ اور ان دونوں کی گواہی اس شخص کی گواہی کی طرح مقبول ہے جس کی سچائی اور راست بازی مقبول و مسلم ہو۔"[1]

صبر و حلم رسول صلی اللہ علیہ وسلم:

حضرت زہیر بن صرد رضی اللہ عنہ نے کہا:

اِن لَّمْ تَدَارَكْهَا نَعْمَاءُ تُنْشِرُهَا یَا اَرْجَحَ النَّاسِ حِلْمًا حِیْنَ یُخْتَبَرُ

"آپ صلی اللہ علیہ وسلم جو احسانات منتشر کر رہے ہیں اگر انھوں نے ان کی تکلیفوں کا مداوا اور تدارک نہیں کیا تو ان کی محرومی کا کیا ٹھکانا ہے؟ اے لوگوں میں سب سے زیادہ حلیم! جب آزمایش ہو۔"[2]

حضرت حسان رضی اللہ عنہ نے کہا:

رَسُوْلُ اللّٰهِ مُصْطَبِرٌ كَرِيْمٌ بِاَمْرِ اللّٰهِ يَنْطِقُ اِذْ يَقُوْلُ

"اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم صبر کرنے والے کریم ہیں۔ جب بھی بولتے ہیں اللہ کے حکم کے ساتھ بولتے ہیں۔"[3]

خطا کار سے درگزر کرنے والا:

حضرت کعب بن زہیر رضی اللہ عنہ[4] نے کہا:

---

(1) ابن الأثیر: أسد الغابة (٥/ ١٣٢) ابن حجر: الإصابة (٢/ ٢٤١)

(2) ابن كثير: البداية والنهاية (٤/ ٣٥٣)

(3) ابن هشام، السيرة النبوية (٣/ ١٧١)

(4) حضرت کعب رضی اللہ عنہ نے جو قصیدہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور بطور معذرت پیش کیا اس کا آغاز انھوں نے غزل سے کیا کہ وہ اپنی محبوبہ کے خوبصورت دانتوں کا تذکرہ کرتے ہیں۔ پھر اس کی جدائی کا شکوہ کرتے ہیں۔ اور پھر وعدہ خلافی اور وفاداریوں کی تبدیلی کا ذکر کرتے ہیں۔ سب کچھ انھوں نے ایک خاص انداز میں پیش کیا۔ مثلاً دانتوں کی مٹھاس کو انھوں نے ایسی ٹھنڈی شراب سے تشبیہ دی ہے جس میں ٹھنڈے پانی کی ملاوٹ کر دی جائے اور پھر اس کے ←

وَقَالَ كُلُّ صَدِيقٍ كُنْتُ آمَلُهٗ — لَا اُلْهِيَنَّكَ اِنِّىْ عَنْكَ مَشْغُوْلٌ

فَقُلْتُ خَلُّوْا سَبِيْلِىْ لَا اَبَالَكُمْ — فَكُلُّ مَا قَدَّرَ الرَّحْمٰنُ مَفْعُوْلٌ

كُلُّ ابْنِ اُنْثٰى وَاِنْ طَالَتْ سَلَامَتُهٗ — يَوْمًا عَلٰى آلَةٍ حَدْبَاءَ مَحْمُوْلٌ

نُبِّئْتُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ اَوْعَدَنِىْ — وَالْعَفْوُ عِنْدَ رَسُوْلِ اللّٰهِ مَامُوْلٌ

مَهْلًا هَدَاكَ الَّذِىْ اَعْطَاكَ نَافِلَةَ — الْقُرْآنَ فِيْهِ مَوَاعِظُ وَتَفْصِيْلٌ

لَا تَاخُذَنِّىْ بِاَقْوَالِ الْوُشَاةِ وَلَمْ — اُذْنِبْ وَلَوْ كَثُرَتْ فِىَّ الْاَقَاوِيْلُ

لَقَدْ اَقُوْمُ مُقَامًا لَّوْ يَقُوْمُ بِهٖ — اَرٰى وَاَسْمَعُ مَا لَوْ يَسْمَعُ الْفِيْلُ

لَظَلَّ يُرْعَدُ مِنْ وَّاجِدٍ مَّوَارِدُهٗ — مِنَ الرَّسُوْلِ بِاِذْنِ اللّٰهِ تَنْوِيْلٌ

حَتّٰى وَضَعْتُ يَمِيْنِىْ مَا اُنَازِعُهَا — فِىْ كَفِّ ذِىْ نَقِمَاتٍ قَوْلُهُ الْقِيْلُ

فَلَهُوَ اَخْوَفُ عِنْدِىْ اِذْ اُكَلِّمُهٗ — وَقِيْلَ اِنَّكَ مَنْسُوْبٌ وَمَسْؤُلٌ

وَلَا يَزَالُ بِوَادِيْهِ اَخُوْ ثِقَةٍ — مُضَرَّجُ الْبُرِّ وَ الدِّرْسَانِ مَاكُوْلٌ

اِنَّ الرَّسُوْلَ لَنُوْرٌ يُّسْتَضَاءُ بِهٖ — مُهَنَّدٌ مِّنْ سُيُوْفِ اللّٰهِ مَسْلُوْلٌ

← جھوٹ بولنے وعدہ خلافی کرنے اور وفاداری تبدیل کرنے کو انھوں نے اس کی خونی فطرت کہا ہے اور اس طرح عہد و پیمان کے توڑنے کو انھوں نے چھانی میں پانی کی مثال سے تشبیہ دی ہے اور پھر اس سے وفا کی امید رکھنے کو انھوں نے خیالی خواب اور گمراہی کی تصویر کہا ہے۔ یہ سب حسی تصویر کشی ہے جو کہ غزل کا ایک انوکھا انداز ہے۔ جو اس سے قبل نہ تھا۔ اس کے بعد وہ اونٹنی کے اوصاف بیان کرنے کی طرف منتقل ہوتے ہیں تو انوکھے انداز میں غریب الفاظ کے ساتھ تصویر کشی کرتے ہیں۔ مثلاً اس اونٹنی کی جسمانی بناوٹ، دم کا چھوٹا پن، اس کی لمبی گردن، اس کے پہلوؤں کی کشادگی، اس کے چہرہ کی ٹھوس بناوٹ، دم کا چھوٹا پن، قوم اربعہ کے نیزوں کی طرح مضبوطی، چال کی تیزی، ننگے پاؤں چلنا، ہاتھوں کا تیزی سے حرکت کرنا اور جلد مڑنا یہ سب اوصاف انھوں نے مادی تشبیہ میں پیش کیے ہیں کہ ایسے غریب الفاظ میں ایسی عمدہ تصویر کشی کہ ادب جاہلی میں یہ منفرد انداز ہے۔ حسن و جمال کا نظارہ اور عمدہ تصویر کشی کے بعد اصل مقصد کی طرف آتے ہوئے انھوں نے وہ اشعار کہے جو اوپر درج ہیں۔

''اور ہر اس دوست نے جس سے میں تعاون کی امید رکھتا تھا جواباً کہا کہ میں تمھارے لیے کچھ نہیں کرسکتا، بلکہ مجھے تو اپنی فکر پڑی ہوئی ہے۔ پس میں نے بھی ان سے کہہ دیا کہ مجھے میرے حال پر چھوڑ دو (اللہ تعالیٰ تمھارے لیے مشکلات پیدا نہ فرمائے) جو میرے مہربان اللہ نے میرے نصیب میں لکھا ہوا ہے وہ ضرور ہو کر ہی رہے گا۔ ہر انسان اگرچہ وہ کتنی ہی سلامتی والی عمر گزار لے ایک نہ ایک دن ضرور اس کی لاش چارپائی پر اٹھائی جائے گی۔ مجھے اطلاع ملی ہے کہ اللہ کے رسول ﷺ نے مجھے جان سے مار ڈالنے کی دھمکی دی ہے، لیکن معافی کی بھی تو ان سے امید اور آس برقرار ہے۔ ٹھہرو وہ ذات تمھیں مزید روشنیاں عطا کرے جس نے تمھیں قرآن جیسی عظیم کتاب عطا کی ہے۔ جس میں وعظ و ارشاد اور دنیا و آخرت کی مکمل تفصیل اور بیان موجود ہے۔ چغل خور کی باتیں سن کر مجھے سزاوار مت ٹھہراؤ، کیونکہ میں اتنا قصوروار نہیں ہوں حتی کہ میرے بارے میں غلط بیانی اور غلط رپورٹ پہنچائی گئی ہے۔ البتہ تحقیق میں اس مقام پر آ کھڑا ہوں اگر وہ اس مقام پر ہوں تو ان پر کپکپی طاری ہو جائے، کیونکہ جو کچھ میں نے اس راستے میں دیکھا ہے اور سنا ہے اگر ہاتھی سے تو عظیم الخلقت ہونے کے باوجود اس پر بھی رعشہ طاری ہو جائے، میں ضرور اس وقت تک خوفزدہ ہو کر کانپتا رہوں گا، یہاں تک کہ مجھے رسولِ کریم ﷺ سے امان نہیں مل جاتا۔ حتی کہ میں نے بغیر چوں و چرا کے اپنے آپ کو ان کے حوالے کر دیا اور خود ہی اپنا ہاتھ ان کے دستِ مبارک میں رکھ دیا جو وہ چاہیں کریں، کیونکہ وہ سزا دینے کی قوت رکھتے ہیں اور ان کا فیصلہ حتمی اور نافذ ہونے والا ہے مجھے ڈر

رہتا تھا کہ جب میں ان سے ہم کلام ہوں گا تو کیا عذر پیش کروں گا، جبکہ مجھے بات پہنچا دی گئی تھی کہ مجھے اپنی طرف منسوب الزام کا سوال ہوگا جس کا جواب دینا پڑے گا۔ ہمیشہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا صحن بہادر جوانوں سے بھرا رہتا ہے۔ وہ ایسے بے لوث لوگ ہیں جن کا مطمعِ نظر کھانا پینا اور لباس پہننا نہیں ہے، یقیناً وہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم ایک ایسی چمکدار تلوار ہیں جن کی روشنی سے جہاں روشن ہوا ہے۔ وہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے اللہ تعالیٰ کے دشمنوں کے لیے ننگی تلوار ہیں۔"[1]

حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ نے کہا:

اَعۡنِی النَّبِیَّ اَخَا التَّکَرُّمِ وَالنَّدٰی وَابَرُّ مَنۡ یُّوۡلِیۡ عَلَی الۡاِقۡسَامِ

"میری مراد حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہیں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم لوگوں سے حسنِ سلوک فرماتے ہیں اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم سخت دشمن کے ساتھ بھی نیکی کا معاملہ کرتے ہیں۔"[2]

حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ نے کہا:

وَذَکَرۡتَ مِنَّا مَاجِدًا ذَا هِمَّةٍ سَمۡحَ الۡخَلَائِقِ مَاجِدَ الۡاَقۡدَامِ

"اور ہم میں اس شخصیت کو یاد کر یعنی حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو جو معزز، ہمت والے، مخلوق کے ساتھ سخاوت کا معاملہ کرنے والے اور بزرگی کے کام سرانجام دینے والے ہیں۔"[3]

---

[1] ابن كثير: البداية والنهاية (٤/ ٣٦٩تا ٣٧٢) مكتبة المعارف، بيروت، مكتبة النصر، رياض۔ ابن هشام: السيرة النبويه (٤/ ١٤٧ تا١٥٥) درج بالا عبارت البدایہ والنہایہ کی ہے۔

[2] دیوان حضرت حسان بن ثابت انصاری (ص: ۴۹۶، ۴۹۷) شرح دیوان حسان بن ثابت انصاری (ص: ۴۴۱)

[3] دیوان حضرت حسان بن ثابت انصاری (ص: ۴۹۶، ۴۹۷، مترجم) شرح دیوان حسان بن ثابت الانصاری (ص: ۴۴۱)

حضرت سمان رضی اللہ عنہ نے کہا:

أَقِلْنِیْ كَمَا أَمَّنتَ وَرْدًا وَّلَمْ أَكُنْ بِأَسْوَأَ ذَنْبًا اِذْ أَتَيْتُكَ مِن وَّرْدِ

''مجھے معافی دیجیے جیسا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ورد کو پناہ دی جب میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس حاضر ہوگیا تو ورد سے زیادہ گناہ گار نہیں ہوں۔''[1]

حضرت حسان رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

يَدُلُّ عَلَى الرَّحْمٰنِ مَن يَّقْتَدٰى بِهٖ وَيُنْقِذُ مِنْ هَوْلِ الْخَزَايَا وَيُرْشِدُ

اِمَامٌ لَّهُمْ يَهْدِيْهِمُ الْحَقَّ جَاهِدًا مُعَلِّمُ صِدْقٍ اِنْ يُّطِيْعُوْهُ يَسْعُدُوْا

عَفُوٌّ عَنِ الزَّلَّاتِ يَقْبَلُ عُذْرَهُمْ وَاِنْ يُّحْسِنُوْا فَاللّٰهُ بِالْخَيْرِ اَجْوَدُ

''وہ رحمان کی اقتداء کرنے والے کی راہنمائی کرتا تھا اور رسوائیوں کے خوف سے بچاتا تھا اور صحیح راہ کی طرف راہنمائی کرتا تھا، وہ ان کا امام تھا، جو کوشش کر کے ان کی حق کی طرف راہنمائی کرتا تھا اور وہ سچ کا معلم تھا جب وہ اس کی اطاعت کریں گے ان کی مدد کی جائے گی وہ ان کی لغزشوں کو معاف کرنے والا اور ان کے عذروں کو قبول کرنے والا تھا اور اگر وہ اچھے کام کریں تو اللہ انھیں بہت بھلائی دینے والا ہے۔''[2]

محسنِ انسانیت:

حضرت حسان رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

---

[1] محمد بن سعد: طبقات ابن سعد (۲/ ۵۳) مترجم از علامہ عبداللہ العمادي.

[2] ابن کثیر: البداية والنهاية (۵/ ۲۸۰، ۲۸۱) دیوان حضرت حسان بن ثابت انصاری (ص: ۱۶۶، مترجم)

تَذَكَّرُ* آلَاءَ الرَّسُوْلِ وَمَا اَرٰى لَهَا مُحْصِيًا نَفْسِىْ فَنَفْسِىْ تَبَلَّدُ

مُفَجَّعَةٌ قَدْ شَفَّهَا فَقْدُ اَحْمَدَ فَظَلَّتْ لِاٰلَاءِ الرَّسُوْلِ تُعَدِّدُ

وَمَا بَلَغَتْ مِنْ كُلِّ اَمْرٍ عَشِيْرَهٗ وَلٰكِنَّ نَفْسِىْ* بَعْضَ* مَا قَدْ تَحْمَدُ*

"وہ رسول اللہ ﷺ کے احسانات یا دلاتی ہیں اور میں وہاں اپنے آپ کو ان احسانات کا شمار کرنے والا نہیں پاتا تو میرا دل افسوس کرتا ہے، وہ دل درد مند ہیں انھیں احمد کی موت نے کمزور کردیا ہے تو وہ رسول اللہ ﷺ کے احسانات کو شمار کرنے لگ جاتے ہیں اور وہ کسی بات کے عشر عشیر کو بھی نہیں پہنچے، لیکن میرا دل غمگین ہوگیا ہے۔"[1]

حلم وعلم:

حضرت حسان رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

لَقَدْ غَيَّبُوْا حِلْمًا وَّعِلْمًا وَّرَحْمَةً عَشِيَّةَ عَلَّوْهُ الثَّرٰى لَا يُوَسَّدُ

"انھوں نے حلم وعلم اور رحمت کو شام کے وقت (ان کی قبر مبارک میں) چھپا دیا ہے۔ اور اس پر تر مٹی ڈال دی ہے جسے سہارا نہیں دیا جاتا۔"[2]

خیر خواہ انسانیت:

حضرت حسان رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

عَزِيْزٌ عَلَيْهِ اَنْ يَّحِيْدُوْا* عَنِ الْهُدٰى حَرِيْصٌ عَلٰى اَنْ يَّسْتَقِيْمُوْا وَيَهْتَدُوْا

عَطُوْفٌ عَلَيْهِمْ لَا يُثَنِّىْ جَنَاحَهٗ اِلٰى كَنَفٍ يَّحْنُوْ عَلَيْهِمْ وَيَمْهَدُوْا

---

* البداية والنهاية (٥/ ٢٨٠) پر "تذكر" کی جگہ "يذكرنا"، "نفسي" کی جگہ "لنفسي"،بعض کی جگہ بعد اور "تحمد" کی جگہ "توجد" ہے۔

[1] ابن کثیر: البداية والنهاية (٥/ ٢٨٠) دیوان حضرت حسان بن ثابت انصاری (ص: ١٦٤، ١٦٥۔ مترجم)

[2] ابن کثیر: البداية والنهاية (٥/ ٢٨٠) دیوان حضرت حسان بن ثابت انصاری (ص: ١٦٥، ١٦٦، مترجم)

* البداية و النهاية (٥/ ٢٨١) پر "أن يحيدوا" کی جگہ "أن يجوروا" ہے۔

''ان کا ہدایت سے انحراف کرنا اس پر شاق گزرتا ہے اور وہ ان کی ہدایت واستقامت کا خواہش مند ہے، وہ ان پر مہربان ہے اور وہ اپنے دستِ رحمت کو ان پر دراز رکھتا ہے۔''[1]

سخاوت:

حضرت قیس بن بحر بن طریف رضی اللہ عنہ نے کہا:

فَمَن مُّبَلِّغٌ عَنِّیْ قُرَیْشًا رِسَالَةً　　فَهَلْ بَعْدَهُمْ فِی الْمَجْدِ مِن مُّتَكَرِّمٖ

بِاَنَّ اَخَاكُمْ فَاعْلَمُنْ مُحَمَّدًا　　تِلِمِیْدَ النَّدٰی بَیْنَ الْحُجُوْنِ وَزَمْزَم

''میری طرف سے کون قریش کو پیغام پہنچائے گا کہ کیا ان کے بعد شرافت و بزرگی میں کوئی معزز ہے، جان لو کہ آپ کے بھائی محمد ﷺ نے حجون اور زمزم کے درمیان زمین کو داد و دہش سے پر کردیا۔''[2]

حضرت حسان رضی اللہ عنہ[3] نے کہا:

یَارُكْنَ مُعْتَمَدٍ وَعِصْمَةَ لَائِذٍ　　وَمَلَاذُ مُنْتَدِجِعٌ وَجَارُ مُّجَاور

یَامَنْ تَخَیَّرَهُ الْاِلٰهُ لِخَلْقِهٖ　　وَحَبَاهُ بِالْخُلُقِ الزَّكِیِّ الطَّاهِرِ

---

[1] ابن کثیر: البدایة والنهایة (۵/ ۲۸۱) دیوان حضرت حسان بن ثابت انصاری (ص: ۱۶۷۔ مترجم)

[2] ابن هشام: السیرة النبویة (۳/ ۲۰۵، ۲۰۶)

[3] حضرت جناب رضی اللہ عنہ کلبی فتح مکہ کے دن اسلام لائے۔ انھوں نے نبی ﷺ سے روایت کی ہے کہ انھوں نے آپ کو ایک درمیانہ قد پایا اور فرماتے ہوئے سنا کہ جبریل میرے داہنے جانب اور میکائیل میرے بائیں جانب ہیں اور فرشتوں نے میرے لشکر کو ڈھانپ لیا ہے۔ (پس اب کوئی خوف نہیں ہے) تم اپنے شعر سناؤ، اس شخص نے مجھ کو دیر تک سر جھکانے کے بعد درج بالا اشعار کہے۔ جناب کہتے ہیں تھے کہ میں نے پوچھا کہ یہ شاعر کون ہیں تو کسی نے کہا کہ یہ حسان ہیں۔ پھر میں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا کہ ان کے لیے دعا مانگ رہے تھے اور تعریف کرتے تھے۔

أَنْتَ النَّبِيُّ وَ خَيْرُ عَصَبَةِ آدَمَ	يَا مَنْ يَّجُوْدُ كَفَيْضِ بَحرٍ زاحد
مِيْكَالُ وَمَعَكَ جِبْرَائِيْلُ كِلَاهُمَا	مَدَدٌ لِّنَصْرِكَ مِنْ عَزِيْزٍ قَاهِرٍ

''اے رکن معتمد! اے جو یائے پناہ کو پناہ دینے والے! اے بھوکوں کے جائے پناہ اور خائف کو امن دینے والے! اے وہ نبی ﷺ! جسے اللہ نے اپنی مخلوق کے لیے منتخب فرمایا! عمدہ اور پاکیزہ عادات سے انھیں آراستہ کیا۔ آپ نبی ہیں اور آدم علیہ السلام کی عصمت کا بہتر ذریعہ ہیں اور اے وہ بزرگ جو مثل دریائے رواں کے بخشش کرتے ہیں۔ میکائیل اور جبرائیل دونوں خداوندِ غالب قاہر کی طرف سے آپ کی مدد کرنے کے لیے آپ ﷺ کے ساتھ ہیں۔''[1]

حضرت حسان رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

تَاللّٰهِ مَا حَمَلَتْ أُنْثٰى وَلَا وَضَعَتْ	مِثْلَ الرَّسُوْلِ نَبِيِّ الْأُمَّةِ الْهَادِي
وَلَا بَرَاَ اللّٰهُ خَلْقًا مِّنْ بَرِيَّتِهٖ	اَوْفٰى بِذِمَّةِ جَارٍ اَوْ بِمِيْعَادٍ
مِنَ الَّذِيْ كَانَ فِيْنَا يُسْتَضَاءُ بِهٖ	مُبَارَكَ الْاَمْرِ ذَا عَدْلٍ وَّ اِرْشَادٍ
مُصَدِّقًا لِلنَّبِيِّيْنَ الْاُلٰى سَلَفُوْا	وَاَبْذَلُ النَّاسِ لِلْمَعْرُوْفِ لِلْجَادِيْ

''ساری دنیا کے لوگوں میں حضرت محمد ﷺ جیسا انسان کسی ماں نے نہیں جنا، آپ رسول و نبی اور ہدایت کا داعی بن کر تشریف لائے۔ اللہ تعالیٰ نے اپنی ساری مخلوق میں ان جیسا کوئی پیدا نہیں کیا جو اپنی بات کا پکا اور وعدے کو نبھانے والا ہو۔ ان سے روشنی کا فیضان حاصل کیا جاتا تھا، آپ برکت والے انصاف کرنے والے اور خیر خواہی پھیلانے والے تھے۔ آپ ﷺ نے سابقہ انبیا کی تصدیق فرمائی اور لوگوں میں آپ

[1] ابن الأثير: أسد الغابة (١/ ٤١٧)

سے بڑھ کر سخاوت کرنے والا کسی نے نہیں دیکھا۔"[1]

قرہ بن ہبیرہ بن سلمہ رضی اللہ عنہ نے کہا:

حَباهَا رَسُوْلُ اللّٰهِ اِذْ نَزَلَتْ بِهٖ وَاَمْكَنَهَا مِن نَائِلٍ غَيْرِ مُنْفَدٍ

فَاَضحَتْ بِرَوْضِ الْخُضْرِ وَهِيَ حَثِيْثَةٌ وَقَدْ اَنْجَعَتْ حَاجَاتِهَا مِن مُّحَمَّدٍ

"وفد جب رسول اللہ ﷺ کی جناب میں حاضر ہوا تو آپ ﷺ نے یہ عنایت کی کہ وفد کو ایسا فیض بخشا جو کبھی ختم ہونے والا نہیں، وفد کی جماعت، جو بہت گرم رو تھی، سرسبز مرغزار میں ٹھہر گئی، رسول اللہ ﷺ کے لطف و کرم سے اس کی حاجتیں پوری ہوگئیں۔"[2]

حضرت مالک بن عوف النضری رضی اللہ عنہ نے کہا:

اَوْفٰی وَاَعْطٰی لِلْجَزِيْلِ لِمُجْتَدِيْ وَمَتٰی تَشَاءُ يُخْبِرْكَ عَمَّا فِيْ غَدٍ

"آپ ﷺ نے وعدہ پورا کیا، پھر عطیہ مانگنے والے کو وافر عطا کیا اور جب تم چاہو گے اس کے بارے میں جو آیندہ کل ہونے والی ہے۔ تمھیں اس کی خبر دے دیں گے۔ (کیوں کہ آپ ﷺ پر وحی الٰہی کا سلسلہ جاری وساری تھا جس کے تناظر میں آپ ﷺ کفار کو جواب دیتے تھے اور ان کے اعتراضات دور کرتے تھے)۔"[3]

معاونتِ الٰہی کی بدولت سربستہ رازوں سے آگاہی:

حضرت حسان رضی اللہ عنہ نے کہا:

مُحَمَّدٌ وَّالْعَزِيْزُ اللّٰهُ يُخْبِرُهٗ بِمَا تُكِنُّ سَرِيْرَاتُ الْاَقَاوِيْلُ

---

(1) دیوان حضرت حسان بن ثابت انصاری (ص: ۱۷۵)

(2) محمد بن سعد: طبقات ابن سعد (۲/ ۷۷) مترجم از علامہ عبداللہ العمادي.

(3) ابن حجر: الإصابة (۳/ ۳۵۲)

"اللہ تعالیٰ حضرت محمد ﷺ کو ان چیزوں کی خبر دے دیتا ہے جو تمھارے دلوں میں سربستہ رازوں کی صورت میں ہے۔"[1]

نکتۂ مترشحہ: اللہ تعالیٰ آپ ﷺ کو خفیہ رازوں پر بذریعہ وحی مطلع کر دیتا تھا، آپ ﷺ کی حیاتِ طیبہ ایسے واقعات سے لبریز ہے۔

صحیح رائے کے مالک:

حضرت حسان رضی اللہ عنہ کہا:

يُنَادِيهِمْ رَسُولُ اللّٰهِ لَمَّا قَذَفْنَاهُمْ كَبَاكِبَ فِي الْقَلِيبِ
اَلَمْ تَجِدُوا حَدِيثِي كَانَ حَقًّا وَّاَمْرُ اللّٰهِ يَاخُذُ بِالْقُلُوبِ
فَمَا نَطَقُوا وَلَوْ نَطَقُوا لَقَالُوا صَدَقْتَ وَكُنْتَ ذَا رَأْيٍ مُّصِيبِ

"جب ہم نے مشرکین کی لاشوں کے جتھوں کو بدر کے کنویں میں ڈالا تو حضور ﷺ ان سے مخاطب ہوئے اور فرمایا: "کیا تم نے میری بات کو سچا

---

[1] دیوان حضرت حسان بن ثابت انصاری (ص: ۴۰۳، ۴۰۴، مترجم) شرح دیوان حسان بن ثابت الانصاری (ص: ۳۷۵)

مجذر بن زیادہ بن عمرو بلوی کو انصار میں شمار کیا جاتا تھا، ان کا نام عبداللہ اور لقب مجذر ہے۔ زمانۂ جاہلیت میں ہونے والی جنگِ بعاث میں انھوں نے سوید بن صامت کو قتل کر دیا تھا۔ سوید کے بیٹے حارث بن سوید نے بظاہر اسلام تو قبول کر لیا لیکن اس کے دل میں اپنے باپ کے انتقام کی آگ بھڑک رہی تھی۔ چنانچہ غزوۂ احد میں موقع پا کر اس میں مجذر بن زیادہ کو شہید کر دیا اور مکہ چلا گیا۔ مکہ سے اس نے اپنے بھائی جلاس بن خویلد کو خط لکھا اور اس میں حضور ﷺ سے امن حاصل کرنے کی درخواست کی۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت جبرئیل کو بھیج کر حارث بن سوید کے قتل کا حکم دیا، لہٰذا فتح مکہ کے بعد اسے قتل کر دیا گیا۔ اس واقعے کو حسان بن ثابت نے چار اشعار میں بیان کیا تھا ان میں سے سیرتِ طیبہ کے حوالے سے اہم شعر درج بالا ہے۔ (مصدر سابق)

پایا ہے؟ اور اللہ تعالیٰ کا حکم تو دلوں کو جالیتا ہے۔" ان مشرکین نے کوئی جواب نہ دیا۔ اگر بولتے تو کہتے: آپ ﷺ نے سچ کہا تھا اور آپ ﷺ ہی صحیح رائے والے ہیں۔"[1]

بہترین عادات کے حامل:

حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ نے کہا:

مِثْلَ الْهِلَالِ مُبَارَكًا ذَا رَحْمَةٍ   سَمْحَ الْخَلِيْقَةِ طَيِّبَ الْأَعْوَادِ

"آپ ﷺ چاند کی طرح ہیں، برکت و رحمت والے ہیں۔ بہترین عادات کے حامل اور عمدہ خوشبو والے ہیں۔"[2]

رسولِ کریم ﷺ کی دعوتی زندگی:

حضرت حسان رضی اللہ عنہ نے کہا:

ثَوٰى فِيْ قُرَيْشٍ بِضْعَ عَشَرَةَ حِجَّةً   يُذَكِّرُ لَوْ يَلْقٰى صَدِيْقًا مُّوَاتِيًا
وَيَعْرِضُ فِيْ أَهْلِ الْمَوَاسِمِ نَفْسَهٗ   فَلَمْ يَرَ مَن يُّؤْوِيْ وَلَمْ يَرَ دَاعِيًا
فَلَمَّا أَتَانَا وَاطْمَأَنَّتْ بِهِ النَّوٰى   فَأَصْبَحَ مَسْرُوْرًا بِطَيْبَةَ رَاضِيًا
وَأَصْبَحَ لَا يَخْشٰى عَدَاوَةَ ظَالِمٍ   قَرِيْبٍ وَّلَا يَخْشٰى مِنَ النَّاسِ بَاغِيًا
بَذَلْنَا لَهُ الْأَمْوَالَ مِنْ جُلِّ مَالِنَا   وَأَنْفُسِنَا عِنْدَ الْوَغٰى وَالتَّآسِيَا
نُحَارِبُ مَنْ عَادٰى مِنَ النَّاسِ كُلِّهِمْ   جَمِيْعًا وَّإِنْ كَانَ الْحَبِيْبَ الْمُصَافِيَا

"حضرت محمد ﷺ نے قریش میں دس سے زیادہ سال قیام فرمایا، وہاں

---

(1) دیوان حضرت حسان بن ثابت انصاری (ص: ۷۰، ۷۱، مترجم) شرح دیوان حسان بن ثابت الانصاری (ص: ۴۳۷) ابن هشام: السيرة النبوية (۲/ ۲۹۴)

(2) دیوان حضرت حسان بن ثابت انصاری (ص: ۱۵۹)

اگر انھیں کوئی ہمدرد اور غمگسار مل جاتا تو آپ اسے دینِ اسلام کی دعوت دیتے، وہ حج کے دنوں میں مختلف قبائل کے پاس جاتے اور ان سے اسلام کی حمایت و نصرت کی بات کرتے۔ لیکن وہاں انھیں کوئی پناہ اور دعوت قبول کرنے والا نہ ملا۔ آپ ﷺ ہمارے ہاں تشریف لائے اور آپ نے یہاں آ کر اطمینان، فرحت، خوشی، مسرت اور سکون محسوس کیا یہاں انھیں نہ تو کسی ظالم رشتہ دار کی دشمنی کا خوف ہے اور نہ کسی سرکش کی بغاوت کا، ہم نے اپنے قیمتی مال آپ کے قدموں میں نچھاور کر دیے اور اپنی جانیں آپ پر قربان کرنے کا عزم کیا۔ جو شخص آپ کے مقابلے میں آیا ہم نے اسے منہ توڑ جواب دیا، خواہ وہ کوئی قریبی دوست اور رشتہ دار ہی کیوں نہ ہو۔"[1]

دعوت رسول ﷺ ساری دنیا میں چھائے گی:

حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ نے کہا:

اَبَا لَهَبٍ اَبْلِغْ بِاَنَّ مُحَمَّدًا ۔۔۔ سَيَعْلُوْ بِمَا اَدّٰى وَاِنْ كُنْتَ رَاغِمًا

وَّاِنْ كُنْتَ قَدْ كَذَّبْتَهٗ وَ خَذَلْتَهٗ ۔۔۔ وَحِيْدًا وَّ طَاوَعْتَ الْهَجِيْنَ الضَّرَاغِمَا

وَلَوْ كُنْتَ حُرًّا فِیْ اَرُوْمَةِ هَاشِمٍ ۔۔۔ وَفِیْ سِرِّهَا مِنْهُمْ مَنَعْتَ الْمَظَالِمَا

وَلٰكِنَّ لِحْيَانًا اَبُوْكَ وَرِثْتَهٗ ۔۔۔ وَمَاوَى الْخَنَا مِنْهُمْ فَدَعْ عَنْكَ هَاشِمًا

سَمَتْ هَاشِمٌ لِّلْمَكْرُمَاتِ لِلْعُلٰى ۔۔۔ وَغُوْدِرْتَ فِیْ كَابٍ مِّنَ اللُّؤْمِ جَاثِمًا

---

[1] دیوان حضرت حسان بن ثابت انصاری (ص: ۵۴۶، ۵۴۷، مترجم)

درج بالا اشعار کے اخیر میں حضرت حسان نے درج ذیل شعر بھی کہا:

وَنَعْلَمُ أَنَّ اللّٰهَ لَا رَبَّ غَيْرُهٗ ۔۔۔ وَاَنَّ كِتَابَ اللّٰهِ أَصْبَحَ هَادِيًا

(مصدر سابق، ص: ۵۴۷)

''ابولہب کو یہ پیغام پہنچا دو کہ حضرت محمد ﷺ کا پیغام ساری دنیا میں چھا کر رہے ہیں۔ خواہ تجھے یہ بات انتہائی ناگوار ہو۔ تو نے ان کی تکذیب کی اور انھیں تکلیف پہنچائی ہے اور معمولی غلاموں کی خوشی حاصل کرنے کی کوشش کی ہے۔ اگر تیرا تعلق ہاشم کے اعلیٰ اور معزز لوگوں سے ہوتا تو، تو کبھی ایسے گھٹیا کام نہ کرتا۔ لیکن تو اپنے باپ لحیان کا وارث ہے اور تمھارا قبیلہ بدگوئی کا مرکز ہے۔ اس لیے تو بنو ہاشم کی طرف منسوب ہونا چھوڑ دے۔ بنو ہاشم نے عزتیں اور بلندیاں سمیٹ لیں اور تو ذلت کی گہرائیوں میں پڑا رہ گیا۔''[1]

نورِ ہدایت:

فضالہ لیثی رضی اللہ عنہ نے کہا:

لَوْ مَا رَاَيْتِ مُحَمَّدًا وَّجُنُوْدَهٗ ... بِالْفَتْحِ يَوْمَ تُكَسَّرُ الْاَصْنَامُ
لَرَاَيْتِ نُوْرَ اللّٰهِ* اَصْبَحَ بَيِّنَنَا* ... وَالشِّرْكُ يَغْشٰى وَجْهَهُ الْاَظْلَامُ

''اگر تو محمد ﷺ کو اور ان کے لشکر کو فتح مکہ کے دن دیکھتی جب آپ ﷺ نے بتوں کو توڑا تو اللہ تعالیٰ کے نور کو آشکار دیکھتی اور شرک کو تاریکیوں میں چھپا ہوا دیکھتی۔''[2]

خلاصۃ المقال:

باب سوم کی فصل دوم (فصل ہذا) میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے نعتیہ کلام سے بطور معتبر و مستند ماخذ استفادہ کیا گیا ہے۔ ابتدائے فصل میں رسول کریم ﷺ کے اخلاقِ حسنہ

[1] دیوان حضرت حسان بن ثابت انصاری (ص: ۵۲۴، ۵۲۵، مترجم)
* السيرة النبوية لا بن هشام (٤/ ٦٠) پر ''نور'' کی جگہ ''دین'' اور ''بيننا'' کی جگہ ''بينا'' ہے۔
[2] ابن هشام: السيرة النبوية (٤/ ٦٠) ابن الأثير: أسد الغابة (٧/ ٧٩٩)

علی الاطلاق بیان ہوئے ہیں، پھر آپ ﷺ کے درج ذیل شمائل، اخلاقیات اور خصائل بیان ہوئے ہیں:

امانت و دیانت، صداقت، ذاتِ رسول بطور ملجا و ماوی، سرچشمۂ انصاف و صداقت و نجات، شفاعتِ حقہ، ذاتِ رسول بطور قبائل کا شیر و شکر کرنے والا، بارُعب شخصیت، صبر و حلم، عفو و درگزر، محسنِ انسانیت، حلم و علم، خیر خواہ انسانیت، ایفائے عہدِ سخاوت، رائے کی درستی، بہترین عادات کی حامل ہستی اور نورِ ہدایت۔

قرآن کی آیتوں میں سراپا ڈھلا ہوا
تمثیل بے مثال ہے کردار مصطفیٰ
(شورش کاشمیری)

فصل سوم:

غزوات اور شجاعت و بہادریِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم

تعارف:

سابقہ دو فصول کی طرح فصل ہٰذا میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے نعتیہ کلام سے بطور مستند و معتبر ماخذ استفادہ کیا گیا ہے اور شجاعت و غزواتِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم اسی ترتیب سے درج کیے گئے ہیں جس ترتیب سے عموماً کتبِ سیر و تواریخ میں مندرج ہوتے ہیں۔ ابتدائے فصل میں علی الاطلاق شجاعتِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم بیان ہوئی ہے۔ پھر بعد میں بالترتیب غزواتِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم (بدر، احد، خندق، قریظہ، حدیبیہ، خیبر، ذی قرد، فتح مکہ اور حنین) بیان کیے گئے ہیں۔

ذیلی عنوانات کے تحت بھی حضرات صحابہ رضی اللہ عنہم کے اسماء کے لحاظ سے نعتیہ کلام کو حروفِ ہجا کی ترتیب سے پیش کرنے کا اہتمام کیا گیا ہے۔ غزواتِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے حوالے سے کتبِ سیر اور کتبِ تواریخ میں صحابہ رضی اللہ عنہم کا نعتیہ کلام کثیر مقدار میں موجود و دستیاب ہے۔ فصل ہٰذا میں سعی مقدور کے ساتھ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے غزوات سے متعلقہ ایسے اشعار کا انتخاب کیا گیا ہے، جن میں سیرتِ طیبہ کے انوار و تجلیات علی الاغلب موجود ہیں۔

غزوات اور شجاعت و بہادریِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم:

حضرت کعب بن زہیر رضی اللہ عنہ نے کہا تھا:

اِنَّ الرَّسُوْلَ سَیْفٌ یُّسْتَضَاءُ بِہٖ مُھَنَّدٌ مِّنْ سُیُوْفِ اللّٰہِ مَسْلُوْلُ

''بے شک رسول ﷺ ایک ایسی تلوار ہیں جس کی روشنی پھیل رہی ہے۔
اللہ کی تلواروں میں سے ایک برہنہ شمشیر ہیں۔''[1]

حضرت مالک بن عوف، النضری رضی اللہ عنہ نے کہا:

وَاِذَا الْکَتِیْبَۃُ عَرَّدَتْ* اَبْنَاؤُھَا بِالسَّمْھَرِیِّ وَضَرْبِ کُلِّ مُھَنَّدِ
فَکَاَنَّہٗ لَیْثٌ عَلٰی اَشْبَالِہٖ وَسْطَ الْاَنَاۃِ حَادِرٌ** فِیْ مَرْصَدِ

''اور جب لشکر کے بیٹے مضبوط نیزے اور ہر ہندی تلوار کے ساتھ گاتے ہیں تو آپ ﷺ گھات میں ایک خوبصورت شیر ہیں، جو وقار کے ساتھ اپنے بچوں کی نگہداشت کے لیے ان پر موجود ہو۔''[2]

نقوشِ سیرت: ذاتِ رسول پیکرِ شجاعت اور مجسمۂ جود و سخا ہے۔

حضرت مسلمہ بن ہاران رضی اللہ عنہ علی الاطلاق شجاعتِ رسول ﷺ بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

حَلَفْتُ بِرَبِّ الراقصاتِ اِلٰی مِنًی طَوَالِعَ مِنْ بَیْنِ الْقَصِیْمَۃِ بِالرَّکْبِ
بِاَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ فِیْنَا مُحَمَّدًا لَّہُ الرَّاْسُ وَ النَّامُوْسُ مِنْ سلفی کَعْبِ
أَتَانَا بِبُرْھَانٍ مِّنَ اللّٰہِ قَابِسٍ أَضَاءَ بِہِ الرَّحْمٰنُ مِنْ ظُلْمَۃِ الْکُرَبِ
أَعَزَّ بِہِ الْاَنْصَارُ لَمَّا تَقَارَنَتْ صُدُوْرُ الْعَوَالِیْ فِی الْجَنَادِسِ وَالضَّرْبِ

''میں منیٰ کی طرف تیز دوڑنے والے اونٹنیوں کے رب کی قسم کھاتا ہوں،
جو مقامِ قصیمہ سے سواروں کو لے کر نکلتی ہیں۔ کہ ہم میں اللہ تعالیٰ کے

---

[1] ابن ھشام: السیرۃ النبویۃ (٤/ ١٥٥)

* البدایہ والنہایہ میں ''غردت ابناءھا'' کی جگہ ''عردت انیابھا'' اور ''حادر'' کی جگہ ''خادر'' ہے۔

[2] ابن حجر: الإصابۃ (٣/ ٣٥٢) ابن کثیر: البدایۃ والنہایۃ (٤/ ٣٦١)

رسول محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہیں، جو حسب نسب کے لحاظ سے کعب[1] سے (محمد بن عبداللہ بن عبد المطلب بن ہاشم بن عبد مناف بن قصی بن کلاب بن مرہ بن کعب بن لوی بن غالب بن فہر بن مالک) تعلق رکھتے ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ کی طرف سے ایک روشن برہان لے کر آئے جس سے رحمان نے مصیبت کی تاریکی کو منور کیا۔ اللہ تعالیٰ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ذریعے انصار کو عزت بخشی، جب بھی جنگ اور تاریکی میں نیزے باہم مقابل ہوئے۔"[2]

نقوشِ سیرت: آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا تعلق اعلیٰ حسب نسب سے ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ کی طرف سے ایک ایسی روشن برہان لائے ہیں۔ جو مصیبت کی تاریکی کو دور کرتی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے انصار کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ذریعے ہر مشکل گھڑی میں عزت دی ہے۔

جنگِ بدر اشعارِ صحابہ رضی اللہ عنہم کی روشنی میں:

حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ نے کہا:

وَخَبِّرْ بِالَّذِیْ لَا عَیْبَ فِیْهِ ... بِصِدْقٍ غَیْرِ اَخْبَارِ الْکَذُوْبِ

بِمَا صَنَعَ الْمَلِیْكُ غَدَاةَ بَدْرٍ ... لَنَا فِی الْمُشْرِکِیْنَ مِنَ النَّصِیْبِ

غَدَاةَ کَاَنَّ جَمْعَهُمْ حِرَاءُ ... بَدَتْ اَرْکَانُهٗ جِنْحَ الْغُیُوْبِ*

فَوَافَیْنَاهُمْ مِنَّا بِجَمْعٍ ... کَاُسْدِ الْغَابِ مُرْدَانٍ وَّشِیْبِ

اَمَامَ مُحَمَّدٍ قَدْ آزَرُوْهُ ... عَلَی الْاَعْدَاءِ فِیْ لَفْحِ الْحُرُوْبِ

---

[1] آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا سلسلہ نسب یوں ہے۔ محمد بن عبداللہ بن عبدالمطلب بن ہاشم بن عبدمناف بن قصی بن کلاب بن مرہ بن کعب بن لوی بن غالب بن فہر بن مالک... بن مضر بن نذار۔ (ابن کثیر: البدایة والنهایة: ٢/ ٢٥٥) کعب آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے آباء میں سے ہیں۔ اس لیے ان کی طرف آپ کی نسبت کی گئی ہے۔

[2] ابن حجر: الإصابة (٣/ ٤١٩)

بِاَيۡدِيۡهِمۡ صَوَارِمُ مُرۡهَفَاتٌ وَّكُلُّ مُجَرَّبٍ خَاظِی الۡكُعُوۡبِ

بَنُو الۡاَوۡسِ الۡغَطَارِفُ آزَرَتۡهَا بَنُو النَّجَّارِ فِی الدِّيۡنِ الصَّلِيۡبِ

فَغَادَرۡنَا اَبَا جَهۡلٍ صَرِيۡعًا وَّعُتۡبَةَ قَدۡ تَرَكۡنَا بِالۡجُبُوۡبِ

وَشَيۡبَةَ قَدۡ تَرَكۡنَا فِیۡ رِجَالٍ ذَوِیۡ حَسَبٍ اِذَا نُسِبُوۡا نَسِيۡبِ

يُنَادِيۡهِمۡ رَسُوۡلُ اللّٰهِ لَمَّا قَذَفۡنَاهُمۡ كَبَاكِبَ فِی الۡقَلِيۡبِ

اَلَمۡ تَجِدُوۡا حَدِيۡثِیۡ كَانَ حَقًّا وَّاَمۡرُ اللّٰهِ يَاۡخُذُ بِالۡقُلُوۡبِ

فَمَا نَطَقُوۡا وَلَوۡ نَطَقُوۡا لَقَالُوۡا صَدَقۡتَ وَكُنۡتَ ذَا رَاۡیٍ مُّصِيۡبِ

''اور سچائی کے ساتھ اس بات کی خبر دے کہ جس میں کوئی عیب نہیں اور نہ ہی اس میں جھوٹ کی آمیزش ہے، لوگوں کو بتا کہ اللہ تعالیٰ نے بدر کی صبح مشرکین کو ہمارے سامنے کیسے پچھاڑ کر رکھ دیا تھا۔ بدر کی صبح دشمنوں کا لشکر حراء پہاڑ کی مانند معلوم ہو رہا تھا اور وہ لوگ حدِ نگاہ تک پھیلے ہوئے تھے، ہم سب نے مل کر جنگل کے شیروں کی طرح ان کا مقابلہ کیا، ہم میں جوان بھی تھے اور بوڑھے بھی۔ مسلمان مجاہدین نے جنگ کے شعلوں میں حضرت محمد ﷺ کے آگے آگے دشمن کے خلاف خود کو ثابت قدم رکھا، ان کے ہاتھوں میں تیز دھار تلواریں اور آزمائے ہوئے سخت گرہ دار نیزے تھے۔ بنو اوس جو کہ سردار تھے اور بنو نجار نے مضبوط دین میں ان کی مدد کی تھی، اس جنگ میں ہم نے ابو جہل کو پچھاڑا ہوا چھوڑا اور عتبہ کو پتھریلی زمین پر مار گرایا اور شیبہ کو ہم نے ایسے لوگوں

---

* البداية والنهاية (٣/ ٢٩٤) میں "جنح الغيوب" کی جگہ "جنع الغروب" ہے۔ البداية والنهاية (٣/ ٢٩٤) میں "لاقينا" ہے۔ البداية والنهاية (٣/ ٢٩٤) میں (بغیر نکتہ الطاء) ہے۔ خاطی البداية والنهاية (٣/ ٢٩٤) میں "كلامی" ہے۔

میں چھوڑا کہ اگر کوئی نسب بیان کرنے والا بیان کرے تو وہ اعلیٰ نسب والے لوگ تھے۔ جب ہم نے مشرکین کی لاشوں کو جتھوں کی صورت میں بدر کے کنویں میں ڈال دیا تو حضور ﷺ ان سے مخاطب ہوئے اور فرمایا ''کیا تم نے میری بات کو سچا پایا ہے۔ اور اللہ تعالیٰ کا حکم تو دلوں کو جا لیتا ہے'' ان مشرکین نے کوئی جواب نہ دیا، اگر وہ بولتے تو کہتے:
''آپ ﷺ نے سچ کہا تھا اور آپ ہی صحیح رائے والے ہیں۔''[1]

حضرت حسان رضی اللہ عنہ نے کہا:

مُسْتَشْعِرِی حلَقِ الْمَاذِی یَقْدُمُهُمْ ۔۔۔ جَلْدُ النَّحِیْزَةِ مَاضٍ غَیْرُ رِعْدِیْدٍ
اَعْنِی الرَّسُوْلَ* فَاِنَّ اللّٰهَ فَضَّلَهٗ ۔۔۔ عَلَی الْبَرِیَّةِ بِالتَّقْوٰی وَالْجُوْدِ
وَقَدْ زَعَمْتُمْ بِأَنْ تَحْمُوْا ذِمَارَكُمْ ۔۔۔ وَمَاءِ بَدْرٍ زَعَمْتُمْ غَیْرَ مَرْدُوْدٍ
وَقَدْ وَرَدْنَا وَلَمْ نَسْمَعْ لِقَوْلِكُمْ ۔۔۔ حَتّٰی شَرِبْنَا رَوَاءً غَیْرَ تَصْدِیْدٍ
مُسْتَعْصِمِیْنَ بِحَبْلٍ غَیْرِ مُنْجَذِمٍ ۔۔۔ مُسْتَحْكِمٍ مِّنْ حِبَالِ اللّٰهِ مَمْدُوْدٍ
فِیْنَا الرَّسُوْلُ وَفِیْنَا الْحَقُّ نَتْبَعُهٗ ۔۔۔ حَتَّی الْمَمَاتِ وَنَصْرٌ غَیْرُ مَحْدُوْدٍ
مَاضٍ عَلَی الْهَوْلِ رَكَّابٌ لِّمَا قَطَعُوْا ۔۔۔ اِذَا الْكُمَاةُ تَحَامَوْا فِی الصَّنَادِیْدِ
وَافٍ وَّمَاضٍ شِهَابٌ یُّسْتَضَاءُ بِهٖ ۔۔۔ بَدْرٌ اَنَارَ عَلٰی كُلِّ الْاَمَاجِیْدِ
مُبَارَكٌ كَضِیَاءِ الْبَدْرِ صُوْرَتُهٗ ۔۔۔ مَا قَالَ قَضَاءً غَیْرَ مَرْدُوْدٍ

''لوہا پہنے ہوئے لشکر کی کمان ایک قوی شخص حضرت محمد ﷺ فرما رہے ہیں۔ جو بزدل نہیں ہیں۔ میری مراد رسول ﷺ ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے

[1] دیوان حضرت حسان بن ثابت انصاری (ص: ۶۸۔۷۱، مترجم) ابن کثیر: البدایة والنهایة (۳/ ۲۹۴)

* دیوان حضرت حسان بن ثابت انصاری (ص: ۱۵۷، مترجم) پر ''رسول اللہ'' کے الفاظ ہیں۔

آپ ﷺ کو تمام مخلوقات پر تقویٰ اور جود وسخا کے لحاظ سے فضیلت دی ہے۔ تمھارا خیال تھا کہ تم اپنی قیمتی چیزوں کو ہم سے بچا لوگے اور تم یہ سمجھتے تھے کہ بدر کے پانی پر تمھارے سوا کوئی نہیں آ سکتا۔ پھر ہم بدر کے پانی پر آ ہی گئے اور ہم نے تمھاری بات کی کوئی پروا نہ کی۔ ہم نے اس پانی کو خوب سیر ہو کر پیا۔ ہم نے اللہ کی ایسی رسی کو مضبوطی سے تھام رکھا ہے جو ٹوٹ نہیں سکتی۔ ہم میں رسول اللہ ﷺ موجود ہیں۔ اور ہم میں حق موجود ہے جس کی ہم موت تک پیروی کریں گے اور غیر محدود کریں گے۔ آپ ﷺ خوف کی طرف بڑھنے والے ہوتے ہیں۔ جب کہ لشکر بہادر لوگوں کے ساتھ پناہ لیتے ہیں۔ آپ ﷺ وعدہ پورا کرنے والے اور نافذ کرنے والے ہیں۔ اور آپ ﷺ بدر کی مانند ہیں۔ جو ہر بلندی پر چمکتا ہے۔ آپ ﷺ مبارک ہیں۔ آپ ﷺ کی صورت بدر کی طرح روشن ہے۔ آپ ﷺ جو بھی فرماتے ہیں وہ ایک نہ ٹلنے والی تقدیر بن جاتی ہے۔[1]

---

[1] شرح دیوان حسان بن ثابت الانصاری (ص: ۱۳۶، ۱۳۷) دیوان حضرت حسان بن ثابت انصاری (ص: ۱۵۷، ۱۵۸، مترجم)

زکی کیفی نے نبی کریم ﷺ کی مدح میں کچھ اشعار کہے جن میں سے مناسب حال تین درج ذیل ہیں:

آپ نہ تھے تو دہر میں چھائی تھی ہر طرف خزاں
آپ جو آئے آگئی پھر سے جہاں میں بہار
آپ شفیعِ عاصیاں آپ پناہِ بے کساں
مرہم قلبِ ناتواں خستہ دلوں کے غم گسار
کیفی خستہ حال پر اے شہ بحر و کرم
آپ کا اُمتی تو ہے گرچہ ہے وہ گناہ گار

(محمد اویس سرور مولانا دیوان حضرت حسان بن ثابت انصاری، ص: ۱۵۶۔ ۱۵۷، مترجم)

نقوش سیرت: نبی کریم ﷺ مضبوط اعصاب والے، قوی، بہادر، تقوی اور سخاوت کے لحاظ سے سب پر فائق، خطرات میں کود پڑنے والے سپہ سالار، دشمن پر چڑھائی کرنے والے، وعدہ پورا کرنے والے، برکت والے اور روشن چہرے والے ہیں اور آپ ﷺ جو بات فرما دیتے ہیں وہ تقدیر بن جاتی ہے۔

حضرت حسان رضی اللہ عنہ نے کہا:

لَقَدْ عَلِمَتْ قُرَیْشٌ یَّوْمَ بَدْرٍ غَدَاةَ الْاَسْرِ وَالْقَتْلِ الشَّدِیْدِ

بِاَنَّا حِیْنَ تَشْتَجِرُ الْعَوَالِیُ حُمَاةُ الرَّوْعِ* یَوْمَ اَبِی الْوَلِیْدِ

قَتَلْنَا ابْنَیْ رَبِیْعَةَ یَوْمَ سَارُوْا* اِلَیْنَا فِیْ مُضَاعَفَةِ الْحَدِیْدِ

وَفَرَّ بِهَا حَکِیْمٌ یَّوْمَ جَالَتْ بَنُو النَّجَّارِ تَخْطُرُ کَالْاُسُوْدِ

وَوَلَّتْ عِنْدَ ذَاكَ جُمُوْعُ فِهْرٍ وَّاَسْلَمَهَا الْحُوَیْرِثُ مِنْ بَعِیْدٍ

لَقَدْ لَاقَیْتُمْ خِزْیًا وَّذُلًّا جَهِیْزًا بَاقِیًا تَحْتَ الْوَرِیْدِ

وَکَانَ* الْقَوْمُ قَدْ وَلَّوْا جَمِیْعًا وَّلَمْ یَلْوُوا عَلَی الْحَسِیْبِ* التَّلِیْدِ

''بدر کے دن قریش نے قید ہونے اور سختی کے ساتھ قتل ہونے کا مزہ چکھ لیا، جب نیزے ایک دوسرے سے ٹکرا رہے تھے اور ہم اس دن گھبراہٹ کے محافظوں کی طرح محسوس ہو رہے تھے۔ غزوۂ بدر میں ہم نے ربیعہ بن عبد شمس کے دو بیٹوں عتبہ اور شیبہ کو قتل کر دیا تھا، حالانکہ وہ لوہے کی زرہ میں ملبوس ہو کر ہمارے پاس آئے تھے، اس دن بنو النجار شیروں کی طرح دلیری سے گھوم پھر رہے تھے اور حکیم بن حزام اپنے ساتھیوں کو نہتا

---

* البدایة والنهایة میں ''الروع'' کی جگہ ''الحرب''. ''ساروا'' کی جگہ ''سارا''. ''وکان'' کی جگہ ''وکل'' اور ''الحسیب'' کی جگہ ''الحسب'' ہے۔ شرح دیوان حسان بن ثابت میں ''العوالی'' (بدون نقطہ عین) ہے۔ (ص: ۹۶)

چھوڑ کر فرار ہو گئے، اس شکست کے موقع پر فہر کی جماعتوں نے بھی ان کا ساتھ چھوڑ دیا اور حارث بن ہشام بھی اس دن اپنی بہادری کے جوہر نہ دکھا سکا۔ اے لشکر کفار! اس دن تمھیں سوائے ذلت اور رسوائی کے کچھ نہ ملا اور شرمندگی تمھارے گلے کا ہار بن کر رہ گئی۔ تمھارے سب ساتھی پیٹھ پھیر کر بھاگ گئے اور انھوں نے اپنے خاندانی مقام کی کوئی رعایت نہ کی۔"[1]

حضرت حسان رضی اللہ عنہ نے ابو جہل کی مذمت کرتے ہوئے درج ذیل اشعار غزوۂ بدر کے بارے میں کہے:

لَقَدْ لَعَنَ الرَّحْمَانُ جَمْعًا يَقُوْدُهُمْ دَعِيُّ بَنِيْ شَجْعٍ لِّحَرْبِ مُحَمَّدِ

مَّشُوْمٌ لَّعِيْنٌ كَانَ قِدْمًا مُّبَغَّضًا يُّبَيِّنُ فِيْهِ اللُّؤْمَ مَنْ كَانَ يَهْتَدِيْ

فَدَلَّاهُمْ فِي الْغَيِّ حَتّٰى تَهَافَتُوْا وَكَانَ مُضِلًّا اَمْرُهٗ غَيْرُ مُرْشِدِ

فَاَنْزَلَ رَبِّيْ لِلنَّبِيِّ جُنُوْدَهٗ وَاَيَّدَهٗ بِالنَّصْرِ فِيْ كُلِّ مَشْهَدِ

وَاِنَّ ثَوَابَ اللّٰهِ كُلَّ مُوَحِّدِ جِنَانٌ مِّنَ الْفِرْدَوْسِ فِيْهَا يُخَلَّدُ

"رحمان اس لشکر پر لعنت فرمائے جس کی قیادت بنو شجع کی طرف منسوب ہونے کا دعوٰی کرنے والے شخص یعنی ابو جہل کے پاس تھی۔ اور یہ لشکر حضرت محمد ﷺ سے جنگ کے لیے آیا تھا۔ ابو جہل انتہائی منحوس، ملعون اور دل میں کینے کی پرورش کرنے والا ہے۔ ہر ہدایت یافتہ شخص کو اس میں ذلت کے آثار نظر آئیں گے۔ ابو جہل نے لوگوں کو ذلت کا راستہ دکھایا اور انھیں ذلیل کر دیا، اس کا معاملہ گمراہی اور سرکشی پر مبنی تھا، اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی ﷺ کی نصرت کے لیے اپنے لشکر کو نازل کیا اور

[1] دیوان حضرت حسان بن ثابت انصاری (ص: ۲۰۲، ۲۰۳، مترجم) شرح دیوان حسان بن ثابت الانصاری (ص: ۱۹۶، ۱۹۷) ابن کثیر: البدایة والنهایة (۳/ ۳۳۹)

ہر مقام پر ان کی مدد فرمائی۔ اللہ تعالیٰ ہر توحید والے کو ثواب میں جنت الفردوس عطا فرمائے گا، جس میں وہ ہمیشہ رہے گا۔"[1]

عبد اللہ بن زبعری رضی اللہ عنہ نے غزوۂ احد میں مسلمانوں کے نقصان کے بارے میں ایک قصیدہ کہا۔ اس کے جواب میں حضرت حسان رضی اللہ عنہ نے چند اشعار کہے تھے، جن میں سے کچھ درج ذیل ہیں:

وَعَلَوْنَا يَوْمَ بَدْرٍ بِالتُّقٰى ۔۔۔ طَاعَةِ اللّٰهِ وَ تَصْدِيْقِ الرُّسُلِ

بِخَنَاطِيْلَ* كَجِنَّانِ* الْمَلَا ۔۔۔ مَنْ يُّلَاقُوْهُ مِنَ النَّاسِ يُهَلْ

وَ تَرَكْنَا فِىْ قُرَيْشٍ عَوْرَةً ۔۔۔ يَّوْمَ بَدْرٍ وَّاَحَادِيْثَ مَثَلْ*

وَ تَرَكْنَا مِنْ قُرَيْشٍ جَمْعَهُمْ ۔۔۔ مِثْلَ جَمْعٍ فِى الْخَصَبِ الْهَمَلِ

فَقَتَلْنَا كُلَّ رَأْسٍ مِّنْهُمْ ۔۔۔ وَقَتَلْنَا كُلَّ جَحْجَاحٍ رَّفِلْ

نَحْنُ لَا اَنْتُمْ* بَنِىْ اَسْتَاهِهَا ۔۔۔ نَحْنُ فِى الْبَأْسِ اِذَا الْبَأْسُ نَزَلَ

"غزوۂ بدر میں ہماری فتح تقویٰ، اللہ کی طاقت اور اس کے رسول ﷺ کی تصدیق کی وجہ سے تھی۔ اس وقت ہمارے ساتھ کشادہ سرزمین کے جنات جیسی جماعتیں تھیں جو بھی ان کا مقابلہ کرے اس کے نصیب میں شکست لکھی جائے گی۔ ہم نے غزوۂ بدر کے دن قریش کو عبرت کا نشان بنا دیا اور ان کے بارے میں بہت سی باتیں چھوڑی ہیں۔ ہم نے قریش کی جمعیت کو یوں چھوڑا جس طرح چراگاہ میں اونٹوں کو بغیر چرواہے کے چھوڑا جاتا ہے۔ ہم نے ان کے ہر سرکردہ اور تکبر سے کپڑا گھسٹنے

---

[1] دیوان حضرت حسان بن ثابت انصاری (ص: ۲۱۱، مترجم)

* السيرة النبوية لابن هشام (۳/ ۱۴۵) پر "خناطيل" کی جگہ "خناطيل" (بدون نقطہ طاء) "كجنان" کی جگہ "كاشراف"، "مثل" کی جگہ "المثل" اور "لا أنتم" کی جگہ "لا أمثالكم" ہے۔

والے سردار کو قتل کر دیا۔ اے معمولی اور بزدل لوگو! مصیبت اور جنگ میں صبر کرنا ہمارا کام ہے۔ یہ تمھارے بس کا روگ نہیں۔‘‘[1]

حضرت حسان رضی اللہ عنہ نے کہا:

وَیَوْمَ بَدْرٍ لَقِینَاکُمْ لَنَا مَدَدٌ ۔۔۔ فَیَرْفَعُ النَّصْرَ مِیکَالٌ وَّ جِبْرِیْلُ

’’اے مشرکین مکہ! بدر کے دن ہم تمھارے سامنے جنگ کے لیے آئے تو اللہ کی طرف سے ہمارے لیے مدد نازل ہوئی تھی، اس مدد کو میکائیل اور جبرئیل نے اٹھا رکھا تھا۔‘‘[2]

ابن اسحٰق نے کہا کہ علی بن ابی طالب[3] نے جنگِ بدر کے متعلق کہا:

اَلَمْ تَرَ أَنَّ اللّٰهَ اَبْلٰی رَسُوْلَهٗ ۔۔۔ بَلَاءَ عَزِیْزٍ ذِی اقْتِدَارٍ وَّذِیْ فَضْلٍ

بِمَا اَنْزَلَ الْكُفَّارَ دَارَ مَذَلَّةٍ ۔۔۔ فَلَاقُوْا هَوَانًا مِّنْ اِسَارٍ وَّمِنْ قَتْلٍ

فَاَمْسٰی رَسُوْلُ اللّٰهِ قَدْ عَزَّ نَصْرُهٗ ۔۔۔ وَكَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ اُرْسِلَ بِالْعَدْلِ

فَجَاءَ بِفُرْقَانٍ مِّنَ اللّٰهِ مُنَزَّلٍ ۔۔۔ مُّبَيَّنَةٌ اٰيَاتُهٗ لِذَوِی الْعَقْلِ

فَاٰمَنَ اَقْوَامٌ بِذَاكَ وَاَيْقَنُوْا ۔۔۔ فَاَمْسَوْا بِحَمْدِ اللّٰهِ مُجْتَمِعِی الشَّمْلِ

وَاَنْكَرَ اَقْوَامٌ فَزَاغَتْ قُلُوْبُهُمْ ۔۔۔ فَزَادَهُمْ ذُوالْعَرْشِ خَبْلًا عَلٰی خَبْلٍ

---

[1] دیوان حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ انصاری (ص: ۳۸۹، ۳۹۰، مترجم) شرح دیوان حسان بن ثابت الانصاری (ص: ۳۶۰)

[2] دیوان حضرت حسان بن ثابت انصاری (ص: ۴۴۷) شرح دیوان: حسان بن ثابت الانصاری (۳/۴۰۲)

[3] ابن ہشام نے کہا کہ میں نے علماء شعراء میں سے کسی کو بھی ان شعروں اور ان کے جواب کا جاننے والا نہیں پایا اور ہم نے ان اشعار کو اسی لیے لکھ دیا ہے کہ بعضوں نے عمرو بن عبداللہ بن جدعان کے بدر کے روز قتل ہونے کے متعلق کہا ہے اور ابن اسحٰق نے مقتولینِ بدر میں اس کا ذکر نہیں کیا ہے اور اس کا ذکر ان اشعار میں آ گیا ہے۔

وَاَمْکَنَ مِنْهُمْ يَوْمَ بَدْرٍ رَسُوْلَهٗ ۔۔۔ وَقَوْمًا غِضَابًا فَعَلَهُمْ اَحْسَنَ الْفِعْلِ

بِأَيْدِيهِمْ بِيضٌ خِفَافٌ عَصَوْا بِهَا ۔۔۔ وَقَدْ حَادَثُوْهَا بِالْجَلَاءِ وَبِالصَّقْلِ

فَكَمْ تَرَكُوْا مِنَّا شِيءٍ ذِي حَمِيَّةٍ ۔۔۔ صَرِيْعًا وَّمِنْ ذِيْ نَجْدَةٍ مِّنْهُمْ كَهْلِ

تَبِيْتُ عُيُوْنُ النَّائِحَاتِ عَلَيْهِمْ ۔۔۔ تَجُوْدُ بِاِسْبَالِ الرَّشَاشِ وَبِالْوَبْلِ

نَوَائِحُ تَنْعٰى عُتْبَةَ الْغَيَّ وَابْنَهٗ ۔۔۔ وَشَيْبَةَ تَنْعَاهُ وَتَنْعٰى اَبَاجَهْلِ

وَذَا الرَّجُلَ تَنْعٰى وَابْنَ جَدْعَانَ فِيْهِمْ ۔۔۔ مُسْلِبَةَ حُرىٍ مُبَيِّنَةَ الثَّكْلِ

تَرٰى مِنْهُمْ فِيْ بِئْرِ بَدْرٍ عِصَابَةً ۔۔۔ ذَوِيْ نَجْدَاتٍ فِي الْحُرُوْبِ وَفِي الْمَحْلِ

دَعَا الْغَيَّ مِنْهُمْ مَّنْ دَعَا فَاَجَابَهٗ ۔۔۔ وَلِلْغَيِّ اَسْبَابٌ مُرْمِقَةُ الْوَصْلِ

فَاَضْحَوْا الَّذِیْ دَارِ الْجَحِيْمِ بِمَعْزِلٍ ۔۔۔ عَنِ الشَّعْبِ وَالْعُدْوَانِ فِيْ اَشْغَلِ الشَّغْلِ

’’کیا تو نے نہیں دیکھا کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول کا امتحان لیا ہے۔ ایسا امتحان جیسے عزت و اقتدار و فضل والوں کا (ان کی عزت و اقتدار و فضیلت کے زیادہ کرنے کے لیے) لیا جاتا ہے۔ ایسا امتحان جس کے ذریعے کافروں کی میزبانی ذلت کے گھر میں کی، آخر انھوں نے قتل و اسیری کی ذلت سے ملاقات کی۔ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مدد (کرنے والوں) کو بھی عزت حاصل ہوگئی اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تو انصاف (ہی) کے ساتھ مبعوث فرمائے گئے تھے۔ اور آپ اللہ (تعالیٰ) کی جانب سے اتاری ہوئی (حق و باطل) میں فرق ڈالنے والی چیز لے کر آئے جس کی آیتیں عقل والوں کے لیے واضح ہیں۔ تو کچھ لوگوں نے اس کو مان لیا اور یقین کر لیا تو بحمداللہ وہ اپنی تمام پراگندہ قوتوں کو ایک جگہ جمع کر لینے والے ہوگئے۔ اور چند لوگوں نے (اس کا) انکار کیا تو ان کے دل ٹیڑھے ہوگئے اور عرش والے نے ان کے فساد میں اور فساد کی زیادتی

کر دی۔ اور اس نے اپنے رسول کو بدر کے روز ان پر قدرت دی اور اس قوم کو قدرت دے دی جو غضب آلود تھی اور اُن کا (یہ) کام بہترین کام تھا (کہ ان کا غصہ بھی اللہ کے لیے تھا۔) ان کے ہاتھوں میں سفید چمکتی ہوئی سبک تلواریں تھیں جن سے انھوں نے وار کیے اور ان تلواروں کے جلا دینے اور صیقل کرنے میں انھوں نے اپنا وقت صرف کیا تھا۔ پس انھوں نے ان میں سے کتنے حمیت والے نوجوانوں اور رعب و داب والے ادھیڑ عمروں (تجربہ کاروں) کو پچھاڑ ڈالا، ان پر رونے والیوں کی آنکھیں جھڑی اور موسلا دھار بارش سے رات بھر سخاوت کرتی رہتی ہیں۔ رونے والیاں گمراہ عتبہ اور اس کے بیٹے اور شیبہ اور ابو جہل کے مرنے کی خبریں سناتی رہتی ہیں۔ اور ایک پاؤں والے لنگڑے (الاسود بن عبدالاسد المخزومی) کی خبر سناتی ہیں اور ابن جدعان بھی انھیں میں ہے، اس حالت سے کہ وہ ماتمی سیاہ لباس پہنے ہوئی ہیں اور ان کے اندر آگ لگی ہوئی ہے اور عزیزوں کی جدائی (ان کے چہروں سے) عیاں ہے۔ تو ان کی ایک قوی جماعت، جنگوں اور قحط سالیوں میں امداد دینے والی کو بدر کے کنویں میں پڑا ہوا دیکھے گا۔ ان میں سے بہتوں کو گمراہی نے دعوت دی تو انھوں نے دعوت قبول کر لی اور گمراہی کی (جانب کھینچنے والی) بہت سی رسیاں ہیں۔ (اگرچہ ان میں اتصالی کشش کمزور ہے۔ آخر وہ بھڑکتے ہوئے گھر کے پاس چیخ و پکار اور ظلم و زیادتی سے الگ تھلگ مصروف رکھنے والے شغل میں دن چڑھے پہنچ گئے۔"[1]

نکاتِ مترشحہ: عزت رسول کریم ﷺ کے لیے ہے۔ آپ ﷺ انصاف کے ساتھ مبعوث ہوئے ہیں۔ آپ اللہ تعالیٰ کی طرف سے اتاری ہوئی حق و باطل میں

[1] ابن هشام: السيرة النبوية (٣/ ١١، ١٢)

فرق کرنے والی چیز لے کر آئے جس کی آیتیں عقل والوں کے لیے واضح ہیں۔ جن لوگوں نے اس کو مان لیا اور یقین کر لیا تو وہ اپنی تمام پراگندہ قوتوں کو ایک جگہ کر لینے والے ہو گئے۔ جن لوگوں نے آپ ﷺ کی تعلیمات کا انکار کر دیا ان کے دل ٹیڑھے ہو گئے اور عرش والے نے ان کے فساد میں مزید اضافہ کر دیا۔

حضرت قیس رضی اللہ عنہ بن بحر بن طریف نے کہا:

فَقَدْ كَانَ فِی بَدْرٍ لَّعُمْرِیْ عِبْرَةٌ لَّكُمْ یَا قُرَیْشُ وَالْقَلِیْبِ الْمُلْمِمِ

غَدَاةَ اَتٰی فِی الْخَزْرَجِیَّةِ عَامِدًا اِلَیْكُمْ مُّطِیْعًا لِلْعَظِیْمِ الْمُكَرَّمِ

مُعَانًا بِرُوْحِ الْقُدُسِ یَنْكِیْ عَدُوَّهٗ رَسُوْلًا مِّنَ الرَّحْمَانِ حَقًّا بِمَعْلَمِ

رَسُوْلًا مِّنَ الرَّحْمَانِ یَتْلُوْ كِتَابَهٗ فَلَمَّا اَنَارَ الْحَقَّ یَتَلَعْثَمُ

اُرٰی أَمْرَهٗ یَزْدَادُ فِیْ كُلِّ مَوْطِنٍ عُلُوًّا لِّاَمْرٍ حَمَّهُ اللّٰهُ مُحْكَمٍ

”اے قریش! بے شک بدر اور قلیبِ بدر (وہ کنواں جس میں غزوۂ بدر کے موقع پر مقتولینِ قریش کی لاشیں اکٹھی کی گئی تھیں) میں آپ لوگوں کے لیے عبرت تھی۔ اس صبح جب آپ ﷺ لوگوں کا قصد کرتے ہوئے ٹھنڈی ہوا میں عظیم اور مکرم (اللہ تعالیٰ) کا حکم مانتے ہوئے آئے۔ حضرت جبریل علیہ السلام آپ کی مدد کرتے ہوئے آپ کے دشمن کو شکست دے رہے تھے۔ وہ رحمان کی طرف سے حق اور نشان کے ساتھ بھیجے گئے تھے۔ آپ ﷺ رحمان کی طرف سے ایسے فرستادہ ہیں، جو اس کی کتاب تلاوت کرتا ہے۔ حق جبکہ مدہم ہو رہا تھا۔ آپ ﷺ نے اس کو روشن کیا۔ میں دیکھتا ہوں کہ ہر جگہ آپ ﷺ کا امر، اللہ تعالیٰ کے حکم سے ترقی کرتا ہے۔ بایں وجہ کہ اس معاملے کی معاونت اللہ نے کی (اس لیے وہ) محکم ہے۔“[1]

[1] ابن هشام: السيرة النبويه (٣/ ٢٠٦)

حضرت کعب رضی اللہ عنہ نے کہا:

لَعَمْرُ أَبِيكُمَا يَا بَنِي لُؤَيٍّ عَلٰى زَهْوٍ لَّدَيْكُمْ وَ انْتِخَاءِ
لَمَّا حَامَتْ فَوَارِسُكُمْ بِبَدْرٍ وَّاصْبِرُوْا بِهٖ عِنْدَ اللِّقَاءِ
وَرَدْنَاهُ وَنُوْرُ اللّٰهِ يَجْلُوْ دُجَى الظَّلْمَاءِ عَنَّا وَالْغِطَاءِ
رَسُوْلُ اللّٰهِ يَقْدَمُنَا بِاَمْرٍ مِّنْ أَمْرِ اللّٰهِ أُحْكِمَ بِالْقَضَاءِ
فَمَا ظَفِرَتْ فَوَارِسُكُمْ بِبَدْرٍ وَّمَا رَجَعُوْا اِلَيْكُمْ بِالسَّوَاءِ
فَلَا تَعْجَلْ أَبَا سُفْيَانَ وَّارْقُبْ جِيَادَ الْخَيْلِ تَطْلَعُ مِنْ كَدَاءِ
بِنَصْرِ اللّٰهِ رُوْحُ الْقُدُسِ فِيْهَا وَمِيْكَالُ فَيَا طِيْبَ الْمَلَاءِ

”اے بنی لؤی کے دونوں لڑکو! تم دونوں کے باپ کی عمر کی قسم! باوجود اس کے کہ تم میں اپنی قوتوں پر گھمنڈ اور تکبر تھا۔ مقامِ بدر میں تمھارے سواروں نے تمھاری کوئی حفاظت نہیں کی۔ اور نہ مقابلے کے وقت وہ وہاں جم سکے۔ ہم اپنے ساتھ اللہ کا نور لے کر اس مقام پر پہنچے ہیں، جو اندھیری رات کی تاریکی اور پردوں کو ہم سے دور کر رہا تھا۔ وہ نور اللہ تعالیٰ کا رسول تھا جو اللہ تعالیٰ کے احکام میں سے کسی حکم کے تحت ہمارے ساتھ چل رہا تھا۔ جس کو قضا (قدر) سے مستحکم کر دیا گیا ہے۔ بدر میں تمھارے سواروں نے نہ فتح حاصل کی اور نہ وہ تمھاری جانب صحیح و سالم لوٹے۔ پس اے ابو سفیان! جلدی نہ کر اور مقامِ کداء سے بہترین گھوڑوں کے چڑھ آنے کا انتظار کر۔ (وہ سوار) اللہ کی مدد ساتھ لیے ہوئے ہوں گے اور ان میں روح القدس اور میکائل ہوں گے، پس یہ کیسی بہترین جماعت ہے۔“[1]

[1] ابن كثير: البداية والنهاية (٣/ ٣٣٦) ابن هشام: السيرة النبوية (٣/ ٢٦۔ ٢٧) حضرت ←

حضرت کعب بن مالک رضی اللہ عنہ نے جنگِ بدر کے متعلق یہ اشعار بھی کہے ہیں:

أَلَا هَلْ أَتٰى غَسَّانَ فِيْ نَأْيِ دَارِهَا ... وَأَخْبَرُ شَيْئٍ بِالْأُمُوْرِ عَلِيْمُهَا

بِأَنْ قَدْ رَمَتْنَا عَنْ قِسِيٍّ عَدَاوَةً ... مَعَدٌّ مَّعًا جُهَّالُهَا وَحَلِيْمُهَا

لِأَنَّا عَبَدْنَا اللّٰهَ لَمْ نَرْجُ غَيْرَهٗ ... رَجَاءَ الْجِنَانِ إِذْ أَتَانَا زَعِيْمُهَا

نَبِيٌّ لَّهٗ فِيْ قَوْمِهٖ إِرْثُ عِزَّةٍ ... وَأَعْرَاقُ صِدْقٍ هَذَّبَتْهَا أُرُوْمُهَا

فَسَارُوْا وَ سِرْنَا فَالْتَقَيْنَا كَأَنَّنَا ... أُسُوْدُ لِقَاءٍ لَّا يُرَجّٰى كَلِيْمُهَا

ضَرَبْنَاهُمْ حَتّٰى هَوٰى فِيْ مَكَرِّنَا ... لِمَنْخَرِ سَوْءٍ مِّنْ لُؤَيٍّ عَظِيْمُهَا

فَوَلَّوْا وَدُسْنَاهُمْ بِبِيْضٍ صَوَارِمَ ... سَوَاءٌ عَلَيْنَا حِلْفُهَا وَصَمِيْمُهَا

''ذرا سنو! کیا بنی غسان کو ان کے گھروں سے دوری کے باوجود یہ خبر پہنچ چکی ہے اور کسی چیز کی خبر تو وہی شخص اچھی طرح دے سکتا ہے جو اسے خوب جانتا ہو کہ بنی معد کے جاہلوں اور متین دونوں قسم کے افراد نے دشمنی کے سبب ہمیں تیروں کا نشانہ اس لیے بنایا کہ جب ہمارے پاس رسول صلی اللہ علیہ وسلم آئے تو ہم نے جنت کی امید میں اللہ تعالیٰ کے سوا کسی اور سے امید نہ رکھی اور اسی کی غلامی اختیار کر لی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم ایسے نبی ہیں کہ انھیں اپنی قوم میں موروثی عزت حاصل ہے اور سچی صفات والا ہے جن (صفات) کو اس کے اصول نے مہذب بنا دیا ہے۔ پس وہ بھی چلے اور ہم بھی چلے اور اُن سے ہم اس طرح مقابل ہوئے گویا مقابلے کے لیے ایسے شیر ہیں کہ جن کے زخم خوردہ (کے بچنے) کی امید نہیں کی جاتی۔ ہم

← کعب رضی اللہ عنہ نے جب یہ اشعار پڑھے اس وقت تک غیر اللہ کی قسم کی حرمت نازل نہیں ہوئی تھی۔ لہٰذا اس سے حضرت کعب پر کوئی اعتراض نہیں کر سکتا اور نہ ہی کسی قسم کے اعتراض کا پہلو نکلتا ہے۔

نے ان پر یہاں تک شمشیر زنی کی کہ ہمارے حملے میں بنی لوی کا بڑا (سردار) اوندھے منہ بری طرح گڑھے میں جا گرا۔ پس انھوں نے پیٹھ پھیری اور ہم نے چمکتی تلواروں سے انھیں پامال کیا اور ہمارے لیے ان کے اصلی افراد اور ان کے حلیف دونوں برابر تھے۔ (ہم نے دونوں کو پا مال کیا)۔[1]

غزوۂ اُحد، اشعارِ صحابہ رضی اللہ عنہم کی روشنی میں:

حضرت حسان رضی اللہ عنہ نے کہا:

وَقُلْ اِنْ يَّكُنْ يَّوْمٌ بِأُحُدٍ يَعُدُّهٗ ۔۔۔ سَفِيْهٌ فَاِنَّ الْحَقَّ سَوْفَ يَشِيْعُ

وَقَدْ ضَارَبَتْ فِيْهِ بَنُو الْاَوْسِ كُلُّهُمْ ۔۔۔ وَكَانَ لَهُمْ ذِكْرٌ هُنَاكَ رَفِيْعُ

وَحَامٰى بَنُوالنَّجَّارِ فِيْهِ وَضَارَبُوْا ۔۔۔ وَمَا كَانَ مِنْهُمْ فِي اللِّقَاءِ جَزُوْعُ

أَمَامَ رَسُوْلِ اللّٰهِ لَا يَخْذُلُوْنَهٗ ۔۔۔ لَهُمْ نَاصِرٌ مِّنْ رَّبِّهِمْ وَشَفِيْعُ

وَفَوْا اِذْ كَفَرْتُمْ يَا سَخِيْنُ بِرَبِّكُمْ ۔۔۔ وَلَا يَسْتَوِيْ عَبْدٌ عَصَا وَّمُطِيْعُ

بِأَيْمَانِهِمْ بِيْضٌ اِذَا حَمِيَ الْوَغٰى ۔۔۔ فَلَا بُدَّ أَنْ يَّرْدٰى بِهِنَّ صَرِيْعُ

كَمَا غَادَرَتْ فِي النَّقْعِ عُثْمَانُ ثَاوِيًا ۔۔۔ وَسَعْدًا صَرِيْعًا وَالْوَشِيْجُ شُرُوْعُ

وَقَدْ غَادَرَتْ تَحْتَ الْعَجَاجَةِ مُسْنَدًا ۔۔۔ أُبَيًّا وَّقَدْ بَلَّ الْقَمِيْصَ نَجِيْعُ

بِكَفِّ رَسُوْلِ اللّٰهِ حَتّٰى تَلَفَّفَتْ ۔۔۔ عَلَى الْقَوْمِ مِمَّا قَدْ يُثِرْنَ نُقُوْعُ

أُولٰٓئِكَ قَوْمِيْ سَادَةٌ مِّنْ فُرُوْعِهِمْ ۔۔۔ وَمِنْ كُلِّ قَوْمٍ سَادَةٌ وَّفُرُوْعُ

بِهِنَّ يُعِزُّ اللّٰهُ حِيْنَ يُعِزُّنَا ۔۔۔ وَاِنْ كَانَ أَمْرٌ يَّا سَخِيْنُ فَظِيْعُ

فَاِنْ تَذْكُرُوْا قَتْلٰى وَحَمْزَةُ فِيْهِمُ ۔۔۔ قَتِيْلٌ ثَوٰى لِلّٰهِ وَهُوَ مُطِيْعُ

---

[1] ابن هشام: السيرة النبوية (٣/ ٢٦) تفسير ابن كثير: البداية والنهاية (٣/ ٣٣٥، ٣٣٦)

فَإِنَّ جِنَانَ الْخُلْدِ مَنْزِلُهُ بِهَا* وَأَمْرُ الَّذِیْ یَقْضِی الْأُمُوْرَ سَرِیْعُ
وَقَتْلَاكُمْ فِی النَّارِ أَفْضَلُ رِزْقِهِمْ حَمِیْمٌ مَّعًا فِیْ جَوْفِهَا وَضَرِیْعُ [1]

''اگر اُحد کے دن کو کوئی بے وقوف شخص ہمارے لیے برا خیال کرے تو یہ اس کی غلطی ہے، حق عن قریب چھا کر رہے گا۔ بنو اوس نے اس غزوے میں بھر پور طریقہ سے جنگ کی اور اس میں ان کا ذکر بلند ہوا ہے۔ بنو نجار نے بھی اسلام اور اہلِ اسلام کی خوب حمایت کی ہے اور انھوں نے خوب جنگ کی، دشمن سے مقابلہ کرنے میں وہ کسی قسم کی گھبراہٹ کا شکار نہ ہوئے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے انھوں نے خوب بہادری سے قتال کیا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے جانیں نچھاور کرنے کے جذبے سے لڑے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم ان کے لیے رب تعالیٰ کی طرف سے مددگار اور اللہ کے دربار میں سفارش کرنے والے ہیں۔ اے سخین! تم نے کفر کیا اور وہ ایمان لائے، نافرمان اور فرمان بردار بندے برابر نہیں ہو سکتے۔ جب لڑائی اپنے زوروں پر پہنچی تو ان کے ہاتھوں میں موجود سفید تلواروں سے دشمنوں کا ہلاک ہونا یقینی ہو گیا۔ جب نیزوں کا چلنا شروع ہو گیا تو عثمان بن طلحہ اور سعید بن طلحہ خاک و خون میں نہا کر ہلاک ہوئے پڑے تھے۔ گرد و غبار کے نیچے ابی بن خلف کی لاش بھی پڑی تھی جس کی قمیص کو اس کے خون نے رنگین کر رکھا تھا۔ اس کی موت رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے

* [1] سیرۃ ابن ھشام (۳/ ۱۵۰) میں "صابرت" "وصابروا"، "وفی"، "ومضیع"، "بأیدیھم" "حمش"، "لھن"، "عتبۃ تنصبت"، "قوم"، "نعز"، "فلا" "له" ہے۔ یا سخین کا لفظ حضرت حسان رضی اللہ عنہ نے بطور طنز و تعریض کے استعمال کیا ہے۔ "سخین" دراصل "سخینه" سے مخفف ہے، "سخینه" ایک کھانے کو کہتے ہیں، جو آٹے اور کھجور سے بنایا جاتا ہے، قریش لوگ اس کھانے کو بہت شوق سے کھاتے تھے اسی وجہ سے انھیں تعریضاً سخینہ کہا جانے لگا۔

ہاتھ سے واقع ہوئی تھی، اس جنگ کی شدت اتنی زیادہ تھی کہ لوگوں کے جسم غبار سے اٹے ہوئے تھے۔ بہادری کا یہ کارنامہ دکھانے والے میری قوم کے لوگ ہیں۔ ہر قوم میں کچھ سردار اور کچھ ماتحت ہوتے ہیں، لیکن ہمارے لوگ سارے کے سارے سردار ہیں۔ اے سخین (قریش) اللہ تعالیٰ ان کے ذریعے سے ہمیں عزت عطا کرتا ہے خواہ معاملہ کتنا سخت ہی کیوں نہ ہو۔ اگر تم احد کے شہدا کو یاد کرو تو حمزہ رضی اللہ عنہ کو ضرور یاد کرنا وہ اللہ کے فرماں بردار بندے تھے۔ اور اسی کے نام پر قربان ہوگئے۔ جنت الفردوس ان کا ٹھکانا بن گئی اور اللہ تعالیٰ کا امر تیزی سے ان پر نافذ ہوگیا۔ اے کفار! تمھارے مقتول جہنم میں ہیں اور وہاں ان کا سب سے بہتر کھانا کھولتا پانی اور کانٹے دار کھانا ہے جو ان کے پیٹ میں داخل ہو کر رہے گا۔[1]

حضرت حسان نے اسی موقع پر درج بالا اشعار کے علاوہ مزید اشعار بھی کہے، ان میں محبوبہ اور اس کے مکانات کا ذکر ہے، پھر صنعتِ اقتضاب[2] کو بروئے کار لا کر غزوۂ اُحد کے حوالے سے انھوں نے درج بالا اشعار کہے ہیں۔[3]

نقوشِ سیرت: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم رب تعالیٰ کی طرف سے مددگار اور اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں شافع ہیں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم ایک شجاع اور بہادر سپہ سالار ہیں۔

حضرت حسان رضی اللہ عنہ نے کہا:

---

1. شرح دیوان حسان بن ثابت (ص: ۳۱۴، ۳۱۵) دیوان حضرت حسان بن ثابت انصاری (ص: ۳۴۰۔۳۴۲، مترجم)
2. ایک موضوع سے دوسرے موضوع کی طرف انتقال کرنا۔ (محمد اویس، سرور: دیوان حضرت حسان بن ثابت انصاری، ص: ۴۵، مترجم) بے تکلف شعر کہنا۔ (المنجد، ص: ۸۱۳، مترجم)
3. دیوان حضرت حسان بن ثابت انصاری (ص: ۳۳۹، ۳۴۰، مترجم)

ذَهَبَتْ بِابْنِ الزِّبَعْرٰی وَقْعَةٌ   كَانَ مِنَّا الْفَضْلُ فِيهَا لَوْ عُدِلَ
وَلَقَدْ نِلْتُمْ وَنِلْنَا مِنْكُمْ   وَكَذَا الْحَرْبُ أَحْيَانًا دُوَلٌ
إِذْ شَدَدْنَا شِدَّةً صَادِقَةً   فَأَجَأْنَاكُمْ إِلٰى سَفْحِ الْجَبَلِ
إِذْ تُوَلُّونَ عَلٰى أَعْقَابِكُمْ   هَرَبًا فِى الشِّعْبِ أَشْبَاهَ الرَّسَلِ
نَضَعُ الْخَطِّيَّ فِىْ أَكْتَافِكُمْ   حَيْثُ نَهْوِىْ عَلَلًا بَعْدَ نَهَلٍ
فَسَدَحْنَا فِىْ مَقَامٍ وَّاحِدٍ   مِّنْكُمْ سَبْعِيْنَ غَيْرَ الْمُنْتَحَلِ
لَمْ يَفُوْتُوْنَا بِشَيْئٍ سَاعَةً   غَيْرَ أَنْ وَّلَّوْا بِجَهْلٍ وَّ فَشَلٍ
وَأَسَرْنَا مِنْكُمْ أَعْدَادَهُمْ   فَانْصَرَفْتُمْ مِثْلَ أَفْلَاتِ الْحَجَلِ
ضَاقَ عَنَّا الشِّعْبُ إِذْ نَجْزَعُهُ   وَمَلَأْنَا الْفُرْطَ مِنْهُمْ وَالرِّجَل
بِرِجَالٍ لَّسْتُمْ أَمْثَالَهُمْ   أُيِّدُوْا (بِ) جِبْرِيْلَ نَصْرًا فَنَزَلَ

''ابن الزبعری کے ساتھ ایک واقعہ پیش آیا ہے اگر انصاف کیا جائے تو اس میں ہماری برتری اور فضیلت ہی ثابت ہوگی۔ کچھ نقصان ہم نے تمھارا کیا اور کچھ تکلیف تم نے ہمیں پہنچائی، جنگ میں تو ایسے حالات آیا ہی کرتے ہیں۔ جب ہم پوری قوت کے ساتھ تمھاری طرف لپکے اور پہاڑ کی طرف سے تم پر ٹوٹ پڑے تو تم الٹے پاؤں بھاگ گئے اور بھاگتے ہوئے اونٹوں کے ریوڑ کی طرح محسوس ہو رہے تھے۔ ہم نے تم پر پے در پے وار کیے اور نیزوں کو تمھارے کندھوں میں گھسا دیا۔ یہ بات بالکل حق ہے کہ اس سے پہلے غزوۂ بدر کو یاد کرو جس میں ہم نے ایک مقام پر تمھارے ستر آدمیوں کو قتل کیا اور اتنی ہی تعداد میں تمھارے آدمیوں کو قیدی بنایا۔ پھر تم چکوری کی طرح چلاتے ہوئے میدانِ جنگ

سے فرار ہو گئے تھے۔ اس شکست کا تم پر اتنا بوجھ تھا کہ اس کی وجہ سے تمھارا پاخانہ بھی خطا ہو گیا جس طرح موٹی اونٹنی عصل نامی گھاس کھالے تو اس کا پاخانہ جاری ہو جاتا ہے۔ وہ ایک لمحے کے لیے بھی ہمارے قابو سے باہر نہیں ہوئے، البتہ جب وہ جہالت اور بزدلی کی وجہ سے پیٹھ پھیر کر بھاگ گئے تو ہمارے اختیار سے نکل گئے۔ جب ہم گھاٹی کو پار کر رہے تھے تو وہ ہمارے وسیع لشکر کی وجہ سے گھاٹی، پہاڑ کی ڈھلوان اور پانی کا راستہ سب تنگ پڑ گئے۔ اس لشکر میں بے مثال لوگ تھے جنھیں جبرئیل علیہ السلام کے ذریعے مدد فراہم کی گئی تھی۔''[1]

حضرت ابو دجانہ رضی اللہ عنہ نے کہا:

أَنَا الَّذِیْ عَاهَدَنِیْ خَلِیْلِیْ وَنَحْنُ بِالسَّفْحِ لَدَی النَّخِیْلِ

أَلَّا أَقُوْمَ الدَّهْرَ فِی الْكَبُوْلِ فَأَضْرِبُ بِسَیْفِ اللّٰهِ وَالرَّسُوْلِ

''میں وہ ہوں کہ میرے ساتھ میرے خلیل نے معاہدہ کیا ہے اور ہم کھجوروں کے پاس دامن کوہ میں تھے کہ میں بیڑی (دنیا) میں لمبا عرصہ قیام نہیں کروں گا (اور) میں (دشمن کو) اللہ اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی تلوار کے ساتھ ماروں گا۔''[2]

---

[1] دیوان حضرت حسان ثابت انصاری (ص: ۳۸۸۔۳۹۰، مترجم) شرح دیوان حسان بن ثابت انصاری (ص: ۳۵۸۔۳۶۰) ابن كثير: البداية والنهاية (٤/ ٥٦)

ان اشعار کے بعد بھی کچھ اشعار ایسے ہیں، جو حضرت حسان نے اس موقع پر کہے، لیکن ان میں غزوۂ بدر کے حوالے سے ذکر ہے۔ (دیوان حضرت حسان بن ثابت انصاری، ص: ۳۸۸، ۳۹۰، مترجم)

[2] ابن هشام (٣/ ٧٢، ٧٣)

حضرت ابو دجانہ رضی اللہ عنہ نے درج ذیل اشعار غزوۂ اُحد میں اس وقت پڑھے جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے انھیں اپنی طرف سے اپنے ہاتھ کے ساتھ تلوار عطا کی اور انھوں نے اپنے سر پر سرخ رومال باندھا اور میدانِ جنگ میں یہ اشعار پڑھتے ہوئے کود پڑے۔

حضرت کعب بن مالک رضی اللہ عنہ نے کہا:

وَفِينَا رَسُولُ اللّٰهِ نَتْبَعُ أَمْرَهُ ۔۔۔ اِذَا قَالَ فِينَا الْقَوْلَ لَا نَتَطَلَّعُ

تَدَلّٰى عَلَيْهِ الرُّوحُ مِنْ عِنْدِ رَبِّهٖ ۔۔۔ يَنْزِلُ مِنَ جَوِّ السَّمَاءِ وَيَرْفَعُ

نُشَاوِرُهُ فِيمَا نُرِيدُ وَقَصْدُنَا ۔۔۔ اِذَا مَا اشْتَهٰى أَنَّا نُطِيعُ وَنَسْمَعُ

وَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ لَمَّا بَدَوْا لَنَا ۔۔۔ ذَرُوْا عَنكُمْ هَوْلَ الْمَنِيَّاتِ وَاطْمَعُوْا

وَكُوْنُوا كَمَنْ يَّشْرِ الْحَيٰوةَ تَقَرُّبًا ۔۔۔ اِلٰى مَلِكٍ يُّحْيٰى لَدَيْهِ وَيُرْجَعُ

وَلٰكِنْ خُذُوا أَسْيَافَكُمْ وَتَوَكَّلُوْا ۔۔۔ عَلَى اللّٰهِ اِنَّ الْاَمْرَ لِلّٰهِ أَجْمَعُ

فَسِرْنَا اِلَيْهِمْ جَهْرَةً فِىْ رِحَالِهِمْ ۔۔۔ ضُحَيًّا عَلَيْنَا الْبِيْضُ لَا نَتَخَشَّعُ

''اور ہمارے درمیان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں ہم ان کے حکم کی پیروی کرتے ہیں۔ جب وہ ہمارے درمیان بات کرتے ہیں تو ہم ان کے رعب و احترام کی بدولت ان کی طرف آنکھ اٹھا کر نہیں دیکھتے، ان کے رب کی طرف سے ان پر روح الامین جبریل علیہ السلام لٹک گئے اور آسمان کے خلا میں اتارے اور اٹھائے جاتے تھے، یعنی کبھی قریب اور کبھی دور ہوتے تھے، اس معاملے کے بارے میں جس کا ہم ارادہ کرتے ہیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے مشورہ کرتے ہیں۔ اور ہمارا مقصد و غایت یہ ہوتا ہے کہ جب بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم چاہیں ہم آپ کی بات سنیں اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت کریں۔ اور جب وہ کفار ہمارے لیے ظاہر ہوگئے اور ہمارے مدِ مقابل ہوگئے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: موت کا خوف اپنے آپ سے دور کرو اور (اللہ کی رحمت، جنت اور شہادت وغیرہ) کی امید کرو اور تم اس شخص کی مانند ہو جاؤ جو بادشاہ کا تقرب حاصل کرنے کے لیے زندگی بیچ ڈالتا ہے، تاکہ اس بادشاہِ حقیقی کے پاس زندہ رہے اور (اسی کی طرف) لوٹایا

جائے لیکن تم اپنی تلواریں پکڑو اور اللہ پر توکل کرو، کیونکہ تمام معاملات میں حکم صرف اکیلے اللہ کا ہی چلنا ہے، پس ہم اپنے کجاووں میں سوار ہو کر ان کی طرف اعلانیہ بوقتِ چاشت چلے۔ ہمارے اوپر چمکنے والی تلواریں تھیں، لیکن پھر بھی ہم نہیں ڈرتے تھے۔'' [1]

حضرت کعب بن مالک رضی اللہ عنہ نے کہا:

أَبْلِغْ قُرَيْشًا عَلٰى نَأْيِهَا أَتَفْخَرُ مِنَّا بِمَا لَمْ تَلِیْ

فَخَرْتُمْ بِقَتْلٰى أَصَابَتْهُمْ فَوَاضِلُ مِنْ نِعَمِ الْمُفْضِلِ

فَحَلُّوْا جِنَانًا وَّ أَبْقَوْا لَكُمْ أُسُوْدًا تُحَامِیْ عَنِ الْأَشْبُلِ

تُقَاتِلُ عَنْ دِيْنِهَا، وَسْطَهَا نَبِیٌّ عَنِ الْحَقِّ لَمْ يَنْكُلِ

''قریش کو ان کی دوری کے باوجود یہ بات پہنچا دو کہ کیا تم ہم سے اس بات پر فخر کرتے ہو جو تم کو میسر نہیں ہوئی، تم ان مقتولوں کے قتل کرنے پر فخر کرتے ہو جن کو بڑی بڑی نعمتیں فضلِ پروردگار سے پہنچیں، پس وہ تو جنت میں جا داخل ہوئے۔ اور تمھاری سرکوبی کے واسطے بڑے بڑے بہادر چھوڑ گئے ہیں، جو اپنے دین کی طرف سے جنگ کرتے ہیں اور ان کے درمیان میں نبی ہیں، جو حق سے پیچھے نہیں رہتے نہ اس کے اعلان کرنے میں کسی کا خوف کرتے ہیں۔'' [2]

---

[1] ابن هشام: السيرة النبوية (٣/ ١٤٠، ١٤١)

ہبیرہ بن ابی وہب نے غزوۂ احد کے حوالے سے مسلمانوں کی ہجو کی تو حضرت کعب نے اس کا جواب دیا، ان جوابی اشعار میں سے چند ایسے اشعار جن میں نعت رسول مندرج ہے، درج بالا ہیں، درج بالا اشعار کے علاوہ کعب رضی اللہ عنہ کے اور بھی اشعار ہیں، جو انھوں نے اس بابت کہے۔ (مصدر سابق)

[2] ابن هشام: السيرة النبوية (٣/ ١٧٢)

حضرت کعب بن مالک رضی اللہ عنہ نے غزوۂ احد میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی شجاعت کو داد دیتے ہوئے کہا:

سَائِلْ قُرَيْشًا غَدَاةَ السَّفْحِ مِنْ أُحُدٍ ... مَا ذَا لَقِينَا وَمَا لَاقُوا مِنَ الْهَرَبِ

كُنَّا الْأُسُوْدَ وَكَانُوا النُّمْرَ إِذْ زَحَفُوا ... مَا إِنْ نُرَاقِبُ مِنْ آلٍ وَّلَا نَسَبِ

فَكَمْ تَرَكْنَا بِهَا مِنْ سَيِّدٍ بَطَلٍ ... حَامِي الذِّمَارِ كَرِيمِ الْجَدِّ وَالْحَسَبِ

فِينَا الرَّسُوْلُ شِهَابٌ ثُمَّ يَتْبَعُهُ ... نُوْرٌ مُّضِيئُهُ فَضْلٌ عَلَى الشُّهُبِ

اَلْحَقُّ مَنْطِقُهُ وَالْعَدْلُ سِيرَتُهُ ... فَمَن يُّجِبْهُ إِلَيْهِ يَنْجُ مِنْ تَبَبِ

نَجْدُ الْمُقَدَّمِ مَاضِي الْهَمِّ مُعْتَزِمٍ ... حِيْنَ الْقُلُوْبِ عَلٰى رَجْفٍ مِّنَ الرُّعُبِ

يَمْضِيْ وَيَذْمُرُنَا عَنْ غَيْرِ مَعْصِيَةٍ ... كَأَنَّهُ الْبَدْرُ لَمْ يُطْبَعْ عَلَى الْكَذِبِ

بَدَا لَنَا فَاتَّبَعْنَاهُ نُصَدِّقُهُ ... وَكَذَّبُوْهُ فَكُنَّا أَسْعَدَ الْعَرَبِ

''قریش سے پوچھو، کہ احد کے دن ہم نے کیا حاصل کیا اور انھوں نے بھاگنے سے کیا حاصل کیا۔ ہم شیر تھے اور وہ چیتے تھے، جب میدانِ جنگ میں آئے۔ اور ہم آل ونسب کی نگہبانی نہیں کرتے تھے۔ ہم نے کتنے بہادر سردار اس میدانِ اُحد میں چھوڑے، جو قابلِ حفاظت چیز کی حفاظت کرنے والے اور نسل ونسب کے لحاظ سے بہت اچھے تھے۔ ہم میں رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہیں، جو شہاب ہیں، پھر اس کے پیچھے ایک روشن گر نور ہوتا ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی بات حق اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت عدالت ہے، پس جو بھی آپ کے نقشِ قدم پر چلے گا، ہلاکت سے نجات پائے گا۔ ہم آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو آگے خوب تیر چلانے والا اور اولو العزم پاتے ہیں۔ اس وقت جب کہ دل خوف سے لرزتے ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اپنا کام کر جاتے

ہیں اور بغیر کسی گناہ کے ہماری حفاظت کرتے ہیں۔ گویا آپ ﷺ ایسا چودھویں کا چاند ہیں جن کی سرشت میں جھوٹ نہیں۔ آپ ﷺ ہمارے لیے ظاہر ہوئے تو ہم نے آپ ﷺ کی پیروی کی۔ ہم آپ ﷺ کی تصدیق کرتے ہیں اور انھوں نے آپ ﷺ کو جھٹلایا۔ پس ہم عرب کے سب سے زیادہ سعادت مند لوگ ہیں۔"[1]

غزوۂ بنی قریظہ، اشعارِ صحابہ رضی اللہ عنہم کی روشنی میں:

حضرت حسان رضی اللہ عنہ نے کہا:

لَقَدْ لَقِيَتْ قُرَيْظَةُ مَا أَسَآءَهَا ۔۔۔ وَمَا وَجَدَتْ لِذَالِكَ مِنْ نَّصِيرِ

أَصَابَهُمْ بَلَاءٌ كَانَ فِيهِمْ ۔۔۔ سِوَى مَا قَدْ أَصَابَ بَنِي النَّضِيرِ

غَدَاةَ أَتَاهُمْ يَهْوِيْ اِلَيْهِمْ ۔۔۔ رَسُوْلُ اللّٰهِ كَالْقَمَرِ الْمُنِيرِ

لَهٗ خَيْلٌ مُّجَنَّبَةٌ تَعَادٰى ۔۔۔ بِفُرْسَانٍ عَلَيْهَا كَالصُّقُوْرِ

تَرَكْنَاهُمْ وَمَا ظَفِرُوْا بِشَيْءٍ ۔۔۔ دِمَاءُهُمْ عَلَيْهِمْ كَالْعَبِيْرِ

فَهُمْ صَرْعٰى تَحُوْمُ الطَّيْرُ فِيْهِمْ ۔۔۔ كَذَاكَ يُدَانُ ذُوالْفَنَدِ الْفَخُوْرُ

فَأُرْدِفْ مِثْلُهَا نُصْحًا قُرَيْشًا ۔۔۔ مِّنَ الرَّحْمَانِ اِنْ قَبِلَتْ نَذِيْرِىْ

"بنو قریظہ کو ایک ایسی مصیبت پہنچی ہے جس نے انھیں رسوا کر دیا اور اس کے لیے انھیں کوئی مدد گار بھی نہیں ملا۔ ان کو پہنچنے والی آفت اس حادثہ سے مختلف تھی جو بنو نظیر کو پیش آیا۔ روشن چاند کی طرح چمکتے ہوئے اس چہرے والے پیغمبر حضرت محمد ﷺ نے اپنے ساتھیوں کے ساتھ ان پر

[1] ابن هشام: السيرة النبوية (٣/ ١٧٠)
ان اشعار کے آگے دو اشعار مزید ہیں جن میں انھوں نے اپنی تعریف کرتے ہوئے یہ بیان کیا ہے کہ اہلِ حق اور اہلِ باطل یکساں نہیں ہیں۔ (مصدر سابق)

چڑھائی کی۔ آپ ﷺ کے ساتھیوں نے عقاب کی طرح ان پر حملہ کیا اور وہ تیز رفتار گھوڑوں کو بھگا رہے تھے۔ ہم نے بنو قریظہ کو اس حال میں چھوڑا کہ ان کا خون ان پر زعفران کی طرح گرا ہوا دکھائی دے رہا تھا۔ اور انھیں ذرہ بھر بھی کامیابی حاصل نہ ہوئی۔ ان کی لاشیں بکھری پڑی تھیں اور پرندے ان کا گوشت کھا رہے تھے۔ ہر متکبر اور سرکش کی یہی سزا ہے۔ اللہ تعالیٰ کی طرف سے اسی قسم کی نصیحت قریش کے لیے بھی کی گئی ہے اگر وہ قبول کرلیں تو اسی میں ان کا فائدہ ہے۔"[1]

حضرت حسان رضی اللہ عنہ نے کہا:

لَقَدْ لَقِيَتْ قُرَيْظَةُ مَا عَظَاهَا وَحَلَّ بِحِصْنِهَا ذُلٌّ ذَلِيْلٌ

وَسَعْدٌ كَانَ أَنْذَرَهُمْ نَصِيْحًا بِأَنَّ اِلٰهَهُمْ رَبٌّ جَلِيْلٌ

فَمَا بَرِحُوْا بِنَقْضِ الْعَهْدِ حَتّٰى غَزَاهُمْ فِيْ دِيَارِهِمُ الرَّسُوْلُ

أَحَاطَ بِحِصْنِهِمْ مِنَّا صُفُوْفٌ لَهٗ مِنْ حَرِّ وَقْعَتِهَا صَلِيْلٌ

فَصَارَ الْمُؤْمِنُوْنَ بِدَارِ خُلْدٍ أَقَامَ لَهَا بِهَا ظِلٌّ ظَلِيْلٌ

"بنو قریظہ کو ایک ایسی مصیبت پیش آئی جس نے انھیں رسوا کر دیا اور ان کے قلعے میں ہمیشہ باقی رہنے والی ذلت اتر آئی۔ سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ نے انھیں سمجھایا تھا کہ ان کا معبود اللہ تعالیٰ ہے، تم اسی کی بندگی کرو، لیکن وہ نہ مانے۔ وہ لوگ اپنے عہد و پیمان کو توڑتے رہے یہاں تک کہ رسول اللہ ﷺ نے ان سے ان کے علاقے میں جہاد کیا، ہمارے مجاہدین کی صفوں نے ان کے قلعے کا محاصرہ کرلیا اور پھر اس جنگ کی

[1] دیوان حضرت حسان بن ثابت انصاری (ص: ۳۰۳، ۳۰۴، مترجم) شرح دیوان حسان بن ثابت الانصاری (ص: ۲۷۹، ۲۸۰)

آواز دور تک سنائی دی، شہید ہونے والے مسلمان ہمیشہ کی جنت میں چلے گئے جہاں ان کے لیے گھرے سائے ہیں۔"[1]

حسان رضی اللہ عنہ نے کہا:

تَفَاقَدَ مَعْشَرٌ نَصَرُوا قُرَيْشًا وَلَيْسَ لَهُمْ بِبَلْدَتِهِمْ نَصِيرٌ

هُمُ أُوتُوا الْكِتَابَ فَضَيَّعُوهُ فَهُمْ عُمْيٌ مِّنَ التَّوْرَاةِ بُوْرٌ

كَفَرْتُمْ بِالْقُرْآنِ وَقَدْ أَتَيْتَهُمْ بِتَصْدِيقِ الَّذِي قَالَ النَّذِيرُ

وَهَانَ عَلَى سَرَاةِ بَنِي لُؤَيٍّ حَرِيقٌ بِالْبُوَيْرَةِ مُسْتَطِيرٌ

"وہ جماعت فنا ہوگئی جو قریش کی مدد کیا کرتی ہے، اب ان کے شہر میں ان کا کوئی مدد گار باقی نہیں۔ انھیں آسمانی کتاب عطا کی گئی تھی، لیکن انھوں نے اسے ضائع کر دیا، وہ تورات سے بھی نا آشنا رہے اور ہلاکت کی وادیوں میں جا گرے۔ تم نے قرآن کا بھی انکار کیا، حالانکہ جو کتاب، یعنی تورات تمھیں عطا کی گئی تھی اس میں آقا صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت کی تصدیق موجود تھی۔ بنولوی کے سرکردہ لوگوں کو بنوقریظہ کے مقامِ بویرہ میں آنے والی تباہی بہت ہلکی محسوس ہو رہی تھی۔"[2]

غزوۂ خندق، اشعارِ صحابہ رضی اللہ عنہم کی روشنی میں:

حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ نے کہا:

---

[1] دیوان حضرت حسان بن ثابت انصاری (ص: ۴۲۴۔ ۴۲۵، مترجم) شرح دیوان حسان بن ثابت الانصاری (ص: ۳۸۸)

[2] دیوان حضرت حسان بن ثابت انصاری (ص: ۲۶۸، مترجم) شرح دیوان حسان بن ثابت الانصاری (ص: ۲۵۰) درج بالا اشعار حضرت حسان نے جبل بن جوال ثعلبی کے جواب میں کہے، انھوں نے کچھ اشعار کہے تھے جن میں بنونضیر اور بنوقریظہ کے بارے میں غم کا اظہار کیا تھا۔

وَاشْكُ الْهُمُوْمَ اِلَى الْاِلٰهِ وَمَا تَرٰى ‏ مِن مَّعْشَرٍ مُّتَأَلِّبِيْنَ غِضَابِ

أَمُّوْ بِغَزْ* وِهِمُ الرَّسُوْلَ وَأَلَّبُوا* ‏ أَهْلَ الْقُرٰى وَبَوَادِىَ الْأَعْرَابِ

جَيْشٌ *عُيَيْنَةُ وَابْنُ حَرْبٍ فِيْهِمُ ‏ مُتَخَمِّطِيْنَ*بِحَلْيَةٍ* الْأَحْزَابِ

حَتّٰى اِذَا وَرَدُوا الْمَدِيْنَةَ وَارْتَجَوْا ‏ قَتْلَ النَّبِيِّ وَمَغْنَمَ الْأَسْلَابِ

وَغَدَوْا عَلَيْنَا قَادِرِيْنَ بِأَيْدِيْهِمْ ‏ رُدُّوْا بِغَيْظِهِمْ عَلَى الْأَعْقَابِ

بِهُبُوْبِ مُعْصِفَةٍ تُفَرِّقُ جَمْعَهُمْ ‏ وَجُنُوْدِ رَبِّكَ سَيِّدِ الْأَرْبَابِ

وَكَفَى الْاِلٰهُ الْمُؤْمِنِيْنَ قِتَالَهُمْ ‏ وَأَثَابَهُمْ فِى الْأَجْرِخَيْرَ ثَوَابِ

مِن بَعْدِ مَا قَنَطُوْا فَفَرَّجَ عَنْهُمُ ‏ تَنْزِيْلُ نَصٍّ * مَلِيْكِنَا الْوَهَّابِ

وَأَقَرَّ عَيْنَ مُحَمَّدٍ وَّصِحَابِهٖ ‏ وَأَذَلَّ كُلَّ مُكَذِّبٍ مُرْتَابِ

مُسْتَشْعِرٍ لِّكُفْرٍ دُوْنَ ثِيَابِهٖ ‏ وَالْكُفْرُ لَيْسَ بِطَاهِرِ الْأَثْوَابِ

عَلِقَ الشِّقَاءُ بِقَلْبِهٖ فَأَرَانَهٗ ‏ فِى الْكُفْرِ آخِرَ هٰذِهِ الْأَحْقَابِ

''اے مخاطب! تمام غموں اور اس لشکر کی شکایت صرف اور صرف اللہ تعالیٰ ہی سے کرو جو مختلف علاقوں سے آ کر ایک جگہ جمع ہوگیا اور غصے میں بے تاب ہوا جاتا تھا۔ انھوں نے جمع ہو کر رسول اللہ ﷺ سے جنگ کا ارادہ کیا اور اردگرد کی تمام بستیوں اور دیہاتوں کے بدوؤں کو بھی جمع کرلیا تھا۔ یہ عیینہ کا لشکر تھا اور ابوسفیان بن حرب بھی اسی میں شامل تھا،

---

* البداية والنهاية (٤/ ١٣٣) پر ''اى متالبين'' کی جگہ ''ظلمو الرسول'' اور ''متخطمين'' کی جگہ ''متخطمون'' اور ''امو بغز وهم الرسول'' کی جگہ ''سارو أبا جمعهم إليه'' اور ''بحلية'' کی جگہ ''بحلبة'' اور ''قتل النبى'' کی جگہ ''قتل الرسول'' اور ''نص'' کی جگہ ''نصر'' اور ''مستشعر للكفر دون ثيابه'' کی جگہ ''عاتى الفواد مرقع ذى ريبة'' اور ''والكفر'' کی جگہ ''فى الكفر'' ہے۔

غصے کی وجہ سے ان کا یہ حال ہو رہا تھا کہ ان کے منہ سے جھاگ نکلتی ہوئی محسوس ہوتی تھی۔ یہ لشکر مختلف جماعتوں سے مل کر بنا تھا۔ جب یہ لشکر کفار مدینہ آیا تو نبی کریم ﷺ کو شہید کرنے اور مالِ غنیمت لوٹنے کا ارادہ رکھتا تھا، باوجود اس کے کہ یہ اپنی پوری قوت جمع کرنے ہم پر چڑھ دوڑا تھا، لیکن تیز آندھیوں اور اللہ تعالیٰ کے بھیجے ہوئے لشکروں نے ان کی جمعیت کو پارہ پارہ کر دیا اور انھیں الٹے پاؤں بھاگنے پر مجبور کر دیا، اللہ تعالیٰ نے مومنین کو اپنی مدد سے کفایت بھی عطا فرمائی اور ان کے نامۂ اعمال میں ثواب و جزا کو بھی لکھ دیا۔ حالانکہ کچھ لوگ ناامید ہوئے جاتے تھے، لیکن اللہ تعالیٰ نے ان کی یاس کو آس سے بدل ڈالا اور یہی بات قرآن بھی ہمیں بتاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت محمد ﷺ اور آپ کے صحابہ رضی اللہ عنہم کی آنکھوں کو ٹھنڈا کر دیا جس نے کفر کو اپنا شعار بنا رکھا ہے۔ حالانکہ کفر سوائے ناپاکی اور نجاست کے کچھ نہیں، بدبختی اور شقاوت اس جھوٹے کے دل میں گھر کر چکی ہے اور وہ کفر کی گہرائی میں گرا پڑا ہے۔"[1]

حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ نے کہا:

لَقَدْ جُدِّعَتْ آذَانُ كَعْبٍ وَّ عَامِرٍ ... بِقَتْلِ ابْنِ كَعْبٍ ثُمَّ حُزَّتْ أُنُوْفُهَا

فَوَلَّتْ نَطِيْحًا كَبْشُهَا وَجُمُوْعُهَا ... ثُبَاتٍ عِرِيْنَ* مَا تُلَامُ صُفُوْفُهَا

وَحَازَ ابْنُ عَبْدٍ اِذْ هَوٰى فِيْ رِمَاحِنَا ... كَذَاكَ الْمَنَايَا حَيْنُهَا وَحُتُوْفُهَا

أُصِيْبَتْ بِهٖ فِهْرٌ فَلَا انْجَبَرَتْ لَهَا ... مَصَائِبُ بَادٍ حُرُّهَا وَشَفِيْفُهَا

وَأُخْرٰى بِبَدْرٍ حَارَ فِيْهَا رَجَاءُ هُمْ ... فَلَمْ تُغْنِ عَنْهَا نَبْلُهَا وَسُيُوْفُهَا

---

[1] ابن كثير: البداية والنهاية (٤/ ١٣٣) دیوان حضرت حسان بن ثابت انصاری (ص: ٦٠ تا ٦٥، مترجم) شرح دیوان حسان بن ثابت الانصاری (ص: ٦٧، ٦٨)

* شرح دیوان حسان بن ثابت الانصاری (ص: ۳۳۱) میں "عرین" کی جگہ "عزین" ہے۔

وَأُخْرٰی وَشِیکًا لَّیسَ فِیهَا تَحَوُّلُ یُصِمُّ الْمُنَادِیَ جَرْسُهَا وَحَفِیفُهَا

''ابن کعب کے قتل کے بعد بنو کعب اور بنو عامر کے کان اور ناک کٹ گئے۔ ان کا قائد اپنے لشکر کو لے کر ذلت کے ساتھ الٹے پاؤں بھاگ گیا اور مشرکین ایک منتشر ریوڑ کی طرح میدانِ جنگ سے فرار ہو رہے تھے۔ عمرو بن عبدو د بھی ہمارے نیزوں کا سامنا کرتے ہوئے ہلاک ہوگیا، موت میدان جنگ میں اس کا انتظار کر رہی تھی۔ عمرو بن عبدود کے قتل سے قبیلہ فہر والوں پر بہت بڑی مصیبت ٹوٹی، اللہ کرے کہ قبیلہ فہر پر گرمی و سردی کی مصیبتیں نازل ہوتی رہیں، یعنی وہ ہر طرح کی مصیبتوں کا شکار رہیں، ایک دوسری مصیبت قریش پر غزوۂ بدر کے دن بھی اتری تھی، جب ان کی تمام امیدیں خاک میں مل گئیں۔ ان کے تیر اور تلواریں ان کے کسی کام نہ آئے۔ عنقریب ایک اور مصیبت تم پر بھی ٹوٹنے والی ہے۔ جس سے فرار کا تمھارے لیے کوئی موقع نہ ہوگا۔ اس کی شدت اتنی زیادہ ہوگی کہ بولنے والوں کی آوازیں گلے میں بند ہو کر رہ جائیں گی۔''[1]

حضرت کعب بن مالک ﷺ نے کہا:

وَكَانَ لَنَا النَّبِیُّ وَزِیرَ صِدْقٍ بِهٖ نَعْلُو الْبَرِیَّةَ أَجْمَعِینَا

نُقَاتِلُ مَعْشَرًا ظَلَمُوا وَعَصَوْا وَكَانُوا بِالْعَدَاوَةِ مُرْصِدِینَا

''اور ہمارے لیے نبی کریم ﷺ ہیں، جو صدق کے حامی و مددگار ہیں ان کی بدولت ہم تمام مخلوقات پر غالب آتے ہیں، ہم اس گروہ سے لڑتے

---

[1] دیوان حضرت حسان بن ثابت انصاری (ص: ۳۵۶۔ ۳۵۸) شرح دیوان حسان بن ثابت انصاری (ص: ۳۳۰، ۳۳۱)

ہیں جس نے ظلم کیا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نافرمانی کی اور وہ عداوت کی وجہ سے گھاٹے میں ہے۔"[1]

صلح حدیبیہ، اشعارِ صحابہ رضی اللہ عنہم کی روشنی میں:

عبداللہ بن ابی بکر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم مکہ میں داخل ہوئے تو عبداللہ بن رواحہ آپ کی اونٹنی کے مہار پکڑے ہوئے درج ذیل یہ اشعار پڑھ رہے تھے۔

خَلُّوا بَنِی الْکُفَّارِ عَنْ سَبِیْلِہٖ   خَلُّوا فَکُلُّ الْخَیْرِ فِیْ رَسُوْلِہٖ

یَا رَبِّ اِنِّیْ مُؤْمِنٌ بِقِیْلِہٖ   أَعْرِفُ حَقَّ اللّٰہِ فِیْ قَبُوْلِہٖ

نَحْنُ قَتَلْنَاکُمْ عَلٰی تَاوِیْلِہٖ   کَمَا قَتَلْنَاکُمْ عَلٰی تَنْزِیْلِہٖ

ضَرْبًا یُّزِیْلُ الْھَامَّ عَنْ مَقِیْلِہٖ   وَیُذْھِلُ الْخَلِیْلَ عَنْ خَلِیْلِہٖ

"ہٹ جاؤ اے کفار کی اولاد! اس کے راستے سے ہٹ جاؤ سارا خیر اس کے رسول میں ہے، اے رب! میں رسول کی بات پر ایمان لایا ہوں اور میں نے اس کو قبول کرنے میں اللہ تعالیٰ کا حق پہچانا ہے، اے کفار! ہم نے تم کو اس کی تاویل پر قتل کیا ہے، جیسا کہ اس کی تنزیل پر تم کو قتل کیا ہے (ہم نے) ایسی ضرب لگائی جو کھوپڑی کو اس کی جگہ سے جدا کرتی ہے اور دوست کو دوست سے فراموش کردیتی ہے۔"[2]

غزوۂ خیبر، اشعارِ صحابہ رضی اللہ عنہم کی روشنی میں:

حضرت حسان رضی اللہ عنہ نے کہا:

بِئْسَ مَا قَاتَلَتْ خَیَابِرُ عَمَّا   جَمَعَتْ مِنْ مَّزَارِعٍ وَّ نَخِیْلٍ

---

[1] ابن هشام: السيرة النبوية (٣/ ٢٦٧) ابن كثير: البداية والنهاية (٤/ ١٣٢)

[2] ابن هشام: السيرة النبوية (٤/ ١٣)

كَرِهُوا الْمَوْتَ فَاسْتُبِيحَ حِمَاهُمْ　　وَأَقَامُوا فِعْلَ اللَّئِيمِ الذَّلِيلِ

أَمِنَ الْمَوْتِ تَرْهَبُوْنَ فَإِنَّ الْمَوْتَ　　مَوْتُ الْهُزَالِ غَيْرُ جَمِيلِ

''خیبر کے لوگ بھی کہتے برے ہیں کہ انھوں نے کھیتوں اور کھجور کے درختوں کے لیے جنگ کی ہے۔ وہ موت سے ڈرتے رہے۔ لیکن موت ان تک پہنچ گئی۔ انھوں نے ذلیل اور کمینے آدمیوں والا کام کیا ہے۔ کیا تم موت سے ڈرتے ہو، حالانکہ بھوکے اور لاغر شخص کی موت انتہائی بری اور رسوا کن موت ہے۔''[1]

کعب بن مالک رضی اللہ عنہ نے کہا:

وَنَحْنُ وَرَدْنَا خَيْبَرًا وَّفُرُوْضَهُ　　بِكُلِّ فَتًى عَارِي الْأَشَاجِعِ مِذْوَدِ

جَوَادٍ لَّدَى الْغَايَاتِ لَا وَاهِنِ الْقُوٰى　　جَرِيْءٍ عَلَى الْأَعْدَاءِ فِيْ كُلِّ مَشْهَدِ

عَظِيمِ رَمَادِ الْقِدْرِ فِيْ كُلِّ شَتْوَةٍ　　ضَرُوْبٍ بِنَصْلِ الْمَشْرَفِيِّ الْمُهَنَّدِ

يَرَى الْقَتْلَ مَدْحًا إِنْ أَصَابَ شَهَادَةً　　مِّنَ اللّٰهِ يَرْجُوْهَا وَفَوْزًا بِأَحْمَدَ

يَذُوْدُ وَيَحْمِيْ عَنْ ذِمَارِ مُحَمَّدٍ　　وَّيَدْفَعُ عَنْهُ بِاللِّسَانِ وَالْيَدِ

وَيَنْصُرُهٗ مِنْ كُلِّ أَمْرٍ يُّرِيْبُهٗ　　يَجُوْدُ بِنَفْسٍ دُوْنَ نَفْسِ مُّحَمَّدٍ

يُصَدِّقُ بِالْأَنْبَاءِ بِالْغَيْبِ مُخْلِصٍ　　يُّرِيْدُ بِذَالِكَ الْفَوْزَ وَالْعِزَّ فِيْ غَدِ

''ہم خیبر اور اس کے گھاٹوں پر ایسے ہر جوان کے ساتھ وارد ہوئے جو دفاع کرنے والا مضبوط ہاتھوں والا تھا، حوائج کے وقت سخی، مضبوط اعصاب کا مالک، ہر میدانِ جنگ میں دشمنوں کے خلاف جرات مند، ہر موسم میں ایسی ہنڈیا کا مالک جس کے نیچے بہت راکھ ہو، مراد بہت بڑا

[1] دیوان حضرت حسان بن ثابت انصاری (ص: ۴۵۰، مترجم) شرح دیوان حسان بن ثابت الانصاری (ص: ۴۰۳)

فیاض، ہندی تلوار کے پھل کے ساتھ مارنے والا اور وہ قتل کو قابلِ ستایش دیکھتا ہے کہ کاش وہ اس شہادت کو، جس کی وہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے امید رکھتا ہے (کہ وہ اس کو حاصل کر لے) اور محمد ﷺ کی وساطت (اتباع و محبت) سے کامیابی حاصل کرلیتا ہے، محمد ﷺ کی ہر اس چیز کا دفاع کرتا ہے جو قابلِ دفاع ہے اور وہ نوجوان ہاتھ اور زبان کے ساتھ بھی آپ ﷺ کا دفاع کرتا ہے، ہر اس معاملے میں جو آپ ﷺ کو پریشان کرے، وہ نوجوان آپ ﷺ کی مدد کرتا ہے، محمد ﷺ کی جان کی حفاظت پر اپنی جان قربان کردیتا ہے۔ بن دیکھے اخلاص کے ساتھ نبی کریم ﷺ کی لسان نبوت سے نکلی ہوئی خبروں کی تصدیق اس لیے کرتا ہے تاکہ کل روزِ محشر میں کامیابی اور عزت سے ہمکنار ہو سکے۔"[1]

غزوۂ ذی قدر، اشعارِ صحابہ رضی اللہ عنہم کی روشنی میں:

حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ نے کہا:

أَظَنَّ عُيَيْنَةُ إِذْ زَارَهَا ... بِأَنْ سَوْفَ يَهْدِمُ فِيهَا قُصُورًا

*وَمَنَّيْتَ جَمْعَكَ مَالَمْ يَكُنْ ... فَقُلْتُ سَنَغْنَمُ شَيْاءً كَثِيرًا

فَعِفْتَ الْمَدِينَةَ إِذْ جِئْتَهَا* ... وَأَلْفَيْتَ* لِلْأُسْدِ فِيهَا زَئِيرًا

فَوَلَّوْا سِرَاعًا كَوَخْدِ* النَّعَا ... مِ لَمْ يَكْشِفُوا عَنْ مَلَطٍّ حَصِيرًا

أَمِيرٌ عَلَيْنَا رَسُولُ الْمَلِيـ ... ـكِ أَحْبِبْ بِذَاكَ إِلَيْنَا أَمِيرًا

رَسُولٌ نُصَدِّقُ مَاجَاءَهُ ... مِنَ* الْوَحْيِ كَانَ سِرَاجًا مُنِيرًا

[1] ابن هشام: السيرة النبوية (۳/ ۳۶۳)

* حضرت حسان رضی اللہ عنہ کے درج بالا اشعار کا تعلق غزوہ ذی قدر سے ہے۔ تفصیل کے لیے دیوان حضرت حسان بن ثابت انصاری (ص: ۲۸۹۔ ۲۹۱) دیکھیں۔ ←

”جب عیینہ بن حصن نے مدینہ کو دیکھا تو اس نے خیال کیا کہ وہ یہاں کے مکانات منہدم کر دے گا۔ اے عیینہ! تو نے اپنے بزدل ساتھیوں کے سامنے جمع ہو جانے کی خواہش کا اظہار کیا اور انھیں کہا کہ تیار ہو جاؤ ہمیں بہت سا مالِ غنیمت ملنے والا ہے۔ جب تو مدینہ آیا تو تیرے سامنے حقیقت کھلی اور تجھے شیروں کی طرح دھاڑتے ہوئے مجاہدین نظر آئے۔ انھیں دیکھ کر تو اور تیرے ساتھی بدحواس ہو گئے اور الٹے پاؤں یوں بھاگے جس طرح شتر مرغ گھبرا کر بھاگتا ہے۔ ہمارے امیر اور قائد رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہیں اور ہم اپنے امیر سے محبت کرتے ہیں اللہ تعالیٰ کی طرف سے وحی کے ذریعے جو حکم وہ ہمیں دیتے ہیں ہم اس کی تصدیق کرتے ہیں اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم ایک روشن کرنے والا چراغ ہیں۔“[1]

فتح مکہ، اشعارِ صحابہ رضی اللہ عنہم کی روشنی میں:

حضرت بجیر بن زہیر بن ابی سلمیٰ رضی اللہ عنہ نے کہا:

ضَرَبْنَاهُمْ بِمَكَّةَ يَوْمَ فَتْحِ النَّبِيِّ   الْخَيْرِ بِالْبِيْضِ الْخِفَافِ

صَبَحْنَاهُمْ بِسَبْعٍ مِّنْ سُلَيْمٍ   وَأَلْفٍ مِّنْ بَنِيْ عُثْمَانَ وَافِ

نَطَأُ أَكْتَافَهُمْ ضَرْبًا وَّطَعْنًا   وَرَشْقًا بِالْمُرَيَّشَةِ اللِّطَافِ

← السيرة النبوية لابن هشام (٤/ ٣٠٠) میں دوسرا شعر اس طرح ہے:

فاكذبت ما كنت صدقته   وقلتم سنغتم أمراً كبيرا

اور ”جئتها“ کی جگہ ”زرتها“ اور ”والفيت“ کی جگہ ”وآنست“ اور ”كوخد“ کی جگہ ”كشد“ ہے۔ آخری شعر کے دوسرے مصرعے کے الفاظ ”ويتلو كتابا مضيئا“ ہیں۔

[1] ابن هشام: السيرة النبوية (٣/ ٢٩٩، ٣٠٠) دیوان حضرت حسان بن ثابت انصاری (ص: ٢٩١، مترجم) شرح دیوان حسان بن ثابت انصاری (ص: ٢٦٨، ٢٧٩)

''ہم نے انھیں خیرو بھلائی والے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی فتح کے دن پھرتیلی سفید تلواروں کے ساتھ مارا، قبیلہ سلیم کے سات سو اور بنی عثمان کے ایک ہزار وفادار سپاہیوں کے ساتھ ہم بوقت صبح ان دشمنوں کے پاس آئے، ہم تلواریں مار کر نیزوں کے وار کر کے اور پروں والے عمدہ تیروں کو پھینک کر ان کے کندھوں کو روندتے اور کاٹتے تھے۔''[1]

حضرت عباس بن مرداس رضی اللہ عنہ نے کہا:

مِنَّا بِمَكَّةَ يَوْمَ فَتْحِ مُحَمَّدٍ   أَلْفٌ تَسِيْلُ بِهِ الْبِطَاحُ مُسَوَّمُ
نَصَرُوْا الرَّسُوْلَ وَشَاهَدُوْا أَيَّامَهُ   وَشِعَارُهُمْ يَوْمَ اللِّقَاءِ مُقَدَّمُ

''محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی فتح کے دن مکہ میں ہماری طرف سے ایک ہزار ایسے سپاہی تھے جن کے ساتھ یوں لگتا تھا کہ وسیع و عریض میدان بہہ رہا ہے، انھوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مدد کی اور اس کی لڑائیوں میں حاضر ہوئے اور دشمن سے ملاقات کے دن ان کی علامت یہ ہے کہ وہ اپنی فوج کے آگے رہتے ہیں۔''[2]

حضرت فضالہ لیثی رضی اللہ عنہ نے کہا:

لَوْ مَا رَأَيْتِ مُحَمَّدًا وَجُنُوْدَهُ※   بِالْفَتْحِ يَوْمَ تُكَسَّرُ الْأَصْنَامُ
لَرَأَيْتِ نُوْرَ اللّٰهِ أَصْبَحَ بَيِّنًا   وَالشِّرْكُ يَغْشٰى وَجْهَهُ الْأَظْلَامُ

''اگر تو محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو اور ان کے لشکر کو فتح مکہ کے دن دیکھتی جب

---

[1] ابن هشام: السيرة االنبوية (٤/ ٦٨) ان درج بالا اشعار کے علاوہ بھی حضرت بجیر نے مزید اشعار فتح مکہ کی بابت کہے۔ (مصدر سابق)

[2] ابن هشام: السيرة النبوية (٤/ ١٠٢)

※ السيرة النبوية لابن هشام (٤/ ٦٠) پر ''وجنوده'' کی جگہ ''وقبليته'' ہے۔

آپ ﷺ نے بتوں کو توڑا تو اللہ تعالیٰ کے نور کو آشکار دیکھتی اور شرک کو تاریکیوں میں چھپا ہوا دیکھتی۔"[2]

غزوۂ حنین، اشعارِ صحابہ رضی اللہ عنہم کی روشنی میں:

حضرت بجیر بن زہیر بن ابی سلمی رضی اللہ عنہ نے کہا:

وَاللّٰهُ كَرَّمَنَا وَأَظْهَرَ دِيْنَنَا ... وَأَعَزَّنَا بِعِبَادَةِ الرَّحْمَانِ
وَاللّٰهُ أَهْلَكَهُمْ وَفَرَّقَ جَمْعَهُمْ ... وَأَذَلَّهُمْ بِعِبَادَةِ الشَّيْطَانِ
إِذْ قَامَ عَمُّ نَبِيِّكُمْ وَوَلِيُّهُ ... يَدْعُوْنَ يَا لَكَتِيْبَةُ الْإِيْمَانِ
أَيْنَ الَّذِيْنَ هُمْ أَجَابُوْا رَبَّهُمْ ... يَوْمَ الْعُرَيْضِ وَبَيْعَتِ الرِّضْوَانِ

"پس اللہ تعالیٰ نے ہمیں عزت دی اور ہمارے دین کو ظاہر کیا اور اس اللہ (عظیم و برتر) نے ہمیں بہت زیادہ رحم کرنے والے (یعنی اپنی ذات کبریا) کی عبادت کی بدولت عزت سے نوازا اور اللہ تعالیٰ نے انھیں ہلاک کر دیا اور ان کی جماعت کو پریشان و منتشر کر دیا اور شیطان کی عبادت کرنے کے باعث ان کو ذلیل و رسوا کر دیا، اس وقت جب تمھارے نبی ﷺ کے چچا اور ان کے ولی کھڑے ہو کر آواز دے رہے تھے کہ اے ایمان کے لشکرو! کہاں جاتے ہو؟ اور کہاں ہیں وہ لوگ جنھوں نے عریض اور بیعتِ رضوان کے دن اپنے رب کے احکام قبول کیے تھے۔"[2]

حجاف بن حکیم رضی اللہ عنہ نے کہا:

شَهِدْنَ مَعَ النَّبِيِّ مُسَوَّمَاتٍ ... حُنَيْنًا وَهِيَ دَامِيَةُ الْحَوَافِي

---

① ابن هشام: السيرة النبوية (٤/ ٦٠) ابن الأثير: أسد الغابة (٧/ ٧٩٩)

② ابن هشام: مصدر سابق (٤/ ٦٩) درج بالا اشعار کے علاوہ بھی مزید ان کے اشعار موجود ہیں، جو انھوں نے اس بابت کہے۔ (مصدر سابق)

''ہمارے نشان زدہ گھوڑے، جن کے سم زیادہ تیز بھاگنے کے باعث پیلے اور خون آلودہ ہو چکے تھے، غزوۂ حنین میں شریک ہوئے۔''[2]

حضرت حسان رضی اللہ عنہ نے کہا:

نَصَرُوْا نَبِیَّهُمْ وَشَدُّوْا اِزْرَهٗ   بِحُنَیْنٍ یَوْمَ تَوَاکَلَ الْاَبْطَالُ

''غزوۂ حنین میں انصار نے اپنے نبی حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی مدد کی اور ان کو بھرپور سہارا دیا، جبکہ اس دن بڑے بڑے شہ سوار اور بہادر بھی کمزوری کا شکار ہو گئے تھے۔''[2]

حضرت عباس بن مرداس رضی اللہ عنہ نے کہا:

نَصَرْنَا رَسُوْلَ اللّٰهِ مِنْ غَضَبٍ لَّهٗ   بِأَلْفِ کُمِیٍّ لَّا تُعَدُّ حَوَاسِرُهٗ
حَمَلْنَا لَهٗ فِیْ عَامِلِ الرُّمْحِ رَأْیَةً   یَذُوْدُ بِهَا فِیْ حَوْمَةِ الْمَوْتِ نَاصِرُهٗ
وَنَحْنُ خَضَبْنَاهَا دَمًا فَهُوَ لَوْنُهَا   غَدَاةَ حُنَیْنٍ یَّوْمَ صَفْوَانُ شَاجِرُهٗ
وَکُنَّا عَلَی الْاِسْلَامِ مَیْمَنَةً لَّهٗ   وَکَانَ لَنَا عِقْدُ اللِّوَاءِ وَشَاهِرُهٗ
وَکُنَّا لَهٗ دُوْنَ الْجُنُوْدِ بِطَانَةً   یُّشَاوِرُنَا فِیْ أَمْرِهٖ وَنُشَاوِرُهٗ
دَعَانَا فَسَمَّانَا الشِّعَارَ مُقَدَّمًا   وَکُنَّا لَهٗ عَوْنًا عَلٰی مَنْ یُّنَاکِرُهٗ
جَزَی اللّٰهُ خَیْرًا مِّنْ نَّبِیٍّ مُّحَمَّدًا   وَأَیَّدَهٗ بِالنَّصْرِ وَاللّٰهُ نَاصِرُهٗ

''ہم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی دشمنوں کے خلاف ایک ہزار بہادروں کے ساتھ مدد کی جن میں زرہ کے بغیر لوگوں کا تو حساب نہیں، ہم نے نیزے کے پھل میں (آپ صلی اللہ علیہ وسلم) کا جھنڈا اٹھایا۔ اور جس کو لے کر آپ صلی اللہ علیہ وسلم

---

[1] ابن حجر، العسقلانی: الإصابة في تمیز الصحابة (۱/ ۲٦٦)

[2] دیوان حضرت حسان بن ثابت انصاری (ص: ۴۲۵، مترجم) شرح دیوان حسان بن ثابت الانصاری (ص: ۳۹۰)

کا مددگار موت کے ہجوم میں اسے توشہ بناتا ہے ہم نے اسے خون سے رنگ دیا اور یہی اس کا رنگ ہے حنین کی صبح کو کہ جس دن صفوان لڑ رہا تھا اور ہم اسلام میں آپ ﷺ کی میمنہ تھے اور آپ ﷺ نے ہمارے لیے جھنڈا باندھا تھا اور اسے شہرت دی اور ہم لشکروں کے سامنے آپ کے لیے ایک ڈھال تھے، آپ ﷺ اپنے معاملے میں ہم سے مشورہ کرتے ہیں اور ہم ان سے مشورہ کرتے ہیں۔ آپ نے ہمیں بلایا اور ہمارا شعار مقدم مقرر فرمایا اور ہم آپ ﷺ کے مددگار تھے ہر اس شخص کے خلاف جو آپ ﷺ کا مقابلہ کرتا تھا۔ اللہ تعالیٰ نبی ﷺ کو جزائے خیر دے اور آپ ﷺ کی مدد کرے اور اللہ تعالیٰ نبی کریم ﷺ کا مددگار ہو۔"[1]

حضرت عباس بن مرداس رضی اللہ عنہ نے کہا:

مَن مُّبَلِّغُ الْأَقْوَامِ أَنَّ مُحَمَّدًا ۔۔۔ رَسُوْلَ الْإِلٰهِ رَاشِدٌ حَيْثُ يَمَّمَا

دَعَا رَبَّهٗ وَاسْتَنْصَرَ اللّٰهَ وَحْدَهٗ ۔۔۔ فَأَصْبَحَ قَدْ وَفّٰى اِلَيْهِ وَأَنْعَمَا

سَرَيْنَا وَوَاعَدْنَا قُدَيْدًا مُّحَمَّدًا ۔۔۔ يَؤُمُّ بِنَا أَمْرًا مِّنَ اللّٰهِ مُحْكَمَا

*تَمَارَوْا بِنَا فِي الْفَجْرِ حَتّٰى تَبَيَّنُوْا ۔۔۔ مَعَ الْفَجْرِ فِتْيَانًا وَّغَابًا مُّقَوَّمًا

وَجُنْدٌ مِّنَ الْأَنْصَارِ لَا يَخْذُلُوْنَهٗ ۔۔۔ أَطَاعُوْا فَمَا يَعْصُوْنَهٗ مَا تَكَلَّمَا

فَاِنْ تَكُ قَدْ أَمَّرْتَ فِي الْقَوْمِ خَالِدًا ۔۔۔ وَقَدَّمْتَهٗ فَإِنَّهٗ قَدْ تَقَدَّمَا

بِجُنْدٍ هَدَاهُ اللّٰهُ أَنْتَ أَمِيْرُهٗ ۔۔۔ تُصِيْبُ بِهٖ فِي الْحَقِّ مَنْ كَانَ أَظْلَمَا

حَلَفْتُ يَمِيْنًا بَرَّةً لِّمُحَمَّدٍ ۔۔۔ فَأَكْمَلْتُهَا أَلْفًا مِّنَ الْخَيْلِ مُلْجَمَا

وَقَالَ نَبِيُّ الْمُؤْمِنِيْنَ تَقَدَّمُوْا ۔۔۔ وَحُبَّ اِلَيْنَا أَنْ نَّكُوْنَ الْمُقَدَّمَا

[1] ابن هشام: السيرة النبوية (٤/ ١١١)

وَبِتْنَا بِنَهْيِ الْمُسْتَدِيرِ وَلَمْ يَكُنْ بِنَا الْخَوْفُ إِلَّا رَغْبَةً وَّ تَحَزُّمًا

سَمَوْنَا لَهُمْ وِرْدَ الْقَطَا زَفَّهُ ضُحًى وَكُلٌّ * تَرَاهُ عَنْ أَخِيهِ قَدْ أَحْجَمَا

لَدُنْ غُدْوَةً حَتّٰى تَرَكْنَا عَشِيَّةً حُنَيْنًا قَدْ سَالَتْ دَوَافِعُهُ دَمًا

''کون اقوام کو یہ پیغام پہنچانے والا ہے کہ حضرت محمد ﷺ اللہ تعالیٰ کے، جو معبود برحق ہے، رسول ہیں اور آپ ﷺ جہاں کا بھی ارادہ فرمائیں صاحبِ رشد و ہدایت ہیں۔ آپ ﷺ نے اپنے رب کو پکارا اور اکیلے اللہ تعالیٰ سے مدد کی طلب کی تو تحقیق اس نے آپ ﷺ کی پوری طرح مدد کی اور آپ ﷺ پر مزید انعام کیا، ہم رات کو چلے اور ہم نے محمد ﷺ سے پختہ وعدہ کیا کہ ہم (آپ ﷺ کی مکمل اطاعت کریں گے) آپ ﷺ اللہ تعالیٰ کی طرف سے اتارے گئے امرِ محکم (دین حنیف) کی طرف ہماری رہنمائی کرتے ہیں۔ فجر کے وقت انھوں نے ہمارے بارے میں شک کیا کہ (شاید ہم اپنے پختہ وعدے میں سچے نہیں ہیں) یہاں تک کہ وہ فجر کے وقت سیدھے نیزوں کو لے کر ظاہر ہو گئے (چنانچہ ان کے مقابلے کے لیے ہم بھی میدانِ کارزار میں آ گئے) اور انصار میں سے (ایک ایسا لشکر بھی ان کے مقابلے کے لیے) آ گیا، جو آپ ﷺ کو مشکل اوقات میں بے یار و مددگار نہیں چھوڑتا، آپ جو بھی بولیں انھوں نے آپ ﷺ کی فرمانبرداری کی پس وہ آپ ﷺ کی

---

* البداية و النهاية ''وكلٌ'' کی جگہ ''وكلا'' ہے۔
اس شعر کے بعد مزید ہیں جو کہ درج ذیل ہیں:

على الخيل مشدوداً علينا دروعنا ورجلا كدفاع الآتى عرمرما

فان سراة الحى إن كنت سائلا سليم و فيهم منهم من تسلما

ابن هشام (مصدر سابق)

نافرمانی نہیں کرتے، پس اگر آپ ﷺ نے قوم میں حضرت خالد رضی اللہ عنہ کو امیر بنایا اور انھیں مقدم کر دیا تو وہ بلاشبہ ایسے لشکر کے ساتھ آگے بڑھے جس کو اللہ تعالیٰ نے ہدایت دی اور آپ ﷺ اس لشکر کے فی الواقع امیر ہیں اور جو اندھیرے میں ہو اس کو اس دینِ حنیف کے ساتھ حق میں لے جاتے ہیں: میں نے محمد ﷺ کی فرمانبرداری کرنے کی قسم اٹھائی، چنانچہ میں نے ایک ہزار لگام ڈالے ہوئے گھوڑوں کو میدانِ جنگ میں لا کر اس کو پورا کر دیا۔ اور نبی کریم ﷺ نے مومنوں کو کہا کہ آگے بڑھو اور ہمیں یہ پسند ہے کہ ہم پیش قدمی کریں اور ہم نے بھی مستدیر مقام پر اس حالت میں رات گزاری کہ ہم پر کوئی خوف نہیں تھا سوائے لڑائی اور ذات رسول ﷺ کی اطاعت کی رغبت اور گھوڑوں وغیرہ کو باندھنے کے (تاکہ رات کو انھیں باندھ کر ہم آرام کر سکیں)۔ ہم ان کے ساتھ لڑنے کے لیے ایسے اٹھے جیسے چاشت کے وقت قطا (مخصوص کبوتر نما پرندہ) پانی پینے کے لیے پانی پر وارد ہو اور ان میں سے ہر ایک کو تو دیکھتا ہے کہ اے مخاطب! وہ اپنے بھائی سے غافل ہو گیا، صبح سے ہم قتل و غارت کرنا شروع ہوئے یہاں تک کہ شام کو ہم نے حنین کو اس طرح چھوڑا کہ ان میں سے ہر ایک کا خون جاری تھا۔"[1]

ابن اسحاق کہتے ہیں کہ ہوازن کے مالک بن عوف کے ساتھ حضور پر لشکر کشی کرنے کے واقعہ کو ایک شخص نے مسلمان ہونے کے بعد اس طرح نظم کیا:

أُذْكُرْ مَسِيْرَهُمْ لِلنَّاسِ إِذْ جَمَعُوْا ۞ وَمَالِكٌ فَوْقَهُ الرَّايَاتُ تَخْتَفِقُ

وَمَالِكٌ مَّالِكٌ مَّا فَوْقَهُ أَحَدٌ ۞ يَوْمَ حُنَيْنٍ عَلَيْهِ التَّاجُ يَأْتَلِقُ

---

[1] ابن هشام: السيرة النبوية (٤/ ١١٢، ١١٣) ابن كثير: البداية و النهاية (٤/ ٣٤٤)

حَتّٰی لَقُوا الْبَاسَ حِیْنَ الْبَاسَ یَقْدُمُهُمْ　　عَلَیْهِمُ الْبِیْضُ وَالْاَبْدَانُ وَالدَّرَقُ

فَضَارَبُوا النَّاسَ حَتّٰی لَمْ یَرَوْا أَحَدًا　　حَوْلَ النَّبِیِّ وَحَتّٰی جَنَّهُ الْغَسَقُ

تُمَّتَ* نُزِّلَ جِبْرِیْلُ بِنَصْرِهِمْ　　مِّنَ* السَّمَاءِ فَمَهْزُوْمٌ وَّمُعْتَنَقٌ

مِّنَّا وَلَوْ غَیْرُ جِبْرِیْلَ یُقَاتِلُنَا　　لَمَنَعَتْنَا اِذَنْ أَسْیَافُنَا الْعُتُقِ*

’’جنگ کے واسطے لوگوں کے سفر کرنے کو یاد کرو جبکہ وہ جمع ہوئے اور مالک ہوازن کے سردار کے سر پر نشان ہل رہے تھے۔ اور مالک سے اوپر کوئی سردار حنین کی جنگ میں نہ تھا اس کے سر پر تاج چمک رہا تھا۔ یہاں تک کہ جنگ کے وقت وہ خوب لڑے۔ ان پر زرہیں اور خود اور ڈھالیں تھیں، پس اس قدر ہوازن نے مسلمانوں کو مارا کہ رسول کے گرد ایک بھی آدمی دکھائی نہ دیا اور یہاں تک کہ اندھیرے نے ان کو ڈھانک لیا، یعنی شام ہوگئی، تب جبریل مسلمانوں کی مدد کو آسمان سے نازل ہوئے، پس ہوازن میں سے بعض بھاگ گئے اور بعض گرفتار ہوئے اور اگر جبرئیل کے سوا کوئی اور ہم سے لڑتا تب ہماری تیز تلواریں اس کو غالب نہ ہونے دیتیں (یہ رفعت وعلوِ مقام رسول ہے کہ سردار ملائکہ جبریل اللہ تعالیٰ کے حکم سے مختلف غزوات میں آپ ﷺ کی نصرت واعانت کے لیے آئے)۔‘‘[1]

خلاصۃ المقال:

غزواتِ رسول ﷺ (بدر، احد، خندق، قریظہ، صلح حدیبیہ، خیبر، ذی قرد، فتح مکہ

* البدایة و النهایة لابن کثیر (٤/ ٣٣٤) میں ’’للناس إذ جمعوا‘‘ کی جگہ ’’والناس کلهم‘‘، ’’ثمت‘‘ کی جگہ ’’حتی‘‘، ’’من السماء فمهزوم و معتنق‘‘ کی جگہ ’’فالقوم منهزم منا و معتلق‘‘ اور ’’العتق‘‘ کی جگہ ’’الفلق‘‘ ہے۔

[1] ابن هشام: السیرة النبویة (٤/ ١١٨) ابن کثیر: البدایة و النهایة (٤/ ٣٣٤)

اور حنین) بیان کیے گئے ہیں۔ ان اشعار میں نبی کریم ﷺ کی سیرت کے درج ذیل نقوش بیان ہوئے ہیں: آپ کا حسب ونسب سب سے اعلیٰ ہے، آپ کو اپنی قوم میں موروثی عزت حاصل تھی، آپ ﷺ برہانِ منور لائے ہیں، آپ ﷺ اپنے صحابہ اور سپاہ کی ایسے حفاظت کرتے تھے جیسے ایک شیر اپنے بچوں کی حفاظت کرتا ہے۔ روح الامین جبرائیل اور میکائیل آپ ﷺ کے موید و معاون ہیں، آپ ﷺ سچی صفات والے ہیں، مہذب اصولوں والے ہیں۔ آپ کے مشن کا معاون خود اللہ تعالیٰ ہے۔ اس لیے آپ ﷺ دن دوگنی اور رات چوگنی ترقی کرتے تھے، آپ ﷺ صائب الرائے تھے، شجاع و بہادر تھے، عہد کو پورا کرنے والے تھے، بدر وشہاب اور چراغ کی مانند تاباں و درخشاں تھے۔ منصف، اللہ رب العزت کی بارگاہ میں سفارش کنندہ، صحابہ کے نزدیک محترم و معزز تھے، حق بات کہنے والے تھے، اولو العزم تھے، صدق کے حامی تھے، مشاورت کے خوگر تھے اور تا ابد منبعِ رشد و ہدایت ہیں۔

فصلِ چہارم:

وفاتِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے موقع پر کہی گئی صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی نعتوں کی روشنی میں ذاتِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم [1]

تعارف:

اس فصل میں حضرات صحابہ رضی اللہ عنہم کے مراثی، مرثیہ خواں صحابہ کرام کے اسماء کے تناظر میں حروف ہجاء کی ترتیب سے تحریر کیے گئے ہیں۔ جہاں یہ مراثی الصحابہ، صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے ذاتِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ والہانہ جذبات، بے پناہ عقیدت، ازحد اُلفت اور بے حد و حساب اُنس و محبت پر مشتمل ہیں وہاں یہ مراثی الصحابہ رضی اللہ عنہم سیرتِ طیبہ کے جواہر و اللآلی سے مرصع ہیں، چنانچہ سہولت کے پیش نظر تقریباً ہر مرثیے کے اختتام و ترجمہ کے بعد نقوشِ سیرت کے عنوان سے سیرتِ طیبہ کے وہ نقوش اور انوار و تجلیات مندرج کر دیے گئے ہیں جو اس مرثیے سے مستنبط اور مستخرج ہوتے ہیں۔

محمد بن عمر الواقدی نے اپنے رجالِ رواۃ سے روایت کی کہ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا حسبِ ذیل مرثیہ کہا ہے:

يَا عَيْنُ فَابْكِي وَلَا تَسْأَمِي وَحَقُّ الْبُكَاءِ عَلَى السَّيِّدِ

---

[1] اس حقیقت میں کچھ شک نہیں کہ رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم تمام جہانوں میں ''بعد از خدا بزرگ توئی قصہ مختصر'' کے منصب پر فائز ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا جسمِ اطہر، آپ کی قبر مبارک میں محفوظ ہے اور جو درود و سلام آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر پڑھا جاتا ہے، فرشتے آپ تک پہنچاتے ہیں۔

عَلٰی خَیْرِ خِنْدِفٍ عِنْدَ الْبَلَا　　أَمْسٰی یَغِیْبُ فِی الْمَلْحَدِ

فَصَلّٰی الْمَلِیْكُ وَلِیُّ الْعِبَادِ　　وَرَبُّ الْبِلَادِ عَلٰی أَحْمَدَ

فَكَیْفَ الْحَیَاةُ لِفَقْدِ الْحَبِیْبِ　　وَزَیْنِ الْمَعَاشِرِ فِی الْمَشْهَدِ

فَلَیْتَ الْمَمَاتَ لَنَا كُلِّنَا　　وَكُنَّا جَمِیْعًا مَّعَ الْمُهْتَدِیْ

"اے آنکھ! گریہ کر اور اس سے ملول نہ ہو، ایسے سردار کے شایانِ شان ہے کہ اس پر روئیں، ایسے سردار پر جو آزمایش کے وقت بہترین ثابت ہوئے، آج ان کی شام اس طرح ہوئی کہ قبر میں دفن ہو گئے۔ وہ مالک، جو بندوں کا والی اور شہروں کا پروردگار ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر دورد بھیجے۔ اب زندگی کی کیا صورت ہے وہ محبوب تو کھو گیا جو تمام حاضرینِ صحبت کے لیے وجہِ زینت تھا، وہ تو جاتا رہا۔ اے کاش! ہم سب کو موت آجاتی اور سب کے سب اسی ہدایت یافتہ کے ساتھ ہوتے۔"[1]

نقوشِ سیرت: آپ صلی اللہ علیہ وسلم ایسے سردار ہیں، جو آزمایش کے وقت صبر و تحمل کا مظاہرہ کرتے ہیں اور بہترین ثابت ہوتے ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس مقامِ رفیع پر فائز ہیں کہ اللہ تعالیٰ، جو کہ ولی العباد اور رب البلاد ہے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجتا ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم ایسے محبوب تھے جو قبل از وفات تمام حاضرینِ صحبت کے لیے باعثِ زینت تھے۔ محبتِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے صحابہ کے قلوب اس قدر سرشار تھے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی مفارقت ان کے لیے ناقابلِ برداشت صدمہ تھا، یہی وجہ ہے کہ وفاتِ رسول پر انھوں نے یہ کہا تھا کہ کاش ہمیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ موت آجاتی۔

حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ ہی کا مرثیہ ہے:

لَمَّا رَأَیْتُ نَبِیَّنَا متجدہٗ　　ضَاقَتْ عَلَیَّ بِعَرَضِهِنَّ الدُّوْرُ

[1] ابن سعد: طبقات ابن سعد (۲/ ۳۵۲)

وَارْتَعَتُّ رَوْعَةَ مُسْتَهَامٍ وَّالِهٍ وَالْعَظْمُ مِنِّي وَاهِنٌ مَّكْسُوْرٌ

أَعَتِيقُ إِنَّ حِبَّكَ قَدْ ثَوٰى وَبَقِيتَ مُنْفَرِدًا وَّ أَنْتَ حَسِيْرٌ

يَا لَيْتَنِي مِنْ قَبْلِ مَهْلِكِ صَاحِبِي غُيِّبْتُ فِي جَدَثٍ عَلَيَّ صُخُوْرٌ

فَلْتَحْدُثَنَّ بَدَائِعُ مِنْ بَعْدِهٖ تَعْيٰى بِهِنَّ جَوَانِحُ وَصُدُوْرٌ

''جب میں نے اپنے پیغمبر کو، جو کہ سب کے پیغمبر ہیں، زمین کے اندر جاتے دیکھا تو مکانات باوجود اپنی وسعت کے مجھ پر تنگ ہو گئے۔ میں اس شیدائی کی طرح خوف زدہ ہو گیا جو گھبرایا ہوا حیران و پریشان پھر رہا ہو میری ہڈی کمزور وست وشکستہ ہو گئی۔ اے عتیق رضی اللہ عنہ! تیرا محبوب تو دفن ہو گیا اب تو اکیلا رہ گیا تکان اور تعب تجھ پر طاری ہے۔ اے کاش! میں اپنے صاحب کی وفات کے قبل ہی کسی قبر میں اس طرح دفن ہو جاتا کہ مجھ پر پتھر ہوتے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد ایسے نئے نئے حوادث پیش آئیں گے جن (کی گراں باری) سے پسلیاں اور سینے تھک جائیں گے۔'' [1]

نکاتِ مترشحہ: ذات رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ فیوض و برکات تھیں کہ فتن، شرور اور حوادث مغلوب و مقہور تھے، لیکن آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد بہت سے فتن و حوادث نے سر اٹھایا جیسا کہ کتبِ تواریخ و سیر میں مذکور ہے۔

انہی کا مرثیہ ہے:

بَاتَتْ هُمُوْمٌ تَاوِبُنِيْ حَشَدًا مِثْلَ الصُّخُوْرِ نَا مَسَّتْ هَدَّتِ الْجَسَدَا

يَالَيْتَنِيْ حَيْثُ نُبِّئْتُ الْغَدَاةَ بِهٖ قَالُوا الرَّسُوْلُ قَدْ أَمْسٰى مَيِّتًا فَقِدًا

لَيْتَ الْقِيَامَةَ قَامَتْ بَعْدَ مَهْلَكِهٖ وَلَا نَرٰى بَعْدَهٗ مَالًا وَّلَا وَلَدًا

[1] ابن سعد: طبقات ابن سعد (۲/ ۳۵۲، ۳۵۳، مترجم)

وَاللّٰہِ! أُثْنِیْ عَلٰی شَیْءٍ فَقِدتُّ بِہٖ — مِنَ الْبَرِیَّۃِ حَتّٰی أُدْخَلَ اللَّحْدَا
کَمْ لِیْ بَعْدَكَ مِنْ ھَمٍّ یَنْصِبُنِیْ — إِذَا تَذَکَّرْتُ أَنِّیْ لَا أَرَاكَ أَبَدًا
کَانَ الْمُصَفّٰی فِی الْاَخْلَاقِ قَدْ عَلِمُوْا — وَفِی الْعَفَافِ فَلَمْ نَعْدِلْ بِہٖ أَحَدًا
نَفْسِیْ فِدَاؤُكَ مِنْ مَیِّتٍ وَّمِنْ بَدَنٍ — مَا أَطْیَبَ الذِّکْرَ وَالْاَخْلَاقَ وَالْجَسَدَا

”غم و الم کے گروہ رات بھر پلٹ پلٹ کے میرے پاس آتے رہے، وہ ایسے سخت تھے کہ پتھروں کی طرح تمام شب جسم کو توڑا کیے۔ اے کاش! جس وقت دن کو مجھے خبر ملی (اسی وقت میں بھی مر گیا ہوتا) اور لوگوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ انتقال فرما گئے۔ کاش! آپ ﷺ کی وفات کے بعد قیامت قائم ہوجاتی کہ نہ ہم آپ ﷺ کے بعد مال و دولت کو دیکھتے نہ اولاد کو۔ واللہ! مخلوقات میں سے جو چیز مجھ سے کھوئی جاچکی ہے میں ہمیشہ اس کی ثنا وصفت کیا کروں گا یہاں تک کہ قبر میں داخل ہو جاؤں۔ آپ ﷺ کے بعد غم و الم کیا کچھ مجھے آزار پہنچاتے رہیں گے جب میں یہ یاد کروں گا کہ اب کبھی مجھے آپ ﷺ کا دیدار نصیب نہ ہوگا۔ سب کو معلوم تھا کہ آپ ﷺ کیسے پاکیزہ اخلاق تھے، عفت و پرہیز گاری میں ہم سب کسی کو بھی آپ کا ہمسر نہیں سمجھتے تھے۔ میری جان آپ ﷺ پر قربان، کیا تابوت تھا، کیسا جسم تھا، آپ ﷺ کی یاد کتنی پاکیزہ تھی، اخلاق کیسے اچھے تھے، بدن کتنا لطیف تھا۔“[1]

نقوشِ سیرت: درج بالا مرثیہ میں رسول اللہ ﷺ کی سیرتِ طیبہ کے درج ذیل پہلو مترشح ہوتے ہیں: آپ پاکیزہ اخلاق کے مالک تھے۔ عفت و پرہیز گاری میں کوئی آپ ﷺ کا ہمسر نہیں تھا۔ آپ ﷺ کا بدن مبارک اور جسمِ اطہر لطیف

[1] ابن سعد: طبقات ابن سعد (۲/ ۳۵۳، ۳۵٤، مترجم)

ترین تھا اور ہمیشہ لطیف ترین ہی رہے گا۔

حضرت حسان رضی اللہ عنہ نے وفاتِ رسول ﷺ کے موقع پر آہ و بکا کرتے ہوئے درج ذیل اشعار کہے:

مَا بَالُ عَيْنِكَ لَا تَنَامُ كَأَنَّمَا — كُحِلَتْ مَآقِيهَا بِكُحْلِ الْأَرْمَدِ

جَزَعًا عَلَى الْمَهْدِيِّ أَصْبَحَ ثَاوِيًا — يَا خَيْرَ مَنْ وَطِئَ الْحَصٰى لَمْ تَبْعُدِ

وَجَنْبِي* يَقِيكَ التُّرْبَ لَهْفِي لَيْتَنِي — غُيِّبْتُ قَبْلَكَ فِي بَقِيعِ الْغَرْقَدِ

بِأَبِي وَأُمِّي مَنْ شَهِدْتُ وَفَاتَهُ — فِي يَوْمِ الْاِثْنَيْنِ النَّبِيَّ الْمُهْتَدِي

فَظَلِلْتُ بَعْدَ وَفَاتِهِ مُتَبَلِّدًا — مُتَلَدِّدًا يَا لَيْتَنِي لَمْ أُولَدِ

أَأُقِيمُ بَعْدَكَ بِالْمَدِينَةِ بَيْنَهُمْ — يَا لَيْتَنِي صُبِّحْتُ سَمَّ الْأَسْوَدِ

أَوْ حَلَّ أَمْرُ اللّٰهِ فِينَا عَاجِلًا — فِي رَوْحَةٍ مِّنْ يَّوْمِنَا أَوْ فِي غَدِ

فَتَقُومُ سَاعَتُنَا فَنَلْقَى طَيِّبًا — مَّحْضًا ضَرَائِبُهُ كَرِيمَ الْمَحْتِدِ

يَا بِكْرَ آمِنَةَ الْمُبَارَكَ ذِكْرُهُ* — وَلَدَتْهُ مُحْصَنَةٌ بِسَعْدِ الْأَسْوَدِ

نُورٌ أَضَاءَ عَلَى الْبَرِيَّةِ كُلِّهَا — مَنْ يُّهْدَ لِلنُّورِ الْمُبَارَكِ يَهْتَدِي

يَا رَبِّ فَاجْمَعْنَا مَعًا وَّنَبِيَّنَا — فِي جَنَّةٍ تَثْنِي عُيُونَ الْحُسَّدِ

فِي جَنَّةِ الْفِرْدَوْسِ فَاكْتُبْهَا لَنَا — يَا ذَا الْجَلَالِ وَذَا الْعُلَا وَالسُّؤْدَدِ

وَاللّٰهِ! أَسْمَعُ مَا بَقِيتُ بِهَالِكٍ — إِلَّا بَكَيْتُ عَلَى النَّبِيِّ ﷺ مُحَمَّدِ

يَا وَيْحَ أَنْصَارِ النَّبِيِّ ﷺ وَرَهْطِهِ — بَعْدَ الْمُغَيَّبِ فِي سَوَاءِ الْمُلْحَدِ

ضَاقَتْ بِالْأَنْصَارِ الْبِلَادُ فَأَصْبَحَتْ* — سُودًا وُّجُوهُهُمُ كَلَوْنِ الْإِثْمِدِ

وَلَقَدْ وَلَدْنَاهُ وَفِينَا قَبْرُهُ — وَفُضُولُ نِعْمَتِهِ بِنَا لَمْ يُجْحَدِ*

---

* السيرة النبوية لابن هشام (مصدر سابق) اور البداية والنهاية لابن كثير (مصدر سابق) میں "جنبی" کی جگہ "وجهی"، "ذکره" کی جگہ "بکرها"، "فأصبحت" کی جگہ "فأصحبوا" اور "یجحد" کی جگہ "نجحد" ہے۔

وَاللّٰهُ أَكْرَمَنَا بِهٖ وَهَدٰى بِهٖ   أَنْصَارَهٗ فِيْ كُلِّ سَاعَةِ مَشْهَدِ

صَلَّى الْإِلٰهُ وَمَنْ يَّحُفُّ بِعَرْشِهٖ   وَالطَّيِّبُوْنَ عَلَى الْمُبَارَكِ أَحْمَد

فَرِحَتْ نَصَارٰى يَثْرِبَ وَ يَهُوْدُهَا   لَمَّا تَوَارٰى فِي الضَّرِيْحِ الْمُلْحَدِ

''تیری آنکھوں کو کیا ہوا یہ سوتی کیوں نہیں؟ ایسا محسوس ہوتا ہے، جیسے: انھیں حضرت محمد ﷺ کی یاد کا سرمہ لگایا گیا ہے اور آپ ﷺ ہماری آنکھوں سے اوجھل ہوگئے ہیں، زمین پر چلنے والے انسانوں میں سب سے بہترین! آپ ہم سے دور نہ جائیں۔ ہائے کاش میرا چہرہ آپ کے جسمِ اقدس کو مٹی سے بچالیتا اور کاش کہ میں آپ سے پہلے بقیع الغرقد نامی قبرستان میں دفن کردیا گیا ہوتا۔ میرے ماں باپ اس ہدایت کے پیکر پیغمبرِ عالم پر قربان ہوں جن کی وفات پیر کے دن ہوئی اور اس وقت میں بھی حاضر تھا۔ آپ ﷺ کی وفاتِ حسرت آیات کے بعد میں غم و الم کا نشان ہوں، بے قراریوں کا جہان ہوں، ہائے کاش میری ماں نے مجھے یہ دن دیکھنے کے لیے جنا ہی نہ ہوتا۔ یہ بات میرے لیے ناقابلِ برداشت ہے کہ آقا ﷺ کی وفات کے بعد میں مدینہ میں زندہ رہوں، کاش! مجھے زہریلا سانپ ڈس لیتا اور میں بھی اس دنیا سے چلا جاتا، یا پھر ہم سب پر اپنے فیصلے کو آج یا کل نافذ کر کے ہمیں بھی اپنے پاس بلالے اور ہم پر قیامت قائم ہوجائے اور ہم حضور ﷺ سے ملاقات کرلیں جو کہ اعلیٰ صفات والے بہترین خصائل و شمائل والے اور سنجیدہ طبیعت والے ہیں۔ اے آمنہ کے مبارک بیٹے! جسے انھوں نے انتہائی پاکیزگی اور عفت کے ساتھ جنم دیا اور وہ دنیا کے لیے برکت کا جہاں ثابت ہوئے۔ آپ ایک ایسا نور تھے جو ساری مخلوق پر چھا گیا اور جسے

اس مبارک نور کی اقتداء نصیب ہوئی وہ ہدایت یافتہ ہوگیا۔ اے میرے رب! اے عظمت و بزرگی اور سرداری کے مالک! ہمیں اور ہمارے پیغمبر حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو اس جنت میں اکٹھا فرما دے جس کو دیکھ کر حاسدین کی آنکھیں چندھیا جائیں، ہمیں جنت الفردوس میں اکٹھا کردے اور اسے ہمارے مقدر میں لکھ دے۔ اے انصارِ نبی! صلی اللہ علیہ وسلم اور اے ان کی پاکیزہ جماعت! آقا صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال کے بعد تمھارے غم وحزن کی کیفیت کو بیان کرنا میرے بس سے باہر ہے، اب انصار کا یہ حال ہے کہ زمین ان کے لیے تنگ ہو چکی ہے اور غم کی وجہ سے ان کے چہرے اثمد نامی سرمے کی طرح سیاہ ہوئے پڑے ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم سے جنم لیا اور ہمارے پاس ہی ان کی قبر ہے اور ان کی بہت سے نعمتیں ہم پر ہیں جن کا انکار نہیں کیا جاسکتا۔ اللہ تعالیٰ نے ہمیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ذریعے سے ہدایت عطا فرمائی اور ان کے ذریعے سے ہمیں عزت بخشی، اللہ تعالیٰ، اس کے عرش کے گرد عبادت کرنے والے فرشتے اور تمام پاکیزہ لوگوں کا درود وسلام حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل ہو۔ مدینہ کے عیسائی اور یہودی اس بات پر بہت خوش ہیں کہ آقا صلی اللہ علیہ وسلم نے پردہ فرمالیا ہے۔[1]

حضرت حسان رضی اللہ عنہ نے کہا:

نَبِّ الْمَسَاكِيْنَ أَنَّ الْخَيْرَ فَارَقَهُمْ   مَعَ النَّبِيِّ تَوَلّٰى عَنْهُمْ سَحَرًا

[1] ابن كثير: البداية والنهاية (٥/ ٣٢٠، ٣٢١) ديوان حضرت حسان بن ثابت انصاری (ص: ١٧١ـ ١٧٤) ابن هشام: السيرة النبوية (٤/ ٣٢٠، ٣٢١) لیکن ان کی یہ خوشی انھیں کوئی فائدہ نہ دے گی، کیونکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا دین اور پیغام دنیا کے کونے کونے میں پہنچ کر رہے گا۔ ان شاء اللہ۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل سے یہ پیغام دنیا کے ہر کونے میں پہنچا دیا ہے۔ آخری شعر "السيرة النبوية لابن هشام" میں اور "البداية والنهاية لابن كثير" میں نہیں ہے۔

مَنْ ذَالَّذِیْ عِنْدَہٗ رَحْلِیْ وَرَاحِلَتِیْ وَرِزْقُ أَھْلِیْ إِذَا لِمْ یُؤْنِسُوا الْمَطَرَا

أَمْ مَّنْ نُعَاتَبُ لَا نَخْشٰی جَنَادِعَہٗ إِذَا اللِّسَانُ عَتَا فِی الْقَوْلِ أَوْ عَثَرَا

کَانَ الضِّیَاءَ وَکَانَ النُّوْرَ نَتْبَعُہٗ بَعْدَ الْإِلٰہِ وَکَانَ السَّمْعَ وَالْبَصَرَا

فَلَیْتَنَا یَوْمَ وَارَوْہُ بِمَلْحَدِہٖ وَغَیَّبُوْہُ وَأَلْقَوْا فَوْقَہُ الْمَدَرَا

لَمْ یَتْرُكِ اللّٰہُ مِنَّا بَعْدَہٗ أَحَدًا وَلَمْ یُعَشْ بَعْدَہٗ أُنْثٰی وَلَا ذَکَرًا

ذَلَّتْ رِقَابُ بَنِی النَّجَّارِ کُلِّھِمُ وَکَانَ أَمْرًا مِّنْ أَمْرِ اللّٰہِ قَدْ قُدِرَا

’’اے میرے دوست! مسکین اور غریب لوگوں کو بتا دو کہ جب آقا ﷺ نے سحری کے وقت وصال فرمایا تو خیر و برکت بھی آپ ﷺ کے ساتھ رخصت ہوگئی، اب میری سواری! زادِ راہ اور قحط کی حالت میں میرے گھر والوں کی روزی کا انتظام کون کرے گا؟ اب جب کبھی ہماری زبان غلطی کرے گی یا تو ٹھوکر کھائے گی تو کون ایسا شخص ہے جو ہماری لغزشوں سے درگزر کرے گا؟ حضور ﷺ ہمارے لیے روشنی اور نور کا سامان تھے، آپ ہی ہماری سماعت اور بصارت تھے، اللہ تعالیٰ کے بعد ہمیں آپ ہی کا سہارا تھا، جس دن لوگوں نے حضور ﷺ کو مٹی میں اتارا کاش کہ اس دن اللہ تعالیٰ ہم میں سے کسی کو زندہ نہ چھوڑتا اور اللہ تعالیٰ حضور ﷺ کے بعد کسی مرد و عورت کو زندہ نہ چھوڑتا۔ نبو نجار کے سب لوگوں کی گردنیں جھک گئیں اور اللہ تعالیٰ کا فیصلہ پورا ہو کر رہا، تو ان کی ایک قوی جماعت جنگوں اور قحط سالیوں میں امداد دینے والی کو بدر کے کنویں میں پڑا ہوا دیکھے گا۔‘‘[1]

[1] دیوان حضرت حسان بن ثابت انصاری (ص: ۲۲۹، ۲۳۰، مترجم) شرح دیوان حسان بن ثابت انصاری (ص: ۲۲۰)

نقوشِ سیرت: آپ ﷺ فقیروں کا ملجا اور ضعیفوں کا ماوی تھے، آپ ﷺ خطا کار سے درگزر کرنے والے تھے۔ آپ ﷺ نورِ ہدایت ہیں، قبل از وفات آپ ﷺ، بقول حسان، صحابہ کی سماعت و بصارت اور اللہ کے بعد ان کا سہارا تھے۔

حضرت حسان رضی اللہ عنہ نے کہا:

آلَيْتُ مَا فِيْ جَمِيْعِ النَّاسِ مُجْتَهِدًا ... مِنِّىْ آلِيَّةَ بَرٍّ غَيْرِ اِفْنَادِ

تَاللّٰهِ! مَاحَمَلَتْ أُنْثٰى وَلَا وَضَعَتْ ... مِثْلَ الرَّسُوْلِ نَبِيِّ الْأُمَّةِ الْهَادِىْ

وَلَا بَرَأَ اللّٰهُ خَلْقًا مِّنْ بَرِيَّتِهٖ ... أَوْفٰى بِذِمَّةِ جَارٍ أَوْ بِمِيْعَادِ

مِنَ الَّذِىْ كَانَ فِيْنَا يُسْتَضَاءُ بِهٖ ... مُبَارَكُ الْأَمْرِ ذَا عَدْلٍ وَّ اِرْشَادِ

مُصَدِّقًا لِلنَّبِيِّيْنَ الْأُولٰى سَلَفُوْا ... وَأَبْذَلَ النَّاسِ لِلْمَعْرُوْفِ لِلْجَادِىْ

يَا أَفْضَلَ النَّاسِ اِنِّىْ كُنْتُ فِىْ نَهَرٍ ... أَصْبَحْتُ مِنْهُ كَمِثْلِ الْمُفْرَدِ الصَّادِىْ

أُمْسٰى نِسَاؤُكَ عَطَّلْنَ الْبُيُوْتَ فَمَا ... يَضْرِبْنَ فَوْقَ قَفَا سِتْرٍ بِأَوْتَادِ

مِثْلَ الرَّوَاهِبِ يَلْبَسْنَ الْمُسُوْحَ وَقَدْ ... أَيْقَنَّ بِالْبُؤْسِ بَعْدَ النِّعْمَةِ الْبَادِىْ

''میں ایک سچی پوری اور خیر خواہی والی قسم کھاتا ہوں، اللہ کی قسم! ساری دنیا کے لوگوں میں حضرت محمد ﷺ جیسا انسان کسی ماں نے نہیں جنا، آپ رسول و نبی اور ہدایت کا داعی بن کر تشریف لائے، اللہ تعالیٰ نے اپنی ساری مخلوق میں ان جیسا کوئی پیدا نہیں کیا، جو اپنی بات کا پکا اور وعدے کو نبھانے والا ہو۔ ان سے روشنی کا فیضان حاصل کیا جاتا تھا۔ آپ برکت والے انصاف کرنے والے اور خیر خواہی پھیلانے والے تھے۔ آپ نے سابقہ انبیا کی تصدیق فرمائی اور لوگوں میں آپ سے بڑھ کر سخاوت کرنے والا کسی نے نہیں دیکھا۔ اے ساری مخلوق میں سب سے افضل! میری مثال ایک شدید پیاس کے مارے شخص کی تھی اور آپ

نے ایک صاف ستھری ٹھنڈی نہر کی طرح اسے سیراب کر دیا۔ آپ کی وفات کے بعد آپ کے حجرے ویران ہو گئے، اب وہاں کوئی نہیں جاتا اور آپ کی ازواج نے آپ کے غم میں ہر طرح کی زینت اور آرائش کو ترک کر دیا ہے اور وہ یقین کر چکی ہیں کہ آقا کے وصال کے بعد نعمتیں اور خوشیاں بھی رخصت ہو گئیں۔[1]

نقوشِ سیرت: آپ ﷺ جیسا کسی ماں نے نہیں جنا، آپ ﷺ رسول و نبی اور ہدایت کے داعی بن کر تشریف لائے، آپ ﷺ وعدہ ایفا کرنے والے، برکت والے، انصاف کرنے والے اور خیر خواہی پھیلانے والے تھے۔ آپ ﷺ سے روشنی کا فیضان حاصل کیا جاتا تھا۔ روزِ قیامت تک کیا جاتا رہے گا، آپ ﷺ نے سابقہ انبیاء کی تصدیق فرمائی اور آپ ﷺ سب سے بڑھ کر سخی تھے۔

حضرت حسان رضی اللہ عنہ نے وفاتِ رسول ﷺ کے موقع پر درج ذیل مرثیہ کہا:

بِطَیْبَةَ رَسْمٌ لِلرَّسُوْلِ وَمَعْهَدٌ ❊ مُنِیْرٌ وَقَدْ تَعْفُو الرُّسُوْمُ وَتَهْمَدُ

وَلَا تَمْتَحِی ❊ الْآیَاتُ مِنْ دَارِ حُرْمَةٍ ❊ بِهَا مِنْبَرُ الْهَادِی الَّذِیْ كَانَ یَصْعَدُ

وَوَاضِحُ آیَاتٍ وَبَاقِی مَعَالِمٍ ❊ وَرَبْعٌ لَّهٗ فِیْهِ مُصَلًّی وَمَسْجِدُ

بِهَا حُجُرَاتٌ كَانَ یَنْزِلُ وَسْطَهَا ❊ مِنَ اللّٰهِ نُوْرٌ یُسْتَضَاءُ وَیُوْقَدُ

مَعَالِمُ لَمْ تُطْمَسْ عَلَى الْعَهْدِ آیُهَا ❊ أَتَاهَا الْبِلَا فَالْآیُ مِنْهَا تَجَدَّدُ

عَرَفْتُ بِهَا رَسْمَ الرَّسُوْلِ وَعَهْدَهٗ ❊ وَقَبْرًا بِهَا ❊ وَارَاهُ فِی التُّرْبِ مُلْحِدُ

ظَلِلْتُ بِهَا أَبْكِی الرَّسُوْلَ فَأَسْعَدَتْ ❊ عُیُوْنٌ وَّمِثْلَاهَا مِنَ الْجَفْنِ ❊ تُسْعِدُ

---

[1] دیوان حضرت حسان بن ثابت انصاری (ص: ،۱۷۵۔ ۱۷۶، مترجم) شرح دیوان حسان بن ثابت الانصاری (ص: ۱۵۵۔ ۱۵۶)

تَذَكَّرُ* آلَاءَ الرَّسُوْلِ وَمَا أَرٰى — لَهَا مُحْصِيًا نَفْسِىْ فَنَفْسِىْ تَبَلَّدُ

مُفَجَّعَةٌ قَدْ شَفَّهَا فَقْدُ أَحْمَدَ — فَظَلَّتْ لِآلَاءِ الرَّسُوْلِ تُعَدِّدُ

وَمَا بَلَغَتْ مِنْ كُلِّ أَمْرٍ عَشِيْرَهٗ — وَلٰكِنْ لِنَفْسِىْ بَعْدَ مَا قَدْ تُوْجَدُ*

أَطَالَتْ وُقُوْفًا تَذْرِفُ الْعَيْنُ جُهْدَهَا — عَلٰى طَلَلِ الْقَبْرِ الَّذِىْ فِيْهِ أَحْمَدُ

فَبُوْرِكْتَ يَا قَبْرَ الرَّسُوْلِ وَبُوْرِكَتْ — بِلَادٌ ثَوٰى فِيْهَا الرَّشِيْدُ الْمُسَدَّدُ

تَهِيْلُ عَلَيْهِ التُّرْبَ أَيْدٍ وَّأَعْيُنٌ — عَلَيْهِ وَقَدْ غَارَتْ بِذٰلِكَ أَسْعُدُ

لَقَدْ غَيَّبُوْا حِلْمًا وَّعِلْمًا وَّرَحْمَةً — عَشِيَّةَ عَلَّوْهُ الثَّرٰى لَا يُوَسَّدُ

وَرَاحُوْا بِحُزْنٍ لَّيْسَ فِيْهِمْ نَبِيُّهُمْ — وَقَدْ وَهَنَتْ مِنْهُمْ ظُهُوْرٌ وَّأَعْضُدُ

وَيَبْكُوْنَ مَنْ تَبْكِى السَّمٰوَاتُ يَوْمَهٗ — وَمَنْ قَدْ بَكَتْهُ الْأَرْضُ فَالنَّاسُ أَكْمَدُ

وَهَلْ عَدَلَتْ قَوْمًا رَزِيَّةَ هَالِكٍ — رَزِيَّةَ يَوْمٍ مَّاتَ فِيْهِ مُحَمَّدٌ

تَقَطَّعَ فِيْهِ مَنْزِلُ الْوَحْيِ عَنْهُمْ — وَقَدْ كَانَ ذَا نُوْرٍ يَّغُوْرُ وَيُنْجِدُ

يَدُلُّ عَلَى الرَّحْمٰنِ مَنْ يَّقْتَدِىْ بِهٖ — وَيُنْقِذُ مِنْ هَوْلِ الْخَزَايَا وَيُرْشِدُ

إِمَامٌ لَّهُمْ يَهْدِيْهِمُ الْحَقَّ جَاهِدًا — مُعَلِّمُ صِدْقٍ إِنْ يُّطِيْعُوْهُ يَسْعَدُوْا

عَفُوٌّ عَنِ الزَّلَّاتِ يَقْبَلُ عُذْرَهُمْ — وَأَنْ يُّحْسِنُوْا فَاللّٰهُ بِالْخَيْرِ أَجْوَدُ

وَإِنْ نَّابَ أَمْرٌ لَّمْ يَقُوْمُوْا بِحَمْلِهٖ — فَمِنْ عِنْدِهٖ تَيْسِيْرُ مَا يَتَشَدَّدُ

فَبَيْنَاهُمْ فِىْ نِعْمَةِ اللّٰهِ وَسْطَهُمْ — دَلِيْلٌ بِهٖ نَهْجُ الطَّرِيْقَةِ يُقْصَدُ

عَزِيْزٌ عَلَيْهِ أَنْ يَّجُوْرُوْا عَنِ الْهُدٰى — حَرِيْصٌ عَلٰى أَنْ يَّسْتَقِيْمُوْا وَيَهْتَدُوْا

عَطُوْفٌ عَلَيْهِمْ لَا يُثَنِّىْ جَنَاحَهٗ — إِلٰى كَنَفٍ يَّحْنُوْ عَلَيْهِمْ وَيَمْهَدُ

فَبَيْنَاهُمْ فِىْ ذٰلِكَ النُّوْرِ إِذَا غَدَا — إِلٰى نُوْرِهِمْ سَهْمٌ مِّنَ الْمَوْتِ مُقْصِدُ

فَأَصْبَحَ مَحْمُوْدًا إِلَى اللّٰهِ رَاجِعًا — يُبَكِّيْهِ جَفْنُ الْمُرْسَلَاتِ وَيَحْمَدُ

وَأَمْسَتْ بِلَادُ الْحَرَمِ وَحْشًا بِقَاعُهَا ... لِغَيْبَةِ مَا كَانَتْ مِنَ الْوَحْيِ تَعْهَدُ

قِفَارًا سِوٰى مَعْمُوْرَةَ اللَّحْدِ ضَافَهَا ... فَقِيْدٌ يُبَكِّيْهِ بَلَاطٌ وَّغَرْقَدُ

وَمَسْجِدُهٗ فَالْمُوْحِشَاتُ لِفَقْدِهٖ ... خَلَاءٌ لَّهٗ فِيْهَا مَقَامٌ وَّمَقْعَدُ

وَبِالْجَمْرَةِ الْكُبْرٰى لَهٗ ثُمَّ أَوْحَشَتْ ... دِيَارٌ وَعَرَصَاتٌ وَّرَبْعٌ وَّمَوْلِدُ

فَبَكّٰى رَسُوْلَ اللّٰهِ يَاعَيْنُ! عَبْرَةً ... وَلَا أَعْرِفَنَّكِ الدَّهْرَ دَمْعَكِ يَجْمَدُ

وَمَالَكِ لَا تَبْكِيْنَ ذَا النِّعْمَةَ الَّتِيْ ... عَلَى النَّاسِ مِنْهَا سَابِغٌ يَّتَغَمَّدُ

فَجُوْدِيْ عَلَيْهِ بِالدُّمُوْعِ وَأَعْوِلِيْ ... لِفَقْدِ الَّذِيْ لَامِثْلُهُ الدَّهْرَ يُوْجَدُ

وَمَا فَقَدَ الْمَاضُوْنَ مِثْلَ مُحَمَّدٍ ... وَلَا مِثْلُهٗ حَتّٰى الْقِيَامَةِ يُفْقَدُ

أَعَفَّ وَأَوْفٰى ذِمَّةً بَعْدَ ذِمَّةٍ ... وَأَقْرَبَ مِنْهُ نَائِلًا لَّا يُنَكَّدُ

وَأَبْذَلَ مِنْهُ لِلطَّرِيْفِ وَتَالِدٍ ... إِذَا ضَنَّ مِعْطَاءٌ عَمَّا كَانَ يُتْلِدُ

وَأَكْرَمَ حَيًّا فِي الْبُيُوْتِ إِذَا انْتَمٰى ... وَأَكْرَمَ جَدًّا أَبْطَحِيًّا يَّسُوْدُ

وَأَمْنَعَ ذِرْوَاتٍ وَّأَثْبَتَ فِي الْعُلَا ... دَعَائِمَ عِزٍّ شَاهِقَاتٍ تَشَيَّدُ

وَأَثْبَتَ فَرْعًا فِي الْفُرُوْعِ وَمَنْبَتًا ... وَعُوْدًا* غَدَاةَ الْمُزْنِ فَالْعُوْدُ أَغْيَدُ

رَبَّاهُ وَلِيْدًا فَاسْتَتَمَّ تَمَامَهٗ ... عَلٰى أَكْرَمِ الْخَيْرَاتِ رَبٌّ مُّمَجَّدُ

تَنَاهَتْ وَصَاةُ الْمُسْلِمِيْنَ بِكَفِّهٖ ... فَلَا الْعِلْمُ مَحْبُوْسٌ وَّلَا الرَّأْيُ يُفْنَدُ

أَقُوْلُ وَلَايُلْفٰى لِقَوْلِيْ عَائِبٌ ... مِنَ النَّاسِ إِلَّا عَازِبُ الْعَقْلِ مُبْعَدُ

وَلَيْسَ هَوَائِيْ نَازِعًا عَنْ ثَنَائِهٖ ... لَعَلِّيْ بِهٖ فِيْ جَنَّةِ الْخُلْدِ أَخْلُدُ

مَعَ الْمُصْطَفٰى أَرْجُوْ بِذَاكَ جِوَارَهٗ ... وَفِيْ نَيْلِ ذَاكَ الْيَوْمِ أَسْعٰى وَأَجْهَدُ

---

* ''دیوان حضرت حسان بن ثابت انصاری'' میں درج ذیل الفاظ اس طرح ہیں: ''تھمد''، ''تنمحی''، ''بھی''، ''الجفن''، ''ولا کن نفسی بعض ما فیه''، ''تحمد''، درج ذیل شعر مکمل مختلف ہے۔

''طیبہ میں رسول اللہ ﷺ کے کچھ نشان اور روشن گھر ہے اور نشانات مٹ جاتے ہیں اور بوسیدہ بھی ہو جاتے ہیں اور دارالحرم سے نشانات نہیں مٹتے، وہاں پر ہادی کا وہ منبر ہے جس پر وہ چڑھا کرتا تھا اور آپ نشانات کو واضح کرنے والے اور نشانات کو باقی رکھنے والے ہیں اور آپ کی حویلی میں مصلی اور مسجد ہے اور وہاں حجرے بھی ہیں جن کے وسط میں اللہ کی طرف سے وہ نور اترا تھا جس سے روشنی حاصل کی جاتی تھی، زمانہ گزرنے کے باوجود ان نشانات کے محاسن نہیں مٹے اور ان پر کہنگی نے حملہ کیا تو نشانات اس سے تروتازہ ہو گئے، میں وہاں رسول اللہ ﷺ کے نشانات اور عہد کو پہچانتا ہوں نیز وہاں ایک قبر ہے جس میں آپ کو لحد میں ڈالنے والے نے مٹی میں چھپا دیا ہے، میں وہاں کھڑے ہو کر رسول اللہ ﷺ پر روتا رہا اور آنکھوں نے درد کی اور ان کی طرح جنات کی آنکھیں بھی درد کرتی ہیں، وہ رسول اللہ ﷺ کے احسانات یاد دلاتی ہیں اور میں وہاں اپنے آپ کو ان احسانات کا شمار کرنے والا نہیں پاتا تو میرا دل افسوس کرتا ہے، وہ دل درد مند ہیں، انھیں احمد کی موت نے کمزور کر دیا ہے، تو وہ رسول اللہ ﷺ کے احسانات کو شمار کرنے لگ جاتے ہیں اور وہ کسی بات کے عشر عشیر کو بھی نہیں پہنچے، لیکن میرا دل غمگین ہو گیا ہے، انھوں نے اپنے قیام کو لمبا کر دیا اور آنکھیں اس قبر کے کھنڈرات پر جس میں احمد دفن ہیں خوب روئیں، اے قبرِ رسول! تجھے برکت دی جائے اور اس ملک کو بھی برکت دی جائے جس میں راست رو

← وبورك لحد من ضمن طيبا   عليه بناء من صفيح منضد

یہ الفاظ بھی مختلف ہیں: ''بحمده''، ''بينهم''، ''ان يحيدوا''، ''اذ''، ''غداه''

صاحبِ رشد نے ٹھکانا بنایا ہے، ہاتھ اس پر مٹی ڈالتے ہیں اور آنکھیں اس پر روتے روتے اندر دھنس گئی ہیں اور انھوں نے حلم و علم اور رحمت کو شام کے وقت چھپا دیا ہے اور اس پر تر مٹی ڈال دی ہے جسے سہارا نہیں دیا جاتا اور وہ غمگین ہو کر چلے گئے اور ان میں ان کا نبی موجود نہ تھا اور ان کی پشتیں اور باز، کمزور ہو چکے تھے۔ اور وہ اس شخص پر روتے ہیں جس پر زمین و آسمان روتے ہیں اور لوگ بہت غمگین ہیں اور کیا کسی مرنے والے کی مصیبت نے اس مصیبت کی برابری کی ہے جس روز محمد ﷺ فوت ہوئے تھے۔ اور روز وحی نازل کرنے والا ان سے الگ ہو گیا اور وہ ایک نور تھا جو اوپر نیچے جاتا تھا اور وہ رحمان کی اقتداء کرنے والے کی راہنمائی کرتا تھا اور رسوائیوں کے خوف سے بچاتا تھا اور صحیح راہ کی طرف راہنمائی کرتا تھا، وہ ان کا امام تھا جو کوشش کر کے ان کے حق کی طرف راہنمائی کرتا تھا اور وہ سچ کا معلم تھا جب وہ اس کی اطاعت کریں گے ان کی مدد کی جائے گی، وہ ان کی لغرشوں کو معاف کرنے والا اور ان کے عذروں کو قبول کرنے والا تھا اور اگر وہ اچھے کام کریں تو اللہ انھیں بہت بھلائی دینے والا ہے اور اگر کوئی ایسا معاملہ پیش آ جاتا جس کو وہ اٹھا نہ سکتے تو کون ہے جو اس سخت معاملے میں آسانی پیدا کر سکے، پس ان کا نعمتِ الٰہی میں ہونا مطلوب طریق کے راستے کی دلیل ہے، ان کا ہدایت سے انحراف کرنا اس پر شاق گزرتا ہے اور وہ ان کی ہدایت واستقامت کا خواہش مند ہے، وہ ان پر مہربان ہے اور وہ اپنے دستِ رحمت کو ان پر دراز رکھتا ہے، اسی دوران میں کہ وہ اس نور میں چل پھر رہے تھے کہ اچانک ان کے نور کے پاس موت کا ایک سیدھا تیر آیا اور

وہ قابلِ تعریف حالت میں اللہ کی طرف واپس چلا گیا اور ہواؤں کی آنکھیں اس پر رلاتی اور تعریف کرتی تھیں اور حرم کا علاقہ ان کے غائب ہونے کی وجہ سے جنگل بن گیا، اسے وحی کے زمانے سے ایسا نہیں دیکھا گیا، معمورہ لحد کے سوا وہ سب جنگل ہے، اس میں ایک گم ہونے والا چلا گیا ہے جسے پتھروں کا فرش اور غرقد رلاتے ہیں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی مسجد آپ کے فوت ہونے سے اداس ہے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اٹھنے بیٹھنے کی جگہ خالی ہوگئی ہے اور حجرہ کبریٰ بھی خالی ہو گیا ہے، پھر گھر، میدان، حویلیاں اور مرزبوم اجڑ گئے ہیں، اے آنکھ! رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر آنسو بہا اور عمر بھر میں تیرے آنسوؤں کو خشک ہوتے نہ دیکھوں اور تجھے کیا ہوگیا ہے کہ تو لوگوں پر احسان کرنے والے پر نہیں روتی جن میں سے کچھ احسانات ایسے ہیں جنھوں نے لوگوں کو ڈھانپ لیا ہے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر خوب رو اور اس ہستی کے کھو جانے پر شور کر جس کی مثل زمانے میں نہیں پائی جائے گی، گذشتہ لوگوں نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی مثل آدمی نہیں کھویا اور نہ قیامت تک آپ جیسا آدمی کھویا جائے گا، آپ بہت عفیف اور عہد کو پورا کرنے والے تھے اور کم بخشش کرنے والے نہ تھے اور جب بخشش کرنے والا بخل سے کام لیتا تو آپ نیا اور پرانا مال بہت خرچ کرتے اور جب گھرانوں کا نسب بیان کیا جاتا تو آپ معزز قبیلے والے تھے اور آپ جسمانی لحاظ سے بھی بطحاء کے سردار تھے اور بڑی محفوظ چوٹی والے تھے اور آپ نے بلندیوں میں عزت کے بلند ستونوں کو مضبوطی سے قائم کیا اور بزرگی والے رب نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی اچھے کاموں پر تربیت کی، مسلمانوں کی وصایا اس کی ہتھیلی میں ختم ہوگئیں، پس نہ علم بند ہے اور نہ رائے خراب

ہے، میرے قول پر کوئی عیب لگانے والا نہیں مگر وہی جو دور کی بات کہنے والا ہے اور میرا عشق آپ کی ثناء سے باز آنے والا نہیں، شاید میں اس کے ذریعے جنت الخلد میں ہمیشہ رہوں، میں مصطفیٰ کا قرب چاہتا ہوں اور میں اس دن کے حصول کے لیے کوشاں ہوں۔"[1]

نقوشِ سیرت: ذاتِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مجسمۂ علم وحلم اور رحمت ہے، وفاتِ رسول صحابہ کے لیے سب سے بڑا صدمہ تھا، اس پر زمین وآسمان بھی رو رہے تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم حق کی طرف راہنمائی کرنے والے، سچ کے معلم، خطا کار سے درگزر کرنے والے، عذر قبول کرنے والے، مومنوں پر مہربان اور اپنے دستِ رحمت کو ان پر دراز کرنے والے تھے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم بہت عفیف، عہد کو پورا کرنے والے اور بہت سخاوت کرنے والے تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا تعلق معزز قبیلے کے ساتھ تھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم جسمانی لحاظ سے بھی بطحاء کے سردار تھے۔ اللہ رب العزت نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اچھے کاموں پر تربیت کی اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے بلندیوں میں عزت کے بند ستونوں کو مضبوطی سے قائم کیا۔

حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ نے کہا:

يَاعَيْنُ جُوْدِىْ بِدَمْعٍ مِّنْكَ اِسْبَالٌ ۔۔۔ وَلَا تَمَلَّنَّ مِنْ سَحٍّ وَّاعْمِوَالٍ

لَا يَنْفَدَنَّ لِىْ بَعْدَ الْيَوْمِ وَمَعَكُمَا ۔۔۔ اِنِّىْ مُصَابٌ وَّاِنِّىْ لَسْتُ بالسال

فَاِنْ مَنَعَكُمَا مِن بَعْدِ بَذْلِكُمَا ۔۔۔ اِيَّاىَ مِثْلِ الَّذِىْ قَدْ غر بالال

لٰكِنْ أَفِيْضِىْ عَلٰى صَدْرِىْ بِأَرْبَعَةٍ ۔۔۔ اِنَّ الْجَوَانِحَ فِيْهَا هَاجِسٌ صَالِى

سَحَّ الشِّعْبِ وَمَاءَ الْغَرْبِ يَمْنَحُهٗ ۔۔۔ سَاقٍ بِحَمْلِهٖ سَاقٍ بِازْلَالٍ

[1] ابن کثیر: البداية والنهاية (۵/ ۲۸۰، ۲۸۱) دیوان حضرت حسان بن ثابت انصاری (ص: ۱۶۳ تا ۱۷۰، مترجم)

عَلٰی رَسُوْلٍ لَّنَا مَحْضٍ ضَرِیْبَتُہٗ ۔۔۔ سَمْحِ الْخَلِیْقَةِ عَفٍّ غَیْرِ مِجْهَالِ

حَامِی الْحَقِیْقَةِ نَسَّأَلُ الْوَدِیْقَةَ ۔۔۔ فَكَأَنَّ العنات كَرِیْمٌ مَّاجِدٌ هَالٌ

كَشَّافُ مَكْرُمَةٍ مِّطْعَامُ مَسْغَبَةٍ ۔۔۔ وَهَابَ عَانِیَةً وَّجِنَاءً شَمْلَالٌ

عَفٌّ مَّكَاسِبُهٗ جَزْلٌ مَّوَاهِبُهٗ ۔۔۔ خَیْرُ الْبَرِیَّةِ سَمْحٌ غَیْرُ نَكَّالٍ

وَارِی الزِّنَادِ وَقَوَّادُ الْجِیَادِ اِلٰی ۔۔۔ یَوْمِ الطَّرَادِ اِذَا شَبَّتْ بِاِجْذَالٍ

وَلَا أُذَكِّیْ عَلَی الرَّحْمٰنِ ذَا بَشَرٍ ۔۔۔ لٰكِنَّ عِلْمَكَ عِنْدَ الْوَاحِدِ الْعَالِیْ

اِنِّیْ أَرَی الدَّهْرَ وَالْأَیَّامَ لَفَجَّعَنِیْ ۔۔۔ بِالصَّالِحِیْنَ وَأَبْقٰی نَاعِمَ الْبَالِ

یَاعَیْنُ فَابْكِیْ رَسُوْلَ اللّٰهِ اِذْ ذَكَرَتْ ۔۔۔ ذَاتَ الْاِلٰه فَمِنْهُمُ الْقَائِدُ الْوَالِیْ

”اے آنکھ! اس طرح فیاضی سے آنسو بہا کہ سیلاب آ جائے اور تو پے درپے سیل اشک اور نالے سے کبھی نہ اکتائے۔ آج کے بعد تمھارے آنسو میرے لیے ختم نہ ہو جائیں، کیونکہ میں مصیبت زدہ ہوں اور تسلی پانے والا نہیں۔ اشکباری کے بعد اب تم دونوں کا مجھے روکنا ایسا ہی ہے، جیسے: سراب سے کسی کو دھوکا ہوا ہو۔ اے آنکھ! تو میرے پسینے پر چار چار آنسو بہا، کیونکہ پسلیوں کے اند جلا دینے والا مہین سوز پنہاں ہے۔ چشمے اور مشک کے پانی کی طرح آنسو بہا، ایسا پانی جسے نالے سے لے کر نتھار کے سقا اٹھائے لیے پھرتا اور پلاتا ہو۔ ایسے پیغمبر پر رو، جو ہمارے تھے، خالص ومخلص تھے، تمام خلق اللہ میں سب سے بڑے روادار تھے، عفیف تھے، نادان نہ تھے۔ جو حقیقت اور حق کے حامی تھے، نہایت سخی تھے، مصیبت زدوں کو رہائی دلانے والے تھے، شریف تھے، بزرگ تھے اور سربلند تھے۔ نہایت درجہ علانیہ اور کھلی ہوئی مکرمت والے بھوکوں کو بہ کثرت

کھانا کھلانے والے اور جرم کے بڑے بخشنے والے تھے۔ ان کی کہانی نہایت پاک تھی، بخشش بہت بڑی تھی، تمام مخلوق میں سب سے اچھے تھے، روادار تھے، مگر سست وضعیف نہ تھے۔ جہاد کی آگ بھڑکاتے، سواریوں کو افسر بن کے معرکے میں لے جاتے، آتشِ جنگ مشتعل ہوتی تو سب کے آگے بڑھ جاتے۔ اللہ کے حضور اس انسان کا میں تزکیہ نہیں کرتا، اے پیغمبر! تجھے اللہ ہی خوب جانتا ہے کہ تو کیسا تھا، میں دیکھ رہا ہوں کہ زمانہ مجھے اچھے اچھے بزرگوں کے غم میں مبتلا کر رہا ہے اور میں فارغ البال باقی ہوں۔ اے آنکھ! جب اللہ کی ذات پاک کا تذکرہ ہو تو رسول اللہ ﷺ کو رو، جو بہترین سرخیلؓ اور بہت اچھے والی تھے۔"[1]

حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ ہی نے کہا:

وَاللّٰهِ! مَاحَمَلَتْ أُنْثٰی وَلَا وَضَعَتْ مِثْلَ النَّبِيِّ الْأُمَّةِ الْهَادِي

أَمْسٰی نِسَاؤُكَ عَطَّلْنَ الْبُيُوْتَ فَمَا يَضْرِبْنَ خَلْفَ قَفَا سِتْرٍ بِأَوْتَادِ

مِثْلَ الرَّوَاهِبِ يَلْبَسْنَ الْمُسُوْحَ وَقَدْ أَيْقَنَّ بِالْبُؤْسِ بَعْدَ النِّعْمَةِ الْبَارِي

"اللہ کی قسم کسی عورت کو نہ ایسا حمل ہوا، نہ ایسا وضع حمل ہوا۔ جیسے آنحضرت تھے کہ امت کو ہدایت کرنے والے پیغمبر ﷺ تھے۔ یا حضرت آپ ﷺ کی بیویوں نے اس حالت میں شام کی کہ سب گھر خالی کر دیے۔ اب پیچھے میخیں لگا کے وہ پردہ نہیں تانتیں۔ راہب عورتوں کی طرح وہ گلیم پوش ہوگئی ہیں اور ان کو نمایاں عیش ونعم کے بعد اب تکلیف کا یقین آ گیا ہے۔"[2]

---

[1] ابن سعد: طبقات ابن سعد (۲/ ۳۵۹ تا ۳۶۱، مترجم)

[2] ابن سعد: طبقات ابن سعد (۲/ ۳۵٦، مترجم)

ابو ذویب ہذلی مدینہ آئے اور حضور اکرم ﷺ کی وفات پر درج ذیل اشعار روتے ہوئے پڑھے:

لَمَّا رَأَيْتُ النَّاسَ فِيْ عَسَلَانِهِمْ ... مَا بَيْنَ مَلْحُوْدٍ لَّهٗ وَمضْرَحٖ

مُتَبَادِرِيْنَ لشرجع بِأَكُفِّهِمْ ... نَصَّ الرِّقَابِ لِفَقْدِ أَبْيَضَ أَرْوَحَ

فَهُنَاكَ صِرْتُ إِلَى الْهُمُوْمِ وَمَنْ يَّبِتْ ... جَارًا الْهُمُوْمَ يَبِيْتُ غَيْرَ مِرْوَحٖ

كَسَفَتْ لِمَصْرَعِهِ النُّجُوْمُ وَ بَدْرُهَا ... تَضَعْضَعَتْ آطَامُ بَطْنِ الْأَبْطَحٖ

وَتَزَعْزَعَتْ أَجْبَالُ يَثْرِبَ كُلِّهَا ... وَنَخِيْلُهَا لِحَوْلِ خَطْبٍ مُّفْدِحٖ

وَلَقَدْ زَجَرْتُ الطَّيْرَ قَبْلَ وَفَاتِهٖ ... بِمُصَابِهٖ زَجَرْتُ سَعْدَ الْأَذْبَحَ

وَزَجَرْتُ أَنَّ نَعَبَ الْمُشَحِّجِ سَانِحًا ... مُتَفَائِلًا فِيْهِ بِفَالٍ أَقْبَحَ

”بہر حال میں نے لوگوں کو آپ کی قبر اور لحد کے درمیان جلدی جلدی ہاتھ مارتے دیکھا، وہ حضور اکرم ﷺ کے جسم مبارک کو اٹھانے کے لیے آگے بڑھ رہے تھے اور حضور اکرم ﷺ کے صاف ستھرے اور معطر جسم کی وفات پر گردنیں اونچی کیے ہوئے تھے، اسی بنا پر میں بھی دکھوں کی طرف چل پڑا اور جو شخص دکھوں کے ہمسائے میں رات بسر کرتا ہے وہ رات تکلیف میں بسر کرتا ہے، آپ ﷺ کی وفات سے تارے اور چاند اپنی چمک دمک کھو بیٹھے اور وادی بطحا کی تمام عمارتیں زمین بوس ہوگئیں، اس ہولناک مصیبت کی وجہ سے یثرب کے سب پہاڑ اور درخت کانپ اٹھے، حضور اکرم ﷺ کی وفات سے پہلے میں نے پرندے اور سعد الاذبح سے فال لی اور میں نے فال لی، کیونکہ کوے کی آواز کسی سانحے کی خبر دے رہی تھی اور میں نے اس پرندے سے نہایت قبیح شگون لیا۔“[1]

---

(1) ابن الأثير: أسد الغابة (١٠/ ٥٠١، ٥٠٢)

حضرت ابوسفیان بن حارث بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہ نے کہا:

أَرِقْتُ فَبَاتَ لَيْلِى لَا يَزُوْلُ ۔۔۔ وَلَيْلُ أَخِى الْمُصِيْبَةِ فِيْهِ طُوْلُ
وَأَسْعَدَنِى الْبُكَاءُ وَذَاكَ فِيْمَا ۔۔۔ أُصِيْبَ الْمُسْلِمُوْنَ بِهٖ قَلِيْلُ
لَقَدْ عَظُمَتْ مُصِيْبَتُنَا وَجَلَّتْ ۔۔۔ عَشِيَّةَ قِيْلَ قَدْ قُبِضَ الرَّسُوْلُ
وَأَضْحَتْ أَرْضُنَا مِمَّا عَرَاهَا ۔۔۔ تَكَادُ بِنَا جَوَانِبُهَا تَمِيْلُ
فَقَدْنَا الْوَحْىَ وَالتَّنْزِيْلَ فِيْنَا ۔۔۔ يَرُوْحُ بِهٖ وَيَغْدُوْ جِبْرَئِيْلُ
وَذَاكَ أَحَقُّ مَا سَالَتْ عَلَيْهِ ۔۔۔ نُفُوْسُ النَّاسِ أَوْ كَرُبَتْ تَسِيْلُ
نَبِىٌّ كَانَ يَجْلُو الشَّكَّ عَنَّا ۔۔۔ بِمَا يُوْحٰى اِلَيْهِ وَمَا يَقُوْلُ
وَيَهْدِيْنَا فَلَا نَخْشٰى ضَلَالًا ۔۔۔ عَلَيْنَا وَالرَّسُوْلُ لَنَا دَلِيْلُ
أَفَاطِمُ اِنْ جَزِعْتِ فَذَاكَ عُذْرٌ ۔۔۔ وَاِنْ لَّمْ تَجْزَعِىْ ذَاكَ السَّبِيْلُ
فَقَبْرُ أَبِيْكِ سَيِّدُ كُلِّ قَبْرٍ ۔۔۔ وَفِيْهِ سَيِّدُ النَّاسِ الرَّسُوْلُ

"میں بے خواب رہا اور میری رات گزرتی نہ تھی اور مصیبت والی رات

← اسلام میں پرندوں وغیرہ سے شگون لینا درست نہیں اور نہ ہی اس میں کوئی حقیقت ہے، اتفاقاً ابوذویب رضی اللہ عنہ کا شگون درست نکلا، اغلب امکان ہے کہ ابوذویب شگون کی حرمت سے آگاہ نہ تھے، وگرنہ ابوذویب ایسا نہ کرتے۔ (ابن الأثیر: أسد الغابة: ۱۰/ ۵۰۰، ۵۰۱) ہاتف غیبی کے درج ذیل اشعار سن کر حضرت ابو ذویب رضی اللہ عنہ مدینہ روانہ ہوئے۔ ہاتف غیبی نے وفات رسول صلی اللہ علیہ وسلم پر درج ذیل اشعار کہے:

خَطْبٌ أَجَلُّ أَنَاخَ بِالْإِسْلَامِ ۔۔۔ بَيْنَ الْخَنِيْلِ وَمَعْقَدِ الْآطَامِ
قُبِضَ النَّبِىُّ مُحَمَّدٌ فَعُيُوْنُنَا ۔۔۔ تَذْرِى الدُّمُوْعَ بِالتَّسْجَامِ

"اسلام جونخلستان اور شہری آبادی کے درمیان واقع ہے، پر زبردست افتاد پڑی ہے، محمد صلی اللہ علیہ وسلم انتقال فرما گئے ہیں اور ہماری آنکھیں ان پر زاروقطار آنسو بہا رہی ہیں۔"

جب وہ مدینہ پہنچے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انتقال فرما چکے تھے۔ چنانچہ انھوں نے درج بالا مرثیہ کہا۔

طویل ہوتی ہے اور رونے نے میری مدد کی اور مسلمانوں کو جو تکلیف پہنچی ہے، اس کے متعلق یہ رونا تھوڑا ہے اور اس شام کو ہماری مصیبت بڑھ گئی جب کہا گیا کہ رسول اللہ ﷺ وفات پا گئے ہیں اور ہمارے علاقے کو جو مصیبت پہنچی قریب تھا کہ اس کی اطراف ہمارے سمیت جھک جاتیں اور وہ وحی اور تنزیل جسے جبریل صبح و شام ہمارے پاس لاتے تھے اسے ہم نے کھو دیا اور یہ امر اس بات کا زیادہ مستحق ہے کہ لوگوں کی جانیں اس پر قربان ہوں یا قریب ہے کہ قربان ہو جائیں، وہ نبی اپنی وحی اور قول سے ہمارے شکوک کو دور کرتا تھا اور ہمیں ہدایت دیتا تھا اور ہماری ضلالت کا خدشہ نہ تھا جبکہ رسول (اللہ ﷺ) ہمارا راہنما تھا، اے حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا! اگر آپ بے صبری کریں تو آپ معذور ہیں اور اگر بے صبری نہ کریں تو یہی صحیح راستہ ہے، آپ کے باپ کی قبر تمام قبروں کی سردار ہے اور اس میں لوگوں کا سردار رسول ﷺ دفن ہے۔"[1]

حضرت سواد بن قارب رضی اللہ عنہ نے مرثیہ رسول کہا:

مَلَّتْ مُصِيْبَتُكَ الْغَدَاةَ سَوَادُ　　وَأَرَى الْمُصِيْبَةَ بَعْدَهَا تَزْدَادُ

أَبْقٰى لَنَا فَقْدُ النَّبِيِّ مُحَمَّدٍ　　صَلَّى الْإِلٰهُ عَلَيْهِ مَا يُعْتَادُ

حُزْنًا لَّعَمْرُكَ فِي الْفُؤَادِ مُخَامِرًا　　وَهَلْ لِمَنْ فَقَدَ النَّبِيَّ فُؤَادُ

كُنَّا نَحِلُّ بِهٖ جَنَابًا مُّمْرَعًا　　جَفَّ الْجَنَابُ فَأَجْدَبَ الرُّوَّادُ

فَبَكَتْ عَلَيْهِ أَرْضُنَا وَسَمَاؤُنَا　　وَتَصَدَّعَتْ وَجْدًا بِهِ الْأَكْبَادُ

قَلَّ الْمَتَاعُ بِهٖ وَكَانَ عِيَانُهٗ　　حِلْمًا تَضَمَّنَ سَكْرَتَيْهِ رُقَادُ

كَانَ الْعِيَانُ هُوَ الطَّرِيْفُ وَحُزْنُهٗ　　بَاقٍ لَعَمْرُكَ فِي النُّفُوْسِ تَلَادُ

---

[1] ابن کثیر: البدایة والنهایة (۵/ ۲۸۱، ۲۸۲)

اِنَّ النَّبِیَّ وَفَاتُهٗ کَحَیَاتِهٖ اَلْحَقُّ حَقٌّ وَّالْجِهَادُ جِهَادٌ
لَوْ قِیْلَ تُفْدُوْنَ النَّبِیَّ مُحَمَّدًا بُذِلَتْ لَهٗ الْاَمْوَالُ وَالْاَوْلَادُ
وَتَسَارَعَتْ فِیْهِ النُّفُوْسُ بِبَذْلِهَا هٰذَا لَهٗ الْاَغْیَابُ وَالْاَشْهَادُ
هٰذَا وَهٰذَا لَا یَرُدُّ نَبِیَّنَا لَوْ کَانَ یُفْدِیْهِ فِدَاهُ سَوَادُ
اِنِّیْ اُحَاذِرُ الْحَوَادِثَ جُمَّةً أَمْرًا لَّعَاصِفُ رِیْحِهٖ اِرْعَادٌ
اِنْ حَلَّ مِنْهُ مَایُخَافُ فَأَنْتُمْ لِلْاَرْضِ اِنْ رَجَفَتْ بِنَا أَوْتَادٌ
لَوْ زَادَ قَوْمٌ فَوقَ مَنِیَّةِ صَاحِبٍ زِدتُّمْ وَلَیْسَ لِمَنِیَّةٍ مِزْدَادٌ

”تمھاری مصیبت نے اے سواد! بوقت صبح سخت پریشان کردیا اور میں دیکھتا ہوں کہ مصیبت اس کے بعد بڑھے گی، نبی محمد ﷺ کے نہ ہونے نے ان پر دائمی مصیبت باقی رکھی، الہ تا ابد الآباد ان پر درود بھیجے۔ تیری عمر کی قسم دل میں (گہرا غم پیوست کردیا ہے اور بھلا اس شخص کا (بھی) دل ہے جس نے نبی ﷺ کو نہ پایا۔ ہم آپ ﷺ کے صحن میں سرسبز (و شاداب ہوکر) اترتے تھے۔ صحن (آپ ﷺ کے وصال کی بدولت) خشک (بے رونق اور بے آباد ہوگیا)۔ پس ہری بھری چراگاہ قحط آلود ہو گئی۔ پس آپ ﷺ پر ہماری زمین اور ہمارا آسمان روئے اور آپ ﷺ کے باعث جگر پھٹ گئے۔ آپ ﷺ سامانِ (دنیا) کم تھا اور آپ ﷺ کی شخصیت ایسا حلم تھی جس کی دوگناہ سختی کو بیداری نے متضمن کیا ہو۔ آپ ﷺ کی ہستی ایک نادر میوہ تھی اور آپ ﷺ کا غم تیری عمر کی قسم نفوس میں تہہ تک پہنچنے والا ہے۔ بے شک نبی ﷺ کی وفات آپ ﷺ کی حیات کی طرح ہے حق حق اور جہاد جہاد ہے۔ اگر کہا جائے کہ تم نبی محمد ﷺ پر فدا ہو جاؤ تو آپ ﷺ کے لیے مال اور اولاد کو خرچ

(قربان) کر دیا جاتا اور آپ ﷺ کے معاملے میں نفوس ان (اموال و اولاد) کو خرچ کرنے میں جلدی کریں گے۔ آپ ﷺ ہی وہ (ہستی مقدسہ) ہیں جن کے لیے اغیاب و اشہاد ہیں۔ اگرچہ سواد آپ ﷺ پر قربان ہو جائے نہ ہی ہمارے نبی کو لوٹا سکتا ہے اور نہ ہی وہ۔ بے شک میں خائف، معاملے سے خائف ہوں۔ اس کی ہوا کی تندی کپکپی طاری کرتی ہے اور حوادث بہ کثرت گھیرے ہوئے ہیں۔ اگر وہ (معاملہ) جس سے ڈرا جا رہا ہے اتر پڑے تو تم اگر ہمارے ساتھ زمین کانپنے لگے، میخیں بن جانا۔ اگر صاحب کی آرزو کے مطابق قوم زیادہ ہو جاتی تو تم زیادہ ہو جاتے اور آرزو کے باعث قوم زیادہ نہیں ہوتی۔"[1]

عامر بن الطفیل بن الحرث الازدی رضی اللہ عنہ نے درج ذیل الفاظ کے ساتھ مرثیۂ رسول ﷺ کہا:

بَكَتِ الْأَرْضُ وَالسَّمَاءُ عَلَى النُّوْ ... رِ الَّذِیْ كَانَ لِلْعِبَادِ سِرَاجَا

مَنْ هُدِيْنَا بِهٖ اِلٰى سُبُلِ الْحَقِّ ... وَكُنَّا لَا نَعْرِفُ الْمِنْهَاجَا

"زمین و آسمان اس نور پر روئے جو بندوں کے لیے چراغ تھا۔ وہ جس کی بدولت ہم نے حق کی طرف رہنمائی حاصل کی اور (اس سے قبل) ہم (سیدھی) راہ کو نہیں پہچانتے تھے۔"[2]

عبداللہ بن انیس رضی اللہ عنہ نے مرثیۂ رسول درج ذیل الفاظ میں کہا:

تَطَاوَلَ لَيْلِیْ وَاعْتَرَتْنِی الْقَوَارِعُ ... وَخَطْبٌ جَلِيْلٌ لِلْبَلِيَّةِ جَامِعٌ

غَدَاةَ نَعَى النَّاعِیْ اِلَيْنَا مُحَمَّدًا ... وَتِلْكَ الَّتِیْ تَسْتَكُّ مِنْهَا الْمَسَامِعُ

---

[1] السهيلي: الروض الأنف (١/ ١٤٠، ١٤١)

[2] ابن حجر: الإصابة (٢/ ٢٥١)

فَلَوْ رَدَّ مَيْتًا قَتْلُ نَفْسِىْ قَتَلْتُهَا وَلٰكِنَّهٗ لَا يَرْفَعُ الْمَوْتَ دَافِعٌ

فَاٰلَيْتُ لَا أُثْنِىْ عَلٰى هَلْكِ هَالِكٍ مِّنَ النَّاسِ مَا اَوْفٰى ثَبِيْرٌ وَفَارِعُ

وَلٰكِنَّنِىْ بَاكٍ عَلَيْهِ وَمُتْبِعٌ مُصِيْبَتَهٗ اِنِّىْ اِلَى اللّٰهِ رَاجِعٌ

وَقَدْ قَبَضَ اللّٰهُ النَّبِيِّيْنَ قَبْلَهٗ وَعَادٌ أُصِيْبَتْ بِالرَّزٰى وَالتَّبَابِعُ

فَيَا لَيْتَ شِعْرِىْ مَنْ يَّقُوْمُ بِأَمْرِنَا وَهَلْ فِىْ قُرَيْشٍ اِمَامٌ يُّنَازِعُ

ثَلَاثَةُ رَهْطٍ مِّنْ قُرَيْشٍ هُمْ اَزِمَّةُ هٰذَا الْاَمْرِ وَاللّٰهُ صَانِعٌ

عَلِىٌّ أَوِ الصِّدِّيْقُ أَوْ عُمَرُ لَهَا وَلَيْسَ لَهَا بَعْدَ الثَّلَاثَةِ رَابِعٌ

فَاِنْ قَالَ مِنَّا قَائِلٌ غَيْرَ هٰذِهٖ أَبَيْنَا وَقُلْنَا اللّٰهُ رَاءٍ وَّسَامِعٌ

فَيَا لِقُرَيْشٍ قَلِّدُوْا الْاَمْرَ بَعْضَهُمْ فَاِنَّ صَحِيْحَ الْقَوْلِ لِلنَّاسِ نَافِعٌ

وَلَا تَبْطُوْا عَنْهَا فُوَاقًا فَاِنَّهَا اِذَا قُطِعَتْ لَمْ يَتَمَنَّ فِيْهَا الْمَطَامِعُ

''میری رات دراز ہوگئی اور مجھے مصائبِ شدیدہ و حوادثِ عظیمہ، جو بلیات کے جامع تھے، پیش آئے۔ موت کی خبر دینے والے نے صبح کو ہمیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے انتقال کی خبر دی۔ یہ وہ خبر تھی جس سے کان بہرے ہوجاتے ہیں۔ اپنے آپ کو قتل کرڈالنے سے اگر کسی مرنے والے کی زندگی واپس آسکتی تو میں اپنے آپ کو قتل کر ڈالتا، لیکن موت کو کوئی دفع کرنے والا نہیں کرسکتا۔ میں نے قسم کھائی تھی کہ کسی مرنے والے انسان کی موت پر اس کی مدح و ثنا نہ کروں گا جب تک کہ کوہِ بشیر اور کوہِ فارع سربلند ہیں۔ لیکن میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر روؤں گا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے حادثے کے پیچھے پیچھے رہوں گا اور حقیقت میں مجھے اللہ ہی کی جناب میں واپس

جانا ہے۔ اللہ نے آپ ﷺ سے پہلے اور انبیاء کی روحیں بھی قبض کیں، قومِ عاد پر بھی مصیبت نازل ہوئی اور قومِ تبع پر بھی۔ کاش مجھے معلوم ہو جاتا کہ کون ہمارا انتظام کرے گا۔ اور کیا قریش میں کوئی ایسا امام ہے جو آپ ﷺ کا مقابلہ کرسکے۔ قریش میں تین ہیں کہ وہی اس امر میں عنانِ اقتدار رکھتے ہیں اور کام بنانے ولا اللہ ہی ہے۔ علی رضی اللہ عنہ ہیں یا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ ہیں یا عمر رضی اللہ عنہ ہیں، جو اس کے لیے موزوں ہوں گے ان تین کے بعد چوتھا کوئی نہیں۔ اگر ہم میں سے کسی کہنے والے نے ان کے علاوہ کچھ کہا۔ تو ہم اس کو نہ مانیں گے اور کہیں گے کہ دیکھنے والا سننے والا اللہ ہے۔ کیا اچھا ہو کہ قریش اپنا معاملہ انھیں میں سے کسی کے سپرد کردیں، کیونکہ صحیح بات ہی لوگوں کے حق میں مفید ہوتی ہے۔ اس میں ایک ساعت بھی دیر نہ کرو اس لیے کہ جب اس کا استقرار ہوگیا تو لالچ اور طمع اس کی آرزو نہ کرسکیں گے۔"[1]

عبداللہ بن سلمہ الھمدانی رضی اللہ عنہ نے مرثیۂ رسول یوں کہا:

إِنَّ فَقْدَ النَّبِيِّ جَزَّعَنَا الْيَوْمَ فَدَتْهُ الْأَسْمَاعُ وَالْأَبْصَارُ

مَا أُصِيبَتْ بِهِ الْغَدَاةَ قُرَيْشٌ لَا وَلَا أُفْرِدَتْ بِهِ الْأَنْصَارُ

فَعَلَيْهِ السَّلَامُ مَاهَبَّتِ الرِّيحُ وَمَدَّتْ جُنْحَ الظَّلَامِ نَوَّارُ

"بلاشبہہ نبی کریم ﷺ کو نہ پانے نے آج ہمیں غمگین کردیا، آپ ﷺ پر کان اور آنکھیں قربان ہوں۔ جو بوقت صبح مصیبت آئی اس میں نہ قریش تنہا ہیں اور نہ انصار یگانہ ہیں پس آپ ﷺ پر اس وقت سلام ہو

[1] ابن سعد: طبقات ابن سعد (۲/ ۳۴۵، ۳۵۵)

جب ہوا چلے اور رات دن کا نظام قائم رہے۔"[1]

عبداللہ بن مالک الارجبی رضی اللہ عنہ نے مرثیہ رسول درج ذیل الفاظ میں کہا:

لَعَمرِیْ لَئِنْ مَّاتَ النَّبِیُّ مُحَمَّدٌ ۔۔۔ لَمَا مَاتَ یَا ابْنَ الْقِیْلِ رَبُّ مُحَمَّدِ

دَعَا اِلَیْهِ رَبُّهٗ فَأَجَابَهٗ ۔۔۔ فَیَا خَیْرَ غورِی وَ یَا خَیْرَ مُنْجِدِ

"مجھے میری عمر کی قسم اگر نبی محمد صلی اللہ علیہ وسلم فوت ہوگئے ہیں (تو ان کا اتباع نہیں چھوڑنا چاہیے)، کیونکہ اے ابن القیل! رب محمد صلی اللہ علیہ وسلم فوت نہیں ہوا ہے، اس اللہ تعالیٰ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنی طرف دعوت دی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو قبول کرلیا، پس اے بہترین قبر والے اور بہترین مدد کیے گئے (ہم آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد ترک نہیں کریں گے)۔"[2]

شروع اسلام میں غیراللہ کی قسم اٹھانا جائز تھا، لیکن اب اللہ تعالیٰ یا اس کی صفت کے علاوہ کسی اور کی قسم اٹھانا جائز نہیں ہے۔

عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے وفاتِ رسول کے موقع پر کہا:

لَعَمرِیْ لَقَدْ أَیْقَنْتُ أَنَّكَ مَیِّتٌ ۔۔۔ وَلٰكِنَّمَا أُبْدِی الَّذِیْ قُلْتُهُ الْجَزَعُ

وَقُلْتُ یَغِیْبُ الْوَحْیُ عَنَّا لِفَقْدِهٖ ۔۔۔ لَمَا غَابَ مُوْسٰی ثُمَّ یَرْجِعُ كَمَا رَجَعَ

وَكَانَ هَوَایَ أَنْ تَطُوْلَ حَیَاتُهٗ ۔۔۔ وَلَیْسَ لِحَیٍّ فِیْ بَقَا مَیِّتٍ طَمَعٌ

فَلَمَّا كَشَفْنَا الْبُرْدَ عَنْ حُرِّ وَجْهِهٖ ۔۔۔ إِذَا الْأَمْرُ بِالْجَزْعِ الْمُوْعِبِ قَدْ وَقَعَ

فَلَمْ تَكُ لِیْ عِنْدَ الْمُصِیْبَةِ حِیْلَتُهٗ ۔۔۔ أَرُدُّ بِهَا أَهْلَ الشَّمَاتَةِ وَالْقَذَعِ

---

[1] ابن حجر: الإصابة (۳/ ۹۱)

[2] ابن حجر: الإصابة (۲/ ۳٦٥)

سِوٰی آذَنَ اللّٰهُ الَّذِیُ فِیُ کِتَابِهٖ وَمَا آذَنَ اللّٰهُ الُعِبَادَ بِهٖ یَقُطَعُ
وَقَدُ قُلُتُ مِن بَعُدِ الُمَقَالَةِ قَوُلَةً لَهَا فِیُ حُلُوُقِ الشَّامِتِیُنَ بِهٖ بَشَعٌ
أَلَا اِنَّمَا کَانَ النَّبِیُّ مُحَمَّدٌ اِلٰی أَجَلٍ وَّافٰی بِهِ الُوَقُتُ فَانُقَطَعَ
نَدِیُنُ عَلَی الُعِلَّاتِ مِنَّا بِدِیُنِهٖ وَنُعُطِی الَّذِیُ أَعُطٰی وَنَمُنَعُ مَا مَنَعَ
وَوَلَّیُتُ مَحُزُوُنًا بِعَیُنٍ سَخِیُنَةٍ أُکَفُکِفُ دَمُعِیُ وَالُفُؤَادُ قَدِ انُصَدَعَ
وَقُلُتُ لِعَیُنِیُ کُلَّ دَمُعٍ ذَخَرُتَهٗ فَجُوُدِیُ بِهٖ اِنَّ الشَّجَا لَهٗ دَفَعٌ

''مجھے میری عمر کی قسم! بلاشبہہ میں نے اس بات پر یقین کر لیا کہ آپ ﷺ فوت ہو چکے ہیں، لیکن وہ چیز جو میں ظاہر کرتا ہوں (یعنی) جو میں نے آپ ﷺ کے وصال وفراق کے غم وحزن سے مغلوب ہو کر کہی وہ جزع ہے۔ اور میں نے کہا کہ آپ ﷺ کے فقد (نہ ہونے) سے ہم سے وحی غائب ہو جائیگی جس طرح موسیٰ غائب ہو گئے، پھر وہ لوٹیں گے جس طرح وہ لوٹے۔ اور میری خواہش تھی کہ آپ ﷺ کی زندگی لمبی ہو اور زندہ کے لیے فوت شدہ کی بقا میں کوئی طمع نہیں، پس جب ہم نے آپ ﷺ کے معزز وموقر چہرے سے چادر کو ہٹایا تو اچانک پوری طرح لپیٹ میں لینے والے جزع کے ساتھ معاملہ واقع ہوا۔ پس میرے لیے مصیبت کے وقت کوئی حیلہ نہیں ہے جس کے ساتھ میں اہلِ شماتت اور بے شرم (لوگوں) کو مسترد کردوں۔ سوائے اس کے جو اللہ نے اپنی کتاب میں اطلاع دی اور وہ چیز جس کی اللہ نے اپنے بندوں کو اطلاع دی ہو، ہو کر رہتی ہے اور یقیناً میں نے اس بات کے بعد ایک ایسی بات کہی جس کی بدولت ہماری مصیبت پر خوش ہونے والوں کے گلوں میں

بدمزگی (پیدا) ہوگئی ہے، خبردار! نبی محمد صلی اللہ علیہ وسلم ایک مدت تک (زندہ) تھے جس کا وقت مکمل ہوگیا، پس وہ (مدت) منقطع ہوگئی اس حادثے کے باوجود ہم آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے دین کو اپنائیں گے اور جو چیز آپ صلی اللہ علیہ وسلم عطا کرتے تھے وہ عطا کریں گے۔ اور میں تکلیف زدہ آنکھ کے ساتھ پھرا۔ میں اپنے آنسوؤں کو روکتا تھا اور یقیناً دل (غم وحزن) کے باعث پھٹ گیا تھا۔ اور میں نے اپنی آنکھوں سے کہا ہر وہ آنسو جو تم نے ذخیرہ کیا ہے، اس کو بہادو تاکہ غمگین کے لیے غم کو تو دور کرنے کا سبب بن جا۔"[1]

قیس مازنی: عاصم نے غنیم سے روایت کیا ہے، وہ کہتے تھے مجھے اپنے والد کے یہ مصرعے یاد ہیں جو انھوں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات پر کہے تھے:

أَلَا لِيَ الْوَيْلُ عَلٰى مُحَمَّدٍ   قَدْ كُنْتُ قَبْلَ مَوْتِهٖ بِمَقْعَدٍ
أَبِيْتُ لَيْلًا آمِنًا اِلَى الْغَدِ

"آگاہ رہو محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے غم میں میری حالت خراب ہے، ان کی وفات سے پہلے میں چین میں تھا اور رات بھر امن سے سوتا تھا۔"[2]

کعب بن مالک رضی اللہ عنہ نے مرثیہ رسول یوں کہا:

يَا عَيْنُ فَابْكِيْ بِدَمْعٍ ذَرِى   لِخَيْرِ الْبَرِيَّةِ وَالْمُصْطَفٰى
وَابْكِي الرَّسُوْلَ وَحَقُّ الْبُكَاءِ   عَلَيْهِ لَدَى الْحَرْبِ عَنْهُ اللِّقَا
عَلٰى خَيْرِ مَنْ حَمَلَتْ نَاقَةٌ   وَأَتْقَى الْبَرِيَّةِ عِنْدَ التُّقٰى
عَلٰى سَيِّدٍ مَّاجِدٍ حجفل   وَخَيْرِ الْأَنَامِ وَخَيْرِ اللها

[1] السهيلي: الروض الأنف (٢/ ٣٧٦، ٣٧٧)

[2] ابن الأثير: أسد الغابة (٧/ ٧٨٦ مصدر سابق، ص: ٨٥٠)

لَهُ حَسَبٌ فَوْقَ كُلِّ الْأَنَا ... مِ مِنْ هَاشِمٍ ذٰلِكَ الْمُرْتَجٰى
نَخُصُّ بِمَا كَانَ مِنْ فَضْلِهٖ ... وَكَانَ سِرَاجًا لَّنَا فِي الدُّجَا
وَكَانَ بَشِيْرًا لَّنَا مُنْذِرًا ... وَنُوْرًا لَّنَا ضَوْؤُهٗ قُدَّامَنَا
فَأَنْقَذَنَا اللّٰهُ فِيْ نُوْرِهٖ ... وَنَجّٰى بِرَحْمَتِهٖ مَنْ نَّجَا

''اے آنکھ اچھی (طرح) اشکبار ہو، ان مرنے والے کے لیے جو مخلوقات میں سب سے اچھے اور برگزیدہ تھے۔ رسول اللہ ﷺ کو رو اور جب لڑائی سر پر آ گئی تو حضرت ﷺ پر رونا ہی چاہیے۔ وہ جو سردار تھے، بزرگ تھے اور تمام جہانوں میں سب سے بڑھ چڑھ کے تھے۔ ان کے کردار اور مناقب سب سے فائق تھے۔ ہاشم کی یادگار تھے، جن پر سب کی لو لگی ہوئی۔ ان کی فضیلت کی بنا پر ہم خاص طور پر ان کے ماتمی ہیں، جو تاریکی میں ہمارے لیے چراغ تھے۔ ہمارے حق میں وہ بشیر بھی تھے نذیر بھی تھے اور ایسے نور تھے جن کی شعاع نے ہم کو روشن کر رکھا تھا۔ اللہ نے اسی نور کے طفیل میں ہمیں بچایا اور رحم کر کے آتشِ دوزخ سے نجات دی۔''[1]

ہاتف غیبی نے وفاتِ رسول ﷺ پر درج ذیل اشعار کہے:

خَطْبٌ اَجَلُّ أَنَاخَ بِالْإِسْلَامِ ... بَيْنَ النَّخِيْلِ وَمَعْقِدِ الْآطَامِ
قُبِضَ النَّبِيُّ مُحَمَّدٌ فَعُيُوْنُنَا ... تَذْرِي الدُّمُوْعَ بِالتَّسْجَامِ

''اسلام، جو نخلستان اور شہری آبادی کے درمیان واقع ہے، پر زبردست افتاد پڑی ہے، محمد ﷺ انتقال فرما گئے ہیں اور ہماری آنکھیں ان پر زار و قطار آنسو بہا رہی ہیں۔''[2]

---

[1] ابن سعد: طبقات ابن سعد (۲/ ۳۶۲، ۳۶۳، مترجم)

[2] ابن الأثیر: أسد الغابة (۱۰/ ۵۰۰۔ ۵۰۱)

باب 4

بطورِ ماخذ صحابہ رضی اللہ عنہم کے نعتیہ کلام سے استفادہ

فصل اول: کتبِ تفاسیر میں صحابہ رضی اللہ عنہم کے نعتیہ کلام سے استشہاد۔

فصل دوم: حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ کے نعتیہ اشعار سے استشہاد۔

فصل سوم: کتبِ سیر میں صحابہ رضی اللہ عنہم کے نعتیہ کلام سے استشہاد۔

فصل چہارم: کتبِ سیر صحابہ میں صحابہ رضی اللہ عنہم کے نعتیہ کلام سے استشہاد۔

فصل پنجم: کتبِ تواریخ میں صحابہ رضی اللہ عنہم کے نعتیہ کلام سے استشہاد۔

فصل اول:

کتبِ تفاسیر میں صحابہ رضی اللہ عنہم کے نعتیہ کلام سے استشہاد

فصل ہذا کا تعارف:

مفسرین کی کثیر تعداد نے ثناء خوانیِ رسول کی غرض سے علی الاغلب اور صرفی و نحوی وغیرہ استشہاد کی غرض سے علی الاقل کتبِ تفاسیر میں بعض مقامات پر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا نعتیہ کلام درج کیا ہے، چنانچہ کتبِ تفاسیر کے ٹٹولنے سے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا جو کلام ہمیں ملا، نعت خواں صحابہ کے اسماء کے پیش نظر حروف ہجا کی ترتیب سے اس فصل میں درج کر دیا ہے۔ ایسے چند اشعار جو دوسرے مآخذ (کتب السیر، کتب التواریخ) میں مندرج ہیں اور کتبِ تفاسیر میں بھی دستیاب ہیں، کو تکرار سے احتراز کی غرض سے اس فصل میں درج کرنے سے پہلو تہی کی گئی ہے۔ اور جس جگہ وہ شعر یا اشعار درج ہیں دوسرے مآخذ کے حوالے کے ساتھ تفصیلی مآخذ کا بھی حوالہ دیا گیا ہے۔ سہولت کے پیشِ نظر، اس فصل میں اکثر مقامات پر شعر یا اشعار کے ترجمے کے بعد، نقوشِ سیرت، نکاتِ مترشحہ کے عنوان سے سیرتِ طیبہ کے وہ نقوش اور انوار و تجلیات مندرج کر دیے گئے ہیں۔

ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے کہا:

قَالَ النَّبِيُّ وَلَمْ يَجْزَعْ يُوَقِّرُنِي   وَنَحْنُ فِيْ سَدَفٍ فِيْ ظُلْمَةِ الْغَارِ

لَاتَخْشَ شَيْئًا فَاِنَّ اللّٰهَ ثَالِثُنَا   وَقَدْ تَكَفَّلَ لِيْ مِنْهُ بِاِظْهَارِ

وَاِنَّمَا كَيْدُ مَنْ تَخْشٰى بَوَادِرُهٗ كَيْدُ الشَّيَاطِيْنِ قَدْ كَادَتْ لِكُفَّارِ
وَاللّٰهُ مُهْلِكُهُمْ بِمَا صَنَعُوْا وَجَاعِلُ الْمُنْتَهٰى مِنْهُمْ طَمٌّ اِلَى النَّارِ

''جب ہم غار کی گہری تاریکی میں تھے تو مجھے تسلی دیتے ہوئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں گھبراہٹ کا مظاہرہ نہ کروں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کچھ خوف نہ کر کہ بے شک اللہ ہمارا تیسرا ہے اور اس نے مجھے اپنے ذمہ لیا ہے اور بلاشبہہ اس شخص کا مکر جس کا مونڈھے اور گردن کے درمیان کا گوشت کانپتا ہے شیاطین کا ایسا مکر ہے جو یقیناً کفار کے لیے مخصوص ہے اور ان کے کرتوتوں کے باعث اللہ ان کو ہلاک کرنے والا ہے اور آپ کی طرف توجہ کر کے ان کا ٹھکانا بنانے والا ہے۔''[1]

---

[1] الخازن: علي بن محمد بن إبراهيم البغدادي تفسير الخازن (٣/ ٩٩)

درج بالا اشعار حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے ہجرت کے موقع پر کہے تھے، ان اشعار کے علاوہ آپ رضی اللہ عنہ نے درج ذیل مزید اشعار کہے تھے:

وانت مرتحل عنهم وتارکهم اما غدوا، و اما مدبح ساری
وهاجر ارضهم حتی یکون لنا قوم علیهم ذووا عز وانصار
حتی اذ اللیل وارتنا جوانبه وسد من دون من تخشی باستار
سارا لار یقط یهدینا واینقه ینعبن بالقوم نعباً تحت اکو
یعسفن عرض الثنا یا بعد اطولها وکل سهب رقاق الترب موار
حتی اذا قلت قد انجرن عارضها من مدنج فارس فی منصب وار
یردی به مشرف الاقطار معترم کالسید ذی اللبدة المستاسد انصاری
فقال کروا فقلت ان کرتنا من دونها لك نصرالخائق الباری
ان یخسف الارض بالاحوی وفارسه فانظر الی اربع فی الارض غوار
فهیل لماراى ارساغ مغربه قد سخن فی الارض لم یحفر بمحفار
فقال هل لکم ان قطلقو افرسی وتاخذو موثقی فی نصع اسرار
واصرف الحی عنکم ان لقینتهم وان اعور منهم وانتم خیر ابرار

نقوشِ سیرت: مشکل سے مشکل ترین گھڑی میں نبی کریم ﷺ ضابط النفس رہتے اور حواس باختہ نہ ہوتے تھے۔ اللہ تعالیٰ کی ذات پر آپ کا توکل کامل تھا، لہٰذا کفار کی ہر قسم کی چال سے آپ خائف نہ ہوتے تھے۔

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے کہا:

فَقَدْنَا الْوَحْیَ اِذْ وَلَّیْتَ عَنَّا   وَوَدَّعَنَا مِنَ اللّٰهِ الْكَلَامُ

سِوٰی مَا قَدْ تَرَكْتَ لَنَا رَهِیْنًا   تَوَارَثُهُ الْقَرَاطِیْسُ الْكِرَامُ

فَقَدْ أَوْرَثْتَنَا مِیْرَاثَ صِدْقٍ   عَلَیْكَ بِهِ التَّحِیَّةُ وَالسَّلَامُ

"جب آپ نے ہم سے (بوجہ وفات) منہ پھیر لیا ہم نے وحی کو کھودیا (یعنی آپ ﷺ کی وفات کی بدولت وحی آنا بند ہوگئی) اور اللہ کی طرف سے ہماری طرف کلام آنا منقطع ہوگیا اس کے سوا جو آپ ﷺ نے ہمارے لیے گروی رکھا ہوا چھوڑا، جس کے باعزت ومحترم اوراق وارث بن گئے، پس بلاشبہہ آپ نے ہمیں سچائی کی میراث عطا کی اس کی بدولت آپ ﷺ پر تحیہ اور سلام ہو۔"[1]

نقوشِ سیرت: آپ ﷺ اللہ تعالیٰ کے سچے رسول ہیں۔ اس لیے آپ ﷺ پر وحی آتی تھی۔ جو آپ ﷺ کی وفات کے ساتھ منقطع ہوگئی۔ آپ ﷺ

←

فادعوا الذی ھو عنکم کف عورتنا   یطلق جوادی و انتم غیر اعوار

فقال قولًا رسول اللہ مبتھلًا   یارب ان کان منه غیر اخفار

فنجه سالماً من شردعوتنا   ومحصره مطلقاً من کلم آثار

فاظھر اللہ اذید عوحوافره   وفاز فارسه من ھول اخطار

(السھیلی: الروض الانف: ۲/ ۷)

[1] القرطبي محمد بن أحمد، الأنصاري: الجامع لأحكام القرآن (۱۳/ ۱۴۷)

نے صداقت وسچائی اپنے پیچھے چھوڑی جس کی امتِ مسلمہ وارث ہے۔

حضرت ابو ایوب انصاری رضی اللہ عنہ: یہود مدینہ میں سے حبران نے مدح رسول ﷺ میں اشعار کہے جو حضرت ابو ایوب انصاری کو بھی یاد تھے۔ یہ وہ ابو ایوب انصاری ہیں جن کے گھر رسول اللہ ﷺ نے پڑاؤ کیا تھا، چنانچہ وہ اشعار یہ ہیں:

شَهِدْتُ عَلٰى أَحْمَدَ أَنَّهٗ رَسُوْلٌ مِّنَ اللّٰهِ بَارِی النَّسَمِ

فَلَوْ مُدَّ عُمْرِیْ اِلٰی عُمْرِهٖ لَكُنْتُ وَزِيْرًا لَّهٗ وَابْنَ عَمِّ

وَجَاهَدْتُّ بِالسَّيْفِ أَعْدَائَهٗ وَفَرَّجْتُ عَنْ صَدْرِهٖ كُلَّ غَمِّ*

”میں نے اس بات کی گواہی دی کہ احمد نفس وروح کو پیدا کرنے والے اللہ کی طرف سے رسول ہیں، پس اگر میری عمر آپ ﷺ کی عمر تک دراز کردی جاتی تو میں آپ ﷺ کا معاون اور چچا زاد دستِ راست ہوتا اور میں تلوار کے ساتھ آپ ﷺ کے دشمنوں کے خلاف جہاد کرتا اور آپ ﷺ کے سینے سے ہر غم دور کرتا۔“[1]

نقوشِ سیرت: پہلی کتبِ سماویہ میں آپ ﷺ کی بعثت کا ذکر ہونا اس بات کی دلیل ہے کہ آپ ﷺ اللہ کے سچے رسول ہیں۔

واقعۂ افک کے بعد حسان رضی اللہ عنہ نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی مدح سرائی کرتے ہوئے درج ذیل اشعار کہے، ان اشعار میں انھوں نے واقعۂ افک کے حوالے سے

---

* پوری کتاب میں صرف یہی اشعار ہیں، جو مدح رسول ﷺ میں صحابی کے اپنے نہیں۔ ان کے علاوہ کتاب ہذا میں درج تمام اشعار صحابہ کے اپنے ہیں، جو انھوں نے مدح رسول ﷺ میں کہے۔ چونکہ صحابی رسول ﷺ کی زبان سے یہ اشعار سرزد ہوئے تھے۔ اس لیے رقم کر دیے گئے ہیں۔

[1] ابن كثير: تفسير القرآن العظيم (٤/ ١٤٤)

اپنی غلطی کا اظہار کرتے ہوئے اظہارِ معذرت کیا ہے:

حَصَانٌ رَزَانٌ مَّا تُزَنُّ بِرِيْبَةٍ ۔۔۔ وَتُصْبِحُ غَرْثٰى مِن لُحُومِ الْغَوَافِلِ
حَلِيْلَةُ خَيْرِ النَّاسِ دِيْنًا وَّ مَنْصَبًا ۔۔۔ نَبِيُّ الْهُدٰى وَالْمَكْرُمَاتِ الْفَوَاضِلِ
عَقِيْلَةُ حَيٍّ مِّنْ لُؤَيِّ بْنِ غَالِبٍ ۔۔۔ كِرَامِ الْمَسَاعِىْ مَجْدُهَا غَيْرُ زَائِلِ
مُهَذَّبَةٌ قَدْ طَيَّبَ اللّٰهُ خِيْمَهَا ۔۔۔ وَطَهَّرَهَا مِنْ كُلِّ شَيْنٍ وَّبَاطِلِ
*فَاِنْ كَانَ مَا بُلِّغْتِ أَنِّىْ قُلْتُهُ ۔۔۔ فَلَا رَفَعْتُ سَوْطِىْ اِلٰى أَنَامِلِ
فَكَيْفَ وَ وُدِّىْ مَاحَيِيْتُ وَنُصْرَتِىْ ۔۔۔ لِآلِ رَسُوْلِ اللّٰهِ زَيْنِ الْمَحَافِلِ
*لَهٗ رُتَبٌ عَالٍ عَلَى النَّاسِ فَضْلُهَا ۔۔۔ تَقَاصَرُ عَنْهَا سُوْرَةُ الْمُتَطَاوِلِ

''وہ پاک دامن ہیں، سنجیدہ اور باوقار ہیں، مشتبہ نہیں ہیں، پاکدامن لوگوں کی عزتیں ان سے محفوظ ہیں، دین و منصب کے اعتبار سے لوگوں میں سے بہترین ہستی کی زوجہ محترمہ ہیں، ہدایت اور بہترین مراتب والے نبی کی اہلیہ ہیں۔ لوی بن غالب کے ایک قبیلے کی ایک معزز خاتون ہیں، بزرگی و برتری والے افعال سرانجام دیتی ہیں اور ان کی رفعت شان کبھی ختم نہ ہوگی، اعلیٰ اخلاق ان کی فطرت میں داخل ہیں، اللہ تعالیٰ

---

* دیوان حضرت حسان بن ثابت انصاری (مترجم) میں چھٹا شعر درج ذیل ہے۔

وإن الذي قد قيل ليس بلائط ۔۔۔ بها الدهر بل قول أمري بي ماحل

''جو بات کہی گئی ہے وہ ایک بے بنیاد اور جھوٹی بات ہے، بلکہ ایک ایسے شخص کی بات ہے جو چغل خوریاں کرتا ہے اور فساد مچاتا ہے۔''

* اس شعر کے بعد مزید ایک اور شعر ہے جو کہ درج ذیل ہے:

رأيتك وليغفرلك الله حرة ۔۔۔ من المحصنات غير ذات غوائل

''اے عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا! اللہ آپ کی مغفرت فرمائے میں آپ کو شریف اور پاکدامن عورت سمجھتا ہوں، آپ کا بری عورتوں سے ہرگز کوئی تعلق اور واسطہ نہیں ہے۔''

نے ان کی طبیعت کو پاکیزہ بنایا ہے اور انھیں ہر بری اور نامناسب بات سے پاک کیا ہے، اگر میں آیندہ ایسی بات کہوں جو میرے بارے میں انھیں پہنچائی گئی ہے تو میرے ہاتھ شل ہوجائیں یا میں ہلاک ہوجاؤں، میں اس بات کا عقیدہ کیسے رکھ سکتا ہوں، حالانکہ میں نے یہ فیصلہ کیا ہے کہ جب تک زندہ ہوں میری محبت اور نصرت مجلسوں کو زینت بخشنے والے حضرت محمد ﷺ کی آل کے لیے خاص رہے گی، آپ ﷺ تمام لوگوں سے اعلیٰ مرتبہ والے ہیں اور ان درجات کو حاصل کرچکے ہیں کہ بھرپور کوشش کرنے والا بھی انھیں نہیں پاسکتا۔"[1]

نقوشِ سیرت: نبی کریم ﷺ دین و منصب کے لحاظ سے سب سے افضل سرچشمۂ ہدایت، مراتبِ عالیہ کے مالک، زینتِ مجالس اور ایسے اعلیٰ درجات پر فائز ہیں کہ جنھیں کوئی شخص بھی حاصل نہیں کرسکتا ہے۔ حضرت حسان رضی اللہ عنہ نے یہ اشعار جبل بن جوال ثعلبی کے جواب میں کہے تھے۔ جن میں بنونضیر اور بنو قریظہ کے بارے میں غم کا اظہار کیا گیا:

تَفَاقَدَ مَعْشَرٌ نَصَرُوْا قُرَيْشًا وَلَيْسَ لَهُمْ بِبَلْدَتِهِمْ نَصِيْرٌ
هُمْ أُوْتُوا الْكِتَابَ فَضَيَّعُوْهُ وَهُمْ عُمْيٌ عَنِ التَّوْرَاةِ بُوْرٌ
كَفَرْتُمْ بِالْقُرْآنِ وَقَدْ أَبَيْتُمْ بِتَصْدِيْقِ الَّذِیْ قَالَ النَّذِيْرُ
وَهَانَ عَلٰى سَرَاةِ بَنِیْ لُؤَیٍّ حَرِيْقٌ بِالْبُوَيْرَةِ مُسْتَطِيْرٌ *

---

[1] القرطبي: مصدر سابق (۱۲/ ۲۰۰) دیوان حضرت حسان بن ثابت انصاری (ص: ۴۰۹، ۴۱۰، مترجم)

* سماک یہودی نے درج ذیل اشعار کہے:

السنا و رثنا الکتاب الحکیم علی عهد موسیٰ ولم نصدف
وانتم رعاء لشاء عجاف بسهل تهامة والاخیف

ترون الرعاية مجد الكم لدى كل دهرٍ لكم مجحف
لعل الليالى و صرف الدهور يدلن من العادل المنصف
بقتل النضير واجلائها وعقر النخيل ولم تقطف

(دیوان حضرت حسان بن ثابت، ص: ۲۶۸، مترجم)

''وہ جماعت فنا ہوگئی جو قریش کی مدد کیا کرتی تھی۔ اب ان کے شہر میں ان کا کوئی مددگار باقی نہیں، انھیں آسمانی کتاب عطا کی گئی تھی لیکن انھوں نے اسے ضائع کر دیا، وہ تورات سے بھی نا آشنا رہے اور ہلاکت کی وادیوں میں جا گرے، تم نے قرآن کا بھی انکار کیا حالانکہ جو کتاب یعنی تورات تمھیں عطا کی گئی تھی اس میں آپ ﷺ کی تصدیق موجود تھی بنولوی کے سرکردہ لوگوں کو بنوقریظہ کے مقامِ بویرہ میں آنے والی تباہی بہت ہلکی محسوس ہورہی تھی۔''[1]

حضرت حسان رضی اللہ عنہ نے کہا:

مُحَمَّدٌ تُفْدِ نَفْسَكَ كُلُّ نَفْسٍ اِذَا مَا خِفْتَ مِنْ شَيْئٍ تَبَالًا

''محمد ﷺ آپ ﷺ کے نفس پر ہر نفس قربان ہو جب آپ ﷺ کو کسی چیز سے نقصان یا پریشانی کا خدشہ ہو۔''[2]

ترون الرعاية مجد الكم لدى كل دهرٍ لكم مجحف
لعل الليالى و صرف الدهور يدلن من العادل المنصف
بقتل النضير واجلائها وعقر النخيل ولم تقطف

[1] القرطبي: مصدر سابق۔ (۲۸/ ۶، ۷) ان شعار کے جواب میں حضرت حسان رضی اللہ عنہ نے درج بالا اشعار کہے۔

[2] القرطبي: الجامع لأحكام القرآن (۲۸/ ۸۸) (اختلف فى قائله فقيل أنه لحسان وقيل لأبي طالب عم الرسول، راجع خزانة الادب الشاهد الثمانين بعد السنمائة) حاشيه علىٰ تفسير القرطبي (۲۸/ ۸۸) المثانين بعد الستمائة حاشيه على تفسير القرطبي (۲۸/ ۸۸)

نقوشِ سیرت: رسول اللہ ﷺ کی تصدیق پہلی کتب میں موجود ہے۔

حسان رضی اللہ عنہ نے کہا:

أَغَرُّ كَأَنَّ الْبَدْرَ سِنَّةُ وَجْهِهِ جَلَا الْغَيْمَ عَنْهُ ضَوْئُهُ فَتَبَدَّدَا

”آپ ﷺ کی ذات روشن اور منور ہے آپ ﷺ کے چہرے کی چمک ایسے ہے، جیسے: چودھویں رات کا چاند ہے آپ ﷺ کی روشنی نے اس سے تاریکی کو دور کردیا پس وہ متفرق ہوگیا۔“[1]

حسان رضی اللہ عنہ نے کہا:

هَجَوْتَ مُحَمَّدًا فَأَجَبْتُ عَنْهُ وَعِنْدَ اللّٰهِ فِيْ ذَاكَ الْجَزَاءُ

هَجَوْتَ مُحَمَّدًا بَرًّا تَقِيًّا رَسُوْلَ اللّٰهِ شِيْمَتُهُ الْوَفَاءُ

فَإِنَّ أَبِيْ وَوَالِدَتِيْ وَعِرْضِيْ لِعِرْضِ مُحَمَّدٍ مِّنْكُمْ وِقَاءٌ

ثُكِلْتُ بُنَيَّتِيْ إِنْ لَّمْ تَرَوْهَا تُثِيْرُ النَّقْعَ مِنْ طَرَفَيْ كُدَاءَ

يُبَارِيْنَ الْأَعِنَّةَ مُصْعِدَاتٍ عَلٰى أَكْتَافِهَا الْأَسَلُ الظِّمَاءُ

تَظَلُّ جِيَادُهَا مُتَمَطِّرَاتٍ تُلَطِّمُهُنَّ بِالْخُمُرِ النِّسَاءُ

فَإِنْ أَعْرَضْتُمْ عَنَّا اعْتَمَرْنَا وَكَانَ الْفَتْحُ وَانْكَشَفَ الْغِطَاءُ

وَإِلَّا فَاصْبِرُوْا لِضِرَابِ يَوْمٍ يُعِزُّ اللّٰهُ فِيْهِ مَنْ يَّشَاءُ

وَقَالَ اللّٰهُ قَدْ أَرْسَلْتُ عَبْدًا يَقُوْلُ الْحَقَّ لَيْسَ بِهٖ خَفَاءٌ

وَقَالَ اللّٰهُ قَدْ سَيَّرْتُ جُنْدًا هُمُ الْأَنْصَارُ عُرْضَتُهَا اللِّقَاءُ

لَنَا فِيْ كُلِّ يَوْمٍ مِّنْ مَّعَدٍّ سِبَابٌ أَوْ قِتَالٌ أَوْ هِجَاءٌ

[1] الشنقيطي، محمد أمين بن محمد المختار، الجكني: أضواء البيان في إيضاح القرآن بالقرآن (۳/ ۱۴۳)

فَمَن یَّھجُو رَسُولَ اللّٰہِ مِنکُم وَیَمدَحُہٗ وَیَنصُرُہٗ سَوَاءٌ

وَجِبرِیلُ رَسُولُ اللّٰہِ فِینَا وَرُوحُ القُدُسِ لَیسَ لَہٗ کِفَاءٌ

''تو نے حضرت محمد ﷺ کی ہجو کی تو میں نے اس کا جواب دیا اور اللہ تعالیٰ کے ہاں اس کا بدلہ ثواب ملے گا۔ تو نے محمد ﷺ، جو مبارک نیک موحد اور اللہ تعالیٰ کے امین ہیں کی ہجو کی۔ جن کی عادت ہی وفا ہے۔ پس میرا باپ اور میری ماں اور میری آبرو آپ لوگوں کے مقابلے میں حضرت محمد ﷺ کی آبرو کے واسطے ڈھال ہے۔ میری پیاری بیٹی گم ہو اگر تم ان (دعووں) کو (بوقتِ ضرورت سچا) نہ دیکھو اور (گم ہو کر) وہ کداء کے طرفین میں خاک اڑاتی پھرے، ہمارے گھوڑے وادی کے اوپر والے حصے کی طرف چڑھتے ہوئے ایسی تیزی دکھاتے ہیں کہ یوں محسوس ہوتا ہے کہ وہ لگام سے مقابلہ کررہے ہیں، نیز گھڑسواروں کے پاس خون کے پیاسے نیزے بھی اٹھائے ہوئے ہیں۔ ہمارے عمدہ گھوڑے انتہائی تیز رفتار ہیں، دشمنوں کی عورتیں ان کے چہروں پر اپنے دوپٹے مارتی ہیں تاکہ یہ واپس چلے جائیں۔ اے دشمنو! اگر تم ہمارے مقابلے میں نہ آئے تو ہم انھیں اپنے ہمراہ کرلیں گے، فتح حاصل ہو جائے گی اور پردہ ہٹ جائے گا اور اگر تم نے ہم سے مقابلہ کیا اور جنگ لڑی تو پھر سخت لڑائی کے دن کے لیے تیار رہنا، پھر اللہ تعالیٰ جس کو چاہے گا عزت عطا فرمائے گا۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ میں نے اپنے بندے محمد ﷺ کو بھیجا ہے۔ اگر آزمائش میں پڑنا نفع دے تو وہ حق بات کہتے ہیں۔ آزمائش کی پروانہیں کرتے۔ میں ان پر ایمان لے آیا اور ان کی رسالت کی تصدیق کی، تم سے بھی کہا گیا کہ تم بھی اٹھو اور ان کی

تصدیق کرو۔ لیکن تم نے ہٹ دھرمی کا مظاہرہ کیا اور کہنے لگے نہ ہم اس کام کا ارادہ کرتے ہیں اور نہ ہم کرنا چاہتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ میں نے ایک لشکر تیار کیا ہے جو انصار پر مشتمل ہے، اس لشکر کے پیشِ نظر صرف ایک ہی مقصد ہے اور وہ ہے دشمن کا سامنا کرنا۔ ہمارا ہر روز قبیلہ معد والوں سے سب وشتم، ہجو اور لڑائی میں مقابلہ ہوتا ہے۔ تم میں جو شخص حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی برائی بیان کرے، یا ان کی تعریف کرے یا ان کی مدد کرے سب برابر ہیں۔ ہمارے درمیان اللہ کے قاصد حضرت جبرئیل علیہ السلام موجود ہیں۔ وہ روح القدس ہیں، ان کی کوئی نظیر نہیں۔"[1]

حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ نے کہا:

هَجَوْتَ مُحَمَّدًا فَأَجَبْتُ عَنْهُ وَعِنْدَ اللّٰهِ فِيْ ذَاكَ* جَزَاءٌ

وَاِنَّ أَبِيْ وَوَالِدَتِيْ وَعِرْضِيْ لِعِرْضِ مُحَمَّدٍ مِّنْكُمْ وِقَاءٌ

أَتَشْتِمُهٗ وَلَسْتَ لَهٗ بِكُفْءٍ فَشَرُّكُمَا لِخَيْرِكُمَا الْفِدَاءُ

لِسَانِيْ صَارِمٌ لَّاعَيْبَ فِيْهِ وَبَحْرِيْ لَا تُكَدِّرُهُ الدِّلَاءُ

"اے ابوسفیان! تو نے میرے محبوب کی جناب میں نازیبا باتیں کیں اور میں اس ہجو کا تمھیں جواب دے رہا ہوں، مجھے امید ہے کہ اللہ تعالیٰ کی جناب میں مجھے اس کی جزائے خیر ملے گی۔ سنو! تمھاری بدزبانی سے

---

[1] الخازن، على بن محمد بن إبراهيم، البغدادی: تفسير الخازن (۵/ ۱۳۱، ۱۳۲) ملتزم الطبع و النشر، شركه مكتبه و مطبعه المصطفٰى البابى الحلبى و أولاده بمصر.

* یعنی تمھارے نازیبا کلمات انھیں نقصان نہیں پہنچا سکتے اور تمھاری مدح و نصرت ان کی عزت میں اضافہ نہیں کرسکتی، کیونکہ تم اتنے معمولی اور بے حیثیت لوگ ہو کہ تمھاری باتوں کی پروا کس کو ہے؟

حضور کی عزت کو بچانے کے لیے میرا باپ میری ماں اور میری آبرو بطور سپر کام دیں گے، یعنی میں اپنے باپ اپنی ماں اور اپنی بیوی تک کو حضور کی عزت پر قربان کر دوں گا، تو اس کی ذات میں نازیبا بات کہتا ہے جس کا تو ہم پایہ نہیں ہے۔ تم دونوں میں سے جو برا ہے وہ اس پر فدا ہو جو تم میں سے اچھا ہے۔ میری زبان تلوار ہے، اس میں کوئی نقص نہیں ہے اور میرا بحرِ فصاحت اتنا گہرا ہے کہ ڈول نکالنے سے وہ مکدر نہیں ہوتا۔"[1]

حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ نے کہا:

يَاوَيْحَ أَصْحَابِ النَّبِيِّ وَرَهْطِهِ بَعْدَ الْمُغَيَّبِ فِيْ سَوَاءِ الْمَلْحَدِ*

"اے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب اور اس کے گروہ، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے اپنی قبر مبارک میں دفن ہونے کے بعد تمھارے لیے ہلاکت ہے۔"[2]

لَنَا الْقَدَمُ الْعُلْيَا اِلَيْكَ وَخَلْفُنَا لِأَوَّلِنَا فِيْ طَاعَةِ اللّٰهِ تَابِعُ

"اللہ نے ہمیں اپنے فضل سے آپ پر ایمان لانے والوں میں سب سے مقدم رکھا اور ہمارے بعد آنے والے اللہ تعالیٰ کی اطاعت میں پہلے

---

[1] الأزهري، محمد کرم شاہ پیر، ضیاء القرآن (٣/ ٤٢٣، ٤٢٤) ابن کثیر: تفسیر القرآن العظیم (٣/ ٢٧٣)

* درج بالا شعر حضرت حسان رضی اللہ عنہ کے ان اشعار میں سے ایک ہے جو انھوں نے غزوۂ بدر میں شہید ہونے والے صحابہ رضی اللہ عنہم کے بارے میں کہے تھے۔ چنانچہ حسان رضی اللہ عنہ کہتے ہیں شہادت ان کا مقدر تھی، لہٰذا انھوں نے شہید ہو کر ہی رہنا تھا، ہر مشکل گھڑی میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی پکار پر وہ لبیک کہتے تھے، کیونکہ ان کا ایمان تھا کہ قیامت والے دن آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی سفارش کام آئے گی، اگر اللہ کے لیے نہ لڑیں موت انھیں تو تب بھی آ کر رہنی ہے اور اللہ کے فیصلوں کو نافذ ہو کر رہنا ہے۔

[2] القرطبي: الجامع لأحكام القرآن (٨/ ٣٣)

آنے والوں کے تابع ہوں گے۔"[1]

حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ نے کہا:

فَأَخْزَاكَ رَبِّی یَا عُتَیْبَ بْنَ مَالِكٍ وَلَقَّاكَ قَبْلَ الْمَوْتِ أَجْدَى الصَّوَاعِقِ

مَدَدتَّ یَمِینًا تَعَمُّدًا وَدَمَیْتَ فَاهُ قُطِّعَتْ بِالْبَوَارِقِ

"اے عتبہ بن مالک! تجھے اللہ نے ذلیل کر دیا اور موت سے پہلے ہی تجھ پر بجلیوں جیسی سختی ٹوٹ پڑی۔ اے بد بخت! تو نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر تیر کا وار کیا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرہ مبارک کو زخمی کر دیا، اللہ کرے تیرے ہاتھ تلواروں سے کاٹے جائیں۔"[2]

---

[1] ابن كثير: مصدر سابق (ص: ٤٠٦) الخازن، علی بن محمد بن إبراهيم البغدادي: تفسير الخازن (٣/ ١٧٣) مصدر سابق (٢/ ٣٠٥) الشنقيطي: محمد الأمين بن محمد المختار الجكنی تفسير أضواء البيان (٤/ ٣٠٧)

[2] القرطبي، محمد بن أحمد أبو عبدالله الانصاری: الجامع لأحكام القرآن (٩/ ٧٧)
عقبہ بن ابی وقاص نے غزوۂ احد میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو ایک تیر مارا تھا جس سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے دندان مبارک شہید ہوگئے اور ہونٹ و چہرہ مبارک میں زخم آیا تھا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم اپنے چہرے سے خون کو صاف کرتے ہوئے فرماتے تھے: وہ قوم کیسے فلاح پاسکتی ہے جو اپنے نبی کے چہرے کو خون سے رنگین کر دے، حالانکہ وہ انھیں اللہ کی طرف بلا رہا ہے۔ اس کے بعد حاطب بن ابی بلتعہ رضی اللہ عنہ حاضر خدمت ہوئے اور عرض کی: یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ یہ کس نے کیا ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے عتبہ کی طرف اشارہ فرمایا، حاطب بن ابی بلتعہ رضی اللہ عنہ عتبہ پر ٹوٹ پڑے اسے مار گرایا اور اس کا گھوڑا لاکر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پیش کیا۔ درج بالا اشعار میں حضرت حسان رضی اللہ عنہ کفار کو عار دلا رہے ہیں اور عتبہ بن ابی وقاص کی مذمت کر رہے ہیں۔
البرقوقی، عبدالرحمان: حاشیہ شرح دیوان حسان بن ثابت (ص: ۳۴۷) مولانا محمد اویس الانصاری سرور حاشیہ دیوان حضرت حسان بن ثابت الانصاری (ص: ۳۷۰۔۳۷۱) ←

نقوشِ سیرت: صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے بے پایاں محبت تھی، چنانچہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی تکلیف و مصیبت ان پر شاق گزرتی تھی۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے بے پایاں محبت کرنا اس بات کی دلیل ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا کردار و سیرت نہایت ہی عمدہ و اعلیٰ تھا، جیسا کہ اللہ تعالیٰ قرآن مجید میں فرماتا ہے:

﴿فَبِمَا رَحْمَةٍ مِّنَ اللّٰهِ لِنْتَ لَهُمْ وَ لَوْ كُنْتَ فَظًّا غَلِيْظَ الْقَلْبِ لَا نْفَضُّوْا مِنْ حَوْلِكَ﴾ [آل عمران: ۱۵۹]

''پس اللہ کی رحمت کی بدولت (اے نبی صلی اللہ علیہ وسلم) آپ ان کے لیے نرم ہیں۔ اگر آپ سخت دل اور ترش زبان ہوتے تو یہ آپ کے اردگرد سے بھاگ جاتے۔''

حسان رضی اللہ عنہ نے کہا:

مِن بَيْنِ مَاسُوْرٍ يَشُدُّ صِفَادَهُ ۔۔۔ صَقْرٍ إِذَا لَاقَى الْكَرِيْهَةَ حَامِي*

← درج بالا دو اشعار کے علاوہ حسان رضی اللہ عنہ نے اس موقع پر مزید درج ذیل اشعار بھی کہے تھے:

اذا الله حياً معشراً بفعالهم ۔۔۔ ونصرهم الرحمان رب المشارق
فهلا خشيت الله والمنزل الذى ۔۔۔ تصير اليه بعد احدى الصفائق
لقد كان خذياً فى الحياة لقومه ۔۔۔ وفى البعث بعد الموت احدى العوائق

''جب اللہ تعالیٰ ایک جماعت کو ان کے اعلیٰ کارناموں اور تمام جہانوں کے پروردگار کے دین کی مدد کرنے کی وجہ سے عزت بخش رہا تھا۔ تجھ پر نہ اللہ کا خوف طاری ہوا نہ تو اس ٹھکانے سے ڈرا جہاں تو نے مرنے کے بعد جانا ہے، تیرا یہ عمل زندگی میں تیری قوم کے لیے عار اور ذلت کا سبب ہے اور مرنے کے بعد جب اٹھایا جائے گا اس وقت بھی مصیبت اور شرمندگی کا ذریعہ ہوگا۔'' (دیوان حضرت حسان بن ثابت انصاری، ص: ۳۷۱، مترجم/شرح دیوان حسان بن ثابت الانصاری، ص: ۳۴۷، ۳۴۸)

* غزوۂ بدر میں حارث بن ہشام بن مغیرہ قرشی مخدومی ابوجہل بن ہشام، جو کہ اس کا بھائی تھا، کے ساتھ کافروں کی طرف سے شریک ہوا اور مسلمانوں کا غلبہ دیکھ کر میدانِ جنگ سے ←

''غزوۂ بدر کا نتیجہ یہ نکلا کہ کفار کے بہت سے بہادر اور نڈر جوانوں کو قید کر کے پاؤں میں بیڑیاں ڈال دی گئیں اور ان کے بہت سے لوگوں کی لاشیں بکھری پڑی تھیں۔''[1]

حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ نے کہا:

عَرَفْتُ دِيَارَ زَيْنَبَ بِالْكَثِيْبِ ۔۔۔ كَخَطِّ الْوَحْيِ فِي الْوَرَقِ الْقَشِيْبِ

تَدَاوَلُهَا الرِّيَاحُ وَكُلُّ جَوْنٍ ۔۔۔ مِنَ الْوَسْمِيِّ مُنْهَمِرٌ سَكُوْبٌ

فَأَمْسٰى رَبْعُهَا خَلِقًا وَّأَمْسَتْ ۔۔۔ يَبَابًا بَعْدَ سَاكِنِهَا الْحَبِيْبِ

فَدَعْ عَنْكَ التَّذَكُّرَ كُلَّ يَوْمٍ ۔۔۔ وَرُدَّ حَرَارَةَ الصَّدْرِ الْكَئِيْبِ

وَخَبِّرْ بِالَّذِيْ لَا عَيْبَ فِيْهِ ۔۔۔ بِصِدْقٍ غَيْرِ اِخْبَارِ الْكَذُوْبِ

بِمَا صَنَعَ الْإِلٰهُ غَدَاةَ بَدْرٍ ۔۔۔ لَنَا فِي الْمُشْرِكِيْنَ مِنَ النَّصِيْبِ

غَدَاةَ كَأَنَّ جَمْعَهُمْ حِرَاءُ ۔۔۔ بَدَتْ أَرْكَانُهٗ جِنْحَ الْغُرُوْبِ

فَلَاقَيْنَاهُمْ مِنَّا بِجَمْعٍ ۔۔۔ كَأُسْدِ الْغَابِ مُرْدَانٍ وَّشِيْبِ

أَمَامَ مُحَمَّدٍ قَدْ وَازَرُوْهُ ۔۔۔ عَلَى الْأَعْدَاءِ فِيْ لَفْحِ الْحُرُوْبِ

بِأَيْدِيْهِمْ صَوَارِمُ مُرْهَفَاتٌ ۔۔۔ وَكُلُّ مُجَرَّبٍ خَاظِي الْكُعُوْبِ

''میں نے ریت کے ٹیلوں میں زینب کے گھر کو پہچان لیا، وہ یوں محسوس ہوتا تھا جیسے باریک اور نئی کھال پر لکھی ہوئی تحریر ہو، اس پر ہواؤں کا آنا

← فرار ہوگیا۔ میدانِ جنگ سے فرار پر اس کو اس کی بزدلی اور کمزوری پر عار دلاتے ہوئے حضرت حسان نے کچھ اشعار کہے تھے، ان میں سے ایک درج بالا ہے۔ (دیوان حضرت حسان بن ثابت انصاری، ص: ۴۶۸، مترجم) دیوان حضرت حسان بن ثابت الانصاری (ص: ۴۷۱، مترجم) پر ''بین'' کی جگہ ''کل'' اور ''الكريمة'' کی جگہ ''الكتيبة'' ہے۔

[1] شوكاني، محمد بن علي بن محمد: فتح القدير (٣/ ١١٨) مكتبه المعارف، الرياض.

جانا لگا رہتا ہے اور موسمِ بہار کا سیاہ بادل اس پر خوب برستا ہے، پس ان مکانات میں رہنے والے محبوب کے کوچ کر جانے کے بعد یہ مکانات ویران ہو گئے اور ان کے نشانات بوسیدہ ہو گئے۔ پس تو ہر روز اس کا تذکرہ کرنا اور اسے یاد کرنے کا معمول چھوڑ دے اور غمگین دل کی حرارت کو لوٹا دے، اور سچائی کے ساتھ اس بات کی خبر دے کہ جس میں کوئی عیب نہیں اور نہ ہی اس میں جھوٹ کی آمیزش ہے۔ لوگوں کو بتا کہ اللہ تعالیٰ نے بدر کی صبح مشرکین کو ہمارے سامنے کیسے پچھاڑ کر رکھ دیا تھا۔ بدر کی صبح دشمنوں کا لشکر حراء پہاڑ کی مانند معلوم ہو رہا تھا اور وہ لوگ حدِ نگاہ تک پھیلے ہوئے تھے۔ ہم سب نے مل کر جنگل کے شیروں کی طرح ان کا مقابلہ کیا ہم میں جوان بھی تھے اور بوڑھے بھی۔ مسلمان مجاہدین نے جنگ کے شعلوں میں حضرت محمد ﷺ کے آگے آگے دشمن کے خلاف خود کو ثابت قدم رکھا۔ ان کے ہاتھوں میں تیز دھار تلواریں اور آزمائے ہوئے سخت گرہ دار نیزے تھے۔"[1]

نقوشِ سیرت: نبی کریم ﷺ کی پیشین گوئی کے مطابق جنگِ بدر میں سردارانِ قریش کا مارا جانا اس بات کا واضح ثبوت ہے کہ آپ ﷺ اللہ تعالیٰ کے سچے رسول ہیں۔ کنویں میں پڑی ہوئی کفار کی لاشوں کو مخاطب کر کے آپ ﷺ نے پوچھا کہ کیا تم نے میری بات کو سچا پایا، ان لاشوں نے کوئی جواب نہ دیا، اگر وہ جواب

---

[1] القرطبي: الجامع لأحكام القرآن (٧/ ٣٧٥)

حضرت حسان رضی اللہ عنہ نے اپنے اس قصیدے کو بھی محبوب لوگوں کے مقامات و دیار کے تذکرے سے شروع کیا جیسا کہ عرب شعرا کا ایک خاص انداز رہا ہے، لیکن چار اشعار کہنے کے فوراً بعد صنعت اقتصاب کے ذریعے اصل مقصودِ موضوع کی طرف انتقال کر لیا اور درج بالا اشعار غزوۂ بدر کے حوالے سے کہے۔

دیتیں تو یقیناً یہی کہتیں کہ آپ نے سچ کہا تھا اور آپ ہی صحیح رائے والے ہیں۔

حضرت سواد بن قارب رضی اللہ عنہ نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ذاتِ بابرکات کے بارے میں یوں ثناخوانی کی ہے:

أَتَانِیْ رَئِیٌّ بَعْدَ لَیْلٍ وَّھَجْعَةٍ ۔ وَلَمْ یَكُ فِیْمَا قَدْ بَلَوْتُ بِكَاذِبٍ

ثَلَاثَ لَیَالٍ قَوْلُهٗ كُلَّ لَیْلَةٍ ۔ أَتَاكَ رَسُوْلٌ ﷺ مِّنْ لُؤَیِّ بْنِ غَالِبٍ

فَشَمَّرْتُ عَنْ ذَیْلِی الْاِزَارَ وَوَسَّطَتْ ۔ بِیَ الدَّعْلَبُ الْوَجْنَاءُ بَیْنَ السَّبَاسِبِ

فَأَشْھَدُ أَنَّ اللّٰهَ لَارَبَّ غَیْرُهٗ ۔ وَأَنَّكَ مَامُوْنٌ عَلٰی كُلِّ غَائِبٍ

وَاِنَّكَ أَدْنَی الْمُرْسَلِیْنَ وَسِیْلَةً ۔ اِلَی اللّٰهِ یَا ابْنَ الْاَكْرَمِیْنَ الْاَطَائِبِ

فَمُرْنَا بِمَا یَأْتِیْكَ یَاخَیْرَ مُرْسَلٍ ۔ وَاِنْ كَانَ فِیْمَا جَاءَ شَیْبُ الذَّوَائِبِ

وَكُن لِّیْ شَفِیْعًا یَوْمَ لَا ذُوْ شَفَاعَةٍ ۔ سِوَاكَ بِمُغْنٍ عَنْ سَوَادِ بْنِ قَارِبٍ

''میرے پاس ایک راز کی بات کہنے والا نیند اور نیند میں پرسکون ہونے کے بعد آیا۔ اور میرے تجربے کی بنا پر وہ جھوٹا نہیں۔ تین راتوں میں سے ہر رات اس کی یہی بات ہوتی تھی کہ تمھارے پاس لوئی بن غالب کے قبیلے میں سے ایک رسول آئے ہیں۔ پس میں نے تیاری کی اور ایک تیز رفتار اونٹنی نے مجھے ایک بیاباں کے وسط میں جا پہنچایا۔ میں جانتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی رب نہیں اور آپ غائب یعنی وحی کے امین ہیں۔ اے شرفاء اور پاکوں کے فرزند! آپ تمام انبیا علیہم السلام میں سے زیادہ اللہ تعالیٰ کے قریب ہیں، تو اے بہترین رسول صلی اللہ علیہ وسلم! آپ کے پاس جو وحی آئی ہے، اس کا ہمیں بھی حکم دیجیے اگرچہ جو کچھ ہمارے پاس آئے گا اس پر عمل کرنے میں ہمارے بال سفید ہوجائیں گے۔ آپ میرے شفیع

بن جائیں اس دن کہ جس دن کوئی شفاعت کرنے والا سواد بن قارب کے کام نہیں آئے گا۔"[1]

حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے کہا:

مِنْ قَبْلِهَا طِبْتَ فِي الظِّلَالِ وَفِي	مُسْتَوْدَعٍ حَيْثُ يُخْصَفُ الْوَرَقُ
ثُمَّ هَبَطْتَّ الْبِلَادَ لَا بَشَرٌ	أَنْتَ وَمُضْغَةٌ وَّلَاعَلَقٌ
بَلْ نُطْفَةٌ تَرْكَبُ السَّفِيْنَ وَقَدْ أُلْ	جِمَ نَسْمًا وَّأَهْلُهُ الْغَرَقُ
تَنْقُلُ مِنْ صَالِبٍ اِلٰى رَحْمٍ	اِذَا مَضٰى عَالَمٌ بَدَأَ طَبْقٌ
حَتّٰى اسْتَوٰى بَيْتُكَ الْمُهَيْمِنُ مِنْ	خِنْدِفٍ عَلْيَاءَ تَحْتَهَا النُّطُقُ
وَأَنْتَ لَمَّا بُعِثْتَ أَشْرَقَتِ الْأَرْ	ضُ وَضَائَتْ بِنُوْرِكَ الْأُفُقُ
فَنَحْنُ مِنْ ذَالِكَ الضِّيَاءِ وَفِي	النُّوْرِ وَسُبُلِ الرَّشَادِ نَخْتَرِقُ

"پاکیزہ تھے سایوں میں اور جبکہ آپ اس امانت کی جگہ میں تھے جہاں پتے چپکائے جاتے ہیں، پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم دنیا میں تشریف لائے بصورت بشریت اور نہ مضغہ یا علقہ بن کر، بلکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نطفہ تھے کشتیوں پر سوار ہوئے تھے، اس نطفے سے نصر نامی بت کو لگام دے دی تھی اور اس کے پوجنے والے سب غرق ہوگئے تھے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم صلب سے رحم کی طرف منتقل ہوئے تھے جب ایک عالم گزر جاتا تھا تو دوسرا طبق پیدا ہوجاتا تھا(ا) یہاں تک کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا مقدس گھر اس رفتار سے گھر گیا اس

---

[1] ابن كثير: تفسير القرآن العظيم (٤/ ١٦٨) ابن كثير السيرة النبوية (١/ ٣٤٨، ٣٤٩)

درج بالا عربی متن "تفسير القرآن العظيم لابن كثير" کی ہے، جبکہ "السيرة النبوية لابن كثير" کی عبارت اس سے مختلف ہے۔ اس میں "رئيی" کی جگہ "نجی" "ليل" کی "هدوء" "هجعة" کی جگہ "رقدة" اور "فاشهد" کی جگہ "واعلم" ہے۔

کے نیچے آواز تھی۔ آپ جب پیدا ہوئے تو زمین روشن ہوگئی اور افق آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے نور سے چمکنے لگے ہم اس روشنی اور نور میں ہیں اور ہدایت کے خوشے توڑ رہے ہیں۔" [1]

عباس بن مرداس رضی اللہ عنہ نے کہا:

قَوْمٌ هُمْ نَصَرُوا الرَّحْمَانَ وَاتَّبَعُوا ۔۔۔ دِيْنَ الرَّسُوْلِ وَأَمْرُ النَّاسِ مُشْتَجَرٌ

"بنی سلیم وہ قوم ہیں، جنھوں نے رحمان کی مدد کی اور رسول کے دین کی پیروی کی اور لوگوں کا (معاملہ) کام آپس میں جھگڑنا ہے۔" [2]

---

[1] مصدر سابق (ص: ۱۴۶) ابن العربی محمد بن عبداللہ أحکام القرآن (۳/ ۱۴۲۷) القرطبي: الجامع لأحكام القرآن (۱۳/ ۱٤٦) قرطبی میں صرف پہلے چار اشعار ہیں۔ ابن الأثیر: أسد الغابة (٤/ ٦٨٢)

آدم وحوا سے شجرِ ممنوعہ کھانے کے باعث جب جنتی لباس چھین لیا گیا تو ان دونوں نے اپنے اجسام کو جنتی پتوں سے ڈھانپنا شروع کیا اس سلسلے وہ دونوں اپنے جسم کے ساتھ پتے چپکاتے تھے جیسا کہ درج ذیل آیت سے واضح ہے۔ ﴿فَلَمَّا ذَاقَا الشَّجَرَةَ بَدَتْ لَهُمَا سَوْاٰتُهُمَا وَ طَفِقَا يَخْصِفٰنِ عَلَيْهِمَا مِنْ وَّرَقِ الْجَنَّةِ﴾ [الأعراف: ٢٢] "پس جب ان دونوں نے درخت چکھا تو ان کے لیے ان کی شرم گاہیں ظاہر ہوگئیں۔ تو وہ دونوں اپنے آپ کو جنت کے پتوں سے ڈھانپنے لگے۔"

[2] الشنقيطی، محمد أمين بن محمد المختار، الجكنی؛ أضواء البيان (٣/ ٢١٨) عالم الكتب، بيروت. حضرت عباس بن مرداس نے اپنے قبیلہ بنی سلیم کی شرافت و بزرگی بیان کرتے ہوئے یہ شعر کہا تھا۔ (الشنقيطی: أضواء البيان: ٣/ ٢١٧) درج بالا شعر کے علاوہ ان کے مزید تین اشعار، جو انھوں نے اسی سلسلے میں کہے، اس شعر کے ساتھ مندرج ہیں، جو کہ یہ ہیں:

واذكر بلاء سليم فی مواطنها ۔۔۔ ففی سليم لأهل الفخر مفتخر

لا يغرسون فسيل النخل وسطهم ۔۔۔ ولا تخاور فی مشتاهم البقر

الا سوابح كالعقبان مقربة ۔۔۔ فی دارة حولها الأخطار والعكر

حضرت عباس بن مرداس رضی اللہ عنہ نے کہا:

رَأَیْتُكَ یَاخَیْرَ الْبَرِیَّةِ کُلِّهَا　　نَشَرْتَ کِتَابًا جَاءَ بِالْحَقِّ مُعَلِّمَا
سَنَنْتَ لَنَا فِیْهِ الْهُدٰی بَعْدَ جَوْرِنَا　　عَنِ الْحَقِّ لَمَّا أَصْبَحَ الْحَقُّ مُظْلِماً
فَمَنْ مُّبَلِّغٌ عَنِّی النَّبِیَّ مُحَمَّدًا　　وَکُلُّ امْرِیءٍ یُّجْزٰی بِمَا قَدْ تَکَلَّمَا
تَعَالٰی عُلُوًّا فَوْقَ عَرْشِ اِلٰهُنَا　　وَکَانَ مَکَانُ اللّٰهِ أَعْلٰی وَأَعْظَمَا

”میں نے آپ ﷺ کو دیکھا اے تمام مخلوق سے بہترین! آپ ﷺ نے اس کتاب کو بطور معلم پھیلایا جو حق لائی۔ ہمارے حق سے پھر نے اور منحرف ہونے کے بعد جب حق تاریک ہو گیا تھا آپ ﷺ نے ہمارے لیے اس میں ہدایت کا طریقہ وراستہ بنایا۔ پس میری طرف سے نبی محمد ﷺ کو پہنچا دو کہ ہر آدمی کو اس کے مطابق جو اس نے گفتگو کی بدلہ دیا جاتا ہے۔ اور ہمارا الہ عرش پر بلند ہے اور اللہ کا مکان بلند اور عظیم ہے۔“[1]

نقوشِ سیرت: آپ ﷺ ساری مخلوق میں سے افضل ترین ہیں، وہ کتاب جو آپ ﷺ لائے ہیں تعلیمات حقہ پر مشتمل ہے۔

عباس بن مرداس نے کہا:

یَا خَاتَمَ النَّبَاءِ اِنَّكَ مُرْسَلٌ　　بِالْخَیْرِ کُلَّ هُدَی السَّبِیْلِ هَدَاکَا
اِنَّ الْاِلٰهَ بَنٰی عَلَیْكَ مَحَبَّةً　　فِیْ خَلْقِهٖ وَ مُحَمَّداً سَمَّاکَا

”اے خاتم النبین! بلاشبہ آپ بھلائی کے ساتھ بھیجے گئے ہیں۔ ہر ہدایت آپ کی ہدایت ہے۔ بے شک اللہ تعالیٰ نے اپنی مخلوق میں آپ پر محبت کی بنا رکھی اور آپ کا نام محمد رکھا۔“[2]

---

[1] ابن العربي، محمد بن عبداللہ أبو بکر، أحکام القرآن (۳/ ۱۴۳۰، ۱۴۳۱) عیسی البابی الحلبی وشرکاؤہ.

[2] القرطبي: الجامع لأحکام القرآن (٤/ ۲۲۲)

نقوشِ سیرت: آپ ﷺ بھلائی کے ساتھ بھیجے گئے ہیں۔ آپ ﷺ ہدایت کا سرچشمہ ہیں۔ چونکہ اللہ تعالیٰ کو آپ سے بے حد محبت ہے، اس لیے آپ ﷺ کا نام محمد ﷺ رکھا ہے۔

حضرت عبداللہ بن جحش رضی اللہ عنہ نے کہا:

تَعُدُّوْنَ قَتْلًا فِی الْحَرَامِ عَظِیْمَةً ۔۔۔ وَاَعْظَمُ مِنْهُ لَوْ یَرَی الرُّشْدَ رَاشِدٌ
صُدُوْرُکُمْ عَمَّا یَقُوْلُ مُحَمَّدٌ ۔۔۔ وَکُفْرٌ بِهٖ وَاللّٰهُ رَاءٍ وَّشَاهِدٌ
وَ اِخْرَاجُکُمْ مِنْ مَّسْجِدِ اللّٰهِ اَهْلَهٗ ۔۔۔ لِئَلَّا یُرَی لِلّٰهِ فِی الْبَیْتِ سَاجِدٌ
فَاِنَّا وَاِنْ عَیَّرْتُمُوْنَا بِقَتْلِهٖ ۔۔۔ وَاُرْجِفَ بِالْاِسْلَامِ بَاغٍ وَّحَاسِدٌ
سَقَیْنَا مِنِ ابْنِ الْحَضْرَمِیِّ رِمَاحَنَا ۔۔۔ بِنَخْلَةٍ لَّمَّا اَوْقَدَ الْحَرْبَ وَاقِدٌ
ذَماً وّ ابْنُ عَبْدِاللّٰهِ عُثْمَانُ بَیْنَنَا ۔۔۔ یُنَازِعُهٗ غِلٌّ مِّنَ الْقَدِّ[1] عَانِدٌ

''حرمت والے مہینے میں تم قتل کو گناہ کبیرہ شمار کرتے ہو، حالانکہ تمھارا اس حق سے روکنا جو محمد ﷺ کہتے ہیں اور اس حق کا تمھارا کفر کرنا اس قتل سے، جو حرمت والے مہینے میں ہو، زیادہ بڑا گناہ ہے کہ اگر کوئی ہدایت یافتہ دیکھے اور اللہ دیکھنے والا اور شاہد ہے۔ اسی طرح اے کفارِ مکہ! تمھارا اللہ کے گھر سے اس کے اہل کو نکالنا حرمت والے مہینے میں قتل کرنے سے زیادہ بڑا گناہ ہے۔ تاکہ اللہ کے گھر میں اللہ کو کوئی سجدہ کرنے والا نہ دیکھا جا سکے۔ نخلہ کے مقام پر جب لڑائی بھڑکانے والے

---

[1] القرطبي، محمد بن أحمد، الانصاري: الجامع لأحكام القرآن (٣/ ٤٦)

* قد کا مطلب ہے ایک چمڑے کا برتن، کوڑا بغیر دباغت دیے ہوئے، چمڑے کا تسمہ، ''قد یقد قداً'' پیٹ میں درد ہونا۔ قاضی زین العابدین: بیان اللسان (ص: ٦٠٧) المنجد (ص: ٧٨٠_٧٨١، مترجم)

نے لڑائی کو بھڑکایا تو بلاشبہ ہم نے اپنے نیزوں کو ابن الحضرمی کا خون پلایا اگرچہ تم نے ہمیں اس کے قتل کی عار دلائی اور باغی و حاسد اسلام سے کانپ اٹھے۔ اور عبداللہ کے بیٹے عثمان ہمارے درمیان ہیں اور کینہ وعناد رکھنے والا پیٹ کی درد کی وجہ سے ان سے نزاع کرتا ہے۔''

نقوشِ سیرت: حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا ہر حرف، ہر لفظ اور ہر جملہ برحق، سچا اور وحی ہے۔

حضرت عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہ نے کہا:

إِنِّيْ تَوَسَّمْتُ فِيْكَ الْخَيْرَ أَعْرِفُ وَاللّٰهُ يَعْلَمُ أَنِّيْ ثَابِتُ الْبَصَرِ

''بلاشبہ میں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم میں بھلائی پہچان کر فراست سے معلوم کرلیا اور اللہ تعالیٰ جانتا ہے کہ میں درست نگاہ والا ہوں۔''[1]

نکتۂ مترشحہ: ذات رسول صلی اللہ علیہ وسلم تمام حسنات کا سرچشمہ تھی جسے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی حقیقت شناس نگاہیں بھانپ لیتی تھیں اور پھر صحابہ رضی اللہ عنہم اپنا تن من دھن آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر نچھاور کرنے سے بھی گریزپا نہیں ہوتے تھے۔

عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہ نے کہا:

وَثَبَّتَ * اللّٰهُ مَا آتَاكَ مِنْ حُسْنٍ فِي الْمُرْسَلِيْنَ وَنَصْرًا * كَالَّذِيْ نُصِرُوْا

''اور رسولوں کے مابین اللہ نے جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو حسن عطا کیا ہے۔ اس کو اللہ ثابت رکھے اور جس طرح ان کی مدد کی گئی ہے ویسے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی مدد کرے۔''[2]

---

[1] القرطبي: الجامع لأحكام القرآن (۱۰/ ۴۳) ''النظر'' یہ عبارت ''أضواء البيان في إيضاح القرآن بالقرآن'' (۳/ ۱۵۸) پر بھی ہے، لیکن وہاں ''ثابت البصر'' کی جگہ ''ثابت النظر'' ہے۔

* فتح القدیر میں ''و'' کے بغیر ثبت ہے ''ونصراً'' مثل ''نصرا'' ہے۔

[2] ابن كثير: تفسير القرآن العظيم (۲/ ۱۹۲) شوكانی، محمد بن علی بن محمد: فتح القدير (٤/ ۱۲۳)

عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہ نے صلح حدیبیہ کے موقع پر یہ اشعار کہے:

بِاسْمِ الَّذِیْ لَا دِیْنَ اِلَّادِیْنُهٗ   بِاسْمِ الَّذِیْ مُحَمَّدٌ رَسُوْلُهٗ

خَلُّوْا بَنِی الْكُفَّارِ عَنْ سَبِیْلِهٖ   اَلْیَوْمَ نَضْرِبُكُمْ عَلٰی تَاوِیْلِهٖ*

كَمَا ضَرَبْنَاكُمْ عَلٰی تَنْزِیْلِهٖ   ضَرْبًا یُّزِیْلُ الْهَامَّ عَنْ مَقِیْلِهٖ

وَیُذْهِلُ الْخَلِیْلَ عَنْ خَلِیْلِهٖ   قَدْ أَنْزَلَ الرَّحْمَانُ فِیْ تَنْزِیْلِهٖ

فِیْ صُحُفٍ، تُتْلٰی عَلٰی رَسُوْلِهٖ   بِأَنَّ خَیْرَ الْقَتْلِ فِیْ سَبِیْلِهٖ

یَا رَبِّ اِنِّیْ مُؤْمِنٌ بِقِیْلِهٖ

* تفسیر الخازن (۵/۱۳۰) پر "تنزیلہ" ہے۔

عبداللہ بن ابی بکر حزم نے بیان کیا کہ عمرۃ القضاء میں جب رسول اللہ ﷺ مکہ میں داخل ہوئے تو عبداللہ بن رواحہ آپ کی اونٹنی کی نکیل پکڑے ہوئے تھے اور ساتھ کہہ رہے تھے۔

خلوا بنی الکفار عن سبیله   انی شهید انه رسوله

خلوا فکل الخیر فی رسوله   یا رب انی مومن بقیله

نحن قتلناکم علی تاویله   کما قتلناکم علی تنزیله

ضربا یزیل الهام عن مقیله   ویذهل الخلیل عن خلیله

انس بن مالک بیان کرتے ہیں کہ عمرۃ القضاء کی ادائیگی کے سلسلے میں رسول اللہ ﷺ جب مکہ میں داخل ہوئے تو اس وقت عبداللہ بن رواحہ آپ کی اونٹنی کی رکاب پکڑے ہوئے تھے اور ساتھ کہہ رہے تھے۔

خلوا بنی الکفار عن سبیله   قد نزل ام رحمان فی تنزیله

بان خیر القتل فی سبیله   یا رب انی مومن بقیله

نحن قتلناکم علی تاویله   کما قتلناکم علی تنزیله

الیوم نضربکم علی تاویله   ضربا یزیل الهام عن مقیله

ویذهل الخلیل عن خلیله

(ابن کثیر: مصدر سابق، ص: ۲۰۲)

''اس ذات کے نام کے ساتھ (ہم جملہ امورِ خیر سرانجام دیتے ہیں) کہ اس کے دین کے سوا کوئی اور دین سچا نہیں ہے، اس ذات کے نام کے ساتھ محمد جس کے رسول ہیں اے کفار کے بیٹو! اس رسول کا راستہ خالی کر دو، آج ہم تمھیں اس کی تاویل کے مطابق ماریں گے جیسا کہ ہم نے تمھیں اس اللہ کی اتاری ہوئی کتاب کے مطابق اتنا شدید مارا کہ اس مارنے نے کھوپڑیوں کو ان کے مقام سے زائل کر دیا اور دوست کو دوست سے غافل کر دیا، بلاشبہ رحمان نے اپنی کتاب میں اور ان صحیفوں میں، جو اس کے رسول پر تلاوت کیے جاتے ہیں، یہ نازل کیا ہے کہ بہترین لڑائی وہ ہے جو اس کی راہ میں ہو۔ اے میرے رب! میرا اس رسول ﷺ کی بات پر ایمان ہے کہ وہ برحق ہے۔''[1]

نقوشِ سیرت: حضرت محمد ﷺ اللہ تعالیٰ کے رسول ہیں، ان پر اللہ تعالیٰ نے کتابِ ہدایت نازل فرمائی ہے، صحابہ کی صلح و جنگ قرآنی تعلیمات کی روشنی ہوتی تھی۔

عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہ نے حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کا مرثیہ کہتے ہوئے کہا:

رَسُوْلُ اللّٰهِ مُصْطَبِرٌ كَرِيْمٌ بِأَمْرِ اللّٰهِ يَنْطِقُ اِذْ يَقُوْلُ

''اللہ کے رسول ﷺ باعزت صبر کرنے والے ہیں، جب بھی کچھ کہتے ہیں اللہ کے حکم سے بولتے ہیں۔''[2]

حضرت عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہ نے کہا:

وَفِيْنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ يَتْلُوْ كِتَابَهٗ اِذَا انْشَقَّ مَعْرُوْفٌ مِّنَ الصُّبْحِ سَاطِعٌ

يَبِيْتُ يُجَافِيْ جَنْبَهٗ عَنْ فِرَاشِهٖ اِذَا اسْتَثْقَلَتْ بِالْمُشْرِكِيْنَ الْمَضَاجِعُ

[1] ابن کثیر: مصدر سابق (ص:۲۰۱)

[2] القرطبي، محمد بن أحمد الأنصاري، الجامع لأحكام القرآن (٤/ ١٨٨)

*أَرَانَا الْهُدٰى بَعْدَ الْعُمٰى فَقُلُوْبُنَا بِهٖ مُوْقِنَاتٌ مَّا اِذَا قَالَ وَاقِعٌ

''اور ہم میں اللہ تعالیٰ کے رسول ہیں اور ہم اس کی کتاب تلاوت کرتے ہیں، جب فجر طلوع ہوتی ہے آپ ﷺ اپنے پہلو کو فراش بستر سے علاحدہ رکھتے ہوئے گزارتے ہیں، جبکہ مشرکین گہری نیند میں ہوتے ہیں۔ آپ ﷺ جہالت کے بعد ہدایت لے کر آئے ہیں۔ پس ہمارے دل اس پر یقین رکھتے ہیں کہ جو بات آپ ﷺ فرماتے ہیں وہ واقع ہو کر رہتی ہے۔''[1]

عبداللہ بن الزبعری رضی اللہ عنہ نے کہا:

يَا رَسُوْلَ الْمَلِيْكِ اِنَّ لِسَانِىْ رَاتِقٌ مَّا فَتَقْتُ اِذْ أَنَا بُوْرٌ
اِذْ أُبَارِى الشَّيْطَانَ فِىْ سُنَنِ الْغَيِّ وَمَن مَّالَ مَيْلَهٗ مَثْبُوْرٌ

''اے اللہ کے رسول! بے شک میری زبان (کلمۂ شہادت) سے بند تھی میں نہ کھول سکا جس وقت میں ہلاکت میں تھا۔ یعنی جب میں شیطان کے برابر گمراہی کے راستوں میں چلتا تھا اور جو شخص اس کی طرف جھکا برباد ہوا۔''[2]

---

* القرطبي: محمد بن أحمد الأنصاري، الجامع لأحكام القرآن (١٤/ ١٠٠) تفسير القرطبي میں صرف پہلے دو اشعار ہیں۔

* تفسير الخازن (٥/ ٢٢٥) پر پہلے شعر کے بعد تیسرا شعر ''الا أنا الهدى...'' ہے۔ اسی طرح ابن کثیر (٣/ ٤٥٩) پر ہے۔

[1] ابن كثير: تفسير القرآن العظيم (٣/ ٤٥٩)

[2] القرطبي: محمد بن أحمد الأنصاري، الجامع لأحكام القرآن (١٣/ ١١) ابن كثير، إسماعيل بن كثير، القرشي، الدمشقي تفسير القرآن العظيم (٣/ ٣٥٥) مصدر سابق (ص: ١٩٩) مصدر سابق (ص: ٣١٢)

حضرت علی رضی اللہ عنہ نے کہا:

نَصَرَ الْحِجَارَةَ مِنْ سَفَاهَةِ رَأْيِهِ   وَنَصَرْتُ دِيْنَ مُحَمَّدٍ بِضِرَابِ

نَازَلْتُهُ فَتَرَكْتُهُ مُتَجَدِّلًا   كَالْجِذْعِ بَيْنَ دَكَادِكٍ وَرَوَابِي

وَعَفَفْتُ عَنْ أَثْوَابِهِ وَلَوْ أَنَّنِي   كُنْتُ الْمُقَطَّرَ بَزَّنِي أَثْوَابِي

لَا تَحْسَبَنَّ اللّٰهَ خَاذِلَ دِيْنِهِ   وَنَبِيِّهِ يَا مَعْشَرَ الْأَحْزَابِ

”اس (عمرو بن ود) نے اپنی رائے کی حماقت کی بدولت پتھر کی مدد کی۔ اور میں نے درست رائے کے باعث محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے رب کی مدد کی۔ پس اس کو سخت زمین اور ٹیلوں کے درمیان پڑی ہوئی ٹہنی کی طرح پچھڑا ہوا چھوڑ کر (میں میدانِ جنگ سے) واپس لوٹا اور میں اس کے کپڑوں کے اتارنے سے باز رہا۔ اگر میں غضبناک تھا اور اس نے مجھ سے میرے کچھ کپڑے چھین لیے (تلوار کے وار سے پھاڑ کر رکھ دیے) اے گروہ احزاب! تم اللہ کی بابت یہ گمان مت کرو کہ اللہ اپنے دین اور اپنے نبی کو بے یار و مددگار چھوڑ دے گا۔“[1]

عمرو بن سالم خزاعی رضی اللہ عنہ نے کہا:

يَارَبِّ!* اِنِّيْ نَاشِدٌ مُحَمَّدًا   حَلْفَ أَبِيْنَا وَأَبِيْهِ الْأَتْلَدَا

كُنْتَ لَنَا أَبًا وَكُنَّا وَلَدًا   ثَمَّتَ أَسْلَمْنَا وَلَمْ نَنْزِعْ يَدًا

فَانْصُرْ هُدَاكَ وَاللّٰهِ نَصْرًا عَتِدًا*   وَادْعُوْ عِبَادَ اللّٰهِ يَأْتُوا مَدَدًا

*فِيْهِمْ رَسُوْلُ اللّٰهِ قَدْ تَجَرَّدَا   أَبْيَضَ مِثْلَ الشَّمْسِ يَنْمُوْ صَعِدًا

---

[1] القرطبي: محمد بن أحمد الأنصاري الجامع لأحكام القرآن (١٤/ ١٣٤) ابن العربي: أحكام القرآن (٣/ ١٥٠٠، ١٥٠١) أحكام القرآن لابن عربي میں "بضراب" کی جگہ "بصواب" اور "نازلته فتركته" کی جگہ "فصدرت حين تركته" ہے۔

*اِنْ سِیْمَ خَسْفًا وَّجْهُهٗ تَرَبَّدَا فِیْ فَیْلَقٍ کَالْبَحْرِ یَجْرِیْ مُزْبَدَا

اِنَّ قُرَیْشًا أَخْلَفُوْكَ الْمَوْعِدَا وَنَقَضُوْا مِیْثَاقَكَ الْمُوَكَّدَا

وَزَعَمُوا أَنْ لَّسْتَ* تَدْعُوْ أَحَدًا وَهُمْ أَذَلُّ وَأَقَلُّ عَدَدًا

هُمْ بَیَّتُوْنَا* بِالْوَتِیْرِ هُجَّدًا وَقَتَلُوْنَا رُکَّعًا وَّسُجَّدًا

''اے میرے رب! میں محمد ﷺ کو قسم دلاؤں گا اپنے اور ان کے باپ دادا کی۔ اے محمد ﷺ! آپ ہمارے باپ ہیں اور ہم آپ ﷺ کی اولاد ہیں۔ ہم اسلام لائے اور سرکشی نہیں کی۔ پس میں رسول اللہ ﷺ کی پوری مدد کروں گا اور اللہ کے بندوں کو مدد کے لیے بلاؤں گا۔ ان میں رسول اللہ ﷺ ہیں۔ جو سورج کی مانند روشن ہیں اور بلندیوں پر اکیلے فائز ہیں۔ ان کا چہرہ اللہ کے خوف سے متغیر ہو جاتا ہے گویا کہ دربار پر کف بہہ رہا ہے۔ اے اللہ! قریش نے تجھ سے وعدہ خلافی کی اور تیرا وعدہ توڑ دیا اور کہتے ہیں کہ تو کسی کو اپنی طرف نہیں بلاتا اور وہ لوگ بہت ذلیل و قلیل ہیں۔ انھوں نے مقامِ کدا میں ہمارے لیے کمین گاہ قائم کی ہے۔ انھوں نے مقام وتیر میں شب خون مارا اور بحالتِ نماز ہمیں قتل کیا۔''[1]

کعب بن زہیر رضی اللہ عنہ نے انصار کی مدح کرتے ہوئے کہا:

* ''لاھم'' ''ابداً''

فیهم رسول الله قد تجردا فی فلیق کالبحر یجری مزبدا

ابیض مثل الشمس یسموا صعدا ان سیم خسفاص وجمعة تربدا

''تحبی'' ''بالحطیم'' (تفسیر الخازن: ۳/ ۵۸)

[1] القرطبي، محمد بن أحمد، الأنصاري، الجامع لأحکام القرآن (۸/ ۶۵)

مَنْ سَرَّهُ كَرَمُ الْحَيَاةِ فَلَا يَزَلْ فِيْ مَقْنَبٍ مِّنْ صَالِحِي الْأَنْصَارِ
وَرِثُوا الْمَكَارِمَ كَابِرًا عَنْ كَابِرٍ إِنَّ الْخِيَارَ هُمْ بَنُو الْأَخْيَارِ
الْمُكْرِمِيْنَ بِالسَّمْهَرِيِّ بِأَذْرُعٍ كَسَوَافِلِ الْهِنْدِيِّ غَيْرِ قِصَارٍ
وَالنَّاظِرِيْنَ بِأَعْيُنٍ مُّحْمَرَّةٍ كَالْجَمْرِ غَيْرِ كُلَيْةِ الْأَبْصَارِ
وَالْبَائِعِيْنَ نُفُوْسَهُمْ لِنَبِيِّهِمْ لِلْمَوْتِ يَوْمَ تَعَانُقٍ وَكَرَّارٍ
يَتَطَهَّرُوْنَ يَرَوْنَهُ نُسُكًا لَّهُمْ بِدِمَاءِ مَنْ عَلِقُوْا مِنَ الْكُفَّارِ
دَرَّبُوْا كَمَا دَرَّبَت بِبَطْنٍ خُفْيَةٍ غُلْبَ الرِّقَابِ مِنَ الْأُسُوْدِ ضِوَارٌ
وَإِذَا حَلَّلْتَ لِيَمْنَعُوْكَ إِلَيْهِمْ أَصْبَحْتَ عِنْدَ مَعَاقِلِ الْأَغْفَارِ
ضَرَبُوْا عَلَيْنَا يَوْمَ بَدْرٍ ضَرْبَةً دَانَتْ لِوَقْعَتِهَا جَمِيْعُ نِزَارٌ
لَوْ يَعْلَمُ الْأَقْوَامُ عِلْمِيْ كُلَّهُ فِيْهِمْ لَصَدَّقَنِي الَّذِيْنَ أُمَارِيْ
قَوْمٌ إِذَا خَوَتِ النُّجُوْمُ فَإِنَّهُمْ لِلطَّارِقِيْنَ النَّازِلِيْنَ مَقَارِيْ

''جسے زندگی کی بزرگی و عظمت خوش کرتی ہے تو وہ انصار کی صالحین کی جماعت میں ہمیشہ رہے۔ غور کرنے والے سردار سے وہ مکارم کے وارث بنے۔ بلاشبہ ان کے اخیار ہی بنو الاخیار اور مکرمین ہیں، جو ہندی لمبے نیزوں کی طرح پچھلے حصوں کے لمبے نیزوں کو اٹھاتے ہیں اور انگاروں کی طرح سرخ آنکھوں سے دیکھتے ہیں اور اپنے نبی کے لیے سخت اور گھمسان کی لڑائی کے دن اپنے نفوس کو موت کے عوض بیچتے ہیں۔ وہ پاکیزہ ہیں اور وہ لوگ جو کفار سے گہری محبت کرتے ہیں ان کے خون کو بہانا اپنے لیے عبادت تصور کرتے ہیں۔ اور اس طرح ماہر ہیں جیسے پھاڑنے والے شیروں کے گنجان وادی میں پٹھے مضبوط و ماہر ہوتے

ہیں۔ اور جب وہ (پھاڑنے والے شیر یعنی انصار) اترتے ہیں تاکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا دفاع کریں تو وہ پہاڑی بکریوں کے بچوں کے بلند پہاڑوں کے نزدیک صبح کرتے ہیں۔ بدر کے دن انھوں نے انتہائی بلند و سخت ضرب لگائی تو اس کے وقوع کے وقت تمام کم ہمت لوگ کم ہو گئے۔ اگر اقوام میرے تمام علم کا ادراک کر لیتیں تو اس چیز کی تصدیق کرتیں جس کا میں ان (انصار) کی بابت دعویٰ کر رہا ہوں۔ وہ ایسی قوم ہیں کہ جب ستارے گر جاتے ہیں تو رات کے وقت آنے والوں کے لیے جائے قرار بنتے ہیں۔"[1]

کعب بن مالک رضی اللہ عنہ نے کہا:

أَعْلِمْ رَسُوْلَ اللّٰهِ أَنَّكَ مُدْرِكِيَّ وَإِنَّ وَعِيْدًا مِّنْكَ كَالْأَخْذِ بِالْيَدِ

"اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو بتا دو کہ وہ مجھے پکڑ لیں گے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی وعید ایسے ہی ہے، جیسے: عملاً وقوع پذیر ہو گئی ہو۔"[2]

مالک بن عوف النضری رضی اللہ عنہ نے کہا:

مَا إِنْ رَّأَيْتُ وَلَا سَمِعْتُ بِمِثْلِهِ فِي النَّاسِ كُلِّهِمْ بِمِثْلِ مُحَمَّدِ

أَوْفٰى وَأَعْطٰى لِلْجَزِيْلِ إِذَا اجْتُدٰى وَمَتٰى يَشَأْ يُخْبِرْكَ عَمَّا فِيْ غَدِ

وَإِذَا الْكَتِيْبَةُ عَرَّدَتْ أَنْيَابَهَا بِالسَّمْهَرِيِّ وَضَرْبِ كُلِّ مُهَنَّدِ

فَكَأَنَّهُ لَيْثٌ عَلٰى أَشْبَالِهِ وَسْطَ الْمَبَائَةِ خَادِرٌ فِيْ مَرْصَدِ

"لوگوں میں محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی مثل نہ میں نے دیکھا اور نہ کسی کو سنا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے وعدہ پورا کیا۔ پھر عطیہ مانگنے والے کو وافر عطا کیا اور

[1] القرطبي: محمد بن أحمد، الأنصاري، الجامع لأحكام القرآن (٨/ ٦٦، ٦٧)

[2] الشوكاني: فتح القدير (١/ ١٢٠)

جب وہ چاہیں گے اس چیز کے بارے میں جو آئندہ کل ہونے والی ہے تمھیں خبر دیں گے اور جب لشکر کے بیٹے مضبوط نیزے اور ہر ہندی تلوار کے ساتھ ضرب لگاتے ہیں تو آپ ﷺ گھات میں ایک خوبصورت شیر ہیں، جو وقار کے ساتھ اپنے بچوں کی نگہداشت کے لیے ان پر موجود ہو۔"[1]

[1] ابن کثیر: مصدر سابق (۲/ ۳۴۵)

فصل دوم:

حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ کے نعتیہ اشعار سے استشہاد

تعارف:

اس فصل میں حضرت حسان رضی اللہ عنہ کے نعتیہ ذخیرے میں سے چند اشعار نقوشِ سیرت کے استشہاد کے طور پر، پیش کیے گئے ہیں۔ حضرت حسان رضی اللہ عنہ کے نعتیہ اشعار کو نقوشِ سیرت کے استشہاد کے طور پر اس باب کی فصل اول (کتبِ تفاسیر میں صحابہ کے نعتیہ کلام سے استشہاد) اور اس فصلِ دوم میں پیش کیا گیا ہے۔ اور تکرار سے احتراز کی غرض سے حتی المقدور جن اشعار کو فصلِ اول میں درج کیا گیا ہے، انھیں فصلِ دوم میں درج نہیں کیا گیا۔ بابِ سوم کی فصلِ چہارم (مراثی الصحابہ کی روشنی میں ذات رسول صلی اللہ علیہ وسلم) میں حضرت حسان کے جو مراثی درج کیے گئے ہیں، انھیں بھی اس فصل میں بے جا تکرار سے احتراز کی غرض سے درج نہیں کیا گیا۔ اس کتاب کے باب سوم اور بابِ چہارم کی پہلی دو فصلوں کے مطالعے سے یہ نتیجہ باسہولت اخذ کیا جا سکتا ہے کہ حضرت حسان رضی اللہ عنہ کے نعتیہ اشعار سیرتِ طیبہ کا مستقل، مستند اور معتبر ماخذ ہیں۔

حضرت حسان رضی اللہ عنہ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی مدح سرائی کرتے ہوئے کہا:

نَصَرْنَا بِهَا خَيْرَ الْبَرِيَّةِ كُلِّهَا   إِمَامًا وَّوَقَّرْنَا الْكِتَابَ الْمُنَزَّلَا

نَصَرْنَا وَآوَيْنَا وَقَوْمَ ضَرَبُنَا   لَهٗ بِالسُّيُوْفِ مَيْلَ مَنْ كَانَ أَمْيَلَا

''ہم نے دنیا کے بہترین انسان حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی مدد کا اعزاز حاصل

کیا جو کہ انسانیت کے امام ہیں۔ ہم نے قرآن مجید کی تعظیم کی اور اس پر
ایمان لائے۔ ہم نے ان کی نصرت کی۔ انھیں اپنے پاس ٹھہرایا اور ہماری
تلواروں نے ان کو قوت بخشی۔"[1]

اشعار کا موقع محل: اساسی طور پر ان اشعار میں اور ان کے علاوہ دوسرے اشعار میں جو حضرت حسان نے بحرِ طویل میں کہے ہیں انصار کی بہادری۔ سرزمین مدینہ کی نبی کریم ﷺ اور حضرت صحابہ کے لیے سازگاری اور انصار مدینہ کی نبی کریم ﷺ کی نصرت و یاوری بیان کی ہے۔

نکاتِ مترشحہ: حضرت محمد ﷺ بہترین انسان اور انسانیت کے امام ہیں، چونکہ حضرت محمد ﷺ اللہ کے سچے رسول اور قرآن حکیم اللہ تعالیٰ کی سچی کتاب ہے، اس لیے انصارِ مدینہ نے نبی کریم ﷺ کی ہر طرح سے مدد کی ہے۔

وَأَحْسَنَ مِنْكَ لَمْ تَرَقَطُّ عَيْنِىْ　　وَأَجْمَلَ مِنْكَ لَمْ تَلِدِ النِّسَاءُ
خُلِقْتَ مُبَرَّأً مِّنْ كُلِّ عَيْبٍ　　كَأَنَّكَ قَدْ خُلِقْتَ كَمَا تَشَاءُ

"اور (اے نبی ﷺ) آپ سے زیادہ حسین میری آنکھ نے کبھی دیکھا
ہی نہیں۔ اور آپ سے زیادہ خوبصورت کسی عورت نے کبھی جنا ہی نہیں۔
آپ ہر عیب سے پاک جنے گئے ہیں۔ گویا کہ آپ ﷺ یقیناً ویسے پیدا
کیے گئے جیسے آپ چاہتے تھے۔"[2]

---

[1] شرح دیوان حسان بن ثابت الانصاری (ص: ۴۱۱) دیوان حضرت حسان بن ثابت انصاری (ص: ۴۵۷، مترجم)

[2] شرح دیوان حسان بن ثابت الانصاری (ص: ٦٦) دیوان حضرت حسان بن ثابت انصاری (ص: ٥٦)

کسی شاعر نے حضرت حسان رضی اللہ عنہ کے ان اشعار کا ترجمہ شعر میں اس طرح کیا ہے۔ ←

نقوشِ سیرت: آپ ﷺ سب سے زیادہ حسین و جمیل اور خوبرو و خوبصورت ہیں آپ ﷺ ہر عیب و نقص سے منزہ اور مطہر ہیں۔

شَهِدتُّ بِإِذنِ اللّٰهِ أَنَّ مُحَمَّدًا رَسُولُ الَّذِي فَوقَ السَّمٰوٰتِ مِنْ عَلُ
وَأَنَّ أَبَا يَحْيٰى وَعِيسٰى كِلَاهُمَا لَهٗ عَمَلٌ فِي دِينِهٖ مُتَقَبَّلُ

''میں اللہ کے حکم سے اس بات کی گواہی دیتا ہوں کہ حضرت محمد ﷺ اس اللہ کے رسول ہیں جو آسمانوں کے اوپر عرش پر بلند ہے، میں اس بات کی بھی گواہی دیتا ہوں کہ ابو یحیٰ اور عیسیٰ علیہما السلام کا عمل حضور ﷺ کے دین میں قابلِ قبول ہے۔''[1]

نقوشِ سیرت: محمد ﷺ اللہ کے رسول ہیں، سابقہ انبیا جیسے عیسیٰ اور ابو یحیٰ کی دینی مساعی بارگاہِ رب ارض وسماء میں مقبول ہیں۔

← تجھ سا حسین آنکھ نے دیکھا نہیں کبھی — تجھ سا جمیل ماؤں نے اب تک نہیں جنا
ہر عیب سے بری تجھے پیدا کیا گیا — تو چاہتا تھا جس طرح ویسے ہی بنا
(محمد اویس، سرور مولانا دیوان حضرت حسان بن ثابت انصاری، ص: ۵۸، مترجم)

[1] دیوان حضرت حسان بن ثابت انصاری (ص: ۴۰۴، مترجم)

درج بالا اشعار کے علاوہ حضرت حسان رضی اللہ عنہ نے تین اشعار مزید اسی بحر میں ان کے ساتھ مزید کہے جن میں عیسیٰ بن مریم اور ہود علیہما السلام کی حقانیت کی گواہی اور عزیٰ نامی بت کے پجاریوں کی گمراہی کی انھوں نے گواہی دی ہے۔ (دیوان حضرت حسان بن ثابت انصاری، ص: ۴۰۴، ۴۰۵، مترجم، شرح دیوان حسان بن ثابت الانصاری، ص: ۳۷۵، ۳۷۶)

یحیٰ سے مراد حضرت یحیٰ علیہ السلام ہیں۔ نصاری انھیں یوحنا معمدان کے نام سے یاد کرتے ہیں۔ ابو یحیٰ سے مراد حضرت زکریا علیہ السلام ہیں۔ (عبدالرحمان البرقوقی: حاشیہ شرح دیوان حسان بن ثابت الانصاری، ص: ۳۷۵۔ محمد اویس سرور، مولانا دیوان حضرت حسان بن ثابت انصاری، ص: ۴۰۴، مترجم)

حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ نے کہا:

أَغَرُّ عَلَيْهِ لِلنُّبُوَّةِ خَاتَمٌ — مِنَ اللّٰهِ مَشْهُوْدٌ يَلُوْحُ وَيَشْهَدُ

وَضَمَّ الْاِلٰهُ اسْمَ النَّبِيِّ اِلَى اسْمِهٖ — اِذَا قَالَ الْمُؤَذِّنُ فِي الْخَمْسِ أَشْهَدُ

وَشَقَّ لَهٗ مِنِ اسْمِهٖ لِيُجِلَّهٗ — فَذُو الْعَرْشِ مَحْمُوْدٌ وَّهٰذَا مُحَمَّدٌ

نَبِيٌّ أَتَانَا بَعْدَ يَاسٍ وَّفَتْرَةٍ — مِنَ الرُّسْلِ وَالْأَوْثَانُ فِي الْأَرْضِ تُعْبَدُ

فَأَمْسٰى سِرَاجًا مُّنِيْرًا وَّهَادِيًا — يَلُوْحُ كَمَا لَاحَ الصَّقِيْلُ الْمُهَنَّدُ

وَأَنْذَرَنَا نَاراً وَّبَشَّرَ جَنَّةً — وَعَلَّمَنَا الْاِسْلَامَ فَاللّٰهَ نَحْمَدُ

''آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر اللہ تعالیٰ کی طرف سے وہ مہر نبوت تاباں و درخشاں ہے جس کی گواہی دی گئی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا نام اپنے نام کے ساتھ مربوط کیا ہے۔ جسے مؤذن دن میں پانچ مرتبہ بیان کرتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی عزت میں اضافہ کرنے کے لیے اپنے نام سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا نام مشتق کیا ہے۔ پس عرش کا مالک ''محمود'' ہے۔ اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم ''محمد'' ہیں۔ ہمارے پاس نا امیدی اور سلسلۂ نبوت کے طویل وقفے کے بعد رسولوں میں سے ایک نبی صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے اور حال یہ تھا کہ زمین میں بتوں کی عبادت کی جاتی تھی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم ایک روشن چراغ اور ہادی بن کر آئے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم ایسے درخشاں تھے جیسے کہ ہندی تلوار چمکتی ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں آگ سے ڈرایا اور جنت کی بشارت دی اور ہمیں اسلام سکھایا پس ہم اللہ تعالیٰ کی حمد کرتے ہیں۔''[1]

[1] شرح دیوان حسان بن ثابت الانصاری (ص: ۱۳۴، ۱۳۵) دیوان حضرت حسان بن ثابت انصاری (ص: ۱۵۳۔۱۵۵)

نکاتِ مترشحہ: مہرِ نبوت آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی صداقت و حقانیت کی واضح گواہی

ہے۔ عموریہ کے پادری نے اپنے انتقال کے وقت حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ کو مستقبل کی رہنمائی ان الفاظ میں دی ہے: اب اس نبی کے ظہور کا زمانہ قریب ہے جو ریگستانِ عرب سے اٹھ کر دین ابراہیم کو زندہ کرے گا اور کھجوروں والی زمین کی طرف ہجرت کرے گا، اس کی علامات یہ ہیں کہ وہ ہدیہ قبول کرے گا اور صدقہ اپنے لیے حرام سمجھے گا۔ اس کے دونوں شانوں کے درمیان مہرِ نبوت ہوگی، اگر اس سے مل سکو تو ضرور ملنا۔ جب حضرت سلمان رضی اللہ عنہ مدینہ آئے تو آپ نے حضور پاک میں ان تینوں علامات کا مشاہدہ کیا اور پورے یقین اور اطمینان کے ساتھ اسلام قبول کرلیا۔ (۱) اللہ تعالیٰ نے اذان میں اپنے نام کے ساتھ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے نام کو ضم کیا ہے جو کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے علوِ مرتبہ کی واضح دلیل ہے، ذاتِ کبریاء محمود اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات "محمد" صلی اللہ علیہ وسلم ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ اسمِ گرامی بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی رفعتِ شان کا غماز ہے۔ انبیاء ورسل کی بعثت میں طویل وقفے کے باعث انسانیت ہدایت سے مایوس ہو چکی تھی اور پرستشِ اصنام میں محو ہو چکی تھی، اس مایوسی اور ضلالت کے عالم میں آپ ہدایت کا راستہ دکھانے والے بن کر تشریف لائے اور لوگوں کی مایوسی کو ختم کر کے انھیں امید کی نئی کرنیں دکھائیں۔"

غزوۂ بدر میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرات صحابہ رضی اللہ عنہم کے جوش وولولہ کا کیا عالم تھا درج ذیل اشعار میں اس کی ترجمانی کرنے کے ساتھ ساتھ تو حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خوبی بڑے ہی احسن پیرائے میں بیان کرتے ہیں:

مُسْتَشْعِرِیْ حَلَقِ الْمَاذِیِّ یَقْدُمُھُمْ ... جَلْدُ النَّحِیْزَۃِ مَاضٍ غَیْرُ رِعْدِیْدِ

أَعْنِی الرَّسُوْلَ* فَاِنَّ اللّٰہَ فَضَّلَہٗ ... عَلَی الْبَرِیَّۃِ بِالتَّقْوٰی وَبِالْجُوْدِ

فِیْنَا الرَّسُوْلُ وَفِیْنَا الْحَقَّ نَتْبَعُہٗ ... حَتّٰی الْمَمَاتِ وَنَصْرٌ غَیْرُ مَحْدُوْدِ

مَاضٍ عَلَی الْھَوْلِ رَکَّابٌ لِمَا قَطَعُوْا ... اِذَا الْکُمَاۃُ تَحَامَوْا فِی الصَّنَادِیْدِ

وَافٍ وَّمَاضٍ شِهَابٌ يُّسْتَضَاءُ بِهٖ ۔۔۔ بَدْرٌ أَنَارَ عَلٰى كُلِّ الْأَمَاجِيْدِ
مُبَارَكٌ كَضِيَاءِ الْبَدْرِ صُوْرَتُهٗ ۔۔۔ مَا قَالَ كَانَ قَضَاءً غَيْرَ مَرْدُوْدِ

''لوہا پہنے ہوئے لشکر کی کمان ایک قوی شخص حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم فرما رہے ہیں جو بزدل نہیں ہیں۔ میری مراد رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو تمام مخلوقات پر تقویٰ اور جود وسخا کے لحاظ سے فضیلت دی ہے۔ ہم میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم موجود ہیں اور ہم میں حق موجود ہے جس کی موت تک غیر محدود پیروی کریں گے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم خوف کی طرف بڑھنے والے ہوتے ہیں، جب کہ لشکر بہادر لوگوں کے ساتھ پناہ لیتے ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم وعدہ پورا کرنے والے اور نافذ کرنے والے ہیں۔ اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم بدر کی مانند ہیں جو ہر بلندی پر چمکتا ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم مبارک ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی صورت بدر کی طرح روشن ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم جو بھی فرماتے ہیں وہ ایک نہ ٹلنے والی تقدیر بن جاتی ہے۔''[1]

※ دیوان حضرت حسان بن ثابت انصاری (ص: ۱۵۷، مترجم) پر ''رسول اللہ'' کے الفاظ ہیں۔

[1] شرح دیوان حسان بن ثابت الانصاری (ص: ۱۳۶، ۱۳۷) دیوان حضرت حسان بن ثابت انصاری (ص: ۱۵۷۔ ۱۵۸، مترجم)

زکی کیفی نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی مدح میں کچھ اشعار کہے جن میں سے مناسب حال تین درج ذیل ہیں:

آپ نہ تھے تو دہر میں چھائی تھی ہر طرف خزاں
آپ جو آئے آگئی پھر سے جہاں میں بہار
آپ شفیع عاصیاں آپ پناہ بے کساں
مرہم قلب ناتواں خستہ دلوں کے غم گسار
کیفی خستہ حال پر اے شہ بحر و کرم
آپ کا اُمتی تو ہے گرچہ ہے وہ گناہ گار

(محمد اویس سرور مولانا دیوان حضرت حسان بن ثابت انصاری، ص: ۱۵۶۔ ۱۵۷، مترجم) ←

نقوشِ سیرت: نبی کریم ﷺ مضبوط اعصاب والے، قوی، بہادر، تقویٰ اور سخاوت کے لحاظ سے آپ سب پر فائق، خطرات میں کود پڑنے والے سپہ سالار، دشمن پر چڑھائی کرنے والے، وعدہ پورا کرنے والے، برکت والے اور روشن چہرے والے ہیں اور آپ ﷺ جو بات فرمادیتے ہیں، وہ تقدیر بن جاتی ہے۔

ابوسفیان بن حارث بن عبدالمطلب بن ہاشم نے اپنے قبولِ اسلام اور فتح مکہ سے پہلے حضور ﷺ کے بارے میں نامناسب باتیں کی تھیں، چنانچہ حضرت حسان رضی اللہ عنہ نے ان کے جواب میں چند اشعار کہے، ان میں سے بعض اشعار درج ذیل ہیں:

وَقَالَ اللّٰهُ قَدْ اَرْسَلْتُ عَبْداً يَّقُوْلُ الْحَقَّ اِنْ نَفَعَ الْبَلَاءُ

شَهِدْتُّ بِهٖ فَقُوْمُوْا صَدِّقُوْهُ فَقُلْتُمْ لَا نَقُوْمُ وَلَا نَشَاءُ

وَقَالَ اللّٰهُ قَدْ سَيَّرْتُ جُنْداً هُمُ الْاَنْصَارُ عُرْضَتُهَا اللِّقَاءُ

لَنَا فِيْ كُلِّ يَوْمٍ مِّنْ مَّعْدٍ سِبَابٌ اَوْ قِتَالٌ اَوْ هِجَاءُ

فَنُحْكِمُ بِالْقَوَافِيْ مَنْ هَجَانَا وَنَضْرِبُ حِيْنَ تَخْتَلِطُ الدِّمَاءُ

اَلَا اَبْلِغْ اَبَا سُفْيَانَ عَنِّيْ فَاَنْتَ مُجَوَّفٌ نَخِبٌ هَوَاءُ

بِاَنَّ سُيُوْفَنَا قَدْ تَرَكَتْكَ عَبْداً وَعَبْدُ الدَّارِ سَادَتُهَا الْاِمَاءُ

هَجَوْتَ مُحَمَّداً فَاَجَبْتُ عَنْهُ وَعِنْدَ اللّٰهِ فِيْ ذَاكَ الْجَزَاءُ

اَتَهْجُوْهُ وَلَسْتَ لَهٗ بِكُفْءٍ فَشَرُّكُمَا لِخَيْرِكُمَا الْفِدَاءُ

هَجَوْتَ مُبَارَكاً بَرًّا حَنِيْفاً اَمِيْنَ اللّٰهِ شِيْمَتُهُ الْوَفَاءُ

← اس حوالے سے حضرت حسان کے درج بالا اشعار کے علاوہ درج ذیل مزید تین اشعار ہیں:

وقد زعمتم بان تحموا ذمارکم وماء بدرٍ زعمتم غير مورود

وقد وردما ولم نسمع لقولكم حتى شر بنا رواءً غير تصديد

مستعصمين بحبلٍ غير منجذمٍ مستحكمٍ من حبال الله فمدود

فَمَن یَّهْجُوْ رَسُوْلَ اللّٰهِ مِنکُمْ وَیَمْدَحُهٗ وَیَنْصُرُهٗ سَوَاءٌ

فَاِنَّ اَبِیْ وَوَالِدَهٗ وَعِرْضِیْ لِعِرْضِ مُحَمَّدٍ مِّنْکُمْ وِقَاءٌ

''اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ میں نے اپنے بندے محمد ﷺ کو بھیجا ہے، اگر آزمایش میں پڑنا نفع دے تو وہ حق کی بات کہنے میں آزمایش کی پروا نہیں کرتے، میں ان پر ایمان لے آیا اور ان کی رسالت کی تصدیق کی، تم سے بھی کہا گیا کہ تم بھی اٹھو اور ان کی تصدیق کرو، لیکن تم نے ہٹ دھرمی کا مظاہرہ کیا اور کہنے لگے نہ ہم اس کام کا ارادہ کرتے ہیں اور نہ ہم کرنا چاہتے ہیں، اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ میں نے ایک لشکر تیار کیا ہے جو انصار پر مشتمل ہے۔ اس لشکر کے پیشِ نظر صرف ایک ہی مقصد ہے اور وہ ہے دشمن کا سامنا کرنا، ہمارا ہر روز قبیلہ معد والوں سے سب وشتم، ہجو اور لڑائی میں مقابلہ ہوتا ہے۔ جو شخص ہماری ہجو کرتا ہے ہم اشعار کے ذریعے ہی اس کا جواب دیتے ہیں اور ہمارے خلاف میدانِ جنگ میں اترتا ہے تو ہم تلواروں کی ضربیں بھی خوب دکھاتے ہیں۔ میری طرف سے ابوسفیان کو یہ پیغام پہنچا دو کہ تو بزدل اور ڈرپوک شخص ہے، اسے یہ پیغام بھی پہنچا دو کہ ہماری تلواروں نے تجھے غلام بنا دیا ہے۔ اور قبیلہ عبدالدار کی سرداری باندیوں کے ہاتھ میں دے دی ہے۔ تو نے حضرت محمد ﷺ کی شان میں نامناسب کلمات کہے ہیں اور میں نے اس کا جواب دیا ہے، اس جواب کے بدلے میں اللہ کے ہاں بڑا اجر ہے۔ تو حضور ﷺ کے بارے میں نازیبا کلمات کہتا ہے، حالاں کہ ان کے سامنے تیری حیثیت کیا ہے، تم سے بدتر کو تم میں سے بہتر پر قربان ہو جانا چاہیے، تو ایک ایسی ذات کی شان میں گستاخی کرتا ہے جو پاکیزہ، نیکی

کے خوگر اور اللہ تعالیٰ کے امین ہیں اور وفاداری ان کے اخلاق کا حصہ ہے۔ تم میں جو شخص حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی برائی بیان کرے، یا ان کی تعریف کرے یا ان کی مدد کرے سب برابر ہیں۔"[1]

سَأَلَ الْإِمَامُ وَقَدْ تَابَعَ جَدْبُنَا ... فَسَقَى الْغَمَامُ بِغُرَّةِ الْعَبَّاسِ

عَمِّ النَّبِيِّ وَ صِنْوِ وَالِدِهِ الَّذِي ... وَرِثَ النَّبِيَّ بِذَاكَ دُوْنَ النَّاسِ

أَحْيَا الْإِلٰهُ بِهِ الْبِلَادَ فَأَصْبَحَتْ ... مُخْضَرَّةَ الْأَجْنَابِ بَعْدَ الْيَاسِ

---

[1] دیوان حضرت حسان بن ثابت انصاری (ص: ۵۰ تا ۵۳، مترجم) شرح دیوان حسان بن ثابت الانصاری (ص: ۶۲ تا ۶۵)

تمھارے نازیبا کلمات انھیں نقصان نہیں پہنچا سکتے اور تمھاری مدح و نصرت ان کی عزت میں اضافہ نہیں کر سکتی، کیونکہ تم اتنے معمولی اور بے حیثیت لوگ ہو کہ تمھاری باتوں کی پروا کس کو ہے؟ بقول شاعر ؎

محمد کے تقدس پر زبانیں مت نکالو تم ... کہاں تم اور کہاں شانِ رسالت میرے آقا کی

(دیوان حضرت حسان بن ثابت انصاری، ص: ۵۰ تا ۵۳، مترجم، شرح دیوان حسان بن ثابت الانصاری، ص: ۲۶ تا ۶۵)

ابوسفیان بن حارث کو جواب دیتے ہوئے حضرت حسان رضی اللہ عنہ نے درج اشعار کے علاوہ مزید اور اشعار بھی اس موقع پر کہے جن میں انھوں نے بالترتیب اپنے عہد وحین اس عارضی رہائش گاہ کا ذکر کیا ہے جو اب بے آباد ہے، پھر شعشا نامی عورت، بعض کے نزدیک زوجہ حسان اور بعض کے نزدیک محبوبہ حسان درعہد جاہلیت کا ذکر کیا۔ پھر شراب کا ذکر کیا ہے۔ بعض لوگ یہ کہتے ہیں کہ حسان رضی اللہ عنہ نے یہ اشعار دورِ جاہلیت میں کہے تھے۔ مصعب زبیری کہتے ہیں کہ درج بالا قصیدہ دور جاہلیت میں شروع کیا۔ اور بعد از اسلام مکمل کیا۔ پھر انھوں نے اپنے گھوڑوں کی تعریف کی ہے۔ اور ساتھ ہی اپنی اور اپنے لوگوں کی شجاعت کا ذکر کیا ہے، بنی لؤی کی ہجو کرنے کے ساتھ اپنی ذاتی تعریف بھی کی ہے۔ (دیوان حضرت حسان بن ثابت انصاری، ص: ۴۳ تا ۵۵، مترجم)

''امام یعنی حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اللہ سے دعا مانگی، جبکہ ہم پر پے در پے قحط پڑے۔ پس حضرت عباس رضی اللہ عنہ کے لوٹے اقلاس کے طفیل میں پانی برسا۔ وہ عباس جو نبی کے چچا اور ان کے والد کے بھائی تھے۔ وہ عباس جنھوں نے ان فضائل کو خصوصیت کے ساتھ نبی سے میراث میں پایا تھا۔ اللہ نے ان کی وجہ سے شہروں کو زندہ کر دیا، پس وہ ہرے بھرے ہو گئے بعد اس کے کہ مایوس ہو گئے تھے۔''[1]

نقوشِ سیرت: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی عالی مرتبت کا یہ عالم تھا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا بجائے اس کے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو فضائل منتقل کرتے بلکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے فضائل و معالی ورثہ میں حاصل کیے تھے۔

حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ نے کہا:

وَاللّٰهِ رَبِّیْ لَا نُفَارِقُ مَاجِدًا عَفَّ الْخَلِیْقَةِ مَاجِدَ الْأَمْجَادِ
مُتَكَرِّمًا یَدْعُوْ اِلٰی رَبِّ الْعُلٰی بَذْلَ النَّصِیْحَةِ رَافِعَ الْأَعْمَادِ
مِثْلَ الْهِلَالِ مُبَارَكًا ذَا رَحْمَةٍ سَمْحَ الْخَلِیْقَةِ طَیِّبَ الْأَعْوَادِ
اِنْ تَتْرُكُوْهُ فَاِنَّ رَبِّیْ قَادِرٌ أَمْسٰی یَعُوْدُ بِفَضْلِهٖ الْعوادِ
وَاللّٰهِ رَبِّیْ لَا نُفَارِقُ أَمْرَهٗ مَا كَانَ عَیْشٌ یُرْتَجٰی لِمَعَادٍ
لَا نَبْتَغِیْ رَبًّا سِوَاهُ نَاصِرًا حَتّٰی نُوَافِیَ ضَحْوَةَ الْمِیْعَادِ

''مجھے اپنے پروردگار اللہ تعالیٰ کی قسم! میں کبھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے جدائی اختیار نہ کروں گا۔ جو کہ معزز، بہترین عادات والے اور تمام سرداروں میں سے سب سے بڑے سردار ہیں۔ آپ عزت والے ہیں اور اللہ رب العزت کی طرف لوگوں کو بلاتے ہیں، آپ خیر خواہی کی بات بتانے

[1] ابن الأثیر: أسد الغابة (٥/ ١٨٧)

والے اور آپ کا گھر حسب اور نسب اور سخاوت کا منبع ہے۔ آپ ﷺ چاند کی طرح ہیں۔ برکت و رحمت والے ہیں۔ بہترین عادات کے حامل اور عمدہ خوشبو والے ہیں۔ اگر لوگوں نے انھیں چھوڑ دیا تو کیا ہوا۔ اللہ تعالیٰ ان کی حفاظت پر پوری طرح قادر ہے۔ اس کی مہربانی سے آپ کے دشمن آپ کے دوست بن کر رہیں گے۔ اللہ کی قسم! جب تک میری جان میں جان باقی ہے میں ان کے حکم کی مخالفت نہیں کروں گا اور جب لڑائی ہو تو ہمیں ان کے لیے اللہ تعالیٰ کے سوا کسی کی مدد نہیں چاہیے۔"[1]

نقوشِ سیرت: رسول اللہ ﷺ معزز، بہترین عادات والے، سب سے بڑے سردار، اللہ کی طرف لوگوں کو بلانے والے، خیر خواہی کی بات بتانے والے، برکت و رحمت والے اور چاند کی طرح منور ہیں۔ آپ کا گھر مبارک حسب نسب اور سخاوت کا منبع ہے، اللہ تعالیٰ ان کا محافظ ہے، اللہ تعالیٰ کی مہربانی سے آپ ﷺ کے دشمن آپ ﷺ کے دوست بن جاتے ہیں۔

حضرت حسان رضی اللہ عنہ نے کہا:

وَفَوْا يَوْمَ بَدْرٍ لِلرَّسُوْلِ وَفَوْقَهُمْ ۔۔۔ ظِلَالُ الْمَنَايَا وَالسُّيُوْفُ اللَّوَامِعُ

دَعَا فَأَجَابُوْهُ بِحَقٍّ وَكُلُّهُمْ ۔۔۔ مُطِيْعٌ لَهٗ فِیْ كُلِّ أَمْرٍ وَسَامِعٌ

فَمَا بَدَّلُوْا حَتّٰی تَوَافَوْا جَمَاعَةً ۔۔۔ وَلَا يَقْطَعُ الْاٰجَالَ اِلَّا الْمَصَارِعُ

لِأَنَّهُمْ يَرْجُوْنَ مِنْهُ شَفَاعَةً ۔۔۔ اِذَا لَمْ يَكُنْ اِلَّا النَّبِيِّيْنَ شَافِعٌ

وَذَالِكَ يَاخَيْرَ الْعِبَادِ بَلَاءُنَا ۔۔۔ وَمَشْهَدُنَا فِی اللّٰهِ وَالْمَوْتُ نَافِعٌ

لَنَا الْقَدَمُ الْأُوْلٰی اِلَيْكَ وَخَلْفُنَا ۔۔۔ لِأَوَّلِنَا فِیْ طَاعَةِ اللّٰهِ تَابِعٌ

---

[1] دیوان حضرت حسان بن ثابت، انصاری (ص: ۱۵۸، ۱۵۹، مترجم) شرح دیوان حسان بن ثابت الانصاری (ص: ۱۳۷، ۱۳۸)

وَنَعْلَمُ أَنَّ الْمُلْكَ لِلّٰهِ وَحْدَهٗ وَاَنَّ قَضَاءَ اللّٰهِ لَابُدَّ وَاقِعٌ

”جب ان (میرے دوستوں نفع، نافع بن معلّٰی انصاری اور سعد وغیرہ جو جنگِ بدر میں شہید ہوئے) کے اوپر موت کے سائے منڈلا رہے تھے اور چمکتی تلواریں چل رہی تھیں، اس وقت بھی انھوں نے رسول اللہ ﷺ سے کیا ہوا عہد وفا کیا۔ انھوں نے آقا ﷺ کی پکار پر لبیک کہا اور وہ سب کے سب حضور ﷺ کے حکم کو سننے والے اور اطاعت کرنے والے تھے۔ انھوں نے بالکل وعدہ خلافی نہیں کی، یہاں تک کہ دشمن کی جماعت کے خلاف برسرپیکار ہوگئے، کیونکہ وہ رسول ﷺ سے قیامت کے دن شفاعت کی امید کرتے ہیں کہ اس دن انبیا کے علاوہ کسی کی سفارش کام نہ آئے گی۔ اے لوگوں میں سے سب سے بہترین ذات والے پیغمبر! ہماری محنت اور جہاد صرف اور صرف اللہ کے راستے میں ہے۔ اگر اللہ کے لیے نہ لڑیں موت نے تو پھر بھی آنا ہے۔ اللہ نے ہمیں اپنے فضل سے آپ ﷺ پر ایمان لانے والوں میں سب سے مقدم لکھا اور ہمارے بعد آنے والے اللہ تعالیٰ کی اطاعت سے پہلے آنے والوں کے تابع ہوں گے۔ ہم دل سے اس بات کو مانتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ ایک ہے اور اس کے فیصلوں نے نافذ ہو کر رہنا ہے۔“[1]

نقوشِ سیرت: صحابہ کا اپنی جانوں کے نذرانے دے کر آپ ﷺ سے کیے

---

[1] دیوان حضرت حسان بن ثابت انصاری (ص: ۳۳۵، ۳۳۶، مترجم) شرح دیوان حضرت حسان بن ثابت الانصاری (ص: ۳۱۰)

درج بالا اشعار کے علاوہ تین اشعار مزید انھوں نے کہے، جن میں تقدیر کا ہو کر رہنا اور شہدائے بدر پر اظہارِ غم کیا ہے۔ یہ اشعار بنیادی طور پر انھوں نے شہدائے بدر کے متعلق ہی کہے ہیں۔

ہوئے معاہدوں کو پورا کرنا آپ ﷺ کی حقانیت و صداقت کی دلیل ہے۔ قیامت والے دن آپ ﷺ ہی کی سفارش کام آئے گی۔ آپ سب سے بہترین ہیں۔ حضرت حسان رضی اللہ عنہ کے بقول اللہ تعالیٰ کا ان پر یہ فضل ہے کہ اس نے آپ ﷺ پر ایمان لانے والوں میں سے انھیں سب سے مقدم رکھا۔

كُنْتَ السَّوَادَ لِنَاظِرِيُ فَعَمِيَ عَلَيْكَ النَّاظِرُ
مَنْ شَاءَ بَعْدَكَ فَلْيَمُتْ فَعَلَيْكَ كُنْتُ أُحَاذِرُ

''اے اللہ تعالیٰ کے پیارے پیغمبر! آپ میری آنکھ کے لیے پتلی کا درجہ رکھتے تھے۔ آپ کے پردہ فرمانے سے میری آنکھیں اندھی ہوگئی ہیں۔ آپ کے وصال کے بعد جو چاہے مرجائے، کیوں کہ آپ ہی کی ذات مقدسہ وہ ہستی ہے جس کی موت سے میں خائف ہوتا تھا۔ چنانچہ اس کے وقوع کے بعد دوسروں کا جینا مرنا میرے لیے اہم نہیں اور میرے لیے بھی زندگی و موت یکساں ہے۔''[1]

نقوشِ سیرت: حضرت صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا یہ اعتقاد تھا کہ حضرت محمد ﷺ سچا دین لے کر آئے ہیں اس لیے وہ اس دین کی خاطر ہر قربانی دینے کے لیے تیار رہتے تھے۔

حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ نے کہا:

لِلّٰهِ دَرُّ عِصَابَةٍ لَاقَيْتَهُمْ يَا ابْنَ الْحَقِيقِ وَأَنْتَ يَا ابْنَ الْأَشْرَفِ
يَسْرُوْنَ بِالْبِيْضِ الرِّقَاقِ اِلَيْكُمْ مَرَحًا كَأُسْدٍ فِيْ عَرِيْنٍ مُّغْرِفِ
حَتّٰى أَتَوْكُمْ فِيْ مَحَلِّ بِلَادِكُمْ فَسَقَوْكُمْ حَتْفًا بِبِيْضٍ قَرْقَفِ
مُسْتَبْصِرِيْنَ لِنَصْرِ دِيْنِ نَبِيِّهِمْ مُسْتَصْغِرِيْنَ بِكُلِّ أَمْرٍ مُّجْحِفِ

[1] دیوان حضرت حسان بن ثابت انصاری (ص: ۳۱، مترجم)

''اے ابن حقیق اور ابن اشرف! اس جماعت کے کیا کہنے جس کا تم سے مقابلہ ہوا تھا۔ وہ تیز دھار سفید تلواروں کو لے کر رات کے وقت میں بہت نشاط کے ساتھ چلے تھے۔ اس وقت وہ لمبے بالوں والے شیر کی طرح محسوس ہوتے تھے جو اپنی کچھار میں بیٹھا ہو۔ وہ تمھارے علاقوں میں آئے اور انھوں نے چمکتی تلواروں کے ذریعے تمھیں موت کا جام پلایا۔ ان کا مقصد اپنے نبی کے دین کی مدد کرنا اور ہر نقصان دہ چیز کا خاتمہ کرنا تھا۔''[1]

حضرت حسان رضی اللہ عنہ نے ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی مدح کرتے ہوئے کہا:

إِذَا تَذَكَّرْتَ شَجْوًا مِّنْ أَخِيْ ثِقَةٍ　　فَاذْكُرْ أَخَاكَ أَبَا بَكْرٍ بِمَا فَعَلَا

خَيْرُ الْبَرِيَّةِ أَتْقَاهَا وَأَعْدَلُهَا　　بَعْدَ النَّبِيِّ وَأَوْفَاهَا بِمَا حَمَلَا

اَلثَّانِي التَّالِي الْمَحْمُوْدُ مَشْهَدُهٗ　　وَأَوَّلُ النَّاسِ مِنْهُمْ صَدَّقَ الرُّسُلَا

''جب تم کسی بااعتماد اور دل سے محبت کرنے والے شخص کے غم کو یاد کرنا چاہو تو تم اپنے بھائی ابوبکر رضی اللہ عنہ اور ان کے کارناموں کو یاد کرو۔ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد ساری مخلوق میں سب سے زیادہ متقی، پاکباز، وعدے کو پورا کرنے والے اور امانت داری کرنے والے ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ ہیں۔ وہ قرآن مجید کی تلاوت کرنے والے ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد

[1] شرح دیوان حسان بن ثابت الانصاری (ص: ۳۲۸، ۳۲۹) دیوان حضرت حسان بن ثابت انصاری (ص: ۳۵۵، ۳۵۶، مترجم)

شرح دیوان حسان بن ثابت الانصاری (ص: ۳۲۹) دیوان حضرت حسان بن ثابت انصاری (ص: ۳۵۵، مترجم) پر درج ہے کہ درج بالا اشعار میں حضرت حسان رضی اللہ عنہ نے قبیلہ طی کے ابوالحقیق اور کعب بن اشرف کے قتل کا ذکر کیا ہے۔

دوسرا مرتبہ انہی کا ہے۔ ان کے اخلاق قابلِ تعریف ہیں اور وہ لوگوں میں سب سے پہلے نبی کریم ﷺ کی تصدیق کرنے والے ہیں۔"[1]

حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا یہ اعتقاد تھا کہ حضرت محمد سچا دین لے کر آئے ہیں، اس لیے وہ اس دین کی خاطر ہر قربانی دینے کے لیے تیار رہتے تھے۔

حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ ہی نے کہا:

أَتَانَا رَسُولُ اللّٰهِ لَمَّا تَجَهَّمَتْ لَهُ الْأَرْضُ يَرْمِيهِ بِهَا كُلُّ مُوقِ
تُطْرِدُهُ أَفْنَاءُ قَيْسٍ وَّخِنْدِفٌ كَتَائِبُ أَن لَّا تَغْدُ لِلرَّوْعِ تَطْرَقُ
فَكُنَّا لَهُ مِنْ سَائِرِ النَّاسِ مَعْقِلًا أَشَمَّ مَنِيعًا ذَا شَمَارِيخَ شُهَّقِ
مُكَلَّلَةً بِالْمَشْرِفِيِّ وَبِالْقَنَا بِهَا كُلُّ أَظْمَى ذِي غَرَارِيْنَ أَزْرَقَ

"جب رسول اللہ ﷺ کو ان کے علاقے والوں نے ہجرت پر مجبور کردیا تو آپ ﷺ ہمارے یہاں تشریف لائے، قیس اور خندف کے منتشر لوگوں نے آپ ﷺ کو بہت ستایا اور یہ ایسے بزدل لوگ ہیں کہ جب انھیں جنگ یا لڑائی کے علاوہ کسی کام کے لیے بلایا جائے تو دوڑتے آتے ہیں، لیکن لڑائی میں شریک ہونے کی ان میں جرات نہیں ہے۔ جب ان لوگوں نے آپ ﷺ کو ستایا اور تکالیف پہنچائیں تو ہم نے رسول ﷺ کو اپنے پاس ٹھہرایا اور آپ ﷺ کی مدد کی۔ ہم آپ ﷺ کی حمایت کے لیے ایسے بہادر لوگ ثابت ہوئے جنھوں نے تلواروں اور مضبوط نیزوں کا تاج پہن رکھا تھا۔"[2]

---

[1] دیوان حضرت حسان بن ثابت انصاری (ص: ۳۸۵، ۳۸۶)

[2] شرح دیوان حسان بن ثابت الانصاری (ص: ۳۴۴، ۳۴۵) دایون حضرت حسان بن ثابت انصاری (ص: ۳۶۷)

حضرت حسان رضی اللہ عنہ نے ہی کہا تھا:

وَفِينَا اِذَا شَبَّتِ الْحَرْبُ سَادَةٌ — كُهُولٌ وَّفِتْيَانٌ طِوَالُ الْحَمَائِلِ
نَصَرْنَا وَآوَيْنَا النَّبِيَّ وَصَدَّقَتْ — اَوَائِلُنَا بِالْحَقِّ اَوَّلَ قَائِلِ
وَكُنَّا مَتٰى يَغْزُ النَّبِيُّ قَبِيلَةً — نَصِلُ حَافَتَيْهِ بِالْقَنَا وَالْقَنَابِلِ
وَيَوْمَ قُرَيْشٍ اِذَا اَتَوْنَا بِجَمْعِهِمْ — وَطِئْنَا الْعَدُوَّ وَطَاَةَ الْمُتَثَاقِلِ
وَفِيْ اُحُدٍ يَوْمٌ لَّهُمْ كَانَ مُخْزِيًا — نُطَاعِنُهُمْ بِالسَّمْهَرِيِّ الذَّوَابِلِ
وَيَوْمَ ثَقِيفٍ اِذْ اَتَيْنَا دِيَارَهُمْ — كَتَائِبَ نَمْشِيْ حَوْلَهَا بِالْمَنَاصِلِ
فَفَرُّوْا وَشَدَّ اللّٰهُ رُكْنَ نَبِيِّهٖ — بِكُلِّ فَتًى حَامِي الْحَقِيقَةِ بَاسِلِ

”جب جنگ اپنا زور پکڑتی ہے تو ہم میں ایسے باعمر اور نوجوان لوگ ہوتے ہیں جن کی تلواروں کے پرتلے لمبے ہیں۔ یعنی وہ جنگ کے لیے پوری طرح تیار ہوتے ہیں۔ ہم نے نبی ﷺ کی نصرت کی اور انھیں اپنے پاس ٹھہرایا۔ ہمارے پہلے لوگوں نے حق کے قائل حضرت محمد ﷺ کی تصدیق کی۔ جب حضور ﷺ کسی قبیلے کے ساتھ جنگ کرتے تھے تو ہم اپنی تلواروں اور نیزوں کو لے کر آپ کے شانہ بشانہ لڑتے تھے۔ قریش کے دن، یعنی غزوۂ بدر میں جب ہم نے دشمن کے لشکر پر حملہ کیا تو ان کو اپنے پاؤں کے نیچے کچل ڈالا۔ احد کا دن بھی ان کی رسوائی کا سبب تھا۔ جب ہم انھیں تیز اور مضبوط نیزوں سے ہلاک کر رہے تھے۔ ثقیف کے دن ہم نے ان کے علاقے پر حملہ کیا تو اس وقت ہم عظیم لشکر کی

← درج بالا اشعار حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ نے انصار کی مدح سرائی میں کہے ہیں۔ ان کے علاوہ اور اشعار بھی ہیں، جو انھوں نے اس سلسلے میں کہے ہیں۔ ان کی تعداد ۱۳ ہے۔ ان میں علی الاطلاق انھوں نے اوصافِ انصار بیان کیے ہیں۔

صورت میں تھے۔ اور ہاتھ میں تلواریں لے کر ان کے علاقے کے اردگرد چکر لگا رہے تھے۔ دشمن اس دن پیٹھ پھیر کر بھاگ گئے اور اللہ تعالیٰ نے بہادر اور جرات مند جوانوں کے ذریعے اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو قوت عطا فرمائی۔''[1]

نقوشِ سیرت: حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ نے غزوۂ حنین میں انصار کی تعریف بیان کرتے ہوئے ذاتِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے ان کی فدا کاری کا ذکر کیا ہے:

نَصَرُوْا نَبِيَّهُمْ وَشَدُّوْا اِزْرَهٗ ۔۔۔ بِحُنَيْنٍ يَوْمَ تَوَاكَلَ الْأَبْطَالُ

''غزوۂ حنین میں انصار نے اپنے نبی حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی مدد کی اور ان کو بھرپور سہارا دیا، جبکہ اس دن بڑے بڑے شہسوار اور بہادر بھی کمزوری کا شکار ہو گئے تھے۔''[2]

حضرت عبدالرحمان بن حسان بن ثابت نے اپنے والد حسان سے بیان کیا کہ انھوں نے کہا:

يَا حَارِ مَنْ يَّغْدُرْ بِذِمَّةِ جَارِهٖ ۔۔۔ مِنْكُمْ فَاِنَّ مُحَمَّدًا لَا يَغْدُرُ

''اے حارث! تمھارے قبیلے کے لوگوں میں سے جو شخص اپنے پڑوسی سے بدعہدی کرتا ہے۔ (اس سے کہہ دو کہ) محمد صلی اللہ علیہ وسلم بدعہدی نہیں کرتے۔''[3]

نقوشِ سیرت: رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم ایفائے عہد کے پاسدار تھے۔

---

[1] دیوان حضرت حسان بن ثابت انصاری (ص: ۳۹۸ تا ۴۰۱، مترجم) شرح دیوان حسان بن ثابت الانصاری (ص: ۳۷۱، ۳۷۲) درج بالا اشعار سے قبل حسان کے وہ اشعار ہیں، جن میں انھوں نے اولاً محبوبہ اور ثانیاً مناقبِ انصار بیان کیے ہیں۔

[2] دیوان حضرت حسان بن ثابت انصاری (ص: ۴۲۵، مترجم) شرح دیوان حسان بن ثابت الانصاری (ص: ۳۹۰)

[3] ابن الأثیر: أسد الغابة (٦/ ٣٩٩)

عبداللہ بن زبعری نے غزوۂ بدر میں ہلاک ہونے والے مشرکین کی بابت مرثیہ کہا، جس کے جواب میں حضرت حسان رضی اللہ عنہ نے درج ذیل اشعار کہے:

ابْكِ بَكَتْ عَيْنَاكَ ثُمَّ تَبَادَرَتْ　　بِدَمٍ يَعُلُّ غُرُوبَهَا سَجَّام

مَا ذَا بَكَيْتَ عَلَى الَّذِينَ تَتَابَعُوا　　هَا ذَكَرْتَ مَكَارِمَ الْأَقْوَامِ

وَذَكَرْتَ مِنَّا مَاجِدًا ذَا هِمَّةٍ　　سَمْحَ الْخَلَائِقِ مَاجِدَ الْأَقْدَامِ

أَغْنِي* النَّبِيَّ أَخَا التَّكَرُّمِ وَالنَّدٰى　　وَأَبَرَّ مَنْ يُوْلِيْ عَلَى الْإِقْسَامِ

فَلِمِثْلِهٖ وَلِمِثْلِ مَا يَدْعُوْ لَهٗ　　كَانَ الْمُمَدَّحَ ثُمَّ غَيْرَ كَهَام

''اے ابن زبعری رو! اور اتنا رو کہ تیری آنکھوں سے آنسو خون کی طرح بہنے لگیں اور بارش کی طرح برسنے لگیں۔ تجھے ان لوگوں پر کس چیز نے رلایا جو غزوۂ بدر میں پے در پے مارے گئے، تو نے اچھے اخلاق اور اعلیٰ عادات والے لوگوں کو کیوں یاد نہ کیا۔ تجھے اس شخصیت کا خیال کیوں نہ آیا جو معزز ہمت والے مخلوق سے سخاوت والا معاملہ کرنے والے اور بزرگی کے کام سرانجام دینے والے ہیں، میری مراد حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہیں، آپ لوگوں سے حسن سلوک فرماتے ہیں اور سخت دشمن کے ساتھ بھی نیکی کا معاملہ کرتے ہیں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کی دعوت کے لیے مدحیہ الفاظ کہنے والے کو کوئی کمی نہیں کرنی چاہیے۔''[1]

نقوشِ سیرت: آپ صلی اللہ علیہ وسلم اچھے اخلاق، اعلیٰ عادات والی شخصیت، معزز

* معنی کے اعتبار سے ''اعنی'' ہونا چاہیے، طبع میں غلطی ہے۔ شرح دیوان حسان بن ثابت الانصاری (ص: ۴۴۱) پر بھی ''اعنی'' بغیر نکتہ کے ہے۔

[1] دیوان حضرت حسان بن ثابت انصاری (ص: ۴۹۶، ۴۹۷، مترجم) شرح دیوان حسان بن ثابت الانصاری (ص: ۴۴۱، ۴۴۲)

مخلوق سے سخاوت کا معاملہ کرنے والے، بزرگی کا کام سرانجام دینے والے، حسنِ سلوک فرمانے والے اور نیکی کا معاملہ کرنے والے ہیں۔

معاندِ رسول ابولہب کو مخاطب کر کے حسان نے نبی کریم ﷺ کی یوں مداح سرائی کی ہے:

اَبَا لَهَبٍ اَبْلِغْ بِاَنَّ مُحَمَّدًا ... سَيَعْلُوْ بِمَا اَدّٰى وَاِنْ كُنْتَ رَاغِمًا
وَّاِنْ كُنْتَ قَدْ كَذَّبْتَهٗ وَ خَذَلْتَهٗ ... وَحِيْدًا وَّ طَاوَعْتَ الْهَجِيْنَ الضُّرَاغِمَا
وَلَوْ كُنْتَ حُرًّا فِیْ اَرُوْمَةِ هَاشِمٍ ... وَفِیْ سرهَا مِنْهُمْ مَنَعْتَ الْمَظَالِمَا
وَلٰكِنَّ لِحْيَانًا اَبُوْكَ وَرِثْتَهٗ ... وَمَاوَى الْخَنَا مِنْهُمْ فَدَعْ عَنْكَ هَاشِمًا
سَمَتْ هَاشِمٌ لِّلْمَكْرُمَاتِ لِلْعُلٰى ... وَغُوْدِرْتَ فِیْ كَابٍ مِّنَ اللُّؤْمِ جَاثِمًا

''ابولہب کو یہ پیغام پہنچا دو کہ حضرت محمد ﷺ کا پیغام ساری دنیا میں چھا کر رہے گا، خواہ تجھے یہ بات انتہائی ناگوار ہو، تو نے ان کی تکذیب کی اور انھیں تکلیف پہنچائی ہے اور معمولی غلاموں کی خوشی حاصل کرنے کی کوشش کی ہے۔ اگر تیرا تعلق ہاشم کے اعلیٰ اور معزز لوگوں سے ہوتا تو تو ایسے کبھی گھٹیا کام نہ کرتا، لیکن تو اپنے باپ لحیان کا وارث ہے اور تمھارا قبیلہ بدگوئی کا مرکز ہے، اس لیے تو بنو ہاشم کی طرف منسوب ہونا چھوڑ دے، بنو ہاشم نے عزتیں اور بلندیاں سمیٹ لیں اور تو ذلت کی گہرائیوں میں پڑا رہ گیا۔''[1]

نقوشِ سیرت: خاندان رسول بنو ہاشم عزتوں اور بلندیوں والا ہے اور نبی کریم ﷺ کا دین غالب آ کر رہنا ہے، کیونکہ آپ ﷺ خود اور آپ کا دین دونوں سچے ہیں۔

---

[1] دیوان حضرت حسان بن ثابت انصاری (ص: ۵۲۴، مترجم) شرح دیوان حسان بن ثابت الانصاری (ص: ۴۴۱، ۴۴۲)

ثَوٰی فِیْ قُرَیْشٍ بِضْعَ عَشْرَةَ حِجَّةً يُذَكِّرُ لَوْ يَلْقٰى صَدِيْقًا مُّوَاتِيًا
وَيَعْرِضُ فِيْ أَهْلِ الْمَوَاسِمِ نَفْسَهٗ فَلَمْ يَرَ مَنْ يُّؤْوِيْ وَلَمْ يَرَ دَاعِيًا
فَلَمَّا أَتَانَا وَاطْمَأَنَّتْ بِهِ النَّوٰى فَأَصْبَحَ مَسْرُوْرًا بِطَيْبَةَ رَاضِيًا
وَأَصْبَحَ لَا يَخْشٰى عَدَاوَةَ ظَالِمٍ قَرِيْبٍ وَّلَا يَخْشٰى مِنَ النَّاسِ بَاغِيًا
بَذَلْنَا لَهُ الْأَمْوَالَ مِنْ جُلِّ مَالِنَا وَأَنْفُسِنَا عِنْدَ الْوَغٰى وَالتَّآسِيَا
نُحَارِبُ مَنْ عَادٰى مِنَ النَّاسِ كُلِّهِمْ جَمِيْعًا وَّإِنْ كَانَ الْحَبِيْبَ الْمُصَافِيَا
وَنَعْلَمُ أَنَّ اللّٰهَ لَارَبَّ غَيْرُهٗ وَأَنَّ كِتَابَ اللّٰهِ أَصْبَحَ هَادِيًا

''آنحضرت ﷺ قریش کے وطن یعنی مکہ میں دس برس سے زیادہ رہے۔ اگر کوئی دوست مل جاتا تھا تو اسے اللہ تعالیٰ کی یاد دلاتے تھے۔ اور زمانۂ حج میں آپ اپنی ذات کو باہر کے لوگوں کے سامنے پیش کرتے تھے۔ (فرماتے تھے کہ تم مجھے اپنے وطن لے چلو، کیونکہ قریش میری نصیحت نہیں مانتے، بلکہ میری تکذیب کرتے ہیں اور مجھے ستاتے ہیں۔) مگر آپ ﷺ کو کوئی ایسا شخص نہ ملا جو آپ کو اطمینان دلاتا اور آپ کی دعوت کرتا۔ پھر جب آپ ﷺ ہمارے پاس مدینہ میں تشریف لائے اور اطمینان سے مقیم ہوئے۔ اور طیبہ سے خوش اور راضی ہوئے اور آپ ﷺ کو قریب کے دشمن کا خوف نہ رہا اور نہ کسی کی دہشت باقی رہی۔ ہم نے اپنے عمدہ عمدہ مال آپ ﷺ پر خرچ کیے اور صلح و جنگ دونوں موقعوں میں ہم نے اپنی جانیں آپ ﷺ پر نثار کیں۔ جو شخص آپ کے مقابلے میں آیا ہم نے اس کو منہ توڑ جواب دیا، خواہ وہ کوئی قریبی دوست اور رشتہ دار ہی کیوں نہ ہو۔ ہم جانتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی رب نہیں اور اللہ کی کتاب قرآن مجید ہدایت کی اصل کتاب ہے۔''[1]

---

[1] دیوان حضرت حسان بن ثابت انصاری (ص: ۵۴۶، ۵۴۷، مترجم)

فصلِ سوم:

کتبِ سیر میں صحابہ رضی اللہ عنہم کے نعتیہ کلام سے استشہاد

تعارف:

بعض سیرت نگار حضرات موقع و محل کی مناسبت سے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے نعتیہ اشعار کو بھی ضبطِ تحریر میں لاتے ہیں۔ بلاشبہہ صحابہ کرام کے نعتیہ اشعار نقوشِ سیرت پر مشتمل ہوتے ہیں۔ چنانچہ اس فصل میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے نعتیہ اشعار کو بطور ماخذ سیرتِ طیبہ استفادہ کرکے، نعت خواں صحابہ کے اسماء کے لحاظ سے حروف ہجا کی ترتیب سے تحریر کیا گیا ہے۔ حسبِ سابق سہولت کے پیش نظر اس فصل میں بھی اکثر مقامات پر شعر یا اشعار کے ترجمے کے نقوشِ سیرت، نکاتِ مترشحہ کے عنوان سے سیرتِ طیبہ کے وہ نقوش اور انوار و تجلیات مندرج کر دیے گئے ہیں۔ اس میں کچھ شک نہیں کہ کتبِ سیر میں حضرت حسان رضی اللہ عنہم کے اشعار کا وافر حصہ موجود ہے، لیکن تکرار سے احتراز کی غرض سے ان کا کوئی بھی شعر اس فصل میں درج نہیں کیا گیا۔ جو اشعار باب ہذا کی فصلِ پنجم ''کتبِ تواریخ میں صحابہ کے نعتیہ کلام سے استشہاد'' میں مندرج ہیں انھیں بھی تکرار سے احتراز کے پیشِ نظر اس فصل میں درج نہیں کیا گیا۔

اعشی مازنی:

اعشی مازنی رضی اللہ عنہ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں اپنی بیوی کی شکایت کرتے ہوئے کہا:

یَاسَیِّدَ النَّاسِ وَدَیَّانَ الْعَرَبِ   اِلَیْكَ أَشْکُوْ ذُرْبَةً مِّنَ الذِّرَبِ

''اے لوگوں کے سردار اور اے عرب کے زبردست حاکم! میں آپ کو تیز زبان عورتوں میں سے تیز زبان عورت کی شکایت کرتا ہوں۔''[1]

حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ:

حضرت حمزہ جب اسلام لائے تو انھوں نے درج ذیل اشعار کہے:

حَمِدتُّ اللّٰهَ حِیْنَ هَدٰی فُؤَادِیْ   اِلَی الْإِسْلَامِ وَالدِّیْنِ الْحَنِیْفِ

لِدِیْنٍ جَاءَ مِن رَّبٍّ عَزِیْزٍ   خَبِیْرٍ بِالْعِبَادِ بِهِمْ لَطِیْفِ

اِذَا تُلِیَتْ رَسَائِلُهٗ عَلَیْنَا   تَحَدَّرُ دَمْعُ ذِی اللُّبِّ الْحَصِیْفِ

رَسَائِلُ جَاءَ أَحْمَدُ مِنْ هُدَاهَا   بِآیَاتٍ مُّبَیِّنَةِ الْحُرُوْفِ

وَأَحْمَدُ فِیْنَا مُصْطَفًی مُّطَاعٌ   فَلَا تَغْشَوْهُ بِالْقَوْلِ الْعَنِیْفِ

فَلَا وَاللّٰهِ نُسْلِمُهٗ لِقَوْمٍ   وَلَمَّا نَقْضِ فِیْهِمْ بِالسُّیُوْفِ

وَنَتْرُكُ مِنْهُمْ قَتْلٰی بِقَاعٍ   عَلَیْهَا الطَّیْرُ کَالْوِرْدِ الْعَکُوْفِ

وَقَدْ خُبِّرْتُ مَا صَنَعَتْ ثَقِیْفٌ   بِهٖ فَجَزَی الْقَبَائِلَ مِنْ ثَقِیْفِ

اِلٰهُ النَّاسِ شَرَّ جَزَاءِ قَوْمٍ   وَلَا أَسْقَاهُمْ صَوْبَ الْحَرِیْفِ

''میں نے اللہ تعالیٰ کی اس وقت تعریف کی جب اس نے میرے دل کو دینِ حنیف کی طرف ہدایت دی اس دین کی طرف جو ربِ عزیز بندوں

[1] إسماعیل بن کثیر: السیرة النبویة (٤/ ١٤٣)

باقی اشعار یہ ہیں:

کالذئبة العنساء في ظل السرب   خرجت أبغیها الطعام في رجب

فحلفتنی بنزاع وهرب   اخلفت الوعد ولطت بالذنب

وقذفتنی بین عصر موتشب   وهن شر غالب لین غلب

سے باخبر اور ان پر لطف و عنایت کرنے والے کی طرف سے آیا ہے۔
جب اس کے پیغامات ہم پر تلاوت کیے جاتے ہیں تو پختہ عقل والے کے آنسو بہہ پڑتے ہیں، وہ ایسے رسائل ہیں کہ احمد ﷺ مبینۃ الحروف آیات ان رسائل کی ہدایت سے لائے ہیں۔ اور احمد مصطفیٰ کی ہمارے اندر فرمانبرداری کی جاتی ہے، پس تم انھیں سخت قول کے ساتھ مت ڈھانپو۔ پس اللہ کی قسم! ہم انھیں کسی قوم کے سپرد نہیں کریں گے اور اب تک تو ہماری تلواروں نے ان کے درمیان فیصلہ نہیں کیا، ہم نے میدان میں ان کو مقتول بنا کر ان کی لاشیں اس طرح چھوڑ دیں کہ ان پر پرندے رکے ہوئے شیروں کی طرح حملہ آور ہو کر ان کا گوشت کھا رہے تھے، بلاشبہ مجھے خبر دی گئی اس فعل شنیع کی جو ثقیف نے آپ ﷺ کے ساتھ کیا۔ لہٰذا اللہ الہ الناس ثقیف کے قبائل کو کسی قوم کی بدترین جزا کی مانند جزا دے اور انھیں الخریف کی بارش سے سیراب نہ کرے۔"[1]

ابو دجانہ رضی اللہ عنہ:

زبیر بن عوام رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ میں نے اس وقت اپنے آپ میں محسوس کیا جب میں نے رسول اللہ ﷺ سے تلوار مانگی، آپ ﷺ نے مجھے نہ دی اور وہ تلوار ابو دجانہ کو دے دی اور میں نے کہا: میں آپ ﷺ کی پھوپھی صفیہ کا بیٹا ہوں اور قریش سے ہوں اور تحقیق میں آپ ﷺ کی طرف کھڑا ہوا، میں نے اس سے پہلے

---

[1] السهيلي: الروض الأنف (۱/ ۱۸۶)

الخریف: موسم گرما اور سرما کے درمیان کا زمانہ موسم خریف کی بارش کے لیے خریفی، خرفی، خرفی۔ (المنجد، ص: ۲۶۸) اگرچہ نسخہ میں حریف بدون النقطہ ہے۔ لیکن صحیح لفظ خریف ہی ہے، کیونکہ حریف بدون النقطہ کوئی مفہوم اور ترجمہ نہیں بنتا ہے۔

سوال کیا۔ آپ ﷺ نے اس کو تلوار دے دی اور مجھے نہ دی، اللہ کی قسم! میں ضرور دیکھوں گا کہ وہ کیا کرتا ہے؟ پس میں اس کے پیچھے چلا، پس اس (ابو دجانہ رضی اللہ عنہ) نے اپنی سرخ پٹی نکالی۔ اس کے ساتھ اپنا سر باندھا، پس انصار نے کہا: ابو دجانہ نے موت کی پٹی نکال لی اور اسی طرح وہ اس کو کہتے تھے، جب وہ (سرخ پٹی) باندھا کرتا تھا۔ پس وہ درج ذیل اشعار کہتے ہوئے نکلا:

أَنَا الَّذِیْ عَاهَدَنِیْ خَلِیْلِیْ وَنَحْنُ بِالسَّفْحِ لَدَى النَّخِیْلِ

أَلَّا أَقُوْمَ الدَّهْرَ فِی الْكُبُوْلِ أَضْرِبُ بِسَیْفِ اللّٰهِ وَالرَّسُوْلِ

”میں وہ آدمی ہوں کہ میرے دوست نے مجھ سے اس وقت عہد لیا جب ہم کھجور کے ایک پست قامت درخت کے نیچے تھے، میں نے وعدہ کیا کہ میں ایک کنارے پر نہیں کھڑا ہوں گا اور اللہ اور رسول کی تلوار سے جہاد کروں گا۔“[1]

نکاتِ مترشحہ: صحابی رسول ﷺ کا اس فضیلت و منقبت پر نازاں ہونا کہ اللہ کے رسول ﷺ نے اسے اپنے دستِ مبارک سے سیفِ قاطع عطا کی ہے۔ اس کی ذاتِ رسول ﷺ کے ساتھ بے پناہ محبت، عقیدت اور الفت کی عکاس و غماز ہے اور یہ ذاتِ رسول کا اعجاز اور حقانیت ہے۔

سعد بن ابی وقاص:

سیدنا سعد بن ابی وقاص نے اپنی تیر اندازی، جو انھوں نے غزوۂ احد کے موقع پر کی تھی، کے متعلق درج ذیل اشعار پڑھے:

أَلَا هَلْ أَتٰی رَسُوْلَ اللّٰهِ أَنِّیْ حَمَیْتُ صَحَابَتِیْ بِصُدُوْرِ نَبْلِیْ

---

[1] ابن الأثير: أسد الغابة (١٠/ ٦١٦) ابن هشام: السيرة النبوية (٣/ ٧٢، ٧٣)

أَذُودُ بِهَا أَوَائِلَهُمْ زِيَادًا بِكُلِّ حَزُونَةٍ وَّبِكُلِّ سَهْلِ
فَمَا يُعْتَدُّ رَامٍ فِيْ عَدُوٍّ بِسَهْمٍ يَّا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَبْلِيْ
وَذَالِكَ أَنَّ دِيْنَكَ دِيْنُ صِدْقٍ وَذُوْ حَقٍّ أَتَيْتَ بِهٖ وَفَضْلٍ*
يُنَجَّى الْمُؤْمِنُوْنَ بِهٖ وَيُخْزَ بِهِ الْكُفَّارُ عِنْدَ مَقَامٍ مَهَلِ
فَمَلًا قَدْ غَوِيْتَ فَلَا تَعِبْنِيْ غَوَى الْحَيِّ وَيْحَكَ يَا ابْنَ جَهْلٍ

"اے کہ وہ رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا ہے، میں نے اپنے تیروں کی نوک سے اپنے ہمراہیوں کی حفاظت کی۔ میں ان تیروں کے ذریعے ان کے دشمن کو رفع کرتا تھا۔ ہر سخت زمین سے اور ہر نرم زمین سے مجھ سے پہلے کوئی رسول ﷺ کا تیر انداز شمار نہیں ہوتا تھا۔ اور بلاشبہ (اے نبی!) آپ ﷺ کا دین سچائی کا دین ہے اور حق اور فضل والا دین ہے۔ جس کو آپ ﷺ لائے۔ اس کی بدولت مومن نجات حاصل کرتے ہیں اور کفار اس (کے انکار) کی بدولت ہر مقام پر رسوا ہوئے۔ پس اے ابن جہل رک جا! اور مجھ میں عیب مت ڈھونڈ، یقیناً تو بھی قبیلے کی مانند گمراہ ہو گیا ہے۔"[1]

نقوشِ سیرت: محمد ﷺ سچا دین لے کر آئے ہیں، اس دینِ حق کی پیروی فضلِ الٰہی کے حصول کا ذریعہ ہے، اس دین کی بدولت مومنوں کو نجات دی جاتی ہے اور کفار کو ذلیل و رسوا کیا جاتا ہے۔ جو بھی اس دینِ حق کی مخالفت کرے گا وہ ابوجہل کی طرح ذلیل و رسوا ہوگا۔

---

* السيرة النبوية لابن هشام (٢/ ٢٤٥) پر "عدل" ہے۔

[1] ابن سعد: طبقات ابن سعد (٣/ ٢٦٠، ٢٦١) مترجم از علامه عبدالله العمادي. طبقات ابن سعد میں صرف پہلے تین اشعار درج ہیں۔
درج بالا قول ابن اسحاق کا ہے، جبکہ ابن ہشام نے کہا ہے کہ اکثر اہلِ علم اے قبیلہ کے گمراہ اور ابن جہل! یقیناً تو بھٹک گیا، پس مجھ پر مدت عیب لگا۔ (ابن هشام: السيرة النبوية: ٢/ ٢٤٥)

ابوسفیان بن الحارث:

ابوسفیان بن الحارث نے اسلام قبول کرتے وقت درج ذیل اشعار کہے:

لَعَمْرُكَ اِنِّی یَوْمٌ أَحْمِلُ رَأْیَةً — لِتَغْلِبَ خَیْلَ اللَّاتِ خَیْلَ مُحَمَّدِ

کَلْمُدْلِجِ الْحَیْرَانِ أَظْلَمَ لَیْلُهٗ — فَهٰذَا أَوَانِیْ حِیْنَ أُهْدٰی وَأَهْتَدِیْ

هَدَانِیْ هَادٍ غَیْرَ نَفْسِیْ وَنَالَنِیْ — مَعَ اللّٰهِ مَنْ طَرَدتُّ کُلَّ مُطَرَّدِ

أَصُدُّ وَأَنْأٰی جَاهِدًا عَنْ مُّحَمَّدَ — وَادَّعِیَ وَاِن لَّمْ أَنْتَسَبُ مِن مُّحَمَّدِ

''واللہ! وہ دن بھی تھے جب میں نے لات کے لشکر کو محمد ﷺ کے لشکر کے خلاف کامیاب کرانے کے لیے علم بلند کیا تھا۔ میں اس وقت اندھیرے میں پھنسے ہوئے حیران آدمی کی طرح تھا۔ اب جب اللہ نے مجھے ہدایت دی ہے، میں سیدھے راستے پر چلتا ہوں۔ ایک ہدایت کار نے مجھے سیدھا راستہ دکھایا اور میری ذات کو بدل دیا اور اس نے اللہ کی طرف میری راہنمائی کی۔ جسے میں بالکل چھوڑ چکا تھا۔ اس وقت میں محمد رسول اللہ ﷺ سے روکتا تھا اور اگرچہ محمد ﷺ سے منسوب ہونا نہیں چاہتا تھا، لیکن مجھے لوگ ان سے منسوب کرتے ہیں۔''[1]

[1] ابن هشام: السيرة النبوية (٤/ ٤٣، ٤٤) ابن الأثير: أسد الغابة (١٠/ ١/ ٥٣٢، مترجم)

ان کے مزید اشعار درج ذیل ہیں:

هم ماهم من لم يقل بهواهم — وان كان ذاراي يلم ويفند

أريد لارضيهم ولست بلائط — مع القوم مالم اهد فى كل مقعد

فقل لثقيف لا أريد قتالها — وقل لثفيف تلك غيري أو عدي

فما كنت في الجيش الذى نال عامراً — وما كان من جرا لسانى ولايدى

قبائل جاءت من بلادٍ بعيدةٍ — نزائع جاءت من سهام و سرد

(ابن هشام: السيرة النبوية: ١/ ٤٣، ٤٤)

سواد بن قارب:

سواد بن قارب رضی اللہ عنہ نے اپنے اسلام قبول کرنے کا محرک بیان کرتے ہوئے درج ذیل اشعار کے ساتھ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی یوں ثنا خوانی کی ہے:

اَتَانِیْ نَجِیٌّ بَعْدَ هُدْءٍ وَّ رَقْدَةٍ	وَّلَمْ یَكُ فِیْمَا قَدْ بَلَوْتُ بِكَاذِبِ
ثَلَاثَ لَیَالٍ قَوْلُهٗ كُلَّ لَیْلَةٍ	اَتَاكَ رَسُوْلٌ ﷺ مِنْ لُوَیِّ بْنِ غَالِبِ
فَشَمَّرْتُ عَنْ ذَیْلِی الْاِزَارَ وَوَسَّطَتْ	بِیَ الذَّعْلَبُ الْوَجْنَاءُ عَبْرَ السَّبَاسِبِ
وَاَعْلَمُ اَنَّ اللّٰهَ لَا رَبَّ غَیْرُهٗ	وَاَنَّكَ مَامُوْنٌ عَلٰی كُلِّ غَائِبِ
وَاَنَّكَ اَدْنَی الْمُرْسَلِیْنَ وَسِیْلَةً	اِلَی اللّٰهِ یَا ابْنَ الْاَكْرَمِیْنَ الْاَطَائِبِ
فَمُرْنَا بِمَا یَاتِیْكَ یَا خَیْرَ مُرْسَلٍ	وَّاِنْ كَانَ فِیْمَا شَیَّبَ الذَّوَائِب
وَكُنْ لِّیْ شَفِیْعاً یَّوْمَ لَا ذُوْ قَرَابَةٍ	سِوَاكَ بِمُغْنٍ عَنْ سَوَادِ بْنِ قَارِبِ

''میرے پاس ایک راز کی بات کہنے والا نیند اور نیند میں پرسکون ہونے کے بعد آیا۔ اور میرے تجربے کی بنا پر وہ جھوٹا نہیں۔ تین راتوں میں سے ہر رات اس کی یہی بات ہوتی تھی کہ تمھارے پاس لوئی بن غالب کے قبیلے میں سے ایک رسول آئے ہیں۔ پس میں نے تیاری کی اور ایک تیز رفتار اونٹنی نے مجھے ایک بیاباں کے وسط میں جا پہنچایا۔ میں جانتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی رب نہیں اور آپ غائب یعنی وحی کے امین ہیں۔ اے شرفا اور پاکوں کے فرزند! آپ تمام انبیا علیہم السلام میں سے زیادہ اللہ تعالیٰ کے قریب ہیں تو اے بہترین رسول صلی اللہ علیہ وسلم! آپ کے پاس جو وحی آئی ہے، اس کا ہمیں بھی حکم دیجیے، اگرچہ جو کچھ ہمارے پاس آئے گا اس پر عمل کرنے میں ہمارے بال سفید ہو جائیں گے۔ آپ میرے

شفیع بن جائیں اس دن کہ جس دن کوئی قرابت والا سواد بن قارب کے کام نہیں آئے گا۔"[1]

نقوشِ سیرت: آپ ﷺ کی حقانیت و صداقت پر جنات وغیرہ بھی گواہ ہیں۔ آپ ﷺ بہترین رسول ہیں اور آپ ﷺ کے پاس اللہ تعالیٰ کی طرف سے وحی آئی ہے، آپ ﷺ اس پر امین ہیں۔ قیامت والے دن آپ ﷺ کی شفاعت برحق ہے، اسی لیے سواد بن قارب آپ ﷺ سے گزارش کررہے ہیں کہ قیامت والے دن آپ ﷺ ان کی سفارش کریں۔

حضرت عباس بن مرداس رضی اللہ عنہ نے کہا:

نَصَرْنَا رَسُوْلَ اللّٰهِ مِنْ غَضَبٍ لَّهٗ ۔۔۔ بِأَلْفِ كُمِيٍّ لَّا تُعَدُّ حَوَاسِرُهٗ

حَمَلْنَا لَهٗ فِيْ عَامِلِ الرُّمْحِ رَأْيَةً ۔۔۔ يَذُوْدُ بِهَا فِيْ حَوْمَةِ الْمَوْتِ نَاصِرُهٗ

وَنَحْنُ خَضَبْنَاهَا دَمًا فَهُوَ لَوْنُهَا ۔۔۔ غَدَاةَ حُنَيْنٍ يَّوْمَ صَفْوَانُ شَاجِرُهٗ

وَكُنَّا عَلَى الْإِسْلَامِ مَيْمَنَةً لَّهٗ ۔۔۔ وَكَانَ لَنَا عِقْدُ اللِّوَاءِ وَشَاهِرُهٗ

وَكُنَّا لَهٗ دُوْنَ الْجُنُوْدِ بِطَانَةً ۔۔۔ يُشَاوِرُنَا فِيْ أَمْرِهٖ وَنُشَاوِرُهٗ

دَعَانَا فَسَمَّانَا الشِّعَارَ مُقَدَّمًا ۔۔۔ وَكُنَّا لَهٗ عَوْنًا عَلٰى مَنْ يُّنَاكِرُهٗ

جَزَى اللّٰهُ خَيْرًا مِّنْ نَّبِيٍّ مُّحَمَّدًا ۔۔۔ وَأَيَّدَهٗ بِالنَّصْرِ وَاللّٰهُ نَاصِرُهٗ

"ہم نے رسول اللہ ﷺ کے دشمنوں کے خلاف ایک ہزار بہادروں کے ساتھ مدد کی جن میں زرہ کے بغیر لوگوں کا تو حساب نہیں، ہم نے نیزے کے پھل میں (آپ ﷺ) کا جھنڈا اٹھایا۔ اور جس کو لے کر آپ ﷺ کا مددگار موت کے ہجوم میں اسے توشہ بناتا ہے ہم نے اسے خون سے رنگ دیا اور یہی اس کا رنگ ہے حنین کی صبح کو کہ جس دن صفوان لڑ رہا تھا

---

[1] ابن كثير: السيرة النبوية (١/ ٣٤٨، ٣٤٩)

اور ہم اسلام میں آپ ﷺ کی میمنہ تھے اور آپ ﷺ نے ہمارے لیے جھنڈا باندھا تھا اور اسے شہرت دی اور ہم لشکروں کے سامنے آپ کے لیے ایک ڈھال تھے، آپ ﷺ اپنے معاملے میں ہم سے مشورہ کرتے ہیں اور ہم ان سے مشورہ کرتے ہیں۔ آپ نے ہمیں بلایا اور ہمارا شعار مقدم مقرر فرمایا اور ہم آپ ﷺ کے مددگار تھے ہر اس شخص کے خلاف جو آپ ﷺ کا مقابلہ کرتا تھا۔ اللہ تعالیٰ نبی ﷺ کو جزائے خیر دے اور آپ ﷺ کی مدد کرے اور اللہ تعالیٰ نبی کریم ﷺ کا مددگار ہو۔"[1]

نقوشِ سیرت: یہ آپ ﷺ کی صداقت کی دلیل ہے کہ صحابہ آپ ﷺ کی خاطر تن من دھن کی بازی لگانے کے لیے تیار تھے۔ آپ ﷺ مشاورت سے معاملات کی بابت فیصلہ فرماتے تھے۔ اللہ تعالیٰ آپ ﷺ کا ناصر ہے۔

عبداللہ بن انیس رضی اللہ عنہ:

رسول اللہ ﷺ نے عبداللہ بن انیس کو خالد بن سفیان بن نبیح کو قتل کرنے نخلہ یا عرنہ بھیجا، کیونکہ وہ رسول اللہ ﷺ کے ساتھ لڑنے کے لیے افواج اکٹھی کررہا تھا۔ چنانچہ عبداللہ بن انیس رضی اللہ عنہ نے اس کو قتل کیا اور اس کی بابت کچھ اشعار کہے، ابتدائی اشعار میں وہ بیان کرتے ہیں کہ انھوں نے کیسے اسے قتل کیا۔ پھر اپنی بہادری بیان کر کے آخری دو اشعار میں کہتے ہیں:

وَقُلْتُ لَهٗ خُذْهَا بِضَرْبَةِ مَاجِدٍ   حَنِيفٍ عَلٰى دِيْنِ النَّبِيِّ مُحَمَّدِ

وَكُنْتُ اِذَا هَمَّ النَّبِيُّ بِكَافِرٍ   سَبَقْتُ اِلَيْهِ بِاللِّسَانِ وَبِالْيَدِ

---

[1] ابن هشام: السيرة النبوية (٤/ ١١١) عباس بن مرداس نے یہ اشعار غزوۂ حنین کے موقعے پر کہے۔

* الحنيف الذي مال عن الشرك إلى دين الإسلام. حاشية السيرة النبوية لابن هشام: (٤/ ٢٢٩)

''اور میں نے اس (خالد بن سفیان بن نبیح) کو کہا: اس کو لو! ایک ماجد کی تلوار کی ضرب کے ساتھ جو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے دین کی طرف مائل و متبع ہے۔ اور جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کسی کافر کو قتل کرنے کا ارادہ کرتے ہیں تو میں زبان و ہاتھ کے ساتھ اس کی طرف سبقت لے جاتا ہوں۔''[1]

نقوشِ سیرت: چونکہ صحابہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو رسولِ برحق اور دینِ اسلام کو سچا دین سمجھتے تھے اس لیے ان کی خاطر ہر قسم کی قربانی دینے کے لیے تیار تھے۔

عبداللہ بن رواحہ:

غزوہ بدر الآخرہ میں ابوسفیان اپنے وعدے کے مطابق نہ آسکا، چنانچہ اس کی بابت حضرت عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہ نے کہا۔ ابن ہشام نے کہا: ابوزید الانصاری نے کعب بن مالک کی طرف ان شعار کو منسوب کیا ہے:

وَعَدْنَا أَبَا سُفْيَانَ بَدْرًا فَلَمْ نَجِدْ — لِمِيْعَادِهِ صِدْقًا وَّمَا كَانَ وَافِيًا

فَأُقْسِمُ لَوْ وَافَيْتَنَا فَلَقِيْتَنَا — لَأُبْتَ ذَمِيْمًا وَافْتَقَدتَّ الْمَوَالِيَا

تَرَكْنَا بِهِ أَوْصَالَ عُتْبَةَ وَابْنِهِ — وَعَمْرًا أَبَا جَهْلٍ تَرَكْنَاهُ ثَاوِيًا

عَصَيْتُمْ رَسُوْلَ اللّٰهِ أُفٍّ لِّدِيْنِكُمْ — وَأَمْرِكُمُ السَّيِّئِ الَّذِيْ كَانَ غَاوِيًا

[1] ابن هشام: السيرة النبوية (٤/ ٢٦٧ـ ٢٦٩)

ان درج بالا دو اشعار کے علاوہ حضرت عبداللہ بن انیس نے درج ذیل مزید اشعار کہے:

تركت ابن ثور كالحوار وحوله — نوائح تفرى كل جيبٍ مقدد

تناولته والظعن خلفى وخلفه — بابيض من ماء الحديد مهند

عجومٍ لهام الدار عين كانه — شهاب غضىً من ملهبٍ متوقد

اقول له والسيف يعجم راسه — انا ابن انيسٍ فارساً غير قعدد

انا ابن الذى لم ينزل الدهر قدره — رحيب فناء الدار غير مزند

(مصدر سابق)

فَإِنِّی وَإِنْ عَنَّفْتُمُونِی لِقَائِلٌ فِدًی لِّرَسُولِ اللّٰهِ أَهْلِی وَمَالِیَا
أَطَعْنَاهُ لَمْ نَعْدِلْهُ فِینَا بِغَیْرِهِ شِهَابًا لَّنَا فِی ظُلْمَةِ اللَّیْلِ هَادِیًا

''ہم نے ابوسفیان کے ساتھ بدر میں وعدہ کیا تھا پس ہم نے اس کے وعدے کے لیے کوئی سچائی نہیں پائی اور نہ ہی (وہ وعدے کو) پورا کرنے والا ہے۔ اگر تو وعدے کو پورا کرتے ہوئے ہم سے ملتا تو میں قسم کھا کر کہتا ہوں کہ تو بے عزت ہو کر لوٹتا اور قرابت کو تو ناپید پاتا۔ ہم نے اس میدان (بدر) میں عتبہ، اس کے بیٹے اور عمرو یعنی ابوجہل کو ہمیشہ کے لیے چھوڑ دیا۔ تم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نافرمانی کی، تمھارے دین اور تمھارے اس برے معاملے پر، جو گمراہی پر مشتمل ہے، افسوس ہے۔ پس میں یہ بات کہتا ہوں کہ میں، میرے اہل اور میرا مال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر قربان ہیں، اگرچہ تم مجھے ملامت کرو۔ ہم نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت کی، ہم اپنے (دین کے معاملے) میں کسی کو آپ کا ہمسر نہیں دیکھتے۔ رات کے اندھیرے میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے لیے راہنما ستارہ ہیں۔''[1]

نکاتِ مترشحہ: صحابہ کرام رضی اللہ عنہم آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر اپنا تن من دھن سب کچھ اس لیے نچھاور کرتے تھے کہ ان کا اعتقادِ راسخ تھا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے سچے رسول ہیں۔ اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت وپیروی ہی میں نجات مضمر ہے۔ اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم انھیں جہالت وکفر کے اندھیروں سے نکال کر ایمان وہدایت کی روشنی کی طرف لائے ہیں۔

عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہ ہی نے مزید کہا:

فَثَبَّتَ اللّٰهُ مَا آتَاكَ مِنْ حُسْنٍ تَثْبِیتَ مُوسٰی وَنَصْرًا كَالَّذِی نُصِرُوا

[1] ابن هشام: السيرة النبوية (٣/ ٢٢١)

إِنِّی تَفَرَّسْتُ فِیْكَ الْخَیْرَ نَافِلَةً ... اَللّٰهُ یَعْلَمُ أَنِّی ثَابِتُ الْبَصَرِ
أَنْتَ الرَّسُوْلُ فَمَن یُّحْرَمُ نَوَافِلَهُ ... وَالْوَجْهُ مِنْهُ فَقَدْ أَزْرٰی بِهِ الْقَدَرُ

''پس اللہ تعالیٰ نے جو حسن آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو عطا کیا ہے، اس کو قائم رکھے جس طرح کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے حسن کو قائم رکھا۔ اور آپ کی ایسی مدد کرے جس طرح کہ ان کی یعنی امتِ موسیٰ کی کی تھی۔ بے شک میں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم میں خیر کو دیکھا اور اللہ تعالیٰ جانتا ہے کہ میری آنکھوں نے خیانت نہیں کی۔ آپ نبی صلی اللہ علیہ وسلم ہیں اور جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی شفاعت سے قیامت کے دن محروم رہا تقدیر نے اس کو ذلیل کیا۔''[1]

عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہ نے علی الاطلاق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مدح سرائی کرتے ہوئے کہا:

وَفِیْنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ نَتْلُوْ كِتَابَهٗ ... إِذَا انْشَقَّ مَعْرُوْفٌ مِّنَ الْفَجْرِ سَاطِعٗ
یَبِیْتُ یُجَافِیْ جَنْبَهٗ عَنْ فِرَاشِهٖ ... إِذَا اسْتَثْقَلَتْ بِالْمُشْرِكِیْنَ الْمَضَاجِعُ
أَتٰی بِالْهُدٰی بَعْدَ الْعُمٰی فَقُلُوْبُنَا ... بِهٖ مُوْقِنَاتٌ أَنَّ مَا قَالَ وَاقِعٗ

''اور ہم میں اللہ تعالیٰ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہیں اور ہم اس کی کتاب تلاوت کرتے ہیں جب فجر طلوع ہوتی ہے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے پہلو کو فراش (بستر) سے علاحدہ رکھتے ہوئے رات گزارتے ہیں، جبکہ مشرکین گہری نیند میں ہوتے ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم جہالت کے بعد ہدایت لے کر آئے ہیں۔ پس ہمارے دل اس پر یقین رکھتے ہیں کہ جو بات آپ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں وہ واقع ہو کر رہتی ہے۔''[2]

---

[1] ابن هشام: السيرة النبوية (٤/ ١٦)

[2] ابن كثير: السيرة النبوية (٣/ ٤٨٨)

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے قبولِ اسلام کے وقت درج ذیل اشعار کہے تھے:

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ ذِی الْمَنِّ الَّذِیْ وَجَبَتْ ۔۔۔ لَہٗ عَلَیْنَا أَیَادٍ مَّا لَہَا غَیَرٌ

وَقَدْ بَدَانَا فَکَذَّبْنَا فَقَالَ لَنَا ۔۔۔ صِدْقَ الْحَدِیْثِ نَبِیٌّ عِنْدَہُ الْخَبَرُ

وَقَدْ ظَلَمْتُ ابْنَۃَ الْخَطَّابِ ثُمَّ ھَدٰی ۔۔۔ رَبِّیْ عَشِیَّۃَ قَالُوْا قَدْ صَبَا عُمَرُ

وَقَدْ نَدِمْتُ عَلٰی مَا کَانَ مِنْ زَلَلٍ ۔۔۔ بِظُلْمِھَا حِیْنَ تُتْلٰی عِنْدَھَا السُّوَرُ

لَمَّا دَعَتْ رَبَّھَا ذَا الْعَرْشِ جَاھِدَۃً ۔۔۔ وَالدَّمْعُ مِنْ عَیْنِھَا عَجْلَانُ یَبْتَدِرُ

أَیْقَنْتُ أَنَّ الَّذِیْ تَدْعُوْہُ خَالِقُھَا ۔۔۔ فَکَادُ تَسْبِقُنِیْ مِنْ عَبْرَۃٍ دُرَرٌ

فَقُلْتُ أَشْھَدُ أَنَّ اللّٰہَ خَالِقُنَا ۔۔۔ وَأَنَّ أَحْمَدَ فِیْنَا الْیَوْمَ مُشْتَھِرٌ

نَبِیٌّ صِدْقٍ أَتٰی بِالْحَقِّ مِنْ ثِقَۃٍ ۔۔۔ وَافِی الْأَمَانَۃِ مَا فِیْ عَوْدِہٖ خَوَرٌ

”سب تعریفیں اس اللہ کے لیے ہیں جو میرے اوپر خصوصاً اور تمام بندوں پر عموماً احسان کرنے والا ہے اور جس نے ہمارے اوپر ایسے ایسے احسانات کیے ہیں کہ ان کے لیے کوئی تبدیلی نہیں ہے۔ اور بلاشبہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے ہاں ظاہر ہوئے، پس ہم نے جھٹلایا، پس اس نبی نے جس کو خبر ہے، ہمارے لیے سچی بات کہی۔ اور میں نے خطاب کی بیٹی پر ظلم کیا، پھر میرے رب نے مجھے اس شام ہدایت دی جب انھوں نے کہا کہ عمر بے دین ہوگیا، جب اس ابنۃ الخطاب کے ہاں سورتیں تلاوت کی جاتیں تھیں، اس وقت اس پر سیدھے راستے سے پھسلنے کی وجہ سے میں نے جو اس پر ظلم کیا میں اس پر نادم ہوں، جب اس نے کوشش کرتے ہوئے عرش والے اپنے رب کو بلایا اور اس کی آنکھ سے بہ عجلت آنسو بہہ رہے تھے، میں نے یقین کر لیا کہ جس کو وہ پکارتی ہے وہ اس کا خالق ہے، پس احوال میں غور وفکر کے باعث قریب تھا کہ مجھ سے میرے

موتیوں جیسے آنسو سبقت لے جاتے، پس میں نے کہا: میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ ہمارا خالق ہے اور یہ کہ احمد ہمارے درمیان آج مشتہر ہیں۔ سچے نبی ہیں، وثوق سے حق لائے ہیں، امانت دار ہیں اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے راستے میں کوئی کمزوری نہیں ہے۔"[1]

نقوشِ سیرت: حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم صادق، امین، داعی الی الحق اور راہِ راست پر گامزن ہیں۔

عمرو بن مرہ جہنی رضی اللہ عنہ ہی نے کہا:

أَلَمْ تَرَ أَنَّ اللّٰهَ أَظْهَرَ دِيْنَهُ ... وَبَيَّنَ بُرْهَانَ الْقُرْآنِ لِعَامِرِ
كِتَابٌ مِّنَ الرَّحْمَانِ نُوْرٌ لِّجَمْعِنَا ... وَأَخْلَافِنَا فِيْ كُلِّ بَادٍ وَّحَاضِرِ
اِلٰى خَيْرِ مَنْ يَّمْشِيْ عَلَى الْأَرْضِ كُلِّهَا ... وَأَفْضَلِهَا عِنْدَ اعْتِكَارِ الضَّرَائِرِ
أَطَعْنَا رَسُوْلَ اللّٰهِ لَمَّا تَقَطَّعَتْ ... بُطُوْنُ الْأَعَادِي بِالظَّبْيِ وَالْخَوَاطِرِ
فَنَحْنُ قَبِيْلَةٌ قَدْ بَنَى الْمَجْدُ حَوْلَنَا ... اِذَا اجْتُلِبَتْ فِي الْحُرِّ هَامُ الْأَكَابِرِ
بَنُو الْحَرْبِ نُقَرِّيْهَا بِأَيْدٍ طَوِيْلَةٍ ... وَبِيْضٍ تَلَالَأُ فِيْ أَكُفِّ الْمَغَاوِرِ
تَرٰى حَوْلَهُ الْأَنْصَارُ تَحْمِيْ أَمِيْرَهُمْ ... بِسُمْرِ الْعَوَالِي وَالصِّفَاحِ الْبَوَاتِرِ
اِذَا الْحَرْبُ دَارَتْ عِنْدَ كُلِّ عَظِيْمَةٍ ... وَدَارَتْ رَحَاهَا بِاللُّيُوْثِ الْهَوَاصِرِ
تَبَلَّجَ مِنْهُ اللَّوْنُ وَازْدَادَ وَجْهُهُ ... كَمِثْلِ ضِيَاءِ الْبَدْرِ بَيْنَ الزَّوَاهِرِ

"کیا تم نے نہیں دیکھا کہ اللہ نے اپنے دین کو غالب کیا اور عامر کے لیے قرآن کے برہان کو واضح کیا۔ رحمان کی طرف سے ہماری جماعت اور اخلاف کے لیے، دیہاتی ہوں یا شہری، ایک کتابِ نور اتاری گئی ہے۔ جو اس کی طرف مخالفتوں اور پریشانیوں کے ہجوم کے وقت زمین پر

---

[1] السهيلي: الروض الأنف (١/ ٢١٨)

چلنے والوں میں سے سب سے بہتر اور سب سے افضل ہے۔ ہم نے رسول اللہ ﷺ کی اس وقت فرمانبرداری کی جب تلواروں کی دھاروں اور خیالاتِ ہائلہ سے دشمنوں کے پیٹ کٹ گئے۔ پس ہم ایک ایسا قبیلہ ہیں جس کے گرد مجد و بزرگی نے اس وقت بنیاد رکھی جب بڑوں کی کھوپڑیاں لڑائی میں ہانکی جاتی ہیں۔ ہم ایسے بنو الحرب ہیں کہ ہم لمبے ہاتھوں اور بہت زیادہ لوٹ مار کرنے والوں کی ہتھیلیوں میں تیز تلواروں کے ساتھ لڑائی کی میزبانی کرتے ہیں۔ تو آپ ﷺ کے گرد انصار کو دیکھتا ہے کہ وہ اپنے امیر کی گندم گوں نیزوں اور تیز چوڑی تلواروں کے ساتھ حفاظت کرتے ہیں، جب ہر بڑی المناک کیفیت کے وقت لڑائی خوب بھڑک اٹھتی ہے اور اس کی چکی پھاڑنے والے شیروں کے ساتھ گھومتی ہے تو اس سے آپ ﷺ کا چہرہ بشاش ہو جاتا ہے اور ستاروں کے درمیان چودھویں رات کے چاند کی مانند اس کے چہرے کی چمک اور بشاشت زیادہ ہو جاتی ہے۔"[1]

نقوشِ سیرت: اللہ تعالیٰ نے لوگوں کی ہدایت کے لیے آپ ﷺ کی طرف کتابِ نور نازل کی، آپ ﷺ اہلِ ارض میں سے سب سے زیادہ افضل ہے۔ انصار آپ کے شیدا اور فدائی تھے۔ آپ ﷺ بہادر تھے اور سخت سے سخت لڑائی میں بھی آپ ﷺ پریشان نہیں ہوتے تھے۔

عمرو بن معدیکرب رضی اللہ عنہ:

عمرو بن معدیکرب نے اسلام قبول کرنے کے بعد اپنی قوم بنی زبید میں قیام کیا تھا۔ فروہ بن مسیک ان پر امیر تھے، چونکہ یہ رسول اللہ ﷺ کے ساتھ قیام کرنے

[1] إسماعيل بن كثير: السيرة النبوية (١/ ٣٧٨)

سے محروم رہے، اس لیے اپنے محبت بھرے جذبات کا اظہار کرتے ہوئے نبی کریم ﷺ کی یوں مدح سرائی کی ہے:

اِنَّنِیُ بِالنَّبِیِّ مُوُقِنَةٌ نَفُسِیُ وَاِن لَّمُ اَرَ النَّبِیَّ عَیَانًا

سَیِّدُ الُعَالَمِیُنَ طُرًّا وَّاَدُنَا هُمُ اِلَی اللّٰهِ حِیُنَ بَانَ مَکَانًا

جَاءَ بِالنَّامُوُسِ مِن لَّدُنِ اللّٰه وَکَانَ الُاَمِیُنَ فِیُهِ الُمُعَانَا

حِکُمَةً بَعُدَ حِکُمَةٍ وَّضِیَاءً فَاهُتَدَیُنَا بِنُوُرِهَا مِنُ عُمَانَا

وَرَکِبُنَا السَّبِیُلَ حِیُنَ رَکِبُزَ اهُ جَدِیُداً بِکُرُهِنَا وَرِضَانَا

وَعَبَدُنَا الُاِلٰهَ حَقًّا وَّکُنَّا لِلُجِهَالَاتِ نَعُبُدُ الُاَوُثَانَا

وَائُتَلَفُنَا بِهٖ وَکُنَّا عَدُوًّا فَرَجَعُنَا بِهٖ مَعًا اِخُوَانًا

فَعَلَیُهِ السَّلَامُ وَالسَّلَامُ مِنَّا حَیُثُ کَانَ مِنَ الُبِلَادِ وَکَانَا

اِن لَّمُ نَکُن نَّرَ النَّبِیَّ فَاِنَّا قَد تَبِعُنَا سَبِیُلَهٗ اِیُمَانًا

”میرا نفس نبی کریم ﷺ پر یقین رکھتا ہے، اگرچہ میں نبی کریم ﷺ کو ظاہری طور پر نہیں دیکھتا۔ آپ ﷺ عالم کے سردار ہیں اور ان میں رتبے کے لحاظ سے آپ ﷺ تمام لوگوں سے زیادہ اللہ تعالیٰ کے قریب ہیں۔ آپ ﷺ اللہ تعالیٰ کی طرف سے وحی لے کر آئے۔ اور آپ ﷺ اس میں ایسے امین ہیں جن کی اللہ تعالی کی طرف سے مدد کی جاتی ہے۔ حکمت پہ حکمت ہے اور روشنی ہے اور اسی کے نور سے ہم نے گمراہی میں سے ہدایت پائی ہے۔ اور ہم نے راستہ اختیار کیا جب اختیار کیا چاہے خوشی سے اختیار کیا یا ناخوشی سے* اور ہم نے حق کے ساتھ اللہ تعالیٰ

* دلائلِ قویہ اور براہینِ قاطعہ نے بہت سے لوگوں (ابوسفیان، عمر، عمرو بن العاص، عبداللہ بن الزبعری وغیرہم) کو مجبور کر دیا کہ وہ بے بس ہو کر اسلام کی حقانیت کا اعتراف و اعلان کریں۔

کی عبادت کی اور ہم جہالت سے بتوں کی عبادت کرتے تھے اور ہم آپ ﷺ کے طفیل متحد ہوئے، حالانکہ ہم دشمن تھے اور ہم بھائی بھائی بن گئے۔ پس آپ ﷺ پر سلام ہو۔ اور ہماری طرف سے آپ ﷺ پر آپ ﷺ (دنیا میں) جہاں بھی ہوں سلام ہو۔ اگرچہ ہم نبی کریم ﷺ کو نہیں دیکھتے۔ لیکن ہم نے ایمان کے ساتھ آپ ﷺ کے راستے کی پیروی کی۔"[1]

نقوشِ سیرت: آپ ﷺ کی ذات پر صحابہ کو یقین تھا، آپ ﷺ تمام عالم کے سردار ہیں، آپ ﷺ اللہ تعالیٰ کے سب سے زیادہ قریب ہیں، آپ ﷺ اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہدایت لائے ہیں۔ لہٰذا آپ ﷺ اللہ تعالیٰ کے رسول ہیں، آپ ﷺ امین ہیں، اللہ تعالیٰ آپ کا حامی و ناصر ہے۔ آپ ﷺ حکمت نور اور ہدایت لے کر آئے ہیں، آپ ﷺ کی بدولت صحابہ خصوصاً انصار متحد ہوئے اور بھائی بھائی بن گئے، آپ ﷺ جہاں بھی ہوں آپ ﷺ پر سلام ہو اور آپ ﷺ جہاں بھی رہیں ہم آپ کے متبع ہیں۔

قیس بن بحر بن طریف رضی اللہ عنہ:

قیس بن بحر بن طریف رضی اللہ عنہ نے کہا:

أَهْلِىْ فِدَاءٌ لِامْرِئٍ غَيْرِهَالِكٍ ... أَحَلَّ الْيَهُوْدَ بِالْحِسِيِّ الْمُزَنَّمِ

يَقِيْلُوْنَ فِىْ جَمْرِ الْغَضَاةِ وَبَدَّلُوْا ... أَهَيْضِبَ عُوْدِى باودى الْمُكَمْكَمِ

فَإِنْ يَّكُ ظَنِّىْ صَادِقًا بِمُحَمَّدٍ ... تَرَوْاخَيْلَهُ بَيْنَ الصَّلَا وَ يَرَمْرَم

يَؤُمُّ بِهَا عَمْرُو بْنُ بَصْهَةَ أَنَّهُمْ ... عَدُوٌّ وَّمَا حَيٌّ صَدِيْقٌ كَمُجْرِمِ

عَلَيْهِنَّ أَبْطَالٌ مَّسَاعِيْرُ فِى الْوَغٰى ... يَهُزُّوْنَ أَطْرَافَ الْوَشِيْجِ الْمُقَوَّمِ

---

[1] إسماعيل بن كثير: السيرة النبوية (٤/ ١٣٩، ١٤٠)

وَكُلُّ رَقِيقِ الشَّفْرَتَيْنِ مُهَنَّدٍ تُوُرِّثْنَ مِنْ أَزْمَانِ عَادٍ وَجُرْهُمِ

فَمَن مُّبَلِّغٌ عَنِّي قُرَيْشًا رِسَالَةً فَهَلْ بَعْدَهُمْ فِي الْمَجْدِ مِن مُّتَكَرَّمِ

بِأَنَّ أَخَاكُمْ فَاعْلَمْ مِن مُّحَمَّدٍ تَلِيدُ النَّدٰى بَيْنَ الْحُجُونِ وَزَمْزَمِ

فَدِينُوا لَهُ بِالْحَقِّ تَجْسُمْ أُمُورُكُمْ وَتَسْمُوا مِنَ الدُّنْيَا اِلٰى كُلِّ مُعْظَمِ

نَبِيٌّ تَلَاقَتْهُ مِنَ اللّٰهِ رَحْمَةٌ وَلَا تَسْأَلُوهُ أَمْرَ غَيْبٍ مُّرَجَّمِ

فَقَدْ كَانَ فِي بَدْرٍ لَّعَمْرِي عِبْرَةٌ لَكُمْ يَا قُرَيْشًا وَ الْقَلِيبُ الْمُلَمَّمُ

غَدَاةَ أَتٰى فِي الْخَزْرَجِيَّةِ عَامِدًا اِلَيْكُمْ مُّطِيعًا لِلْعَظِيمِ الْمُكْرِمِ

مُعَانًا بِرُوحِ الْقُدُسِ يَنْكِي عَدُوَّهُ رَسُولًا مِّنَ الرَّحْمَانِ حَقًّا بِمُعْلَمِ

رَسُولًا مِّنَ الرَّحْمَانِ يَتْلُو كِتَابَهُ فَلَمَّا أَنَارَ الْحَقَّ لَمْ يَتَلَعْثَمِ

اَرٰى أَمْرَهُ يَزْدَادُ فِي كُلِّ مَوْطِنٍ عُلُوًّا الْأَمْرِ حَمَّهُ اللّٰهُ مُحْكَمِ

''میرے اہل اس شخص پر فدا ہوں جو ہلاک ہونے والا نہیں ہے اور جس نے یہود کو دور دراز کے علاقے میں اتار دیا تھا۔ وہ بیری کے بڑے کانٹے دار درختوں کے انگاروں یا کینکروں کے نیچے قیلولہ کرتے تھے اور انھیں خوشبو والی کھجوروں کے درختوں کے عوض عودی کا بلند مقام دے دیا گیا۔ پس اگر میرا گمان محمد ﷺ کے بارے میں سچا ہے تو تم اس کے گھوڑوں کو الصلا اور یرمرم علاقوں کے درمیان دیکھو گے۔ اس مقام کا ارادہ عمرو بن بصہہ کرتا ہے۔ بے شک وہ دشمن ہیں اور دوست قبیلہ مجرم کی طرح نہیں ہوتا، ان کے اوپر ایسے بہادر سوار ہیں، جو جنگ میں لڑائی کو بھڑکاتے ہیں اور سیدھے نیزوں کو حرکت دیتے ہیں اور ہر پتلی دھاروں والی ہندی تلوار کو بھی حرکت دیتے ہیں، جو عاد اور جرھم کے وقتوں سے ورثے میں چلی آتی ہیں۔ میری طرف سے قریش کو پیغام پہنچا

دو کہ کیا ان کے بعد شرافت اور بزرگی میں کوئی معزز ہے؟ جان لو! کہ تمھارے بھائی محمد ﷺ نے حجون اور زمزم کے درمیان زمین کو داد و دھش سے پر کردیا، پس حق کے ساتھ تم ان (محمد ﷺ) کی اطاعت کرو۔ تمھارے معاملات معظم ہو جائیں گے اور تم غیب کے مشکوک معاملے کے بارے میں ان سے نہ پوچھو۔ اے قریش! مجھے میری عمر کی قسم یقیناً تمھارے لیے بدر کی لڑائی میں اور لاشوں سے بھرے ہوئے کنویں میں عبرت ہے جس صبح وہ رسول بنو خزرج کی معیت میں عظیم مکرم اللہ تعالیٰ کے مطیع بن کر تمھاری طرف قصداً آئے تھے۔ روح القدس کے ساتھ آپ ﷺ کی مدد ہوئی، تاکہ آپ اپنے دشمن کو خوب نقصان پہنچائیں اور وہ اونچی بلند جگہ پر (فائز ہیں اور) رحمان کی طرف سے ایسے رسول برحق ہیں۔ وہ محمد ﷺ رحمان کی طرف سے رسول ہیں، جو اس کی کتاب تلاوت کرتا ہے جب حق روشن ہو تو وہ پیچھے نہیں رہتے۔ میں دیکھتا ہوں کہ ہر جگہ پر بلندی کے لحاظ سے آپ ﷺ کا معاملہ بڑھ رہا ہے۔ اس امر محکم کی بدولت جس کو اللہ نے مقدر کر دیا ہے۔"[1]

نقوشِ سیرت: اطاعت رسول ﷺ عزت کی ضامن ہے، روح الامین آپ ﷺ کے معاون ہیں۔ آپ ﷺ حق کو پھیلانے والے اور بلند مقام پر فائز ہیں۔ چونکہ آپ ﷺ نورِ حق کی طرف بلاتے ہیں اس لیے بہ مرور وقت آپ ﷺ کا معاملہ محکم و مستحکم ہو رہا ہے۔

مالک بن عوف رضی اللہ عنہ:

مالک بن عوف اسلام لائے تو انھوں نے درج ذیل اشعار کہے:

[1] ابن کثیر: السیرة النبویة (۳/ ۲۰۵، ۲۰۶)

مَا إِنْ رَأَيْتُ وَلَا سَمِعْتُ بِمِثْلِهِ ... فِي النَّاسِ كُلِّهِمْ بِمِثْلِ مُحَمَّدِ

أَوْفَى وَأَعْطَى لِلْجَزِيْلِ إِذَا اجْتُدَى ... وَمَتَى تَشَاءُ يُخْبِرْكَ عَمَّا فِي غَدِ

وَإِذَا الْكَتِيْبَةُ عَرَّدَتْ* أَنْيَابَهَا ... بِالسَّمْهَرِيِّ وَضَرْبِ كُلِّ مُهَنَّدِ

فَكَأَنَّهُ لَيْثٌ عَلَى أَشْبَالِهِ ... وَسْطَ الْهَبَائَةِ خَادِرٌ فِي مَرْصَدِ

"لوگوں میں محمد ﷺ کی مثل نہ میں نے دیکھا اور نہ کسی کو سنا۔ آپ ﷺ نے وعدہ پورا کیا۔ پھر عطیہ مانگنے والے کو وافر عطا کیا اور جب تم چاہو گے اس چیز کے بارے میں جو آئندہ کل ہونے والی ہے تمھیں خبر دیں گے اور جب لشکر کے بیٹے مضبوط نیزے اور ہر ہندی تلوار کے ساتھ ضرب لگاتے ہیں تو آپ ﷺ گھات میں ایک خوبصورت شیر ہیں، جو وقار کے ساتھ اپنے بچوں کی نگہداشت کے لیے ان پر موجود ہو۔"[1]

نقوشِ سیرت: آپ ﷺ عدیم المثال ہیں اور آپ ﷺ عظیم السخاوت ہیں۔

محیصہ رضی اللہ عنہ نے کہا:

يَلُوْمُ ابْنُ أُمِّي لَوْ أُمِرْتُ بِقَتْلِهِ ... لَطَبَّقْتُ ذِفْرَاهُ بِأَبْيَضَ قَاضِبِ

حُسَامٍ كَلَوْنِ الْمِلْحِ خَلَصَ صَقْلُهُ ... مَتَى مَا أُصَوِّبُهُ فَلَيْسَ بِكَاذِبِ

وَمَا سَرَّنِي أَنِّي قَتَلْتُكَ طَائِعًا ... وَإِنَّ لَنَا مَا بَيْنَ بُصْرَى وَمَارِبِ

"میری ماں کا بیٹا (میرا بھائی) ملامت کرتا ہے۔ (اس لیے کہ میں نے ابن سنینہ یہودی کو قتل کردیا حالانکہ) اگر مجھے خود اس کے قتل کا حکم دیا جائے تو اس کے کانوں کے پیچھے کی دونوں ہڈیاں سفید چمکتی ہوئی کاٹنے والی تلوار سے ضرور کاٹ دوں۔ ایسی تلوار سے جو نمک کے رنگ کی طرح

---

* "غردت" الإصابة لابن حجر (٣/ ٣٥٢)

[1] ابن هشام: السيرة النبوية (٤/ ١٣٤) ابن حجر: الإصابة (٣/ ٣٥٢)

اور اس کی صیقل خالص ہے۔ جب میں اس پر وار کروں تو وہ غلط پڑنے والی نہیں اور مجھے کیا خوشی ہوگی کہ اپنے مطیع ہونے کے لحاظ سے تجھے قتل کر دوں اور ہم دونوں کے درمیان بصری اور مآزب کی درمیانی مسافت ہو۔"[1]

ہاتف غیبی رضی اللہ عنہ نے کہا:

هٰذَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ذُو الْخَيْرَاتِ بِيَثْرِبَ يَدْعُوْ اِلَى النَّجَاةِ

يَأْمُرُ بِالْبِرِّ وَبِالصَّلَاةِ وَيَزَعُ النَّاسَ عَنِ الْهِنَاتِ

"یہ رسول اللہ بھلائیوں والے ہیں۔ یثرب میں نجات کی طرف بلاتے ہیں۔ نیکی اور نماز کا حکم دیتے ہیں۔ اور لوگوں کو حقیر امور سے روکتے ہیں۔"[2]

نقوشِ سیرت: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی دعوت و تعلیمات بھلائیوں پر مشتمل اور نجات دہندہ ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نیکی اور نماز کا حکم دیتے ہیں اور لوگوں کو حقیر امور سے روکتے ہیں۔

---

[1] ابن هشام: السيرة النبوية (٣/ ٦٢، ٦٣)

[2] ابن كثير: السيرة النبوية (١/ ٢٨٠)

فصلِ چہارم:

کتبِ سیرِ صحابہ میں صحابہ رضی اللہ عنہم کے نعتیہ کلام سے استشہاد

تعارف:

احوال، تعارف اور تراجمِ صحابہ کے موضوع پر لکھی گئی کتب میں بعض مقامات پر حضرات صحابہ کا نعتیہ کلام درج ہے، چنانچہ اس فصل میں صحابہ کے اس نعتیہ کلام سے (جو ان کتب میں موجود ہے) بطور ماخذ سیرتِ طیبہ استفادہ کرکے، نعت خواں صحابہ کے اسماء کے لحاظ سے تحریر کیا گیا ہے۔ سہولت کے پیشِ نظر اس فصل میں اکثر مقامات پر، شعر یا اشعار کے ترجمے کے بعد نقوشِ سیرت/ نکاتِ مترشحہ کے عنوان سے سیرتِ طیبہ کے عنوان سے نقوش اور انوار وتجلیات درج کر دیے گئے ہیں۔

اسود بن مسعود ثقفی رضی اللہ عنہ:

انھوں نے نعتِ رسول کے سلسلے میں جو اشعار کہے، ان میں سے دو اشعار درج ذیل ہیں:

أَمْسَيْتُ أَعْبُدُ رَبِّیْ لَا شَرِيْكَ لَه   رَبَّ الْعِبَادِ إِذَا مَاحُصِّلَ الْيُسُرُ

أَنْتَ الرَّسُوْلُ الَّذِیْ تُرْجٰی فَوَاضِلُهٗ   عِنْدَ الْقُحُوْطِ إِذَا مَا أَخْطَأَ الْمَطَرُ

"میں اپنے اس رب کی عبادت کرتا ہوں جس کا کوئی شریک نہیں، جو بندوں کا رب ہے۔ جب بھی آسانی حاصل ہو۔ آپ وہ رسول ہیں کہ

(1) ابن حجر: الإصابة في تمييز الصحابة (١/ ٤٦)

قحط کے وقت جب بارش نہ ہو ان کی سخاوت کی امید کی جاتی ہے۔"[1]

نکاتِ مترشحہ: رسول کریم ﷺ کا بحرِ جود وسخا ہر وقت اس طرح موجزن رہتا تھا کہ از حد کٹھن حالات، مشکل ترین حالات اور دگرگوں حالات میں بھی ضرورت مند لوگ اس سے سیراب وفیض یاب ہوتے تھے۔

اُصید بن سلمہ رضی اللہ عنہ:

اُصید بن سلمہ رضی اللہ عنہ نے جب اسلام قبول کیا تو ان کے والد نے ان پر اعتراض کیا تو انھوں نے رسول اللہ ﷺ سے اجازت لے کر آپ ﷺ کی شان میں درج ذیل اشعار کہے:

اِنَّ الَّذِیْ سَمَكَ السَّمَاءَ بِقُدْرَةٍ حَتّٰی عَلَا فِیْ مُلْكِهٖ فَتَوَحَّدَا
بُعِثَ الَّذِیْ لَا مِثْلُهٗ فِیْمَا مَضٰی یَدْعُوْ لِرَحْمَتِهِ النَّبِیَّ مُحَمَّدًا
ضَخْمَ الدَّسِیْعَةِ كَالْغَزَالَةِ وَجْهُهٗ قَرْنًا تَأَزَّرَ بِالْمَكَارِمِ وَارْتَدٰی
فَدَعَا الْعِبَادَ لِدِیْنِهٖ فَتَتَابَعُوْا طَوْعًا وَّكَرْهًا مُّقْبِلِیْنَ عَلَی الْهُدٰی
وَتَخَوَّفُوا النَّارَ الَّتِیْ مِنْ أَجْلِهَا كَانَ الشَّقِیُّ الْخَاسِرُ الْمُتَلَدِّدَا
وَاعْلَمْ بِأَنَّكَ مَیِّتٌ وَّمُحَاسَبٌ فَاِلٰی مَتٰی هٰذِی الضَّلَالَةِ وَالرَّدٰی

"بے شک جس نے قدرت سے آسمان کو بلند کیا ہے یہاں تک کہ وہ اپنی بادشاہت میں یکتا ہے، اس نے ایک ایسے شخص کو نبی بنا کر بھیجا ہے جس کا مثل اگلوں میں بھی کوئی نہیں ہے، وہ اللہ کی رحمت کی طرف لوگوں کو بلاتے ہیں، یعنی نبی محمد ﷺ بڑے عالی مرتبت ہیں، جو عمدہ اخلاق سے قوی اور آراستہ ہیں، انھوں نے اللہ کے بندوں کو دین کی طرف بلایا اور انھوں نے ان کی پیروی کی۔ چاہتے، نہ چاہتے ہوئے (طوعاً وکرھاً)

سب ہدایت کی طرف آئے اور اس آگ سے ڈر گئے جس کے لیے
بدبخت نقصان والے ادھر ادھر بھٹکتے پھرتے ہیں۔ اے باپ! تو یقین
کرلے کہ تو مرے گا اور تجھ سے حساب لیا جائے گا، لہٰذا مجھے اس گمراہی
اور ہلاکت سے باز رکھ۔"[1]

نقوشِ سیرت: آپ ﷺ عدیم المثال ہیں۔ آپ ﷺ اللہ تعالیٰ کے نبی ہیں۔ آپ ﷺ اللہ کی رحمت کی طرف لوگوں کو بلاتے ہیں۔ آپ ﷺ کا چہرہ صبح کی طرح چمک والا ہے۔ آپ ﷺ بزرگ اور عمدہ اخلاق سے آراستہ ہیں۔ آپ ﷺ نے دینِ الٰہی کی طرف لوگوں کو دعوت دی اور لوگوں نے طوعاً وکرھاً آپ کی اتباع کی۔

بلیح بن محشی رضی اللہ عنہ نے کہا:

نَصَرْنَا النَّبِيَّ بِأَسْيَافِنَا وَكُنَّا بِمَكَّةَ نَسْتَبْشِرُ
بِأَمْرِ الْإِلٰهِ وَأَمْرِ النَّبِيِّ وَمَا فَوْقَ أَمْرِهِمَا مَأْمَرٌ

"ہم نے اپنی تلواروں کے ساتھ نبی کریم ﷺ کی، معبودِ برحق اللہ تعالیٰ
اور نبی کریم کے حکم کے ساتھ مدد کی اور ہم مکہ میں خوش ہوتے تھے اور ان
دونوں کے حکم سے کسی کا حکم بڑا اور بلند نہیں ہوسکتا۔"[2]

نقوشِ سیرت: اللہ اور اس کے رسول ﷺ کا حکم سب سے بڑا ہے، جو بھی حکم دیں وہ واجب الاتباع ہے۔

جارود بن معلٰی رضی اللہ عنہ:

جارود بن معلٰی رضی اللہ عنہ نے اسلام قبول کرتے وقت یہ اشعار کہے تھے:

---

(1) ابن الأثير: أسد الغابة (١/ ١٧٦)

(2) ابن حجر، العسقلاني: الإصابة في تمييز الصحابة (١/ ١٦٦)

شَهِدتُّ بِأَنَّ اللّٰهَ حَقٌّ وَّسَامَحَتْ نَبَاتُ فُؤَادِيْ بِالشَّهَادَةِ وَّالنَّهَضِ
فَأَبْلِغْ رَسُوْلَ اللّٰهِ عَنِّيْ رِسَالَةً بِأَنِّيْ حَنِيْفٌ حَيْثُ كُنْتُ مِنَ الْأَرْضِ

''میں اس بات کی گواہی دیتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ کا وجود حق ہے اور میرے دل کے خیالات شہادت اور آمادگی کے ساتھ اسی کے موافق ہے۔ پس (اے اللہ!) رسول اللہ کو میری طرف سے یہ پیغام پہنچا دے کہ میں شرک سے مجتنب ہوں چاہے جس سرزمین میں رہوں۔''[1]

پس اگرچہ تمھارے درمیان یثرب میں میرا گھر نہیں، پس میں بلاشبہ اقامت وخفض میں تمھارے لیے (وقف) ہوں اور میں تمھارے لیے ہر حادثے کے آگے بطور دفاع اپنے آپ کو رکھ دوں گا اور تمھاری عزت کے دفاع کی خاطر بھی میں اپنی عزت کو بطور ڈھال رکھ دوں گا۔

نکتہ مترشحہ: ذات رسول پر بعض صحابہ اپنا تن من دھن سب کچھ اس لیے نثار کرنے پر تیار تھے کہ ان کا اس بات پر اعتقاد راسخ تھا کہ آپ کی سیرتِ طیبہ کی اتباع میں ہی نجات کا راز مضمر ہے۔

حضرت جہیش بن اویس نخعی رضی اللہ عنہ:

حضرت جہیش بن اویس نخعی رضی اللہ عنہ نے کہا:

أَلَا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ أَنْتَ مُصَدَّقٌ فَبُوْرِكْتَ مَهْدِيًّا وَّبُوْرِكْتَ هَادِيًا
شَرَعْتَ لَنَا دِيْنَ الْحَنِيْفَةِ بَعْدَ مَا عَبَدْنَا كَأَمْثَالِ الْحَمِيْرِ طَوَاغِيًا

''خبردار! اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم! آپ کی بطور رسول برحق تصدیق کی گئی ہے۔ پس آپ مہدی وہادی دونوں صورتوں میں بابرکت ہیں،

[1] ابن الأثير: أسد الغابة (٢/ ٣٧١)

ہمارے گدھوں کی طرح سرکش شیاطین کی عبادت کرنے کے بعد آپ نے ہمارے لیے دینِ حنیف مشروع کیا۔"[1]

نکاتِ مترشحہ: آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہادی و مہدی اور اللہ تعالیٰ، فرشتوں، مومنوں اور کفار کے سوا تمام مخلوقات کی طرف سے تصدیق شدہ رسول ہیں۔

حضرت حرب بن ریطہ رضی اللہ عنہ کی نگاہ میں ذاتِ رسول، حق کا پیکر، ہدایت کا سرچشمہ اور دافع البلیات والآفات ہے۔

أَلَا بَلِّغَا عَنِّی الرَّسُوْلَ مُحَمَّدًا ۔۔۔ رِسَالَةَ مَنْ أَمْسٰی بِصُحْبَتِهٖ صَبَا

حَلَفْتُ بِرَبِّ الرَّاقِصَاتِ عَشِیَّةً ۔۔۔ خَوارِجَ مِن بَطْحَا تَحْسَبُهَا سَرَبًا

لَقَدْ بَعَثَ اللّٰهُ النَّبِیَّ مُحَمَّدًا ۔۔۔ بِحَقٍّ وَّبُرْهَانِ الْهُدٰی یَکْشِفُ الْکُرَبَا

"جان لو! میری طرف سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو پیغام پہنچاؤ اس شخص کا پیغام جو آپ کی صحبت کی وجہ سے آپ پر فریفتہ ہو، میں شام کے وقت دوڑنے والے اونٹوں کے رب کی قسم کھاتا ہوں جو وادی بطحا سے نکلتے ہیں اور تم ان کو اونٹوں کے ریوڑ خیال کرتے ہو کہ بے شک اللہ تعالیٰ نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو حق ہدایت کے دلائل کے ساتھ نبی بنا کر بھیجا اور آپ مصیبتوں کو دور فرماتے ہیں۔"[2]

رافع بن عمرو رضی اللہ عنہ:

رافع بن عمرو رضی اللہ عنہ نے کہا:

رَعَیْتُ الضَّانَ أَحْمِیهَا بِکَلْبِیْ ۔۔۔ مِنَ اللِّصِّ الْخَفِیِّ وَکُلِّ ذِیْبٍ

[1] ابن حجر، أحمد بن علي بن حجر، العسقلانی، الإصابة في تمييز الصحابة (١/ ٢٥٥)

[2] ابن حجر الإصابة (١/ ٣٢٠)

فَلَمَّا أَنْ سَمِعْتُ الذِّئْبَ نَادٰی — يُبَشِّرُنِیْ بِأَحْمَدَ مِنْ قَرِيْبٍ
سَعَيْتُ اِلَيْهِ قَدْ شَمَّرْتُ ثَوْبِیْ — عَلَى السَّاقَيْنِ قَاصِدَةَ الرَّكِيْبِ
فَأَلْفَيْتُ النَّبِیَّ يَقُوْلُ قَوْلًا — صَدُوْقًا لَّيْسَ بِالْقَوْلِ الْكَذُوْبِ
فَبَشَّرَنِیْ بِدِيْنِ الْحَقِّ حَتّٰی — تَبَيَّنَتِ الشَّرِيْعَةُ لِلْمُنِيْبِ
وَأَبْصَرْتُ الضِّيَاءَ يُضِیُٔ حَوْلِیْ — أَمَامِیْ أَنْ سَعَيْتُ وَمِنْ جَنُوْبِ

''میں اپنی بکریاں چرا رہا تھا کہ ہر ٹھگ اور بھیڑیے سے کتے کے ذریعے، ان کی حفاظت کرتا تھا۔ جب میں نے بھیڑیئے کو سنا کہ اس نے آواز دی اور مجھے احمد کی بشارت سنائی کہ وہ یہاں سے قریب ہیں۔ پس میں آپ کے پاس مستعدی سے سوار ہو کر گیا۔ میں نے نبی کو اس حال میں پایا کہ وہ بہت سچی بات کہتے ہیں، وہ جھوٹی نہیں ہوتی، انھوں نے مجھے سچی بشارت سنائی یہاں تک کہ اس طلب گار پر شریعت کھل گئی اور میں نے روشنی کو اپنے گرد دیکھا جب میں چلتا ہوں تو وہ میرے آگے اور میرے پہلو میں ہوتی ہے۔''[1]

نقوشِ سیرت: جانور، جیسے: بھیڑیا، بھی آپ ﷺ کی رسالت کی گواہی دیتے ہیں۔ آپ ﷺ ہمیشہ سچ بولتے تھے اور آپ ﷺ کے معجزات برحق ہیں۔

حضرت صرمہ بن ابی انس رضی اللہ عنہما:

حضرت صرمہ بن ابی انس رضی اللہ عنہما نے کہا:

ثَوٰی فِیْ قُرَيْشٍ بِضْعَ عَشْرَةَ حَجَّةً — يُذَكِّرُ لَوْ يَلْقٰی صَدِيْقًا مُّوَاتِيًا

---

[1] ابن الأثير: أسد الغابة (٣/ ٧٣٨) الإصابة لابن حجر (١/ ٤٩٨) پر دوسرا اور چوتھا شعر ہے۔ جبکہ باقی اشعار نہیں ہیں۔ أسد الغابة (٣/ ٣٧٨) پر ''اللصت''

وَيَعْرِضُ فِي أَهْلِ الْمَوَاسِمِ نَفْسَهُ فَلَمْ يَلْقَ مَن يُؤْمِنُ وَلَمْ يَرَ دَاعِيًا
فَلَمَّا أَتَانَا اطْمَأَنَّتْ بِهِ النَّوٰى وَأَصْبَحَ مَسْرُوْرًا بِطَيْبَةَ رَاضِيًا
وَأَصْبَحَ لَا يَخْشٰى عَدَاوَةَ وَاحِدٍ قَرِيْبًا وَّلَا يَخْشٰى مِنَ النَّاسِ بَاغِيًا
بَذَلْنَا لَهُ الْأَمْوَالَ مِنْ جُلِّ مَالِنَا وَأَنْفُسَنَا عِنْدَ الْوَغٰى وَالتَّآسِيَا
أَقُوْلُ إِذَا صَلَّيْتُ فِي كُلِّ بَيْعَةٍ حَنَانَيْكَ لَا تُظْهِرْ عَلَيَّ الْأَعَادِيَا

"آنحضرت ﷺ قریش کے وطن یعنی مکہ میں دس برس سے زیادہ عرصہ رہے۔ اگر کوئی دوست مل جاتا تھا تو اسے اللہ تعالیٰ کی یاد دلاتے تھے۔ اور زمانۂ حج میں آپ اپنی ذات کو باہر کے لوگوں کے سامنے پیش کرتے تھے۔ (فرماتے تھے کہ تم مجھے اپنے وطن لے چلو، کیونکہ قریش میری نصیحت نہیں مانتے، بلکہ میری تکذیب کرتے ہیں اور مجھے ستاتے ہیں۔) مگر آپ ﷺ کو کوئی ایسا شخص نہ ملا جو آپ کو اطمینان دلاتا اور آپ کی دعوت کرتا۔ پھر جب آپ ﷺ ہمارے پاس مدینہ میں تشریف لائے اور اطمینان سے مقیم ہوئے۔ اور طیبہ سے خوش اور راضی ہوئے اور آپ ﷺ کو قریب کے دشمن کا خوف نہ رہا اور نہ کسی کی دہشت باقی رہی۔ ہم نے اپنے عمدہ عمدہ مال آپ ﷺ پر خرچ کیے اور صلح و جنگ دونوں موقعوں میں ہم نے اپنی جانیں آپ ﷺ پر نثار کیں۔ میں جب کسی عبادت خانے میں نماز پڑھنے جاتا ہوں تو کہتا ہوں کہ اے میرے پروردگار! اپنی مہربانی سے ہم پر دشمنوں کو غالب نہ کر۔"[1]

نقوشِ سیرت: انصارِ مدینہ نے آپ ﷺ کی دعوت پر لبیک کہا اور آپ ﷺ

---

[1] ابن الأثير: أسد الغابة (٥/ ٦٧)

کے لیے ہر قسم کی قربانی دی، کیونکہ ان کا اعتقادِ راسخ تھا کہ آپ ﷺ اللہ تعالیٰ کے سچے رسول ہیں اور آپ ﷺ کی اتباع میں ہی دنیوی اور اخروی کامیابی ہے۔

حضرت صفوان بن قدامہ رضی اللہ عنہ:

حضرت صفوان بن قدامہ رضی اللہ عنہ نے کہا:

تَحَمَّلَ صَفْوَانُ فَأَصْبَحَ غَادِيًا بِأَبْنَائِهِ عَمَدًا وَّخَلَّى الْمَوَالِيَا

طُلَّابَ الَّذِيْ يَبْقٰى وَآثَرْتُ غَيْرَهٗ فَشَتَّانَ مَا يَفْنٰى وَمَا كَانَ بَاقِيًا

فَأَصْبَحْتُ مُخْتَارًا لِّأَمْرٍ مُّفَنِّدٍ وَأَصْبَحَ صَفْوَانُ بِيَثْرِبَ ثَاوِيَا

بِأَبْنَاءِ هِجَارَ الرَّسُوْلَ مُحَمَّداً مُجِيْبًا لَّهٗ إِذَا جَاءَ بِالْحَقِّ دَاعِيًا

”صفوان اپنے بیٹوں کو لے کر سفر پر گئے اور انھوں نے اپنے اعزہ کو چھوڑ دیا۔ وہ اس چیز کے طالب ہوئے جو باقی رہے گی یعنی آخرت اور میں نے اس کے علاوہ دوسری چیز اختیار کی، پس باقی رہنے والی اور فنا ہوجانے والی میں بڑا فرق ہے، میں نے ایک خراب چیز کو (اس وقت) حاصل کیا (جب میں گمراہ تھا لیکن اب فہم وبصیرت عطا ہونے کے بعد) صفوان اپنے بیٹوں کو لے کر مدینہ میں رہنے لگے (اور انھوں نے خراب چیز کو چھوڑ کر اچھی چیز کو اس طرح اختیار کر لیا کہ محمد ﷺ کی پیروی شروع کر دی اور) محمد ﷺ کے پڑوسی ہوگئے اور جبکہ رسول حق کی طرف بلاتے تھے، صفوان نے ان کی بات مان لی۔“[1]

حضرت ضرار بن خطاب رضی اللہ عنہ:

حضرت ضرار بن خطاب رضی اللہ عنہ نے کہا:

---

[1] ابن الأثیر: أسد الغابة (۵/ ۷۵) مترجم از مولانا محمد عبدالشکور فاروقی لکھنوی.

يَا نَبِيَّ الْهُدٰى اِلَيْكَ لَجَا ۔۔۔ حَيُّ قُرَيْشٍ وَّأَنْتَ خَيْرُ لَجَاءِ
حِيْنَ ضَاقَتْ عَلَيْهِمْ سَعَةُ الْاَرْ ۔۔۔ ضِ وَعَادَاهُمْ اِلٰهُ السَّمَاءِ
وَالْتَقَتْ حَلْقَتَا الْبِطَانِ عَلَى ۔۔۔ الْقَوْمِ وَنُوْدُوْا بِالصَّيْلَمِ الصَّلْعَاءِ
اِنَّ سَعْدًا يُّرِيْدُ قَاصِمَةَ ۔۔۔ الظَّهْرِ بِأَهْلِ الْحُجُوْنِ وَالْبَطْحَاءِ

''اے نبیِ ہدایت! آپ ﷺ کے یہاں قریش کا قبیلہ اس وقت پناہ گزین ہوا، جب ان پر زمین کی وسعت تنگ ہوگئی اور آسمان کے الہ نے ان سے دشمنی کی۔ اور آپ بہترین پناہ گاہ ہیں، اور جب قریش پر دونوں حلقے کمند کے پڑ گئے تھے اور انھیں سخت مصیبت کی خبر سنائی گئی تھی۔ سعد چاہتے ہیں کہ اہلِ حجون و بطحاء کی پیٹھ توڑ دیں۔''[1]

نقوشِ سیرت: آپ ﷺ نبیِ ہدایت اور ضعیفوں اور فقیروں کے لیے ملجا و ماویٰ ہیں۔

ظبیان بن کدادہ رضی اللہ عنہ نے کہا:

فَأُشْهِدُ بِالْبَيْتِ الْعَتِيْقِ وَبِالصَّفَا ۔۔۔ شَهَادَةَ مَنْ اِحْسَانُهٗ مُتَقَبَّلٌ
بِأَنَّكَ مَحْمُوْدٌ لَّدَيْنَا مُبَارَكٌ ۔۔۔ وَفِيٌّ أَمِيْنٌ صَادِقُ الْقَوْلِ مُرْسَلٌ

''میں البیت العتیق اور کوہِ صفا کو اس بات پر گواہ بناتا ہوں کہ آپ ﷺ تعریف کیے گئے، دنیا کے لیے مبارک، باوفا، امانت دار، اور اپنے قول میں سچے اللہ کے رسول ہیں۔ اور ان دونوں کی گواہی اس شخص کی گواہی کی طرح مقبول ہے۔ جس کی سچائی اور راست بازی مقبول و مسلم ہو۔''[2]

---

[1] ابن الأثير، أسد الغابة (٥/ ٩٢، ٩٣)

[2] ابن حجر: الإصابة (٢/ ٢٤١)

نقوشِ سیرت: آپ ﷺ امانت دار، مبارک، ستودہ صفات اور بات کے سچے ہیں۔

عامر بن سنان رضی اللہ عنہ:

سنان کا دوسرا نام اکوع ہے، عامر بن سنان سے مراد عامر بن اکوع ہے۔
غزوۂ خیبر کے موقع پر انھوں نے رسول اللہ ﷺ کی شان میں درج ذیل اشعار بطور رجز پڑھے تھے:

وَاللّٰهِ لَوْلَا اللّٰهُ مَا اهْتَدَيْنَا   وَلَا تَصَدَّقْنَا وَلَا صَلَّيْنَا
فَأَنْزِلَنْ سَكِيْنَةً عَلَيْنَا   وَثَبِّتِ الْأَقْدَامَ اِنْ لَّاقَيْنَا
اِنَّ بَنِى الْكُفَّارِ قَدْ بَغَوا عَلَيْنَا   وَاِنْ أَرَادُوْا فِتْنَةً أَبَيْنَا

"واللہ! اگر اللہ کا فضل ہم پر نہ ہوتا تو ہم ہرگز ہدایت نہ پاتے اور نہ زکاۃ دیتے اور نہ نماز پڑھتے، پس اے اللہ! ہم پر سکونِ قلب نازل فرما اور ہم دشمن کے مقابلے پر جائیں تو ہمیں ثابت قدم رکھ اور مشرکوں نے ہم پر بغاوت کی ہے اور اگر وہ کسی فتنے کا ارادہ کریں تو ہم اس فتنے کا انکار کرتے ہیں۔"

اس کے بعد رسول اللہ ﷺ نے دعا فرمائی کہ اللہ تعالیٰ ان پر رحمت نازل کرے۔ میں نے عرض کی: یا رسول اللہ ﷺ! لوگ تو ان پر رحمت بھیجنے کو برا سمجھتے ہیں اور کہتے ہیں (کہ وہ حرام موت مرے اس لیے) کہ وہ خود اپنے ہتھیار سے مرگئے تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "(ہرگز نہیں بلکہ) وہ (فی سبیل اللہ) جہاد کرنے کی حالت میں مرے ہیں۔"[1]

---

[1] ابن الأثير: أسد الغابة (٥/ ١٤٨)

نقوشِ سیرت: اگر اللہ کا فضل نہ ہوتا (جو کہ بعثتِ رسول ﷺ اور آمدِ رسول ﷺ کی صورت میں وقوع پذیر ہوا) تو ہم نہ ہدایت پاتے نہ نماز پڑھتے اور نہ ہی زکاۃ ادا کرتے یہ آپ ﷺ کی ذات و تعلیمات کا ہی ثمرہ ہے کہ ہم راہ راست کے پیرو ہیں۔

حضرت عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

إِنِّیْ تَفَرَّسْتُ فِیْكَ الْخَیْرَ أَعْرِفُهٗ وَاللّٰهُ یَعْلَمُ أَنَّ مَاخَانَنِی الْبَصَرُ

أَنْتَ النَّبِیُّ وَمَنْ یُّحْرَمُ شَفَاعَتَهٗ یَوْمَ الْحِسَابِ فَقَدْ أَزْرٰی بِهِ الْقَدَرُ

فَثَبَّتَ اللّٰهُ مَا اٰتَاكَ مِنْ حُسْنٍ تَثْبِیْتَ مُوْسٰی وَنَصْراً كَالَّذِیْ نُصِرُوْا

"بے شک میں نے آپ ﷺ میں خیر کو دیکھا اور اللہ تعالیٰ جانتا ہے کہ میری آنکھوں نے خیانت نہیں کی۔ آپ نبی ﷺ ہیں اور جو آپ ﷺ کی شفاعت سے قیامت کے دن محروم رہا، تقدیر نے اس کو ذلیل کیا۔ پس اللہ تعالیٰ نے جو حسن آپ ﷺ کو عطا کیا ہے، اس کو قائم رکھے جس طرح کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے حسن کو قائم رکھا۔ اور آپ کی ایسی مدد کرے جس طرح کہ اگلے نبیوں کی مدد کی گئی۔"[1]

نقوشِ سیرت: ذاتِ رسول میں خیر و بھلائی ہے۔ آپ ﷺ اللہ تعالیٰ کے نبی ہیں۔ قیامت والے دن جو آپ ﷺ کی شفاعت سے محروم رہا وہی فی الواقع ذلیل و رسوا ہے۔ اللہ تعالیٰ آپ ﷺ کے حسن کو تا ابد قائم رکھے۔ اللہ تعالیٰ آپ ﷺ کی مدد کرے اور آپ ﷺ کی تعلیمات و دین کو غالب کرے۔

فضالہ لیثی رضی اللہ عنہ:

فضالہ لیثی رضی اللہ عنہ نے کہا:

[1] ابن الأثیر: (٥/ ٢٤٦) مترجم از مولانا محمد عبدالشکور فاروقی لکھنوی.

لَوْ مَا رَأَيْتَ رَسُوْلَ اللّٰهِ وَجُنُوْدَهٗ بِالْفَتْحِ يَوْمَ تُكَسَّرُ الْأَصْنَامُ
لَرَأَيْتَ نُوْرَ اللّٰهِ أَصْبَحَ بَيْنَنَا وَالشِّرْكُ يَغْشٰى وَجْهَهُ الْأَظْلَامُ

''اگر تو فتح مکہ میں محمد ﷺ اور ان کے لشکروں کو دیکھتا جب وہ بتوں کو توڑ رہے تھے تو تو دیکھتا کہ رسول اللہ ﷺ نے ہمارے درمیان صلح کروا دی اور شرک کے چہرے کو اندھیرے ڈھانپ رہے تھے۔''[1]

حضرت قطن بن حارثہ کلبی رضی اللہ عنہ:

حضرت قطن بن حارثہ کلبی رضی اللہ عنہ نے کہا:

رَأَيْتُكَ يَا خَيْرَ الْبَرِيَّةِ كُلِّهَا نَبَتَ نَضَارًا فِي الْأَرُوْمَةِ مِنْ كَعْبٍ
أَغَرُّ كَأَنَّ الْبَدْرَ سِنَةُ وَجْهِهٖ إِذَا مَابَدَا لِلنَّاسِ حلل الْعصب
أَقَمْتَ سَبِيْلَ الْحَقِّ بَعْدَ اعْوِجَاجِهَا وَرَبَّيْتَ الْيَتَامٰى فِيْ السِّقَايَةِ وَالْجَدْبِ

''اے تمام لوگوں میں سے سب سے زیادہ بہترین! آپ ﷺ قبیلہ کعب[2] کے سب سے عمدہ اور بہترین شخص ہیں، آپ ﷺ سب سے زیادہ حسین ہیں، تو گویا بدر آپ ﷺ کے چہرے کا ہالہ ہے۔ جب بھی آپ ﷺ ایک عمامہ زیبِ تن فرماتے ہوئے لوگوں کے سامنے ظاہر ہوتے ہیں۔ آپ ﷺ نے حق کا راستہ کجی کے بعد سیدھا کردیا اور آپ ﷺ نے سرسبزی اور قحط سالی میں یتیموں کی تربیت کی۔''[3]

---

[1] ابن حجر: الإصابة (۳/ ۲۰۷)

[2] آپ ﷺ کا سلسلۂ نسب یوں ہے۔ محمد بن عبداللہ بن عبدالمطلب بن ہاشم بن عبدمناف بن قصی بن کلاب بن مرہ بن کعب بن لوی بن غالب بن فہر بن مالک۔ ۔ ۔ ۔ بن مضر بن نذار۔ (ابن كثير: البداية والنهاية: ۲/ ۲۵۵) کعب آپ ﷺ کے آباء میں سے ہیں۔ اس لیے ان کی طرف آپ کی نسبت کی گئی ہے۔

[3] ابن حجر، أحمد بن على بن حجر، العسقلانی: الإصابة في تمييز الصحابة (۳/ ۲۳۸)

نقوشِ سیرت: سب سے زیادہ افضل، سب سے زیادہ حسین، حق کے راستے کو واضح کرنے والے اور قحط سالی میں یتیموں کی تربیت کرنے والے تھے۔

قیس بن نشبہ رضی اللہ عنہ:

انھوں نے اسلام قبول کرتے ہوئے درج ذیل اشعار کہے تھے:

تَابَعْتُ دِيْنَ مُحَمَّدٍ وَّرَضِيْتُهٗ   كُلَّ الرِّضَا لِاَمَانَتِیْ وَلِدِيْنِیْ

ذَاكَ امْرُؤٌ نَازَعْتَهٗ قَوْلَ الْعِدَا   وَعَقَدْتُ فِيْهِ يَمِيْنَهٗ بِيَمِيْنِیْ

قَدْ كُنْتُ آمَلُهٗ وَاَنْظُرُ دَهْرَهٗ   فَاللّٰهُ قَدَّرَ اَنَّهٗ يَهْدِيْنِیْ

اَعْنِی ابْنَ آمِنَةَ الْاَمِيْنِ وَمَنْ بِهٖ   اَرْجُو السَّلَامَةَ مِنْ عَذَابِ الْهُوْنِ

''میں نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے دین کی پیروی کی اور میں نے اپنی امانت اور اپنے دین کے لیے اس اتباعِ محمد کو مکمل طور پر پسند کیا، وہ ایسے شخص ہیں کہ میں اس کی خاطر دشمنی کی بات کا شائق ہوگیا اور میں نے اپنے دائیں ہاتھ کے ساتھ اس کا ہاتھ باندھ دیا ہے۔ یقیناً میں اس کا اور اس کے زمانے کا انتظار کرتا تھا۔ پس اللہ نے مقدر کیا کہ وہ مجھے ہدایت دے گا۔ میری مراد یہ ہے کہ آمنہ کے امانت دار بیٹے اور ان کی بدولت رسوائی کے عذاب سے سلامتی کے حصول کی میں امید رکھتا ہوں۔''[1]

نقوشِ سیرت: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر چونکہ پہلی کتبِ سماویہ میں موجود تھا اس لیے قیس بن نشبہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی آمد کے منتظر تھے۔ محمد صلی اللہ علیہ وسلم امین ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی ہی نجات کا ذریعہ ہے۔

حضرت کلیب بن اسد رضی اللہ عنہ:

حضرت کلیب بن اسد رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو مخاطب کرتے ہوئے کہا:

---

[1] ابن حجر: الإصابة (٣/ ٢٦١)

أَنْتَ النَّبِيُّ الَّذِيْ كُنَّا نُخْبَرُهُ ... وَبَشَّرَتْنَا بِهِ الْأَحْبَارُ وَالرُّسُلُ

مِن مَّوْهُوْبٍ يَهْوِيْ فِيْ عَذَافِرِهٖ ... اكيداً يَا خَيْرَ مَنْ يَّحْفٰى وَيَنْتَعِلُ

شَهْرَيْنِ أَعْمَلُهَا نَصَّ عَلٰى وَجَلٍ ... أَرْجُوْ بِذَاكَ ثَوَابَ اللّٰهِ يَا رَجُلُ

''آپ صلی اللہ علیہ وسلم وہ نبی ہیں جن کی ہمیں خبر دی جاتی تھی۔ اور علماء اور رسولوں نے جن کی بشارت دی تھی۔ اے برہنہ پا اور جوتا پہننے والوں میں سب سے بہترین! میں دینِ الٰہی کی تلاش کروں گا میں دو مہینے تک مضبوط اونٹ دوڑاتا رہوں گا۔ اے شخص! میں اس عمل کی بدولت ثواب کی اُمید کرتا ہوں۔''[1]

نقوشِ سیرت: آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی آمد کی بشارتیں دینے والے علما اور انبیا ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ کے بعد سب سے افضل ہیں۔

مالک بن عوف نضری رضی اللہ عنہ:

مالک بن عوف نضری رضی اللہ عنہ نے کہا:

مَا إِنْ رَأَيْتُ وَلَا سَمِعْتُ بِوَاحِدٍ ... فِي النَّاسِ كُلِّهِمْ كَمِثْلِ مُحَمَّدِ

أَوْفٰى وَأَعْطٰى لِلْجَزِيْلِ لِمُجْتَدِيْ ... وَمَتٰى تَشَأْ يُخْبِرْكَ عَمَّا فِيْ غَدِ

وَإِذَا الْكَتِيْبَةُ عَرَّدَتْ أَبْنَاؤُهَا ... بِالسَّمْهَرِيِّ وَضَرْبِ كُلِّ مُهَنَّدِ

فَكَأَنَّهٗ لَيْثٌ عَلٰى أَشْبَالِهٖ وَسْطَ ... الْأَنَاةِ خَادِرٌ فِيْ مَرْصَدِ

''لوگوں میں محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی مثل نہ میں نے دیکھا اور نہ کسی کو سنا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے وعدہ پورا کیا۔ پھر عطیہ مانگنے والے کو وافر عطا کیا اور جب تم چاہو گے اس چیز کے بارے میں جو آئندہ کل ہونے والی ہے تمھیں خبر دیں

---

[1] ابن حجر، العسقلانی: الإصابة فی تمییز الصحابه (۳/ ۳۰٦)

گے اور جب لشکر کے بیٹے مضبوط نیزے اور ہر ہندی تلوار کے ساتھ ضرب لگاتے ہیں۔ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم گھات میں ایک خوبصورت شیر ہیں، جو وقار کے ساتھ اپنے بچوں کی نگہداشت کے لیے ان پر موجود ہو۔[1]

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انھیں ان کی قوم میں سے اور ثمالہ سلمہ قبائل میں سے جو لوگ اسلام لائے ان پر عامل بنا دیا، پس ثقیف سے لڑتے تھے اور ان کا جو بھی جانور نکلتا تھا ان پر حملہ کر کے اس کو قبضے میں کر لیتے تھے۔[2]

ابو عبید اللہ سے روایت ہے کہ مالک بن عوف وفد میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر اسلام لانے کے بعد وہ ہوازن کا سردار تھا۔ پس اس نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو شعر سنایا، پس اس نے مذکورہ بالا اشعار کے ساتھ مزید اشعار سنائے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے لیے بھلائی کی دعا کی اور اس کو حلہ پہنایا۔[3]

نقوشِ سیرت: ذاتِ رسول پیکرِ شجاعت اور مجسمہ جود وسخا ہے۔

حضرت مالک بن نمط رضی اللہ عنہ:

حضرت مالک بن نمط رضی اللہ عنہ نے کہا:

ذَكَرْتُ رَسُولَ اللّٰهِ فِي فَحْمَةِ الدُّجَا ... وَنَحْنُ بِأَعْلٰى رَحْرَحَانَ وَصَلْدَد

وَهُنَّ بِنَا خُوصٌ طَلَائِعُ تَعْتَلِي ... بِرُكْبَانِهَا فِي الْأَجْبِ مُتَمَدِّدٌ

عَلٰى كُلِّ فتلا الذراعين جَعْدَه ... فَمر بنا مر الهجف الحضدد

حَلَفْتُ بِرَبِّ الرَّاقِصَاتِ اِلٰى مِنًى ... صَوَادِرَ بِالرُّكْبَانِ مِنْ هَضَبِ قَرْدَدِ

بِأَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ فِينَا مُصَدَّقٌ ... رَسُولٌ اَتٰى مِنْ عِنْدِ ذِي الْعَرْشِ مُهْتَدٍ

---

[1] ابن حجر: الإصابة (۳/ ۳۵۲)
[2] ابن حجر: مصدر سابق۔
[3] مصدر سابق۔

''میں نے کفر کے گھٹا ٹوپ اندھیرے میں رسول کریم ﷺ کو اس وقت یاد کیا جب کہ ہم رحرحان (پہاڑ) اور اس کی چٹانوں کی چوٹی پر تھے۔ ہماری اونٹنیاں ہمیں نشیب میں لا رہی تھیں اور تھک گئی تھیں۔ یہ اونٹنیاں اپنے سواروں کو لیے صاف اور کشادہ راہوں کی طرف بڑھی جا رہی تھیں۔ ان کی مضبوط ٹانگوں پر گھنے بال تھے اور وہ ہمیں یوں اڑائے لیے جا رہی تھیں کہ جس طرح تیز رفتار شتر مرغ بھاگتا ہے۔ میں منیٰ سے نکلنے والی تیز رفتار اونٹنیوں کے رب کی قسم کھاتا ہوں، جو سواروں کو لے کر مقام هضب سے واپس ہوتی ہیں۔ کہ ہم میں اللہ تعالیٰ کے رسول ﷺ ہیں۔ جن کی تصدیق کی گئی ہے اور جو ایسے رسول ہیں۔ جو عرش والے کی طرف سے آئے ہیں اور ہدایت یافتہ ہیں۔''[1]

مزرد بن ضرار بن ثعلبہ رضی اللہ عنہ:

انھوں نے رسول کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر درج ذیل اشعار پڑھے تھے:

أَعْلِمْ رَسُوْلَ اللّٰهِ أَنَّا كَأَنَّنَا ... أَفَأْنَا بِأَنْمَارٍ ثَعَالِبَ ذِی غَسْلِ

أَعْلِمْ رَسُوْلَ اللّٰهِ لَمْ أَرَ مِثْلَهُمْ ... أَدْنٰى عَلَى الْأَدْنٰى وَأَقْرَبَ لِلْفَضْلِ

فَاِنْ لَّمْ تَكُنْ دَارِیْ بِيَثْرِبَ فِيْكُمْ ... فَاِنِّیْ لَكُمْ عِنْدَ الْاِقَامَةِ وَالْخَفْضِ

وَأَجْعَلُ نَفْسِیْ دُوْنَ كُلِّ مُلِمَّةٍ ... لَكُمْ جُنَّةً مِّنْ دُوْنِ عِرْضِكُمْ عِرْضِیْ

''رسولِ کریم کو بتا دو کہ ہم نے انصار کی مدد سے ذی غسل کی لومڑیوں کو تباہ کر دیا ہے۔ رسولِ کریم ﷺ کی خدمت میں عرض کیجیے کہ میں نے

---

[1] ابن الأثير: أسد الغابة (٨/ ١٠٦، مترجم) ابن حجر: الإصابة (٣/ ٣٥٦) الإصابة میں دوسرا شعر نہیں ہے اور باقی اشعار کی ترتیب بھی درج بالا ترتیب سے مختلف ہے۔

ان کی طرح ادنیٰ پر مہربان اور قطع تعلق کو ناجائز گرادننے والا نہیں دیکھا۔
پس اگرچہ میں یثرب میں تمھارے درمیان نہیں ہوں۔ لیکن پھر بھی
اقامت وخفض میں، میں تمھارے لیے وقف ہوں۔ تمھاری ہر مصیبت کو
روکنے کے لیے اپنی جان کو ڈھال بنا دوں گا اور میری آبرو تمھاری آبرو
کے دفاع کے لیے ڈھال ہے۔"[1]

نقوشِ سیرت: آپ ﷺ ادنیٰ پر مہربان اور قطع تعلقی کو حرام و ناجائز گرادنتے تھے جو کہ آپ ﷺ کی سیرتِ طیبہ کے انوار وتجلیات میں سے درخشندہ ابواب ہیں۔

حضرت مسلمہ بن ھاران رضی اللہ عنہ:

حضرت مسلمہ بن ھاران رضی اللہ عنہ علی الاطلاق شجاعتِ رسول ﷺ بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

حَلَفْتُ بِرَبِّ الرَّاقِصَاتِ اِلٰی مِنًی ۔۔۔ طَوَالِعَ مِنْ بَیْنِ الْقَصِیْمَةِ بِالرَّکْبِ

بِأَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ فِیْنَا مُحَمَّدًا ۔۔۔ لَهُ الرَّأْسُ وَالنَّامُوْسُ مِنْ سلفی کَعْب

أَتَانَا بِبُرْهَانٍ مِّنَ اللّٰهِ قَابِسٌ ۔۔۔ أَضَاءَ بِهِ الرَّحْمَانُ ظُلْمَةَ الْکُرَبِ

أَعَزَّ بِهِ الْأَنْصَارُ لَمَّا تَقَارَنَتْ ۔۔۔ صُدُوْرُ الْعَوَالِیْ فِی الْجَنَادِسِ وَالضَّرْبِ

"میں منیٰ کی طرف تیز دوڑنے والے اونٹنیوں کے رب کی قسم کھاتا ہوں،
جو مقام قصیمہ سے سواروں کو لے کر نکلتی ہیں۔ کہ ہم میں اللہ تعالیٰ
کے رسول محمد ﷺ ہیں۔ جو حسب نسب کے لحاظ سے (محمد بن عبداللہ بن

---

[1] ابن الأثير: أسد الغابة (٨/ ١٧٤) ابن حجر: الإصابة (٣/ ٤٠٥) الإصابۃ میں دوسرا شعر پہلے اور پہلا دوسرے نمبر پر ہے۔ باقی اشعار الإصابۃ میں نہیں ہیں۔ اور الإصابۃ میں "ادنی" کی جگہ "احن" ہے۔

عبدالمطلب ہاشم بن عبد مناف بن قصی بن کلاب بن مرہ بن کعب بن لوی بن غالب بن فہر بن مالک بن کعب) سے تعلق رکھتے ہیں۔
آپ ﷺ اللہ تعالیٰ کی طرف سے ایک روشن برھان لے کر آئے جس سے رحمان نے مصیبت کی تاریکی کو منور کیا۔ اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کے ذریعے انصار کو عزت بخشی، جب بھی جنگ اور تاریکی میں نیزے ہمارے مقابل ہوئے۔"[1]

نقوشِ سیرت: آپ ﷺ کا تعلق اعلیٰ حسب نسب سے ہے۔ آپ ﷺ اللہ تعالیٰ کی طرف سے ایک ایسی روشن برہان لائے ہیں۔ جو مصیبت کی تاریکی کو دور کرتی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے انصار کو آپ ﷺ کے ذریعے ہر مشکل گھڑی میں عزت دی ہے۔

[1] ابن حجر: الإصابة (٣/ ٤١٩)

فصلِ پنجم:

کتبِ تواریخ میں صحابہ رضی اللہ عنہم کے نعتیہ کلام سے استشہاد

تعارف:

بعض تاریخ نگار حضرات موقع و محل کی مناسبت سے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے نعتیہ اشعار کو بھی ضبطِ تحریر میں لاتے ہیں۔ بلاشبہ صحابہ کرام کے نعتیہ اشعار نقوشِ سیرت پر مشتمل ہوتے ہیں۔ چنانچہ اس فصل میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے نعتیہ اشعار کو بطور ماخذِ سیرتِ طیبہ استفادہ کر کے، نعت خواں صحابہ کے اسماء کے لحاظ سے حروف ہجا کی ترتیب سے تحریر کیا گیا ہے۔ حسبِ سابق سہولت کے پیش نظر اس فصل میں بھی اکثر مقامات پر شعر یا اشعار کے ترجمے کے بعد نقوشِ سیرت / نکاتِ مترشحہ کے عنوان سے سیرتِ طیبہ کے وہ نقوش اور انوار و تجلیات مندرج کر دیے گئے ہیں۔

کتبِ تواریخ میں حضرت حسان رضی اللہ عنہ کے اشعار کا وافر حصہ موجود ہے، لیکن تکرار سے احتراز کی غرض سے ان کا کوئی بھی شعر اس فصل میں درج نہیں کیا گیا۔ جو اشعار باب ہذا کی فصل سوم ''کتبِ سیر میں صحابہ کے نعتیہ کلام سے استشہاد'' میں مندرج ہیں انھیں بھی تکرار سے احتراز کے پیش نظر اس فصل میں درج نہیں کیا گیا۔ اسی طرح حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے مراثی جو کہ باب سوم کی فصلِ چہارم ''ذاتِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم مراثی الصحابہ رضی اللہ عنہم کی روشنی میں (بحوالہ طبقات ابن سعد)'' درج ہیں، تکرار سے احتراز کے پیش نظر اس فصل میں درج نہیں کیے گئے۔

انس بن زنیم رضی اللہ عنہ:

انس بن زنیم الدئلی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے ان اقوال و اشعار کی معذرت کرتے ہیں کہ جو عمرو بن سالم خزاعی نے اس وقت جب وہ انس بن زنیم کے خلاف رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے مدد طلب کرنے آئے تھے تو انھوں نے وہ (اشعار) انس بن زنیم کی طرف منسوب کیے تھے چنانچہ انس بن زنیم کہتے ہیں:

أَأَنْتَ الَّذِی تُهْدٰی مَعْدٌ بِأَمْرِهٖ — بَلِ اللّٰهُ يَهْدِيهِمْ وَقَالَ لَكَ اِشْهَدْ

وَمَا حَمَلَتْ مِن نَاقَةٍ فَوْقَ رَحْلِهَا — أَبَرَّ وَأَوْفٰی ذِمَّةً مِن مُحَمَّدِ

أَحَثَّ عَلٰی خَيْرٍ وَّ أَسْبَغَ نَائِلًا — اِذَا رَاحَ كَالسَّيْفِ الصَّقِيْلِ الْمُهَنَّدِ

وَأُكْسِیَ لِبُرُدِ الْخَالِ قَبْلَ ابْتِزَالِهٖ — وَأُعْطِي لِرَأْسِ السَّابِقِ الْمُتَجَرِّدِ

تَعَلَّمْ رَسُوْلَ اللّٰهِ! أَنَّ مُدْرَكِی — وَأَنَّ وَعِيْدًا مِّنْكَ كَالْأَخْذِ بِالْيَدِ

تَعَلَّمْ رَسُوْلَ اللّٰهِ! أَنَّكَ قَادِرٌ — عَلٰی كُلِّ صَرْمٍ مُّتْهِمٍ وَّمُنْجِدِ

تَعَلَّمْ أَنَّ الرَّكْب ركب عويمر — هُمُ الْكَاذِبُوْنَ الْمُخْلِفُوْ كُلَّ مَوْعِدِ

وَنَبَّوْا رَسُوْلَ اللّٰهِ أَنِّیْ هَجَوْتُهٗ — فَلَا حَمَلَتْ سَوْطِیْ اِلٰی اِذَنْ يَدِیْ

سِوٰی أَنَّنِیْ قَدْ قُلْتُ وَيْلُ أُمِّ فِتْيَةٍ — أُصِيْبُوْا بِنَحْسٍ لَّا بِطَلْقٍ وَّأَسْعَد

أَصَابَهُمْ مَن لَّمْ يَكُن لِّدِمَائِهِمْ — كِفَاءٌ فَعَزَّتْ عِبْرَتِیْ وَتَبَلُّدِیْ

وَاِنَّكَ قَدْ أُخْبِرْتَ أَنَّكَ سَاعِيًا — بِعَبْدِ بْنِ عَبْدِاللّٰهِ وَ مُهْوِدِ

ذُوَيْبٍ وَّكُلْثُوْمٍ وَّسَلْمٰی تَتَابَعُوْا — جَمِيْعًا فَاِنْ لَّا تَدْمَعِ الْعَيْنُ أَكْمَدُ

وَسَلْمٰی وَسَلْمٰی لَيْسَ حَیٌّ كَمِثْلِهٖ — وَاِخْوَتِهٖ وَهَلْ مُلُوْكٌ كَأَعْبُدِ

فَاِنِّیْ لَا ذَنْبًا فَتَقْتُ وَلَا دَمًا — هَرَقْتُ بَيِّنْ عَالَمَ الْحَقِّ وَاقْصِدْ

"کیا تم وہ ہو، جس کے حکم کی بدولت معد کو ہدایت ملتی ہے؟ بلکہ اللہ

انھیں ہدایت دیتا ہے اور اس نے تیرے لیے کہا کہ تو گواہ رہ اور کسی اونٹنی نے محمد ﷺ سے زیادہ نیک اور وعدے کی زیادہ پاسداری کرنے والا اپنے کجاوے پر نہیں اٹھایا۔ آپ ﷺ نے بھلائی پر اکسایا اور نعمتِ الٰہی کو کامل کیا، جب آپ ﷺ بوقتِ شام جہاد وغیرہ کے لیے نکلتے تھے تو ایسا لگتا تھا کہ صیقل کی ہوئی ہندی تلواریں اور یمن کی عمدہ چادر اس کے استعمال کے باعثِ ناکارہ ہونے سے پہلے، دوڑ میں آگے نکلنے والے گھوڑے کو پہنا دی، اے اللہ کے رسول! آپ ﷺ جان لیں کہ میرا یہ اعتقاد واثق ہے۔ آپ ﷺ کی طرف سے وعید ایسے ہے، جیسے: ہاتھ سے پکڑنا، اے اللہ کے رسول! آپ جان لیں کہ عویمر مراد عمرو بن سالم خزاعی کا قافلہ ایسا ہے جو جھوٹا ہے اور ہر وعدے کی خلاف ورزی کرنے والا ہے اور انھوں نے رسول اللہ ﷺ کو خبر دی کہ میں نے آپ ﷺ کی ہجو کی، اگر ایسا عمل میں نے کیا ہے تو تب میرا ہاتھ اللہ کرے میرا کوڑا نہ اٹھائے۔ سوائے اس کے کہ میں نے کہا تھا کہ غلاموں کی ماں کی ہلاکت ہو انھیں نحوست پہنچے نہ نیک بختی اور نہ ہی سعادت مندی انھیں چھوئے، انھیں ایسی بڑی مصیبت پہنچے جو ان کے خونوں کے برابر نہ ہو، پس میرے آنسو اور میری حیرت نے صبر کیا اور بلاشبہ تو نے مجھے خبر دی ہے تو تم عبداللہ بن عبداللہ اور بنت مھود کے ساتھ کوشش کرنے والے ہو، ذویب، کلثوم اور سلمی سب قبائل لگاتار آئے، پس اگر آنکھ آنسو بہاتی وہ غمگین ہے، سلمی ایسا قبیلہ ہے کہ اس جیسا اور اس کے بھائیوں جیسا کوئی قبیلہ نہیں اور کیا بادشاہ غلاموں کی طرح ہوتے ہیں؟ پس میں نے کسی گناہ کا ارتکاب نہیں کیا اور نہ ہی میں نے خون بہایا ہے، عالم الحق سے

تحقیق کرلو اور میانہ روی اختیار کرو۔"[1]

نقوشِ سیرت: اللہ تعالیٰ نے محمد ﷺ کو حق اور ہدایت کے دلائل کے ساتھ نبی ﷺ بنا کر بھیجا اور آپ ﷺ مصائب کو دور کرنے والے ہیں۔

ذباب رضی اللہ عنہ:

عبدالرحمان بن ابی سبرہ الجعفی سے مروی ہے کہ جب لوگوں نے نبی ﷺ کی روانی کی خبر سنی تو بنی انس اللہ بن سعد العشیر ہ کے ایک شخص ذباب نے سعد العشیر ہ کے بت پر، جس کا نام فراض تھا، حملہ کیا اور اسے ریزہ ریزہ کردیا۔ اس کے بعد وہ بطور وفد نبی ﷺ کے پاس گئے، اسلام لائے اور یہ شعر کہے:

تَبِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ اِذْ جَاءَ بِالْهُدٰى ۔۔۔ وَخَلَّفْتُ فَراضًا بِدَارِ هَوَانِ
شَدَدتُّ عَلَيْهِ شِدَّةً فَتركْتُهٗ ۔۔۔ كَأَن لَّمْ يَكُنْ وَالدَّهْرُ ذُوْحَدْثَانِ
فَلَمَّا رَأَيْتُ اللّٰهَ أَظْهَرَ دِيْنَهٗ ۔۔۔ أَجَبْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ حِيْنَ دَعَانِىْ
فَأَصْبَحْتُ لِلْاِسْلَامِ مَا عِشْتُ نَاصِرًا ۔۔۔ وَأَلْقَيْتُ فِيْهَا كلكى وجرانى
فَمَن مُّبَلِّغٌ سَعْدَ الْعَشِيْرَةِ أَنَّنِىْ ۔۔۔ شَرَيْتُ الَّذِىْ بَقِىَ بِآخَرَ فَانِ

"میں نے رسول اللہ ﷺ کی پیروی کرلی، جب آپ ﷺ ہدایت لائے اور فراض کو میں نے مقامِ ذلت میں چھوڑ دیا، میں نے اس پر حملہ کیا اور اسے اس حالت میں چھوڑا کہ گویا وہ تھا ہی نہیں۔ زمانہ تو انقلاب والا ہے، جب میں نے دیکھا کہ اللہ نے اپنے دین کو غالب کردیا۔ تو مجھے رسول اللہ نے دعوت دی میں نے قبول کر لی، میں جب تک رہوں گا اسلام کا مددگار رہوں گا اور اسی میں اپنا تمام زور لگاؤں گا۔ ہے کوئی جو سعد العشیر ہ کو یہ خبر پہنچادے کہ میں نے فانی چیز کے عوض باقی رہنے

[1] ابن كثير: البداية والنهاية (٤/ ٣١١)

والی چیز خریدی ہے۔"[1]

نکاتِ مترشحہ: چونکہ رسول اللہ ﷺ ہدایت لائے اس لیے ذباب اور دوسرے صحابہ نے ان کی پیروی کی۔ فتح مکہ آپ ﷺ کی صداقت کی دلیل تھی۔ بہت سے قبائل اس فتح کو دیکھ کر مسلمان ہوئے، ذباب اپنے قبیلہ سعد العشیرہ میں سے ایسے شخص ہیں، جو اس فتح کو دیکھ کر اسلام لائے اور اپنے قبیلے کو آپ ﷺ پر اسلام لانے کی دعوت دی۔

زبیر بن عوام رضی اللہ عنہ:

غزوۂ خندق کے موقعے پر کفار کی طرف سے نوفل بن عبداللہ بن مغیرہ مخزومی نے جب دعوتِ مبارزت دی تو حضرت زبیر بن عوام اس کی طرف نکلے اور اس کو قتل کرنے کے بعد واپس پلٹے تو یہ شعر پڑھ رہے تھے۔

حضرت زبیر بن عوام رضی اللہ عنہ نے کہا:

اِنِّی امْرُؤٌ أَحْمِیْ وَأَحْتَمِیْ عَنِ النَّبِیِّ الْمُصْطَفَی الْأُمِّیِّ

"میں ایسا آدمی ہوں کہ دشمن سے اپنی بھی حفاظت کرتا ہوں اور نبی امی حضرت محمد ﷺ کی بھی حفاظت کرتا ہوں۔"[2]

نقوشِ سیرت: صحابہ کرام کا رسولِ کریم ﷺ کی خاطر اپنی زندگیوں کو داؤ پر لگا دینا اس حقیت کی عکاسی کرتا ہے کہ ان کے نزدیک آپ رسولِ صادق وامین ہیں۔

---

[1] ابن سعد: طبقات ابن سعد (۲/ ۱۱۸، مترجم)

[2] ابن کثیر: البدایة والنهایة (٤/ ۱۰۷) نوفل بن عبداللہ بن مغیرہ مخزومی نے غزوۂ خندق کے دن دشمن کی صف سے باہر نکل کر مسلمانوں کو اپنے مقابلے کے لیے نکلنے کی دعوت دی، چنانچہ اس کے مقابلے کے لیے حضرت زبیر بن عوام رضی اللہ عنہ نکلے اور اس پر تلوار کا ایسا وار کیا کہ اس کے ٹکڑے کر دیے، اس کی وجہ سے ان کی تلوار میں دندانے پڑ گئے، واپس آتے ہوئے درج بالا شعر پڑھ رہے تھے۔ (مصدر سابق)

اس اعتقاد کا لازمی نتیجہ یہ نکلتا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے جملہ اقوال تمام افعال اور جمیع حرکات وسکنات وتقریرات (سیرتِ طیبہ) وحیِ الٰہی کے تابع ہیں۔

حضرت زہیر رضی اللہ عنہ بن صدد:

حضرت زہیر رضی اللہ عنہ بن صدد نے کہا:

اُمۡنُنۡ عَلَيۡنَا رَسُوۡلَ اللّٰهِ فِیۡ کَرَمٍ ۔۔۔ فَاِنَّكَ الۡمَرۡءُ نَرۡجُوۡهُ وَنَنۡتَظِرُ

اُمۡنُنۡ عَلٰی بیۡضَة قَدۡ عَاقَهَا قَدَرٌ ۔۔۔ مُمَزَّقٌ شَمۡلَهَا فِیۡ دَهۡرِهَا غمير

اَبۡقَتۡ لَنَا الدَّهۡرُ هَتَّافًا عَلٰی حُزۡنٍ ۔۔۔ عَلٰی قُلُوۡبِهِمُ الۡغمَاء وَالۡغمر

يَاخَيۡرَ طِفۡلٍ وَّمَوۡلُوۡدٍ وَّمُنۡتَجِبٍ ۔۔۔ فِی الۡعَالَمِيۡنَ اِذَا مَا حُصِّلَ الۡبَشَرُ

اِنۡ لَّمۡ تَدَارَكۡهَا نعمَاء تنۡشرُهَا ۔۔۔ يَا اَرۡجَحَ النَّاسِ حِلۡماً حِيۡنَ يُخۡتَبر

اُمۡنُنۡ عَلٰی نِسۡوَةٍ قَدۡ كُنۡتَ تَرۡضَعُهَا ۔۔۔ اِذۡ فُوۡكَ تَمۡلَؤُ مِنۡ مَّخۡضِهَا الدّرر

اُمۡنُنۡ عَلٰی نِسۡوَةٍ قَدۡ كُنۡتَ تَرۡضَعُهَا ۔۔۔ وَاِذۡ يُزَيِّنُكَ مَا تَاتِیۡ وَمَا تَذَرُ

لَا تَجۡعَلۡنَا كَمَنۡ شَالَتۡ نَعَامَتُهٗ ۔۔۔ وَاسۡتَبۡقِ مِنَّا فَاِنَّا مَعۡشَرُ زُهر

اِنَّا نَشۡكُرُ آلَاءً وَّاِنۡ كُفِرَتۡ ۔۔۔ وَ عِنۡدَنَا بَعۡدَ هٰذَا الۡيَوۡمِ مُدَّخر

''اے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! آپ ہم پر کرم کیجیے، کیونکہ آپ ایک ایسے شخص ہیں جن سے ہم کرم و احسان کی امید رکھتے اور انتظار کرتے ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم ایک ایسے خاندان پر احسان کیجیے جس کو اپنی قسمت نے پیچھے ہٹا رکھا ہے اور زمانے نے ان کے امور کو پراگندہ کردیا ہے۔ زمانے نے ان پر غم ومصیبت کو لا ڈالا ہے۔ اور ان کے دلوں میں غم وکینہ ہے۔ اے بہترین بچے اور بیٹے اور جہانوں میں منتخب! جب بھی بشر کی تحصیل ہو۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم جو احسانات منتشر کر رہے ہیں، اگر ان احسانات نے ان کی

مصیبت اور تکلیفوں کا مداوا اور تدارک نہیں کیا تو ان کی محرومی کا کیا ٹھکانا ہے؟ اے لوگوں میں سب سے زیادہ حلیم! جب آزمائش ہو۔ آپ ان عورتوں پر احسان فرمایئے، جن کا آپ دودھ پیتے تھے اور جن کے دودھ سے آپ کا منہ بھرتا تھا۔ آپ ان عورتوں پر احسان فرمایئے جن کا آپ دودھ پیتے تھے اور آپ جو کرتے اور جو چھوڑتے تھے، آراستہ لگتا تھا۔ ہمیں ان لوگوں کی طرح نہ چھوڑیں جن کا شیرازہ بکھر گیا ہے اور ہمیں باقی رہنے دیجیے ہم قبیلہ زھر والے ہیں۔ ہم ضرور احسانات کا شکر ادا کریں گے، جبکہ ان کی ناشکری کی جائے گی اور آج کے بعد یہ نعمتیں ہمارے پاس ذخیرہ ہیں۔"[1]

نقوشِ سیرت: نبی کریم غریبوں کی مرادیں بر لانے والے، فقیروں کا ملجا، ضعیفوں کا ماوی، خطا کار سے درگزر کرنے والے تھے۔ یہی وجہ ہے کہ ہر خطا کار، سیاہ کار، گناہ گار اور ظالم آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے عفو و درگزر کی امید رکھتا تھا۔

سراقہ بن مالک رضی اللہ عنہ:

جب حضرت سراقہ بن مالک رضی اللہ عنہ رسول اللہ کا تعاقب کر رہے تھے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم مکہ سے مدینہ کی طرف ہجرت کر رہے تھے اس وقت انھوں نے درج ذیل اشعار کہے:

أَبَا حَكَمٍ وَّاللّٰهِ لَوْكُنْتَ شَاهِدًا ... لِأَمْرِ جَوَادِيْ اِذْ تَسُوْخُ قَوَائِمُهٗ

عَجِبْتَ وَلَمْ تُشَكِّكْ بِأَنَّ مُحَمَّدًا ... رَسُوْلٌ بِبُرْهَانٍ فَمَنْ ذَا يُقَاوِمُهٗ

---

(1) ابن كثير: البداية والنهاية (٤/ ٣٥٣)

آخری دو اشعار (۱۰، ۱۱) البداية والنهاية میں نہیں ہیں، صرف "الروض الأنف للسهيلي (٢/ ٣٠٦) پر ہیں۔ ابن الأثير: أسد الغابة (٤/ ٨٠٧ و ٦٧٨)

عَلَيْكَ بِكَفِّ الْقَوْمِ عَنْهُ فَإِنَّنِي أُخَالُ لَنَا يَوْماً سَتَبْدُوْ مَعَالِمُهْ
بِأَمْرٍ يَّوَدُّ النَّاسُ النَّصْرَ فِيْهِ فَإِنَّهُمْ بِأَنَّ جَمِيْعَ النَّاسِ طُرًّا يُّسَالِمُهْ

''اے ابوحکم! اگر تو میرے گھوڑے کے معاملے کو اس وقت دیکھتا جب اس کی ٹانگیں زمین میں دھنس گئیں، میں نے تعجب کیا اور تو اس بات پر شک نہ کر کہ محمد ﷺ دلیل کی بنیاد پر اللہ کے رسول ہیں۔ پس کون ہے جو ان کا مقابلہ کر سکے۔ تم قوم کو ان کے مقابلے سے روکو، کیونکہ میں سمجھتا ہوں مستقبل قریب میں ایک وقت آئے گا جب کہ دینِ رسول اور امرِ رسول غالب ہوگا اور قریش آپ ﷺ سے صلح کے خواستگار ہوں گے، کیونکہ آپ ﷺ دینِ حق کی طرف بلاتے ہیں جس نے غالب آ کر رہنا ہے۔''[1]

نکاتِ مترشحہ: معجزات رسول برحق ہیں۔ جب رسول اللہ ﷺ نے مکہ سے مدینہ کی طرف ہجرت کی تو سراقہ بن مالک نے آپ ﷺ کا تعاقب کیا، چنانچہ آپ ﷺ کی بدعا سے اس کا گھوڑا زمین میں دھنس گیا، پھر آپ ﷺ کی دعا سے وہ زمین سے باہر آیا، یہ عمل کئی مرتبہ ہوا۔ بلاشبہ یہ معجزۂ رسول ہے اور معجزات سیرتِ طیبہ کا ایک نمایاں باب ہے، ایک معجزہ کی حقانیت و صداقت ان تمام معجزات کی حقانیت و صداقت پر دلیل ہے جو بہ سند صحیح آپ ﷺ سے ثابت ہیں۔

حضرت ابوسفیان بن حارث بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہ نے کہا:

أَرِقْتُ فَبَاتَ لَيْلِي لَا يَزُوْلُ وَلَيْلُ أَخِي الْمُصِيْبَةِ فِيْهِ طُوْلٌ
وَأَسْعَدَنِي الْبُكَاءُ وَذَاكَ فِيْمَا أُصِيْبَ الْمُسْلِمُوْنَ بِهِ قَلِيْلٌ
لَقَدْ عَظُمَتْ مُصِيْبَتُنَا وَجَلَّتْ عَشِيَّةَ قِيْلَ قَدْ قُبِضَ الرَّسُوْلُ
وَأَضْحَتْ أَرْضُنَا مِمَّا عَرَاهَا تَكَادُ بِنَا جَوَانِبُهَا تَمِيْلُ

[1] ابن كثير: البداية والنهاية (٣/ ١٨٥، ١٨٦) السهيلي: الروض الأنف (٢/ ٦)

فَقَدْنَا الْوَحْیَ وَالتَّنْزِیْلَ فِیْنَا يَرُوْحُ بِهٖ وَيَغْدُوْ جِبْرَئِيْلُ
وَذَاكَ أَحَقُّ مَا سَالَتْ عَلَيْهِ نُفُوْسُ النَّاسِ أَوْ كَرُبَتْ تَسِيْلُ
نَبِيٌّ كَانَ يَجْلُو الشَّكَّ عَنَّا بِمَا يُوْحٰى اِلَيْهِ وَمَا يَقُوْلُ
وَيَهْدِيْنَا فَلَا نَخْشٰى ضَلَالًا عَلَيْنَا وَالرَّسُوْلُ لَنَا دَلِيْلُ
أَفَاطِمُ اِنْ جَزَعْتِ فَذَاكَ عُذْرٌ وَ اِنْ لَّمْ تَجْزَعِیْ ذَاكَ السَّبِيْلُ
فَقَبْرُ أَبِيْكِ سَيِّدُ كُلِّ قَبْرٍ وَ فِيْهِ سَيِّدُ النَّاسِ الرَّسُوْلُ

''میں بے خواب رہا اور میری رات گزرتی نہ تھی اور مصیبت والی رات طویل ہوتی ہے اور رونے نے میری مدد کی اور مسلمانوں کو جو تکلیف پہنچی ہے، اس کے متعلق یہ رونا تھوڑا ہے اور اس شام کو ہماری مصیبت بڑھ گئی جب کہا گیا کہ رسول اللہ ﷺ وفات پا گئے ہیں اور ہمارے علاقے کو جو مصیبت پہنچی قریب تھا کہ اس کی اطراف ہمارے سمیت جھک جائیں اور وہ وحی اور تنزیل جسے جبریل صبح و شام ہمارے پاس لاتے تھے اسے ہم نے کھویا اور یہ امر اس بات کا زیادہ مستحق ہے کہ لوگوں کی جانیں اس پر قربان ہوں یا قریب ہے کہ قربان ہو جائیں، وہ نبی اپنی وحی اور قول سے ہمارے شکوک کو دور کرتا تھا اور ہمیں ہدایت دیتا تھا اور ہماری ضلالت کا خدشہ نہ تھا، جبکہ رسول (اللہ ﷺ) ہمارا رہنما تھا اے حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا! اگر آپ بے صبری کریں تو آپ معذور ہیں اور اگر بے صبری نہ کریں تو یہی صحیح راستہ ہے آپ کے باپ کی قبر تمام قبروں کی سردار ہے اور اس میں لوگوں کا سردار رسول ﷺ دفن ہے۔''[1]

[1] ابن کثیر: البدایة والنهایة (۵/ ۲۸۱، ۲۸۲، ۲۸۷)

نقوشِ سیرت: رسولِ کریم ﷺ مزیل الشکوک، داعی الی الحق، گمراہی اور ذلالت سے نجات دہندہ اور تمام لوگوں کے سردار ہیں۔

سمعان بن عمرو بن قریط بن عبید رضی اللہ عنہ:

زہری وغیرہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے عبداللہ بن عوسجہ العدنی کے ہمراہ سمعان بن عمرو بن قریط بن عبید بن ابی بکر کلاب کے نام فرمان تحریر فرما کر بھیجا۔ انھوں نے آپ ﷺ کے فرمان اپنے ڈول میں رقعہ پیوند لگا دیا (یہ عمل اس بات کی عکاسی کرتا ہے کہ انھوں نے اس فرمان کو ماننے سے انکار کر دیا تھا) ان لوگوں کو اسی لیے بنو الراقع کہا جاتا ہے۔ بعد میں سمعان اسلام لائے رسول اللہ ﷺ کے پاس حاضر ہوئے اور حسبِ ذیل شعر کہا:

أَقِلْنِي كَمَا أَمَّنْتَ وَرْدًا وَّلَمْ أَكُنْ ‏ بِأَسْوَءَ ذَنْبًا إِذْ أَتَيْتُكَ مِنْ وَّرْدِ

”مجھے بھی معافی دیجیے جیسا کہ آپ ﷺ نے ورد کو پناہ دی جب میں آپ کے پاس حاضر ہو گیا تو ورد سے زیادہ گناہ گار نہیں ہوں۔“[1]

نکاتِ مترشحہ آپ ﷺ بڑے بڑے خطا کاروں سے درگزر فرماتے تھے۔

عبداللہ بن انیس رضی اللہ عنہ:

عبداللہ بن انیس رضی اللہ عنہ نے وفاتِ رسول پر درج مرثیہ کہا:

تَطَاوَلَ لَيْلِي وَاعْتَرَتْنِي الْقَوَارِعُ ‏ وَخَطْبٌ جَلِيْلٌ لِبَلِيَّةٍ جَامِعُ

غَدَاةَ نَعَى النَّاعِيُ إِلَيْنَا مُحَمَّدًا ‏ وَتِلْكَ الَّتِي تَسْتَكُّ مِنْهَا الْمَسَامِعُ

فَلَوْ رَدَّ مَيْتًا قَتْلُ نَفْسِي قَتَلْتُهَا ‏ وَلٰكِنَّهُ لَا يَرْفَعُ الْمَوْتَ دَافِعُ

فَآلَيْتُ لَا أُثْنِي عَلٰى هَلْكِ هَالِكٍ ‏ مِّنَ النَّاسِ مَا أَوْفٰى ثَبِيْرٌ وَفَارِعُ

1. ابن سعد: طبقات ابن سعد (۲/ ۵۲، ۵۳، مترجم)

وَلٰکِنَّنِیْ بَاكٍ عَلَیْهِ وَمُتْبَعٌ مُصِیْبَةٌ اِنِّیْ اِلَی اللّٰهِ رَاجِعٌ
وَقَدْ قَبَضَ اللّٰهُ النَّبِیِّیْنَ قَبْلَهٗ وَعَادٌ أُصِیْبَتْ بِالرَّزٰی وَالتَّبَابِعُ
فَیَا لَیْتَ شِعْرِیْ مَنْ یَّقُوْمُ بِأَمْرِنَا وَهَلْ فِیْ قُرَیْشٍ اِمَامٌ یُّنَازِعُ
ثَلَاثَةُ رَهْطٍ مِّنْ قُرَیْشٍ هُمْ اَزِمَّةُ هٰذَا الْاَمْرُ وَاللّٰهُ صَانِعٌ
عَلِیٌّ أَوِ الصِّدِّیْقُ أَوْ عُمَرُ لَهَا وَلَیْسَ لَهَا بَعْدَ الثَّلَاثَةِ رَابِعٌ
فَاِنْ قَالَ مِنَّا قَائِلٌ غَیْرَ هٰذِهٖ أَبَیْنَا وَ قُلْنَا اللّٰهُ رَاءٍ وَّسَامِعٌ
فَیَا لِقُرَیْشٍ قَلِّدُوْ الْاَمْرَ بَعْضَهُمْ فَاِنَّ صَحِیْحَ الْقَوْلِ لِلنَّاسِ نَافِعٌ
وَلَا تَبْطَوُوا عَنْهَا فُوَاقًا فَاِنَّهَا اِذَا قُطِعَتْ لَمْ یَتَمَنَّ فِیْهَا الْمَطَامِعُ

’’میری رات دراز ہوگئی اور مجھے مصائبِ شدیدہ و حوادثِ عظیمہ، جو بلیات کے جامع تھے، پیش آئے۔ موت کی خبر دینے والے نے صبح کو ہمیں آپ ﷺ کے انتقال کی خبردی۔ یہ وہ خبر تھی جس سے کان بہرے ہوجاتے ہیں۔ اپنے آپ کو قتل کر ڈالنے سے اگر کسی مرنے والے کی زندگی واپس آسکتی تو میں اپنے آپ کو قتل کر ڈالتا لیکن موت کو کوئی دفع کرنے والا نہیں کرسکتا۔ میں نے قسم کھائی تھی کہ کسی مرنے والے انسان کی موت پر اس کی مدح و ثنا نہ کروں گا جب تک کہ کوہِ شبیر اور کوہِ فارع سر بلند ہیں، لیکن میں آپ ﷺ پر روؤں گا اور آپ ﷺ کے حادثے کے پیچھے پیچھے رہوں گا اور درحقیقت مجھے اللہ ہی کی جناب میں واپس جانا ہے۔ اللہ نے آپ ﷺ سے پہلے اور انبیا کی روحیں بھی قبض کیں، قومِ عاد پر بھی مصیبت نازل ہوئی اور قومِ تبع پر بھی۔ کاش مجھے معلوم ہو جاتا کہ کون ہمارا انتظام کرے گا۔ اور کیا قریش میں کوئی ایسا امام ہے جو

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا مقابلہ کر سکے۔ قریش میں تین ہیں کہ وہی اس امر میں عنانِ اقتدار رکھتے ہیں اور کام بنانے والا اللہ ہی ہے۔ علی رضی اللہ عنہ ہیں یا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ ہیں یا عمر رضی اللہ عنہ ہیں، جو اس کے لیے موزوں ہوں گے ان تین کے بعد چوتھا کوئی نہیں۔ اگر ہم میں سے کسی کہنے والے نے ان کے علاوہ کچھ کہا تو ہم اس کو نہ مانیں گے اور کہیں گے کہ دیکھنے والا سننے والا اللہ ہے۔ کیا اچھا ہو کہ قریش اپنا معاملہ انھیں میں سے کسی کے سپرد کر دیں، کیونکہ صحیح بات ہی لوگوں کے حق میں مفید ہوتی ہے۔ اس میں ایک ساعت بھی دیر نہ کرو اس لیے کہ جب اس کا استقرار ہو گیا تو لالچ اور طمع اس کی آرزو نہ کر سکیں گے۔"[1]

نکاتِ مترشحہ: صحابہ کے لیے مفارقتِ رسول کا صدمہ ناقابلِ برداشت تھا۔ رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرتِ طیبہ میں ایسے اوصافِ حسنہ تھے کہ بعض صحابہ جنھوں نے کسی کی مدح سرائی نہ کرنے کی ٹھان رکھی تھی، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی نعت خوانی اور مدح سرائی پر مجبور ہو جاتے تھے۔

عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہ:

عبداللہ بن ابی بکر نے بیان کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عمرة القضاء کی ادائیگی کے سلسلے میں مکہ اس طرح داخل ہوئے کہ عبداللہ بن رواحہ ان کی اونٹنی کی لگام پکڑے ہوئے درج ذیل اشعار پڑھ رہے تھے:

خَلُّوا بَنِی الْكُفَّارِ عَنْ سَبِیْلِهٖ   خَلُّوا فَكُلُّ الْخَیْرِ فِیْ رَسُوْلِهٖ

یَا رَبِّ اِنِّیْ مُوْمِنٌ بِقِیْلِهٖ   أَعْرِفُ حَقَّ اللّٰهِ فِیْ قَبُوْلِهٖ

[1] ابن سعد: طبقات ابن سعد (۲/ ۳۴۵، ۳۵۵، مترجم)

نَحۡنُ قَتَلۡنَاكُمۡ عَلٰى تَاوِيۡلِهٖ كَمَا قَتَلۡنَاكُمۡ عَلٰى تَنۡزِيۡلِهٖ
ضَرۡبًا يُّزِيۡلُ الۡهَامَ عَنۡ مَقِيۡلِهٖ وَيُذۡهِلُ الۡخَلِيۡلَ عَنۡ خَلِيۡلِهٖ

''اے کفار کے بیٹو! اس اللہ کے رسول کا راستہ خالی کردو، کیونکہ تمام بھلائی اس کے رسول میں ہے، اے رب! میں اس رسول کی بات پر ایمان رکھتا ہوں اس کے قبول کرنے میں، میں اللہ کے حق کو پہچانتا ہوں ہم نے تمھیں اسکی تاویل کے مطابق قتل کیا۔ بالکل ویسے ہی جیسے ہم نے تمھیں اس کی اتاری ہوئی کتاب کے مطابق قتل کیا تھا، ہم نے تمھیں تلوار کی ایسی ضرب لگائی تھی جس نے کھوپڑی کو اس کے مقام سے الگ کردیا تھا اور جس ضربِ شدید نے دوست کو دوست سے غافل کردیا۔''[1]

---

[1] ابن كثير: البداية والنهاية (٤/ ٢٢٨)

حضرت انس نے بیان کیا ہے کہ نبی کریم ﷺ عمرة القضاء کی ادائیگی کے سلسلے میں مکہ اس طرح داخل ہوئے کہ عبداللہ بن رواحہ آپ ﷺ کے آگے چل رہے تھے اور ایک روایت ہے کہ وہ آپ ﷺ کی اونٹنی کی رقاب پکڑے ہوئے درج ذیل اشعار پڑھ رہے تھے:

خلوا بني الكفار عن سبيله قد نزل الرحمان فی تنزيله
بان خير القتل فی سبيله نحن قتلنكم على تاويله

اور ایک روایت میں بعینہٖ اس اسناد کے ساتھ یوں الفاظ ہیں:

خلوا بني الكفار عن سبيله اليوم نضربكم على تنزيله
ضربا يزيل الهام عن مقيله ويذهل الخليل عن خليله
يا رب إني مومن بقيله

''حضرت زید بن اسلم سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ مکہ میں عام القضیۃ میں داخل ہوئے، پس آپ ﷺ نے اپنی اونٹنی پر بیت اللہ کا طواف کیا اور اپنی محجن کے ساتھ رکن کا استلام کیا اور مسلمان آپ ﷺ کے گرد بھاگ رہے تھے اور عبداللہ بن رواحہ کہہ رہے تھے:

بسم الذي لا دين إلا دينه بسم الذي محمد رسوله

نکاتِ مترشحہ ومستنبطہ: تمام حسنات ذاتِ رسول میں موجود ہیں۔ رسول مکرم کے قول مبارک پر ایمان لاکر اس کے قبول کرنے میں ہی حق و صداقت ہے۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے تمام غزوات وسرایا احکامِ الٰہی کے تابع ہیں اور آپ کی ہر لڑائی کا مقصد حصولِ رضائے الٰہی ہے۔

حضرت عبداللہ بن زبعری رضی اللہ عنہ:

حضرت عبداللہ بن زبعری رضی اللہ عنہ نے کہا:

مَنَعَ الرَّقَادَ بَلَابِلُ وَهُمُوْمٌ وَاللَّيْلُ مُعْتَلَجُ الرِّوَاقِ بَهِيْمٌ
مِمَّا اَتَانِیْ اَنَّ اَحْمَدَ لَامَنِیْ فِيْهِ فَبِتُّ كَاَنَّنِیْ مَحْمُوْمٌ
يَا خَيْرَ مَنْ حَمَلَتْ عَلٰى اَوْصَالِهَا عَيْرَانَةٌ سَرْحُ الْيَدَيْنِ غَشُوْمٌ
اِنِّیْ لَمُعْتَذِرٌ اِلَيْكَ مِنَ الَّذِیْ اَسْدَيْتُ اِذْ اَنَا فِی الضَّلَالِ اَهِيْمُ
اَيَّامَ تَاْمُرُنِیْ بِاَغْوٰى خُطَّةٍ سَهْمٌ وَتَاْمُرُنِیْ بِهَا مَخْزُوْمٌ
وَاَمُدُّ اَسْبَابَ الرَّدٰى وَيَقُوْدُنِیْ اَمْرُ الْغُوَاةِ وَاَمْرُهُمْ مَشْئُوْمٌ
فَالْيَوْمَ آمَنَ بِالنَّبِیِّ مُحَمَّدٍ قَلْبِیْ وَمُخْطِئُ هٰذِهٖ مَحْرُوْمٌ
مَضَتِ الْعَدَاوَةُ وَانْقَضَتْ اَسْبَابُهَا وَدَعَتْ اَوَاصِرُ بَيْنَنَا وَحُلُوْمٌ

"اس ذات کے نام کے ساتھ جس کا دین ہی دراصل دین ہے، اس ذات کے نام کے ساتھ کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم اس کے رسول ہیں، اے کفار کے بیٹو! اس کا راستہ خالی کر دو۔"

زُہری نے جو روایت بیان کی اس کے الفاظ یوں ہیں:

خلوا بني الكفار عن سبيله أنا الشهيد انه رسوله
قد انزل الرحمان فی تنزيله فی صحفٍ تتلی علی رسوله
فاليوم نصربكم علی تاويله كما ضربناكم علی تنزيله
ضرباً يزيل الهام عن مقيله و يذهل الخليل خليله

(ابن كثير: البداية والنهاية: ٤/ ٢٢٨، ٢٢٩، ابن كثير: البداية والنهاية: ٤/ ٢٢٩)

فَاغْفِرْ فِدًى لَّكَ وَالِدَاىَ كِلَاهُمَا زَلَلِى فَاِنَّكَ رَاحِمٌ مَّرْحُومٌ

وَعَلَيْكَ مِنْ عَلَمِ الْمَلِيْكِ* عَلَامَةٌ نُوْرٍ اَغَرَّ وَ خَاتَمٌ مَّخْتُومٌ

اَعْطَاكَ بَعْدَ مَحَبَّةٍ بُرْهَانَهٗ شَرَفاً وَّبُرْهَانُ الْاِلٰهِ عَظِيْمٌ

وَلَقَدْ شَهِدتُّ بِاَنَّ دِيْنَكَ صَادِقٌ حَقٌّ وَاَنَّكَ فِى الْعِبَادِ جَسِيْمٌ

وَاللّٰهُ يَشْهَدُ اَنَّ اَحْمَدَ مُصْطَفىٰ مُسْتَقْبَلٌ فِى الصَّالِحِيْنَ كَرِيْمٌ

قَرْمٌ عَلَا بُنْيَانُهٗ مِنْ هَاشِمٍ فَرْعٌ تَمَكَّنَ فِى الذُّرٰى وَاَرُوْم

''آفات و بلیات نے نیند کو آنے سے روک دیا اور مصیبت زدہ کی رات پریشان کن ہی ہوتی ہے۔ مجھے یہ بات پہنچی ہے کہ حضرت احمد ﷺ نے مجھے اس (میری ضلالت وگمراہی کے ضمن) میں ملامت فرمائی ہے۔ ازبسکہ میں نے رات ایسے گزاری گویا مجھے بخار تھا۔ اے سب سے بہترین شخص! جسے ایک مضبوط اور تیز رفتار اونٹ نے پیٹھ پر بٹھایا ہو، میں آپ ﷺ کے حضور اس چیز سے عذر پیش کرتا ہوں جو مجھ سے ایسی حالت میں سرزد ہوئی، جبکہ میں گمراہی میں بھٹک رہا تھا، جس وقت سہم و مخزوم مجھ کو سرکشی کا حکم دیتے تھے اور میں خواہش کے اسباب کو بڑھاتا تھا اور سرکش آگ مجھے کھینچ رہی تھی اور حقیقت حال یہی ہے کہ ان کا کام بالکل برا اور معیوب ہے۔ آج میں نبی کریم محمد ﷺ پر دل سے ایمان رکھتا ہوں اور اس سے کنارہ کش رہنے والا محروم ہوتا ہے۔ وہ دشمنی اور اس کے اسباب ختم ہوئے، جس کے بارے میں ہمارے درمیان دستاویزات اور ہماری عقلیں بلاتی تھیں۔ آپ ہماری لغزشوں کو معاف فرمائیں۔ میرے والدین آپ پر قربان جائیں۔ آپ ﷺ رحم کرنے

* القرطبي: الجامع لأكام القرآن (٦/ ٤٠٧) تفسير القرطبي میں ''سمة المليك'' ہے۔

والے اور مرحوم ہیں۔ اور آپ ﷺ پر اللہ تعالیٰ کی علامتوں میں سے علامت ہے، ایک روشن نور اور مہرِ نبوت ہے۔ اللہ نے آپ ﷺ کو محبت کے بعد بزرگی اور شرافت کے طور پر دلیل عطا فرمائی اور اللہ کی دلیل بڑی ہوتی ہے۔ اور میں گواہی دیتا ہوں کہ آپ ﷺ کا دین سچا اور حق ہے اور آپ ﷺ بندوں میں بڑے جرات مند ہیں اور اللہ تعالیٰ گواہ ہے کہ احمد مصطفیٰ ﷺ نیکیوں میں مقبول اور کریم ہیں۔ آپ ﷺ سردار ہیں آپ ﷺ کی اصل بنیاد ہاشم ہے اور آپ ﷺ قوم سے شرافت اور جلال میں فائق ہیں اور آپ ﷺ کریم النفس ہیں۔"[1]

نقوشِ سیرت: آپ ﷺ خطا کار سے درگزر کرتے تھے اور بداندیش کے دل میں گھر کر لیتے تھے۔ آپ ﷺ رحم کرنے والے مرحوم ہیں۔ آپ ﷺ کو اللہ تعالیٰ نے بطور علامت درخشندہ نور اور مہرِ نبوت عطا فرمائے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ سے محبت کرنے کے بعد آپ ﷺ کو شرافت و مجد کے طور پر برہان عطا فرمائی ہے اور اللہ تعالیٰ کی برہان عظیم ہے۔ آپ ﷺ تو جو دین لائے ہیں وہ سچا ہے۔ آپ ﷺ ایفائے عہد کے پاسدار ہیں۔ آپ ﷺ صلحا میں نیک اور مقبول ہیں۔ آپ ﷺ سردار ہیں شرافت و جمال میں آپ ﷺ فائق ہیں اور آپ ﷺ کریم النفس ہیں۔

عبداللہ بن الزبعری رضی اللہ عنہ نے درج ذیل اشعار بھی اسلام قبول کرتے وقت کہے تھے:

يَا رَسُوْلَ الْمَلِيْكِ اِنَّ لِسَانِىْ ۔۔۔ رَاتِقٌ مَّا فَتَقْتُ اِذْ أَنَا بُوْرٌ

اِذْ أُبَارِى الشَّيْطَانَ فِىْ سُنَنِ الْغَيِّ ۔۔۔ وَمَنْ مَّالَ مَيْلَهٗ مَثْبُوْرٌ

---

[1] ابن هشام: السيرة النبوية (٤/ ٦١، ٦٢) ابن كثير: البداية والنهاية (٤/ ٣٠٩)

آمَنَ اللَّحْمُ وَالْعِظَامُ لِرَبِّیْ　　ثُمَّ قَلْبِیْ الشَّهِیْدُ أَنْتَ النَّذِیْرُ
اِنَّنِیْ عَنْكَ زَاجِرٌ ثَمَّ حَیًّا　　مِنْ لُؤَیِّ وَكُلُّهُمْ مَغْرُوْرٌ

''اے بادشاہ (اللہ تعالیٰ) کے رسول! جب میں ہلاک ہونے والا تھا اور گمراہ تھا، اس وقت میں نے بگاڑ پیدا کیا، بلاشبہ اب میری زبان اس بگاڑ کی اصلاح کرنے والی ہے۔ میں گمراہی کی راہ اور ہلاکت میں شیطان سے سبقت لے گیا تھا اور جو اس کی مانند (راہ سے باطل کی طرف مائل ہو) وہ ضرور ہلاک ہوتا ہے۔ اب میرا گوشت اور ہڈیاں میرے رب کے لیے ایمان لے آئیں، پھر میرا دل گواہ ہے کہ آپ ﷺ نذیر ہیں، بلاشبہ میں وہاں لوی کے ایک قبیلے کو آپ ﷺ کی اتباع سے روکنے والا تھا اور وہ سب دھوکے میں ہیں۔''[1]

نکاتِ مترشحہ و مستنبطہ: بلاشبہ حضرت محمد ﷺ اللہ تعالیٰ کے رسول ہیں۔ عصیانِ رسول موجبِ ہلاکت و ضلالت ہے۔

عبد عمرو بن حبلہ رضی اللہ عنہ:

عبد عمرو بن جبلہ بن وائل بن الجلاح الکلبی سے مروی ہے کہ میں اور ایک شخص عاصم، جو بنی عامر کے بنی رقاش میں سے تھے، روانہ ہوئے۔ نبی ﷺ کے پاس آئے۔ آپ ﷺ نے ہمارے سامنے اسلام پیش کیا، ہم اسلام لائے، عبد عمرو یہ شعر پڑھنے لگے:

أَجَبْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ اِذْجَاءَ بِالْهُدٰى　　وَأَصْبَحْتُ بَعْدَ الْجَحْدِ بِاللّٰهِ أَوْجَرَا
وَوَدَّعْتُ لِذَاتِ الْقَدَاةِ وَقَدْ اَرٰی　　بِهَا سَدْكًا عُمْرِیْ وَلِلّٰهْوِ أُصَوَّرَا

[1] ابن كثير: البداية والنهاية (٤/ ٣٠٨، ٣٠٩) ابن هشام: السيرة النبوية (٤/ ٦١)

وآمَنْتُ بِاللّٰهِ الْعَلِيِّ مَكَانَهٗ ۔۔۔ وَأَصْبَحْتُ لِأَوْثَانٍ مَّا عِشْتُ مُنْكِرًا

''میں نے رسول اللہ کو مان لیا جب آپ ﷺ ہدایت لائے، پہلے میں اللہ کا منکر تھا اب مومن ہوں اور اس کا مجھے اجر ملے گا۔ تیروں کے ذریعے فال وشگون لینے کے مزے میں نے ترک کر دیے، حالانکہ ایسے ہی لہو ولعب میں میری عمر گزری تھی۔ میں نے اللہ پر ایمان لایا جس کی منزلت برتر ہے۔ میں جب تک زندہ ہوں بتوں کا منکر رہوں گا۔''[1]

نکاتِ مترشحہ: بلاشبہ حضرت محمد ﷺ ہدایت لے کر آنے والے اللہ کے رسول ہیں۔

حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ:

حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ نے غزوۂ احزاب کے موقع پر عمرو بن عبد ود کے ساتھ مبارزت کرتے ہوئے اس کو قتل کیا، چنانچہ اس کی بابت آپ رضی اللہ عنہ نے درج ذیل اشعار کہے:

نَصَرَ الْحِجَارَةَ مِنْ سَفَاهَةِ رَأْيِهٖ ۔۔۔ وَنَصَرْتُ رَبَّ مُحَمَّدٍ بِصَوَابِ*

فَصَدَدْتُّ حِيْنَ تَرَكْتُهٗ مُتَجَدِّلًا ۔۔۔ كَالْجِذْعِ بَيْنَ دَكَادِكَ وَرَوَابِيْ

وَعَفَفْتُ عَنْ أَثْوَابِهٖ وَلَوْ أَنَّنِيْ ۔۔۔ كُنْتُ الْمُقَطَّرَ بَزَّنِيْ أَثْوَابِيْ

لَا تَحْسَبَنَّ اللّٰهَ خَاذِلَ دِيْنِهٖ ۔۔۔ وَنَبِيِّهٖ يَا مَعْشَرَ الْأَحْزَابِ

''اس (عمرو بن عبد) نے اپنی رائے کی حماقت کی بدولت پتھر کی مدد کی اور میں نے درست رائے کے باعث محمد ﷺ کے رب کی مدد کی، پس اس کو سخت زمین اور ٹیلوں کے درمیان پڑی ہوئی ٹہنی کی طرح پچھڑا ہوا

---

[1] ابن سعد: طبقات ابن سعد (۲/ ۱۱۰، مترجم)

* ابن هشام: السيرة النبوية (٤/ ٢٣٦) السيرة النبوية لابن هشام میں ''بصوابي'' ہے۔

چھوڑ کر میدانِ جنگ سے واپس لوٹا اور میں اس کے کپڑوں کے اتارنے سے باز رہا اگرچہ میں غضبناک تھا اور اس نے مجھ سے میرے کچھ کپڑے چھین لیے (تلوار کے وار سے پھاڑ کر رکھ دیے) اے گروہِ احزاب! تم اللہ کی بابت یہ گمان مت کرو کہ اللہ اپنے دین اور اپنے نبی کو بے یارو مددگار چھوڑ دے گا۔"[1]

نکاتِ مترشحہ: حضرت علی رضی اللہ عنہ کا رب العالمین کی جگہ رب محمد کہنا مقامِ رسول کو واضح کرتا ہے۔ اللہ تعالیٰ اپنے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو بے یارو مددگار نہیں چھوڑتا، کیونکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ کے رسولِ برحق ہیں اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا ہر اقدام مبنی بر وحیِ الٰہی ہوتا ہے، اس لیے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو ہر معاملے میں نصرتِ الٰہی اور تائید رب العالمین حاصل ہوتی ہے۔

حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ نے بنونضیر کی جلا وطنی کی بابت کہا:

عَرَفْتُ وَمَنْ يَّعْتَدِلُ يَعْرِفُ ... وَأَيْقَنْتُ حَقًّا وَّلَمْ أَصْدِفُ

عَنِ الْكَلِمِ الْمُحْكَمِ اللَّاءِ مِنْ ... لَدَى اللّٰهِ ذِي الرَّأْفَةِ الْأَرْأَفِ

رَسَائِلُ تُدَرَّسُ فِي الْمُؤْمِنِيْنَ ... بِهِنَّ اُصْطُفِيَ أَحْمَدُ الْمُصْطَفٰى

فَأَصْبَحَ أَحْمَدُ فِيْنَا عَزِيْزًا ... عَزِيْزَ الْمُقَامَةِ وَالْمَوْقِفِ

فَيَا أَيُّهَا الْمُوْعَدُوْهُ سَفَاهًا ... وَلَمْ يَأْتِ جَوْرًا وَّلَمْ يَعْنُفُ

أَلَسْتُمْ تَخَافُوْنَ أَدْنَى الْعَذَابِ ... وَمَا آمَنَ اللّٰهَ كَالْأَخْوَفِ

وَأَنْ تُصْرَعُوْا تَحْتَ أَسْيَافِهِ ... كَمَصْرَعِ كَعْبِ أَبِي الْأَشْرَفِ

---

[1] ابن كثير: البداية والنهاية (٤/ ١٠٥)

غَدَاةَ رَأَى اللّٰهُ طُغْيَانَهٗ وَأَعْرَضَ كَالْجَمَلِ الْأَجْنَفِ
فَأَنْزَلَ جِبْرِيلَ فِيْ قَتْلِهٖ بِوَحْيٍ اِلٰى عَبْدِهٖ مُلْطَفِ
فَدَسَّ الرَّسُوْلُ رَسُوْلًا لَّهٗ بِأَبْيَضَ ذِي هِبَةٍ مُّرْهَفِ
فَبَاتَتْ عُيُوْنٌ لَّهٗ مُعْوِلَاتٌ مَتٰى يُنْعَ كَعْبٌ لَهَا تَذْرِفُ
وَقُلْنَا لِأَحْمَدَ ذَرْنَا قَلِيْلًا فَإِنَّا مِنَ النَّوْحِ لَمْ نَشْتَفِ
فَخَلَّاهُمُ ثُمَّ قَالَ اظْعَنُوْا دُحُوْراً عَلٰى رَغْمِ الْآنُفِ
وَأَجْلَى النَّضِيْرَ اِلٰى غُرْبَةٍ وَكَانُوْا بِدَارِ ذَوِيْ زُخْرُفِ
اِلٰى أَذْرِعَاتٍ رِدَافًا وَّهُمْ عَلٰى كُلِّ ذِي زُبَرٍ أَعْجَفَ

''میں نے پہچان لیا اور جو معتدل ہوگا وہ پہچان لے گا اور مجھے قطعی یقین ہوگیا، لہٰذا ان محکم کلمات سے نہیں پھرا جو اللہ مہربانی کرنے والے رؤف کی طرف سے ہیں۔ یہ رسائل مومنوں میں پڑھے جاتے ہیں، ان کی بدولت اس اللہ نے احمد مصطفیٰ کو چن لیا، پس محمد ﷺ ہمارے درمیان غالب ہیں اور مقام و مرتبہ میں محترم و عزیز ہیں۔ پس حماقت کی وجہ سے اس (رسول محترم ﷺ) کو دھمکیاں دینے والو! نہ اس رسولِ محترم نے کبھی ظلم کیا ہے اور نہ ہی کبھی سختی کی ہے، کیا تم اس عذاب سے نہیں ڈرتے جو قریب ہے اور اللہ کی طرف سے جو شخص امن میں ہو اس کی پکڑ اور گرفت سے ڈرنے والے کی طرح نہیں ہے۔ اور کیا تم اس سے بھی نہیں ڈرتے کہ تمھیں کعب ابی الاشرف کی طرح اس رسولِ محترم کی تلواروں کے نیچے پچھاڑ دیا جائے۔ اس صبح اس کعب کو پچھاڑا گیا جب اللہ نے اس کی سرکشی کو دیکھا اور اس کعب نے بھٹکے ہوئے اونٹ کی

طرح اعراض کیا۔ پس اس اللہ تعالیٰ نے اپنے مہربان بندے کی طرف اس کعب کے قتل کے معاملے میں جبریل کو وحی دے کر بھیجا، پس رسول نے ایک ایلچی کو تیز دھار کاٹنے والی سفید تلوار کے ساتھ چھپا کر بھیجا۔ پس اس کے لیے آنکھوں نے چلا کر روتے ہوئے رات گزاری، جب انھیں کعب کے مرنے کی خبر دی گئی اور وہ آنکھیں اس کے لیے آنسو بہاتی تھیں۔ اور انھوں نے احمد ﷺ کو کہا کہ ہمیں تھوڑی دیر چھوڑ دو، پس بلاشبہ ہمیں نوحہ سے شفا نہیں حاصل ہوئی، پس آپ ﷺ نے انھیں بنی نضیر کو آزاد چھوڑ دیا، پھر کہا زبردست ہونے کے باوجود ذلیل ہوکر یہاں سے چلے جاؤ۔ اور آپ ﷺ نے بنونضیر کو غربت (دوری)، کی طرف جلا وطن کر دیا، حالانکہ وہ جواہرات سے مرصع گھروں والے تھے، دور دراز علاقہ جات کی طرف آپ ﷺ نے انھیں جلا وطن کردیا اور وہ ایک دوسرے کے آگے پیچھے ہر دبلے دبر والے اونٹ وغیرہ پر سوار تھے۔[1]

نقوشِ سیرت: آپ ﷺ غالب اور محترم وعزیز ہیں۔ آپ ﷺ ظلم وزیادتی سے ہمیشہ کے لیے گریز پا اور محترز ہیں۔ آپ ﷺ کا کسی کو قتل کرنے کا حکم دینا جیسے آپ ﷺ کے کعب بن ابی الاشرف کے قتل کا حکم دونوں قسم کے احکام میں نہ ظلم ہے اور نہ کسی پر سختی ہے، بلکہ یہ دونوں احکام عین عدل اور مبنی پر انصاف ہیں، رسول کریم ﷺ کی سیرتِ طیبہ کے عدل وانصاف کا پہلو ان اشعار سے نمایاں ہوتا ہے۔

---

[1] ابن كثير: البداية والنهاية (٤/ ٧٨، ٧٩)

ابن اسحاق نے کہا کہ علی بن ابی طالب نے یہ اشعار کہے اور ابن ہشام نے کہا کہ مسلمانوں میں سے کسی ایک مسلمان نے یہ اشعار کہے اور میں نے کسی کو نہیں دیکھا جو ان اشعار کو علی کے لیے پہچانتا ہو۔ (ابن كثير: البداية والنهاية: ٤/ ٧٨)

عمرو بن سبیع رضی اللہ عنہ:

عمرو بن سبیع بطور وفد نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے اور اسلام لائے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے لیے ایک جھنڈا باندھ دیا۔

بارگاہِ رسالت میں اپنی حاضری کے متعلق یہ اشعار کہے:

اِلَیْکَ رَسُوْلَ اللّٰہِ أَعْمَلْتُ نَصَّهَا   تَجُوْبُ الْفَیَافِیَ سَمْلَقًا بَعْدَ سَمْلَقِ

عَلٰی ذَاتِ أَلْوَاحٍ أُکَلِّفُهَا السُّرٰی   تَخَبُّ بِرَحْلِیْ مَرَّةً ثُمَّ تعنق

فَمَالَكَ عِنْدِیْ رَاحَةٌ أَوْ تَلَجْلُجِیْ*   بِبَابِ النَّبِیِّ الْهَاشِمِیِّ الْمُوَافِقِ

عَتَقْتِ اِذاً مِّنْ رَّحْلَةٍ أَیِّ رِحْلَةٍ   وَقَطْعِ دَیَامِیْمَ وَهُمْ مُوَرَّقُ

"یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! میں نے سواری کا رخ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی جانب کر دیا ہے۔ جو یکے بعد دیگرے دشت وبیاباں کی صحرا نوردی کر رہی ہے۔ وہ سواری جس پر لکڑی کی زین ہے، میں اس کو شب نوردی کی تکلیف دے رہا ہوں۔ میرا سامان اٹھائے ہوئے کبھی تو جھک جاتی ہے اور کبھی گردن اونچی کر لیتی ہے۔ اے سواری! میرے ہاں تجھے اس وقت تک آرام ملنے کا نہیں جب تک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دروازے تک نہ تو پہنچ جائے۔ وہاں پہنچنے کے بعد پھر تو ہر ایک سفر سے رہا و آزاد ہو جائے گی۔ نہ تجھے کہیں جانا پڑے گا نہ ایسی زحمت ہو گی کہ شب بھر بیدار رہے۔"[1]

نکاتِ مترشحہ: شوقِ لقائے رسول صلی اللہ علیہ وسلم صحابہ کرام کو دور دراز کا سفر طے کرنے پر مجبور کر دیتا تھا، چنانچہ یہ شوق اس حقیقت کا غماز ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم خلقِ عظیم پر فائز تھے۔

---

* تیسرے شعر میں "تلجلج" کا لفظ ہے، اس کے معنی بتاتے ہوئے ہشام کہتے ہیں کہ "تلجلج" اونٹنی کے ایسے بیٹھ جانے کو کہتے ہیں کہ پھر نہ اُٹھے۔

[1] ابن سعد: طبقات ابن سعد (۲/ ۱۲۱، ۱۲۲، مترجم)

عمرو بن مرہ جہنی رضی اللہ عنہ:

عمرو بن مرہ جہنی سے مروی ہے کہ ہمارا ایک بت تھا جس کی سب تعظیم کیا کرتے تھے۔ میں اس کا مجاور تھا، جب میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق سنا تو اسے توڑ ڈالا، وہاں سے روانہ ہوا، مدینہ شریف میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا۔ مسلمان ہوا، کلمہ شہادت ادا کیا، حلال و حرام کے متعلق جو احکام تھے سب پر ایمان لایا، اسی مضمون کو میں ان اشعار میں کہتا ہوں:

شَهِدتُّ بِأَنَّ اللّٰهَ حَقٌّ وَّأَنَّنِیْ　　لِاٰلِهَةِ الْاَحْجَارِ أَوَّلُ تَارِكِ

وَشَمَّرْتُ عَنْ سَاقِی الْاَزَارِ هَاجِرًا　　اِلَیْكَ أَجُوْبُ الْوَعْثَ بَعْدَ الدَّكَادِكِ

لِأَصْحَبَ خَیْرَ النَّاسِ نَفْسًا وَّوَالِدًا　　رَسُوْلَ مَلِیْكِ النَّاسِ فَوْقَ الْحَبَائِكِ

”میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ حق ہے، بے شک میں پتھروں کے معبودوں کا سب سے پہلے چھوڑنے والا ہوں، میں نے اپنی پنڈلی سے تہبند چڑھا کر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف اس طرح ہجرت کی کہ میں سخت و دشوار راہ و زمین کو قطع کرتا ہوں، تاکہ میں ایسے شخص کی صحبت اٹھاؤں جو اپنی ذات و خاندان کے اعتبار سے سب سے بہترین اور لوگوں کے اس مالک کے رسول ہیں، جو آسمانوں کے اوپر ہے۔“[2]

نکاتِ مترشحہ: آپ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی ذات اور خاندان کے اعتبار سے سب سے زیادہ بہترین ہیں اور اللہ تعالیٰ کے رسول ہیں۔

قدر بن عمار رضی اللہ عنہ:

بنی سلیم کے ایک شخص سے مروی ہے کہ ہم میں سے ایک شخص جن کا نام

---

[1] ابن سعد: طبقات ابن سعد (۲/ ۱۰۹، مترجم)

قدر بن عمار تھا بطور وفد نبی ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ اسلام لائے اور عہد کیا کہ اپنی قوم کے ایک ہزار شہسواروں کو آپ ﷺ کی خدمت میں لائیں گے اور یہ شعر پڑھنے لگے:

شَدَدتُّ يَمِيْنِى اِذْ أَتَيتُ مُحَمَّدًا بِخَيْرِ يَدٍ شُدَّتْ بِحُجْرِهٖ مزر
وَذَالِكَ امْرَؤٌ قَاسَمْتُهٗ نِصْفَ دِيْنِهٖ وَأَعْطَيْتُهٗ أَلْفَ امْرِئٍ غَيْرِ أَعْسَرَ

''میں رسول اللہ ﷺ کی جناب میں حاضر ہوا تو اپنے داہنے ہاتھ کو ایک بہترین ہاتھ سے وابستہ کر لیا۔ وہ ایسے ہیں کہ میں نے تقسیم کر کے اپنا آدھا دین ان کو دے دیا اور ایسے شخص کی الفت و محبت ان کو پیش کی جو تنگ دست نہیں ہے۔''[1]

قرہ بن هبیرہ رضی اللہ عنہ:

بنی قشیر بن کعب کے وفد نے حجۃ الوداع سے پہلے اور غزوۂ حنین کے بعد خدمتِ رسول کریم ﷺ میں حاضر ہو کر اسلام قبول کیا، اس وفد میں قرہ بن هبیرہ بن سلمہ بھی تھے، جب وہ بھی وفد کے ساتھ اسلام لائے تو انھیں رسول اللہ ﷺ نے کچھ عطا فرمایا، ایک چادر اڑھائی اور حکم دیا کہ وہ اپنی قوم کے محصلِ زکاۃ بن جائیں، قرہ جب واپس ہوئے تو انھوں نے یہ اشعار کہے:

حَبَاهَا رَسُوْلُ اللّٰهِ اِذْ نَزَلَتْ بِهٖ وَأَمْكَنَهَا مِن نَّائِلٍ غَيْرِ مُنْفِدِ
فَأَضْحَتْ بِرَوْضِ الْخَضْرِ وَهِىَ حَثِيْثَةٌ وَقَدْ أَنْجَحَتْ حَاجَاتِهَا مِن مُّحَمَّدِ
عَلَيْهَا فَتًى لَّا يَرْدَفُ الذَّمُّ رِحْلَةً نزوك لِأَمْرِ الْعَاجِزِ الْمُتَرَدِّدِ

''وفد جب رسول اللہ ﷺ کی جناب میں حاضر ہوا تو آپ ﷺ نے یہ

---

[1] ابن سعد: طبقات ابن سعد (۲/ ۸۱، ۸۲، مترجم)

عنایت کی کہ وفد کو ایسا فیض بخشا جو کبھی ختم ہونے والا نہیں، وفد کی جماعت جو بہت گرم روتھی سر سبز مرغزار میں ٹھہر گئی، رسول اللہ ﷺ کے لطف و کرم سے اس کی حاجتیں پوری ہوگئیں۔ اس جماعت کا سر کردہ وہ نوجوان ہے کہ اس کے کجاوٹ کے ساتھ عیب کا گزر نہیں، جو لوگ عاجز و مذبذب ہیں ان کے معاملات کو وہی درست کرتا ہے۔"[1]

نقوشِ سیرت: آپ ﷺ کی سخاوت کا بحرِ بیکراں ہمیشہ سائلین اور ضرورت مند لوگوں کے لیے بہتا تھا۔ آپ ﷺ کے بحر جود و سخا سے لوگ اپنی ضروریات اور احتیاجات کے مطابق عنایات وصول کرتے تھے۔

کعب بن زہیر رضی اللہ عنہ:

کعب بن زہیر نے نعتِ رسول میں درج ذیل دو اشعار بڑے ہی عمدہ پیرائے میں کہے:

تَجۡرِیۡ بِهِ النَّاقَةُ الۡاَدۡمَاءُ مُعۡتَجِرًا بِالۡبُرُدِ كَالۡبَدۡرِ جَلّٰى لَيۡلَةَ الظُّلَمِ
فَفِيۡ عَطَا فِيۡهِ اواتنا بُرۡدَتُهٗ مَا يَعۡلَمُ اللّٰهُ مِنۡ دِيۡنٍ وَّكَرَمٍ

"آپ ﷺ نے کالی چادر لپیٹی ہوئی ہے اور گندمی اونٹنی آپ ﷺ کو لے کر چل رہی ہے (اور آپ ﷺ کو اس حالت میں دیکھ کر یوں لگتا ہے جیسے) چودھویں کا چاند ہے۔ جس نے اندھیروں والی رات کو دور بھگا دیا ہے۔ پس آپ ﷺ کی چادر، دین کا کرم ہے۔ جس کو اللہ جانتا ہے۔"[2]

حضرت کعب بن زہیر کا بھائی بجیر ہجرت کے ساتویں سال سرور کائنات ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر مشرف بہ اسلام ہوا تو کعب نے اس کو دینِ اسلام سے

---

1. ابن سعد: طبقات ابن سعد (۲/ ۷۶، ۷۷، مترجم)
2. ابن کثیر: البداية والنهاية (٤/ ٣٧٤)

منحرف کرنے کے لیے اپنے بھائی بجیر کے نام چند اشعار ارسال کیے جن میں کعب نے اپنے بھائی کو تنبیہ کی اور مرتد ہونے پر اُکسایا، جب یہ اشعار نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم تک پہنچے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے خون بہا معاف کر کے اسے قتل کرنے کا حکم دیا۔ کعب بت پرستی کے اسی عالم میں رہا۔ حتیٰ کہ مکہ فتح ہوگیا اور نبی علیہ السلام طائف سے واپس آ گئے۔ تو بجیر رضی اللہ عنہ نے پھر بھائی کے نام خط لکھا کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سب مشرک شعراء کو قتل کر دیا ہے جنھوں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو ایذا و تکلیف پہنچائی تھی۔ الا کہ جس کسی نے اسلام قبول کر لیا۔ اللہ کی قسم وہ تم کو بھی قتل کر دیں گے۔ بھائی جان تم تائب ہو کر آ جاؤ اور معافی مانگ لو۔ اس کے علاوہ کوئی چارہ کار نہیں ہے۔ تو کعب نے جب یہ خط پڑھا تو روپوش ہوگیا۔ یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے اس کا سینہ دینِ اسلام لے لیے کشادہ فرما دیا تو وہ اجنبی بن کر مدینہ منورہ میں داخل ہوا اور حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی پناہ حاصل کر لی، وہ اس کو مسجدِ نبوی میں لے آئے، کعب رضی اللہ عنہ نے پگڑی سے چہرہ چھپایا ہوا تھا۔ حضرت ابوبکر نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور حاضر ہو کر درخواست کی کہ ایک آدمی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی بیعت کرنا چاہتا ہے، ہادیِ کائنات نے اپنا دستِ مبارک آگے بڑھایا تو کعب نے فوراً چہرے سے کپڑا ہٹاتے ہوئے کہا کہ میں کعب بن زہیر ہوں، امان کی اپیل لے کر حاضر ہوا ہوں۔ چنانچہ انھوں نے اسلام قبول کیا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی مدح میں اپنا قصیدہ پیش کیا۔[1]

حضرت کعب رضی اللہ عنہ نے جو قصیدہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور بطور معذرت پیش کیا اس کا آغاز انھوں نے غزل سے کیا کہ وہ اپنی محبوبہ کے خوبصورت دانتوں کا تذکرہ کرتے ہیں۔ پھر اس کی جدائی کا شکوہ کرتے ہیں۔ اور پھر وعدہ خلافی اور وفاداریوں کی تبدیلی کا ذکر کرتے ہیں۔ سب کچھ انھوں نے ایک خاص انداز میں پیش کیا۔ مثلاً دانتوں کی

---

(1) ابن كثير: البداية والنهاية (٤/ ٣٧٤)

مٹھاس کو انھوں نے ایسے ٹھنڈے شراب سے تشبیہ دی ہے جس میں ٹھنڈے پانی کی ملاوٹ کردی جائے اور پھر اس کے جھوٹ بولنے، وعدہ خلافی کرنے اور وفا داری تبدیل کرنے کو انھوں نے اس کی خونی فطرت کہا ہے اور اس طرح عہد و پیمان کے توڑنے کو انھوں نے چھانی میں پانی کی مثال سے تشبیہ دی ہے اور پھر اس سے وفا کی امید رکھنے کو انھوں نے خیالی خواب اور گمراہی کی تصویر کہا ہے۔ یہ سب حسی تصویر کشی ہے جو کہ غزل کا ایک انوکھا انداز ہے۔ جو اس سے قبل نہ تھا۔ اس کے بعد وہ اونٹنی کے اوصاف بیان کرنے کی طرف منتقل ہوتے ہیں تو انوکھے انداز میں غریب الفاظ کے ساتھ تصویر کشی کرتے ہیں۔ مثلاً اس اونٹنی کی جسمانی بناوٹ، دم کا چھوٹا پن، اس کی لمبی گردن، اس کے پہلوؤں کی کشادگی، اس کے چہرے کی ٹھوس بناوٹ، دم کا چھوٹا پن، قومِ اربعہ کے نیزوں کی طرح، مضبوطیِ چال کی تیزی، ننگے پاؤں چلنا، ہاتھوں کا تیزی سے حرکت کرنا، جلد مڑنا یہ سب اوصاف انھوں نے مادی تشبیہ میں پیش کیے ہیں کہ ایسے غریب الفاظ میں ایسی عمدہ تصویر کشی کی کہ ادب جاہلی میں یہ منفرد انداز ہے۔ حسن و جمال کا نظارہ اور عمدہ تصویر کشی کے بعد وہ اصل مقصد کی طرف آتے ہیں چنانچہ وہ کہتے ہیں:

وَقَالَ كُلُّ صَدِيقٍ كُنْتُ آمَلُهُ ... لَا أُلْهِيَنَّكَ اِنِّىْ عَنْكَ مَشْغُوْلُ

فَقُلْتُ خَلُّوْا سَبِيْلِىْ لَا اَبَالَكُمْ ... فَكُلُّ مَا قَدَّرَ الرَّحْمَانُ مَفْعُوْلُ

كُلُّ ابْنِ اُنْثٰى وَاِنْ طَالَتْ سَلَامَتُهٗ ... يَوْمًا عَلٰى آلَةٍ حَدْبَاءَ مَحْمُوْلُ

نُبِّئْتُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ اَوْعَدَنِىْ ... وَالْعَفْوُ عِنْدَ رَسُوْلِ اللّٰهِ مَامُوْلُ

مَهْلًا هَدَاكَ الَّذِىْ اَعْطَاكَ نَافِلَةَ ... الْقُرْآنَ فِيْهِ مَوَاعِظُ وَتَفْصِيْلُ

لَا تَاخُذَنِّىْ بِاَقْوَالِ الْوُشَاةِ وَلَمْ ... اُذْنِبْ وَلَوْ كَثُرَتْ فِىَّ الْاَقَاوِيْلُ

لَقَدْ اَقُوْمُ مُقَامًا لَّوْ يَقُوْمُ بِهٖ ۔۔۔ اَرٰى وَاَسْمَعُ مَا لَوْ يَسْمَعُ الْفِيْلُ
لَظَلَّ يَرْعُدُ مِنْ وَّاجِدٍ مَّوَارِدُهٗ ۔۔۔ مِنَ الرَّسُوْلِ بِاِذْنِ اللّٰهِ تَنْوِيْلُ
حَتّٰى وَضَعْتُ يَمِيْنِىْ مَا اُنَازِعُهَا ۔۔۔ فِىْ كَفِّ ذِىْ نَقِمَاتٍ قَوْلُهُ الْقِيْلُ
فَلَهُوَ اَخْوَفُ عِنْدِىْ اِذْ اُكَلِّمُهٗ ۔۔۔ وَقِيْلَ اِنَّكَ مَنْسُوْبٌ وَمَسْؤُلٌ
وَلَا يَزَالُ بِوَادِيْهِ اَخُوْ ثِقَةٍ ۔۔۔ مُضَرِّجُ الْبُرِّ وَ الدِّرْسَانِ مَاكُوْلٌ
اِنَّ الرَّسُوْلَ لَنُوْرٌ يُّسْتَضَاءُ بِهٖ ۔۔۔ مُهَنَّدٌ مِّنْ سُيُوْفِ اللّٰهِ مَسْلُوْلٌ

’’اور ہر اس دوست نے جس سے میں تعاون کی امید رکھتا تھا جواباً کہا: میں تمھارے لیے کچھ نہیں کرسکتا، بلکہ مجھے تو اپنی فکر پڑی ہوئی ہے۔ پس میں نے بھی ان سے کہہ دیا: مجھے میرے حال پر چھوڑ دو (اللہ تعالیٰ تمھارے لیے مشکلات پیدا نہ فرمائے) جو میرے مہربان اللہ نے میرے نصیب میں لکھا ہوا ہے وہ ضرور ہو کر ہی رہے گا۔ ہر انسان اگرچہ وہ کتنی ہی سلامتی والی عمر گزار لے ایک نہ ایک دن ضرور اس کی لاش چارپائی پر اٹھائی جائے گی۔ مجھے اطلاع ملی ہے کہ اللہ کے رسول ﷺ نے مجھے جان سے مار ڈالنے کی دھمکی دی ہے، لیکن معافی کی بھی تو ان سے امید اور آس برقرار ہے۔ ٹھہرو وہ ذات تمھیں مزید روشنیاں عطا کرے جس نے تمھیں قرآن جیسی عظیم کتاب عطا کی ہے۔ جس میں وعظ وارشاد اور دنیا و آخرت کی مکمل تفصیل اور بیان موجود ہے۔ چغل خور کی باتیں سن کر مجھے سزاوار مت ٹھہراؤ، کیونکہ میں اتنا قصور وار نہیں ہوں حتیٰ کہ میرے بارے میں غلط بیانی اور غلط رپورٹ پہنچائی گئی ہے۔ تحقیق میں اس مقام پر آکھڑا ہوں اگر وہ اس مقام پر ہوں تو ان پر کپکپی طاری ہوجائے،

کیونکہ جو کچھ میں نے اس راستے میں دیکھا ہے اور سنا ہے اگر چہ ہاتھی لے تو عظیم الخلقت ہونے کے باوجود اس پر بھی رعشہ طاری ہو جائے، میں ضرور اس وقت تک خوفزدہ ہوکر کانپتا رہوں گا، یہاں تک کہ مجھے بہ امر ربی رسول کریم ﷺ سے امان نہیں مل جاتی۔ حتی کہ میں نے بغیر چوں و چرا کے اپنے آپ کو ان کے حوالے کردیا اور خود ہی اپنا ہاتھ ان کے دستِ مبارک میں رکھ دیا جو وہ چاہیں کریں، کیونکہ وہ سزا دینے کی قوت رکھتے ہیں اور ان کا فیصلہ حتمی اور نافذ ہونے والا ہے۔ مجھے ڈر رہتا تھا کہ جب میں ان سے ہم کلام ہوں گا تو کیا عذر پیش کروں گا، جبکہ مجھے بات پہنچا دی گئی تھی کہ مجھے اپنی طرف منسوب الزام کا سوال ہوگا جس کا جواب دینا پڑے گا۔ ہمیشہ آپ ﷺ کا صحن بہادر جوانوں سے بھرا رہتا ہے۔ وہ ایسے بے لوث لوگ ہیں جن کا مطمع نظر کھانا پینا اور لباس پہننا نہیں ہے، یقیناً وہ رسول کریم ﷺ ایک ایسی چمکدار تلوار ہیں جن کی روشنی سے جہاں روشن ہوا ہے۔ وہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے اللہ تعالیٰ کے دشمنوں کے لیے ننگی تلوار ہیں۔"

کعب بن مالک رضی اللہ عنہ:

وہ بارہ افراد جو بیعتِ عقبہ ثانیہ میں شریک ہوئے ان کی بابت کعب بن مالک نے کہا:

أَبْلِغْ أُبَيًّا قَالَ رَأْيُهُ وَحَانَ غَدَاةَ الشِّعْبِ وَالْحِيْنُ وَاقِعٌ

(1) ابن هشام: السيرة النبوية (٤/ ١٤٧ تا ١٥٥) ابن كثير: البداية و النهاية (٤/ ٣٦٩ تا ٣٧٢)
کعب بن زہیر کے یہ قصیدہ پڑھنے کے محرکات کیا تھے؟ ان کے حالات زندگی مندرج ہیں۔

أَبَى اللّٰهُ مَا مِنْكَ نَفْسكَ أَنَّهُ بِمِرْصَادٍ أَمْرَ النَّاسِ رَاءٍ وَّسَامِعُ
وَأَبْلِغْ أَبَا سُفْيَانَ أَنْ قَدْ بَدَا لَنَا بِأَحْمَدَ نُوْرٌ مِّنْ هُدَى اللّٰهِ سَاطِعُ

''ابی کو یہ پیغام پہنچا دو کہ اس کی رائے کمزور ہے اور گھاٹی میں (اسلام قبول کرنے کی) صبح (پرمسرت) آ گئی اور یہ (مسرت سے معمور صبح) آ کر ہی رہنی تھی، اللہ نے اس بات کا انکار کر دیا اور تیرے نفس نے تجھ پر احسان نہیں، کیا بے شک وہ لوگوں کے معاملے میں گھات میں ہے اور انھیں دیکھ اور سن رہا ہے اور ابو سفیان کو یہ خبر پہنچا دو کہ ہمارے لیے اللہ کی ہدایت سے چمکنے والا نور احمد صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ظاہر ہو گیا ہے۔''[1]

نکتۂ مترشحہ: حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کی طرف سے ایک چمکنے والا نور ہیں۔

جنگ کے بارے میں حضرت کعب بن مالک رضی اللہ عنہ نے کہا:

لَعَمْرُ أَبِيكُمَا يَا بَنِيْ لُؤَيٍّ عَلٰى زَهْوٍ لَّدَيْكُمْ وَ انْتِخَاءِ
لَمَّا حَامَتْ فَوَارِسُكُمْ بِبَدْرٍ وَّاصْبِرُوْا بِهٖ عِنْدَ اللِّقَاءِ
وَرَدْنَاهُ وَنُوْرُ اللّٰهِ يَجْلُوْ دُجَى الظَّلْمَاءِ عَنَّا وَالْغِطَاءِ
رَسُوْلُ اللّٰهِ يَقْدُمُنَا بِأَمْرٍ مِّنْ أَمْرِ اللّٰهِ أُحْكِمَ بِالْقَضَاءِ
فَمَا ظَفِرَتْ فَوَارِسُكُمْ بِبَدْرٍ وَّمَا رَجَعُوْا إِلَيْكُمْ بِالسَّوَاءِ
فَلَا تَعْجَلْ أَبَا سُفْيَانَ وَّارْقُبْ جِيَادَ الْخَيْلِ تَطْلَعُ مِنْ كَدَاء
بِنَصْرِ اللّٰهِ رُوْحُ الْقُدُسِ فِيْهَا وَمِيْكَالُ فَيَا طِيْبَ الْمَلَاءِ

---

[1] ابن هشام، السيرة النبوية (٢/ ٨٧، ٨٨)

ابن كثير: البداية والنهاية (٣/ ١٦١، ١٦٢) کعب بن مالک رضی اللہ عنہ نے ان درج بالا تین اشعار کے علاوہ مزید اشعار اس موقع پر کہے، ان گیارہ اشعار میں شرکائے بیعتِ عقبہ ثانیہ کے نام لے کر ان کے وصف ایفائے عہد کو بڑے خوبصورت اور عام فہم انداز میں بیان کیا ہے۔

"اے بنی لوی کے دونوں لڑکو! تم دونوں کے باپ کی عمر کی قسم! باجود اس کے کہ تم میں اپنی قوتوں پر گھمنڈ اور تکبر تھا۔ مقامِ بدر میں تمھارے سواروں نے تمھاری کوئی حفاظت نہیں کی۔ اور نہ مقابلے کے وقت وہاں وہ جم سکے۔ ہم اپنے ساتھ اللہ کا نور لے کر اس مقام پر پہنچے ہیں، جو اندھیری رات کی تاریکی اور پردوں کو ہم سے دور کر رہا تھا۔ وہ نور اللہ تعالیٰ کا رسول تھا جو اللہ تعالیٰ کے احکام میں سے کسی حکم کے تحت ہمارے ساتھ چل رہا تھا۔ جس کو قضا (قدر) سے مستحکم کر دیا گیا ہے۔ بدر میں تمھارے سواروں نے نہ فتح حاصل کی اور نہ وہ تمھاری جانب صحیح وسالم لوٹے۔ پس اے ابو سفیان جلدی نہ کر اور مقام کداء سے بہترین گھوڑوں کے چڑھ آنے کا انتظار کر۔ (وہ سوار) اللہ کی مدد ساتھ لیے ہوئے ہوں گے اور ان میں روح القدس اور میکائل ہوں گے، پس یہ کیسی بہترین جماعت ہے۔"[1]

نکاتِ مترشحہ: اللہ کے رسول ایسا نور ہیں جو کفر کے ظلمات کو دور کرتے ہیں۔ آپ ﷺ کا ہر عمل اللہ تعالیٰ کے حکم کے تابع تھا اور آپ ﷺ کی تائید ونصرت کے لیے جبریل و میکائیل مامور ہوئے۔

حضرت کعب بن مالک رضی اللہ عنہ نے جنگِ بدر کے متعلق یہ اشعار بھی کہے:

أَلَا هَلْ أَتٰى غَسَّانَ فِيْ نَأْيِ دَارِهَا ‏ ‏ ‏ وَأَخْبَرُ شَيْئٍ بِالْأُمُوْرِ عَلِيْمُهَا

[1] ابن كثير: البداية والنهاية (٣/ ٣٣٦)

حضرت کعب رضی اللہ عنہ نے جب یہ اشعار پڑھے اس وقت تک غیر اللہ کی قسم کی حرمت نازل نہیں ہوئی تھی۔ لہٰذا اس سے حضرت کعب پر کوئی اعتراض نہیں کر سکتا اور نہ ہی کسی قسم کے اعتراض کا پہلو نکلتا ہے۔

بِأَنْ قَدْ رَمَتْنَا عَنْ قِسِيٍّ عَدَاوَةً مَعَدٌّ مَّعًا جُهَّالُهَا وَحَلِيمُهَا

لِأَنَّا عَبَدْنَا اللّٰهَ لَمْ نَرْجُ غَيْرَهُ رَجَاءَ الْجِنَانِ إِذْ أَتَانَا زَعِيمُهَا

نَبِيٌّ لَّهُ فِيْ قَوْمِهِ إِرْثُ عِزَّةٍ وَّأَعْرَاقُ صِدْقٍ هَذَّبَتْهَا أُرُوْمُهَا

فَسَارُوْا وَسِرْنَا فَالْتَقَيْنَا كَأَنَّنَا أُسُوْدُ لِقَاءٍ لَّا يُرَجّٰى كَلِيْمُهَا

ضَرَبْنَاهُمْ حَتّٰى هَوٰى فِيْ مَكَرِّنَا لِمَنْخَرِ سَوْءٍ مِّنْ لُؤَيٍّ عَظِيْمُهَا

فَوَلَّوْا وَدُسْنَاهُمْ بِبِيْضٍ صَوَارِمَ سَوَاءٌ عَلَيْنَا حِلْفُهَا وَصَمِيْمُهَا

”ذرا سنو! کیا بنی غسان کو ان کے گھروں کی دوری کے باوجود یہ خبر پہنچ چکی ہے اور کسی چیز کی خبر تو وہی شخص اچھی طرح دے سکتا ہے جو اسے خوب جانتا ہو کہ بنی معد کے جاہلوں اور متین دونوں قسم کے افراد نے دشمنی کے سبب ہمیں تیروں کا نشانہ بنایا۔ اس لیے کہ جب ہمارے پاس رسول ﷺ آئے تو ہم نے جنت کی امید میں اللہ تعالیٰ کے سوا کسی اور سے امید نہ رکھی اور اسی کی غلامی اختیار کر لی۔ آپ ﷺ ایسے نبی ہیں کہ انھیں اپنی قوم میں موروثی عزت حاصل ہے اور سچی صفات والا ہے جن کو اس کے اصول نے مہذب بنا دیا ہے۔ پس وہ بھی چلے اور ہم بھی چلے اور ان سے ہم اس طرح مقابل ہوئے گویا مقابلے کے لیے ایسے شیر ہیں کہ جن کے زخم خوردہ (کے بچنے) کی امید نہیں کی جاتی۔ ہم نے ان پر یہاں تک شمشیر زنی کی کہ ہمارے حملے میں بنی لؤی کا بڑا (سردار) اوندھے منہ بری طرح گڑھے میں جا گرا۔ پس انھوں نے پیٹھ پھیری اور ہم نے چمکتی تلواروں سے انھیں پامال کیا اور ہمارے لیے ان کے اصلی افراد اور ان کے خلیف دونوں برابر تھے۔ (ہم نے دونوں کو پامال کیا)۔“[1]

[1] ابن هشام: السيرة النبوية (٣/ ٢٦، ٢٧)

نکاتِ مترشحہ: آپ ﷺ کو اپنی قوم میں موروثی عزت حاصل ہے۔ آپ ﷺ صفاتِ صادقہ اور جیدہ کے ساتھ متصف ہیں۔ آپ ﷺ کے اصول ایسے ہیں جنھوں نے مزید آپ ﷺ کی عزت میں اضافہ کیا ہے، دوسرے الفاظ میں آپ ﷺ کی سیرتِ طیبہ نے آپ ﷺ کی موروثی عزت میں اضافہ کیا ہے۔

حضرت کعب بن مالک رضی اللہ عنہ نے غزوۂ احزاب کے موقعے پر کہا:

وَيُعِينُنَا اللّٰهُ الْعَزِيزُ بِقُوَّةٍ مِّنْهُ وَصِدْقِ الصَّبْرِ سَاعَةَ نَلْتَقِي

وَنُطِيعُ أَمْرَ نَبِيِّنَا وَ نُجِيبُهُ وَإِذَا دَعَا لِكَرِيهَةٍ لَّمْ نُسْبَقِ

وَمَتٰى يُنَادِيْ لِلشَّدَائِدِ نَأْتِهَا وَمَتٰى نَرَى الْحَوْمَاتِ فِيهَا نعنق

مَن يَّتَّبِعُ قَوْلَ النَّبِيِّ فَإِنَّهُ فِينَا مُطَاعُ الْأَمْرِ حَقٌّ مُّصَدَّقٌ

فَبِذَاكَ يَنْصُرُنَا وَيُظْهِرُ عِزَّنَا وَيُصِيبُنَا مِن نَّيْلِ ذَاكَ بِمرفق

إِنَّ الَّذِينَ يُكَذِّبُونَ مُحَمَّدًا كَفَرُوا وَضَلُّوا عَنْ سَبِيلِ الْمُتَّقِي

''اور اللہ غالب اپنی طرف سے قوت اور سچے صبر کے ساتھ ہماری اس گھڑی مدد فرماتا ہے جب ہم دشمن سے ملتے ہیں اور ہم اپنے نبی کے حکم کی فرمانبرداری کرتے ہیں اور اس کا کہنا مانتے ہیں اور جب ہمیں کسی مشکل کے لیے پکارتا ہے تو ہم پر سبقت نہیں لی جاسکتی (یعنی ہم سب سے پہلے آپ ﷺ کی مدد کے لیے پہنچتے ہیں) اور جو نبی ﷺ کے قول کی پیروی کرتا ہے پس بے شک وہ ہم میں مطاع الامر (وہ جس کے حکم

① ابن کثیر: البدایة والنهایة (٤/ ١٣٥) ان اشعار سے پہلے بھی حضرت کعب کے وہ اشعار مندرج ہیں، جو انھوں نے غزوۂ خندق کے موقعے پر کہے، ان اشعار میں بھی صحابہ کی عمومی جرات و بہادری کا تذکرہ ہے، جبکہ درج بالا اشعار میں اتباعِ رسول کریم کے حوالے سے خصوصی جرأت و بہادری کا ذکر ہے۔ ابن کثیر: البدایة والنهایة (٤/ ١٣٤، ١٣٥)

کی اطاعت کی جائے) اور وہ سچائی ہے جس کی تصدیق کی جاتی ہے،
پس اس کی بدولت وہ ہماری مدد کرتا ہے اور ہماری عزت کا اظہار کرتا
ہے اور اس کو حاصل کرنے کی بدولت وہ ہمیں سہارا دیتا ہے، بے شک
جو لوگ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو جھٹلاتے ہیں وہ کافر ہیں اور پرہیز گار شخص کی راہ سے
بھٹک چکے ہیں۔''[1]

نکاتِ مترشحہ: صحابہ چونکہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو رسولِ صادق سمجھتے تھے اس لیے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی فرمابرداری کرتے تھے، ہر مشکل گھڑی میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ پیش پیش ہوتے تھے۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں وہ شخص جو صحیح معنوں میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی کرتا تھا محترم و معزز ہوتا تھا۔ جو محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو جھٹلاتا ہے وہ گمراہ ہے۔

کعب بن مالک رضی اللہ عنہ نے ان اشعار کے ساتھ مرثیۂ رسول کہا:

يَا عَيْنُ! فَابْكِي بِدَمْعٍ ذرى   لِخَيْرِ الْبَرِيَّةِ وَالْمُصْطَفٰى
وَبَكِّي الرَّسُوْلَ وَحَقُّ الْبُكَاءِ   عَلَيْهِ لَدَى الْحَرْبِ عِنْدَ اللِّقَا
عَلٰى خَيْرِ مَنْ حَمَلَتْ نَاقَةٌ   وَأَتْقَى الْبَرِيَّةِ عِنْدَ التُّقٰى
عَلٰى سَيِّدٍ مَاجِدٍ جحفل   وَخَيْرِ الْأَنَامِ وَخَيْرِ اللُّهَا
نَخُصُّ بِمَا كَانَ مِنْ فَضْلِهٖ   وَكَانَ سِرَاجًا لَّنَا فِي الدُّجَا
وَكَانَ بَشِيْرًا لَّنَا مُنْذِرًا   وَنُوْرًا لَّنَا ضَوْؤُهٗ قُدَّامَنَا
فَأَنْقَذَنَا اللّٰهُ فِيْ نُوْرِهٖ   وَنُجِّيَ بِرَحْمَتِهٖ مَنْ نَجَا

''اے آنکھ اچھی (طرح) اشکبار ہو۔ ان مرنے والے کے لیے جو
مخلوقات میں سب سے اچھے اور برگزیدہ تھے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو رو اور
جب لڑائی سر پر آ گئی تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر رونا ہی چاہیے۔ وہ جو سردار تھے
بزرگ تھے اور تمام جہانوں میں سب سے بڑھ چڑھ کے تھے۔ ان کے کردار

اور مناقب سب سے فائق تھے۔ ہاشم کی یادگار تھے جن پر سب کی لو لگی ہوئی۔ ان کی فضیلت کی بنا پر ہم خاص طور پر ان کے ماتمی ہیں، جو تاریکی میں ہمارے لیے چراغ تھے۔ ہمارے حق میں وہ بشیر بھی تھے، نذیر بھی تھے اور ایسے نور تھے جن کی شعاع نے ہم کو روشن کر رکھا تھا۔ اللہ نے اسی نور کے طفیل ہمیں بچایا اور رحم کر کے آتشِ دوزخ سے نجات دی۔"[1]

نکاتِ مترشحہ: مفارقتِ رسول صحابہ کے لیے ناقابلِ برداشت صدمہ تھا۔ آپ ﷺ تمام مخلوقات میں سب سے اچھے اور برگزیدہ ہیں۔ آپ ﷺ سب سے زیادہ پرہیزگار تھے، آپ ﷺ سردار اور بزرگ تھے۔ آپ ﷺ کے کردار اور مناقب سب پر فائق تھے۔ آپ ﷺ تاریکی میں چراغ ہیں بشیر نذیر اور ایسا نور ہیں جس کی شعاع نے اہلِ ایمان کو روشن کیا۔ اللہ نے اسی نور کے طفیل بقول کعب ہمیں بچایا اور رحم کر کے آتشِ دوزخ سے نجات دی۔

ہاتف غیبی رضی اللہ عنہ:

ہجرتِ رسول کے بعد صبح کے وقت مکہ میں آسمان و زمین کے درمیان ایک آواز ظاہر ہوئی جس کو لوگ سنتے تھے اور آواز والے کو نہیں دیکھتے تھے وہ کہتا تھا:

جَزَى اللّٰهُ رَبَّ النَّاسِ خَيْرَ جَزَائِهٖ ۔۔۔ رَفِيقَيْنِ حَلَّاخَيْمَتَىْ أُمِّ مَعْبَدٍ

هُمَا نَزَلَا بِالْبِرِّ وَارْتَحَلَا بِهٖ ۔۔۔ فَأَفْلَحَ مَنْ أَمْسٰى رَفِيقَ مُحَمَّدٍ

فَيَا قُصَىُّ مَا زَوَى اللّٰهُ عَنْكُمْ ۔۔۔ بِهٖ مِنْ فِعْلٍ لَّا يُجَازٰى وَسُؤْدَدٍ

سَلُوْا أُخْتَكُمْ مِنْ شَاتِهَا وَإِنَائِهَا ۔۔۔ فَإِنَّكُمْ اِنْ تَسْئَلُوْا الشَّاةَ زَبَدٌ

دَعَا لَهَا بِشَاةٍ حَائِلٍ فَتَحَلَّبَتْ ۔۔۔ لَهٗ بِصَرِيحٍ ضَرَّةِ الشَّاةِ زَبَد

[1] ابن سعد: طبقات ابن سعد (۲/ ۳۶۲، ۳۶۳، مترجم)

فَغَادَرَهٗ رَهْنًا لَّدَيْهَا لِحَالِبٍ   يُرَدِّدُهَا فِيْ مَصْدَرٍ ثُمَّ مَوْرِدِ

''اللہ، جو پروردگار ہے تمام لوگوں کا۔ اپنی بہترین جزادے، ان دونوں رفیقوں کو جو ام معبد کے خیموں میں اترے۔ وہ دونوں اس خشکی میں اترے اور وہاں سے چلے بھی گئے، جو محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے رفیق ہوگئے وہ کامیاب ہوگئے۔ (یعنی ابوبکر صدیق) اے قبیلہ قصی! تم کو کیا ہوگیا ہے اللہ نے تمھیں ایسے کام اور ایسی سرداری کی توفیق نہیں دی جس کی جزا مل سکے۔ اپنی بہن سے ان کی بکری اور برتن میں دودھ بھر جانے کا حال پوچھو، اگر تم بکری سے پوچھو گے تو وہ شہادت دے گی۔ ایسی بکری تھی جو بالکل دبلی اور بے دودھ کی تھی، مگر وہی بکری خالص دودھ دینے لگی جس میں روغن اور کف بھرا ہوا تھا۔ حضرت نے بکری وہیں چھوڑ دی کہ آنے جانے والے اس کے دودھ سے سیر ہوں۔ یہ قوم صبح کو اپنے نبی کی تلاش کر رہی تھی، اُم معبد کے خیمے کو گھیر لیا تھا۔ یہاں تک کہ یہ لوگ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے جا ملے۔''[1]

---

[1] ابن سعد: طبقات ابن سعد (۱/ ۲۹۷، ۲۹۸، مترجم)

حضرت حسان نے اس غیبی آواز کے جواب میں کہا:

لقد خاب قوم زال عنهم نبيهم   وقدس من يسرى اليهم ويغتدى
ترحل من قوم فزالت عقولهم   وحل على قوم بنور مجدد
وهل يستوى ضلال قوم تسلعو   عماً وهداه يهتدون بمهتد
نبى يرى مالا يرى الناس حوله   ويتلو كتاب الله فى كل مشهد
فان قال فى يوم مقالة غائبٍ   فتصديقها فى ضجوه اليوم اوغد
لتهن ابا بكر سعادة جده   بصحبة من يسعد الله يسعد
ويهن بنى كعب مكان فتاتهم   ومقعدها للمسليمن بمرصد

حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ نے اس غیبی آواز کے جواب میں یہ اشعار ذیل کہے جو اوپر درج ہیں اور ان کا ترجمہ یہ ہے:

←

نکاتِ مترشحہ: جو محمد ﷺ کا رفیق بنا وہ کامیاب ہوگیا۔ معجزاتِ رسول برحق ہیں، ام سعید کی وہ بکری جو کمزور اور بے دودھ تھی آپ ﷺ کے اعجاز کی بدولت دودھ دینے لگی۔ جس قوم کو آپ ﷺ نے چھوڑا وہ خائب و خاسر، عقل و خرد سے محروم اور راہِ راست سے بھٹکی ہوئی ہے، جبکہ وہ قوم جس کے ہاں آپ ﷺ گئے مقدس، صاحبِ نور، عقل مند اور ہدایت یافتہ ہے۔ نبی کریم ﷺ کا یہ بھی معجزہ ہے کہ آپ ﷺ مستقبل کے بارے میں جو بھی خبر دیں وہ سچی اور درست ثابت ہوتی ہے۔

← ''وہ قوم نقصان میں رہی جس سے ان کے نبی چلے گئے اور وہ قوم مقدس ہے جس کی طرف وہ نبی صبح و شام چلتے ہیں، ایک قوم سے انھوں نے کوچ کیا تو ان لوگوں کی عقلیں جاتی رہیں اور ایک دوسری قوم کے پاس تازہ بتازہ اور نور کے ساتھ اترے اور کیا وہ گمراہ قوم جنھوں نے بوجہ نابینائی انکار کیا اور وہ ہدایت پانے والے جو ہدایت یافتہ سے ہدایت پاتے ہیں برابر ہیں۔ وہ ایسے نبی ہیں، جو اپنے گرد وہ دیکھتے ہیں، جو اور لوگ نہیں دیکھتے اور مشہد میں کتاب اللہ کی تلاوت کرتے ہیں۔ اگر وہ دن میں کوئی بات غائب کی سی کہتے ہیں، یعنی پشین گوئی تو اس کی تصدیق اسی روز دن چڑھے یا دوسرے دن ہوجاتی ہے۔ ابوبکر کو اپنے نصیب کی سعادت بوجہ صحبت آنحضرت ﷺ حاصل ہوئی، مبارک ہو جس کو اللہ سعادت دیتا ہے وہی سعید ہے۔ اور بنی کعب کو بھی اپنی خاتون کا مرتبہ مبارک ہو جن کی نشست گاہ مسلمانوں کی جائے پناہ ہے۔'' (ابن سعد: طبقات ابن سعد: ۱/ ۲۹۷، ۲۹۸، مترجم)

نتائج تحقیق

مبالغہ، جدت نگاری اور ندرتِ تخیل وغیرہ شاعری کے لوازم ہیں۔ پھر دورِ جاہلیت کی شاعری کو پیشِ نظر رکھا جائے تو یہ حقیقت آشکار ہوتی ہے کہ دورِ جاہلیت کی شاعری کے اہم موضوعات حماسہ، مدح وثنا، ہجو، تشبیب[1] اور مرثیہ گوئی وغیرہ میں مبالغہ اور ندرتِ تخیل لازمہ ہائے شعروسخن تھے۔

دریں حالات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی نعتیہ شاعری کے اسباب اور محرکات کیا تھے؟

کتاب ہذا کے مطالعے سے بالعموم، بابِ سوم اور بابِ چہارم کے مطالعہ سے بالخصوص یہ امور متحقق ہوتے ہیں کہ صحابہ کی نعتیہ شاعری کے اسباب، نہ مبنی بر مبالغہ حماسہ وشجاعت کا بیان، نہ خلافِ حقیقت ثنا خوانی، نہ فرضی اوصاف ومحاسن پر مشتمل مرثیہ گوئی، نہ غیر اخلاقی جذبات وخواہشات کا اظہار، نہ خیالاتِ متجردہ کا بیان، نہ ماورائی خیالات کا اظہار اور نہ ہی فرضی تصورات تھے، بلکہ اگر ان نفوسِ قدسیہ کی شاعری کا بغور مطالعہ کیا جائے تو واضح ہوتا ہے کہ ان کی نعتیہ شاعری کے مندرجہ ذیل تین بڑے اسباب تھے:

1. ذاتِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا دفاع۔
2. ذاتِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی بابت اپنے اعتقاد وایقان کا اظہار وبیان۔

---

[1] عورتوں کے محاسن بیان کرنا (المنجد، ص: ۵۰۸، مترجم) غزل کہنا یعنی عورت کا حسن وجمال اور اس سے اپنے عشق کا حال اور تمنائے وصال بیان کرنا۔ (قاضي زين العابدين: بيان اللسان، ص: ۱۱۸)

③ ذات رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے اپنی والہانہ عقیدت، از حد محبت اور بے حد و حساب انس و الفت کا اظہار و بیان۔

یہ حقیقت ظاہر ہونے کے بعد کہ حضرات صحابہ کی شاعری کے درج بالا تین اسباب تھے، چنانچہ صحابہ کا نعتیہ کلام جو کثیر مقدار میں موجود ہے، سیرتِ طیبہ کا ماخذ و مصدر بن سکتا ہے۔

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا وہ نعتیہ کلام جو انھوں نے حیاتِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں نظم کیا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو نظم کرنے یا کہنے سے نہ روکا ہو، بلاشبہ وہ حدیث تقریری کے زمرے میں آتا ہے اور حدیث تقریری بالاتفاق حجتِ شرعیہ ہے۔

درج ذیل چند احادیث سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی شان اور مقام میں مبالغہ اور غلو کرنے سے منع فرمایا ہے۔ چنانچہ ابن عباس رضی اللہ عنہما حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

«لَا تَطْرُوْنِي كَمَا أَطْرَتِ النَّصَارىٰ عِيْسَى بْنَ مَرْيَمَ فَإِنَّمَا أَنَا عَبْدٌ، فَقُوْلُوْا عَبْدَ اللّٰهِ وَ رَسُوْلُهٗ»

ثم رواه هو و علي بن المديني عن سفيان بن عيينة عن الزهري كذالك ولفظه:

«إِنَّمَا أَنَا عَبْدٌ، فَقُوْلُوْا عَبْدَ اللّٰهِ وَ رَسُوْلُهٗ»

وقال علي بن المديني: "هٰذا حديثٌ صحيحٌ مسندٌ"

وهكذا رواه البخاري عن الحميدي عن سفيان بن عيينة عن الزهري به و لفظه:

«فَإِنَّمَا أَنَا عَبْدٌ، فَقُوْلُوْا عَبْدَ اللّٰهِ وَ رَسُوْلُهٗ»[1]

---

[1] أحمد بن حنبل: مسند أحمد (١/ ٢٣) المكتب الإسلامي، بيروت.

جس طرح نصاریٰ نے عیسیٰ بن مریم کے مقام و مرتبہ کو بڑھایا اس طرح تم میرے مقام و مرتبہ کو مت بڑھانا، کیونکہ میں صرف اور صرف اللہ کا بندہ ہوں پس تم مجھے اللہ کا بندہ اور اس کا رسول کہا کرو۔ پھر اس روایت کو امام احمد نے اور علی بن مدینی نے سفیان بن عیینہ سے اور اس نے زہری سے اسی طرح روایت کیا اور اس کے الفاظ یہ ہیں: «فَإِنَّمَا أَنَا عَبْدٌ، فَقُوْلُوْا عَبْدَ اللّٰهِ وَ رَسُوْلُهٗ» بلاشبہ میں ایک بندہ ہوں، پس تم مجھے اللہ کا بندہ اور اس کا رسول کہا کرو۔ علی بن مدینی نے کہا: یہ حدیث صحیح مسند[1] ہے۔ اسی طرح اس کو غازی نے حمیدی سے، اس نے سفیان بن عیینہ سے، اس نے زہری سے اس حدیث کو روایت کیا اور اس کے الفاظ یہ ہیں:

← أما الحديث الصحيح فهو الحديث المسند الذي يتصل اسناده بنقل العدل الضابط الى منتهاه ولا يكون شاذا، ولا معللا۔ ابن الصلاح، عثمان بن عبدالرحمن، ابو عمرو، شهروزى: مقدمه ابن الصلاح في معرفة علوم الحديث (ص: ٧، ٨، منشور دار الحكمة، دمشق، الحلبونى،) هو ما اتصل سنده بالعدول الضابطين من غير شذوذ و لا علة، (السيوطى، عبدالرحمن بن ابى بكر: تدريب الراوى فى شرح تقريب النواوى (ص: ٦٣، ٦٤)

ذكر ابوبكر الخطيب الحافظ رحمه الله ان المسند عند اهل الحديث هو ما اتصل إسناده من راويه الى منتهاه و اكثر ما يستعمل ذالك فيما جاء عن رسول الله ﷺ دون ماجاء عن الصحابة و غير هم۔ و ذكر ابو عمر ابن عبدالبر الحافظ ان المسند ما رفع الى النبى ﷺ خاصة و قد يكون متصلا مثل مالك عن نافع عن ابن عمر عن رسول الله ﷺ و قد يكون منقطعا، مثل مالك عن الزهرى عن ابن عباس عن رسول الله ﷺ فهذا مسند لانه قد اسند الى رسول الله ﷺ و هو منقطع لان الزهرى لم يسمع من ابن عباس رضى الله عنهم و قال ابو عمر عن قوم ان المسند لا يقع الا على ما اتصل مرفوعاً الى النبى ﷺ (ابن الصلاح، عثمان بن عبدالرحمان، ابو عمرو، شهروزى: مقدمه ابن الصلاح فى علوم الحديث (ص: ٢١)

[1] ابن كثير: تفسير القرآن العظيم (١/ ٥٨٩، ٥٩٠) مسند أحمد لأحمد بن حنبل (١/ ٢٤) میں "عبده و رسوله" ہے۔

«فَإِنَّمَا أَنَا عَبْدٌ، فَقُولُوا عَبْدَ اللّٰهِ وَ رَسُولُهُ»

''پس بلاشبہ میں ایک بندہ ہوں پس تم مجھے اللہ کا بندہ اور اس کا رسول کہا کرو۔''

انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک آدمی نے کہا: ''یا محمد! یا سیدنا! و ابن خیرنا!''. ''اے محمد! اے ہمارے سید! اے ہمارے سردار کے بیٹے! اور ہم میں سے بہترین کے بیٹے!'' تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا

«أَيُّهَا النَّاسُ عَلَيْكُمْ بِقَوْلِكُمْ وَلَا يَسْتَهْوِيَنَّكُمُ الشَّيْطَانُ أَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِاللّٰه، عَبْدُاللّٰهِ وَرَسُولُهُ»

''اے لوگو! اپنے قول کو لازم پکڑو اور تمھیں شیطان گمراہ نہ کردے میں محمد صلی اللہ علیہ وسلم بن عبداللہ، اللہ کا بندہ اور اس کا رسول ہوں۔''

پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

«وَاللّٰهِ مَا أُحِبُّ أَنْ تَرْفَعُونِي فَوْقَ مَنْزِلَتِي الَّتِي أَنْزَلَنِي اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ»[1]

''اللہ کی قسم! میں پسند نہیں کرتا کہ تم مجھے میرے اس مقام سے بلند کرو جس پر اللہ نے مجھے اُتارا۔''

عبداللہ بن یسار رضی اللہ عنہ نے قتیلہ سے بیان کیا کہ ایک یہودی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا، پس اس نے کہا: بے شک تم شرک کرتے ہو، تم کہتے ہو: جو اللہ چاہے اور اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم! جو تم چاہو، اور تم کہتے ہو: ''والکعبۃ!'' کعبہ کی قسم، پس نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے انھیں حکم دیا کہ جب وہ قسم کھانے کا ارادہ کریں تو ''و رب الکعبۃ!'' کعبہ کے رب کی قسم کہا کریں اور یہ کہا کریں:

[1] ابن کثیر: تفسیر القرآن العظیم (ص: ۵۹۰) سہیل اکیڈمی، شاہ عالم مارکیت، لاھور، الباکستان

«مَاشَاءَ اللّٰهُ ثُمَّ شِئْتَ»[1]

"جو اللہ چاہے پھر اے محمد! جو آپ چاہیں۔"

ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مرفوعاً مروی ہے کہ جب تم میں سے کوئی حلف اٹھائے تو یہ نہ کہے:

«مَاشَاءَ اللّٰهُ وَ شِئْتَ» "جو اللہ چاہے اور تم چاہو اے محمد!"

بلکہ وہ کہے: «مَاشَاءَ اللّٰهُ ثُمَّ شِئْتَ»[2]

"جو اللہ چاہے، پھر اے محمد! جو آپ چاہیں۔"

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے: ایک آدمی نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو کہا:

«مَاشَاءَ اللّٰهُ وَ شِئْتَ» "جو اللہ اور آپ چاہیں۔"

تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

«أَجَعَلْتَنِي وَاللّٰهِ عَدْلًا لَا بَلْ مَاشَاءَ اللّٰهُ وَحْدَهُ»[3]

"کیا تو نے مجھے اللہ کے ساتھ شریک ٹھہرا دیا (ایسے) نہیں بلکہ یہ کہو جو اکیلا اللہ چاہے۔"

حذیفہ سے روایت ہے کہ مسلمانوں میں سے ایک آدمی نے خواب میں اہلِ کتاب میں ایک آدمی دیکھا، پس اس نے کہا: تم اچھی قوم ہو اگر تم شرک نہ کرو، تم کہتے ہو جو اللہ اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم چاہیں، پس اس نے اس خواب کا ذکر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے کیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہا: تم کہا کرو جو اللہ نے چاہا پھر محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے جو چاہا۔[4]

---

[1] نسائی: سنن النسائي (٢/ ١٤٣) نور محمد کارخانہ تجارت کتب آرام باغ کراچی، ابن حجر: فتح الباري (١١/ ٤٧٠) دار المعرفة للطباعة و النشر بيروت، لبنان

[2] ابن حجر: فتح الباري (١١/ ٤٧٠)

[3] أحمد بن حنبل: مسند أحمد (١/ ٢١٤) ابن حجر: فيض الباري (١١/ ٤٧٠)

[4] مصدران سابقان۔

درج بالا بحث سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا وہ نعتیہ کلام جو انھوں نے حیاتِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں کہا مبالغہ اور غلو وغیرہ سے مبرہ اور منزہ ہے اور مبنی پر حقیقت ہونے کے ساتھ ساتھ حدیث تقریری کے زمرے میں آتا ہے۔ مرثیوں کے علاوہ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کا تقریباً سارا نعتیہ ذخیرہ جو (اس کتاب میں درج ہے) اسی قبیل سے ہے (صرف مرثیے ہی ایسا نعتیہ کلام ہے جو انھوں نے بعد از وفات رسول صلی اللہ علیہ وسلم کہا ہے۔ اور ذاتِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی بابت کسی صحابی کا کوئی بھی مرثیہ ایسا نہیں، جس میں خلافِ حقیقت مدح سرائی، تعریف اور ستایش رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہو، چنانچہ حافظ ابن حجر رحمہ اللہ اس بابت فرماتے ہیں:

"أما ما مدح به النبی صلی اللہ علیہ وسلم فقد أرشد مادحیه الٰی ما یجوز من ذالك بقوله صلی اللہ علیہ وسلم لا تطروني كما أطرت النصارٰی عیسی بن مریم"[1]

"وہ کلام جس کے ساتھ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی مدح کی گئی ہے وہ صحیح اور مبنی بر حقیقت ہے، کیونکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے قول کے ساتھ "لاتطرونی کما أطرت النصارٰی عیسیٰ بن مریم" اس نعت وشعر میں سے جائز ومباح کی طرف راہنمائی فرمادی۔"

ہم علی رؤس الاشہاد اس نتیجے پر پہنچتے ہیں کہ حضرات صحابہ کا جملہ نعتیہ کلام (جو اس مقالہ میں درج ہے بالخصوص اور ان حضرات کا وہ کلام جو اس مقالہ میں درج نہیں، اور صحابہ سے صحیح سند کے ساتھ مروی ہے، بالعموم) مبنی برصداقت وحقیقت ہے۔ لہٰذا دلائل و براہین کی بنیاد اور حقائق واقعہ کی بنیاد پر ہم یہ کہنے میں بھی حق بجانب ہیں کہ صحابہ کا جمیع کلام مبنی برحقیقت ہے، اس لیے سیرتِ طیبہ کا ماخذ بننے کا متاہل ہے۔

[1] ابن حجر: فتح الباري (١٠/ ٣٩٨)

سفارشات

یہ ایک مسلمہ حقیقت ہے کہ کوئی بھی تحقیقی عمل حرف آخر نہیں ہوتا۔ چنانچہ اس تحقیقی کاوش کے پیش نظر درج ذیل سفارشات قابل غور و قابل لحاظ ہیں۔

1. صحابہ کے نعتیہ اشعار کا اردو میں خصوصاً اور دوسری لغات میں عموماً، مختلف روایات کو مدنظر رکھ کر ترجمہ و تشریح ہونی چاہیے، تاکہ ان مختلف الالفاظ والمتون روایات میں جو نقوش سیرت مضمر ہیں وہ نمایاں اور اُجاگر ہو سکیں۔
2. صحابہ کے ساتھ اگر صحابیات کے نعتیہ کلام سے بھی بطور ماخذ سیرتِ طیبہ اگر استفادہ کیا جائے تو اس باب میں ایک مفید اضافہ ہوگا۔
3. صحابہ اور صحابیات کا نعتیہ کلام جس طرح اشعار کی شکل میں دستیاب و فراہم ہے اسی طرح نثر میں بھی موجود ہے چنانچہ اس ضمن میں یہ وسعت فی المآخذ زیادہ بہتر رہے گی۔

فهرس الفهارس

فِهرِسُ الآيَات القُرآنية

نمبر شمار	الآ یات	حوالہ	صفحہ نمبر
1	﴿وَرَفَعنَا لَكَ ذِكرَكَ﴾	[الإنشراح: ٤]	23
2	﴿وَالشُّعَرَآءُ يَتَّبِعُهُمُ الغَاوٗنَ﴾	[الشعراء: ٢٢٤]	51,80,118
3	﴿وَمَا عَلَّمنٰهُ الشِّعرَ وَمَا يَنبَغِي لَهٗ﴾	[يٰسٓ: ٦٩]	80
4	﴿اِنَّهٗ لَقَولُ رَسُولٍ كَرِيمٍ ۝ وَمَا هُوَ بِقَولِ شَاعِرٍ قَلِيلًا مَّا تُؤمِنُونَ﴾	[الحاقة: ٤٠۔ ٤١]	106
5	﴿وَلَا بِقَولِ كَاهِنٍ قَلِيلًا مَّا تَذَكَّرُونَ ۝ تَنزِيلٌ مِّن رَّبِّ العٰلَمِينَ﴾	[الحاقة: ٤٢۔ ٤٣]	106
6	﴿اِنَّنِيٓ اَنَا اللّٰهُ لَآ اِلٰهَ اِلَّآ اَنَا فَاعبُدنِي وَ اَقِمِ الصَّلٰوةَ لِذِكرِي﴾	[طٰهٰ: ١٤]	108
7	﴿اِلَّا الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ﴾	[الشعراء: ٢٢٧]	118
8	﴿فَبِمَا رَحمَةٍ مِّنَ اللّٰهِ لِنتَ لَهُم وَ لَو كُنتَ فَظًّا غَلِيظَ القَلبِ لَانفَضُّوا مِن حَولِكَ﴾	[آل عمران: ١٥٩]	387
9	﴿فَلَمَّا ذَاقَا الشَّجَرَةَ بَدَت لَهُمَا سَوءٰتُهُمَا وَ طَفِقَا يَخصِفٰنِ عَلَيهِمَا مِن وَّرَقِ الجَنَّةِ﴾	[الأعراف: ٢٢]	392

فِهرِسُ الأَحَادِيثِ النَّبوِيَّة

نمبر شمار	الاحادیث	مصادر و مراجع	صفحہ نمبر
1	اِنَّ مِنَ الشِّعْرِ حِكْمَةً	البخاری	
2	رَدِفْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَوماً فَقَالَ هَلْ مَعَكَ مِنْ شِعْرِ أُمَيَّةَ بْنِ أَبِى الصَّلْتِ شَیْءٌ فَقُلْتُ نَعَم قَالَ هِيْهِ وَفِىْ مُسْلِمٍ فَأَنْشَدتُّهُ بَيْتاً فَقَالَ هِيْه ثُمَّ أَنْشَدتُّهُ بَيْتاً فَقَالَ هِيْه حَتّٰى أَنْشَدتُّهُ مِائَةَ بَيْتٍ	القرطبی	46
3	كَانَ النَّبِىُّ ﷺ: "يَضَعُ لِحَسَّانَ مِنْبَرًا فِى الْمَسْجِدِ يَقُوْمُ عَلَيْهِ قَائِمًا يُّفَاخِرُ عَنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ أَوْقَالَتْ يُنَافِعُ عَنْ رَّسُوْلِ ﷺ" وَيَقُوْلُ رَسُوْلُ ﷺ: "اِنَّ اللّٰهَ يُؤَيِّدُ حَسَّانَ بِرُوْحِ الْقُدُسِ مَايُفَاخِرُ أَوْيُنَافِحُ عَنْ رَّسُوْلِ ﷺ	ترمذی	48
4	أَللّٰهُمَّ أَيِّدْهُ بِرُوْحِ الْقُدُسِ	البخاری	49
5	أُهْجُهُمْ أَوْ هَاجِهِمْ وَجِبْرَئِيْلُ مَعَكَ	البخاری	49
6	خَلِّ عَنْهُ يَا عُمَرُ فَهِىَ أَسْرَعُ فِيْهِمْ مِنْ نَّضْحِ النَّبْلِ	ترمذی	53

نمبر	متن	ماخذ	صفحہ
7	لَأَن يَّمْتَلِئَ جَوْفُ أَحَدِكُمْ قَيْحًا خَيْرٌ لَّهٗ مِنْ أَن يَّمْتَلِئَ شِعْرًا	ترمذی	54
8	اِنَّ مِنَ الشِّعْرِ لَحِكْمَةً	تفسیر ضیاء القرآن	23,47
9	مَن يَّأْتِيْنَا بِخَبَرِ بَنِىْ قُرَيْظَةَ	سیر اعلام النبلاء	98
10	اَللّٰهُمَّ اسْتَجِبْ لِسَعْدٍ اِذَادَعَاكَ	الطبقات الکبری ''لابن سعد''	102
11	اَللّٰهُمَّ أَعِزَّا الْاِسْلَامَ بِأَحَبِّ الرَّجُلَيْنِ اِلَيْكَ بِعُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ أَوْ بِأَبِىْ جَهْلِ بْنِ هِشَامٍ	الرحیق المختوم	105
12	زَادَكَ اللّٰهُ حِرْصًا عَلٰى طَاعَةِ اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ	سیر اعلام النبلاء	118
13	اِنَّ اللّٰهَ يُؤَيِّدُ حَسَّانَ بِرُوْحِ الْقُدُسِ مَانَافَعَ عَنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ	سیر اعلام النبلاء	143
14	لَا تَطْرُوْنِىْ كَمَاأَطْرَتِ النَّصَارٰى عِيْسَى بْنَ مَرْيَمَ فَاِنَّمَا أَنَا عَبْدٌ فَقُوْلُوْا عَبْدُ اللّٰهِ وَرَسُوْلُهٗ	مسند احمد	501

فِہرِسُ المُصْطَلَحَات

نمبر شمار	اصطلاح	مفہوم و تعریف	مصادر و مآخذ
1	ارجوزہ	۱.بحر رجز کا قصیدہ ارجوزہ کہلاتا ہے۔	المنجد
2	استعارہ	کسی لفظ کو غیر معنی لغوی میں استعمال کرنا۔	بیان اللسان
3	اقتضاب	ایک موضوع سے دوسرے موضوع کی طرف انتقال کرنا / بے تکلف شعر کہنا۔	حاشیہ دیوان حضرت حسان بن ثابت انصاری (مترجم)/المنجد
4	تشبیب	عورتوں کے محاسن بیان کرنا۔	المنجد
5	تشبیہ	کسی ایک چیز کو دوسری چیز کی مانند ٹھہرانا۔	المنجد
6	حدیث تقریر	قد تقرر ان السنته قول و فعل و تقریر و التقریر صریحاً قول الصحابی فعلت او فعل بحضرتہ (حدیث تقریر یہ ہے کہ صحابی صریحاً کہے کہ میں نے آپ ﷺ کی موجودگی میں (فلاں کام) کیا یا آپ ﷺ کی موجودگی میں (فلاں کام) کیا گیا۔	تدریب الراوی
7	جاھلیت	جہالت سے بنا ہے اور جہالت کے معنی، حماقت، نادانی، خود پسندی، تیغ اور عصبیت وحمیت اور انہی عادتوں پر (دور) جاہلیت میں دارو مدار تھا۔	تاریخ ادب عربی
8	شعر	موزوں اور مقفی کلام شعر ہے، اس کی جمع اشعار آتی ہے۔	المنجد

9	صحابه	وہ بزرگ حضرات جن کو آنحضرت ﷺ کا دیدار اور آپ ﷺ کی صحبت نصیب ہوئی ہو اور ایمان لائے ہوں پھر ایمان ہی پر ان کا خاتمہ ہوا ہو۔	المنجد
10	الحديث الصحيح	الحديث المسند الذی يتصل اسناده بنقل العدل الضابط الی منتهاه ولا يكون شاذ او لا معللا (وہ مسند حدیث جس کو ابتدا سے انتہا تک عادل، ضابط رواۃ روایت کریں نہ وہ شاذ ہو اور معلل ہو)	مقدمہ ابن الصلاح
11	قافيه	کلام کا آخری حرف میں مطابق یک دیگر ہونا۔	المنجد
12	قصيده	ایسے اشعار جو سات یا دس سے زیادہ ہوں۔	المنجد
13	مخضرمين	وہ جنھوں نے جاہلیت اور اسلام (دونوں) کے زمانے دیکھے ہوں۔	المنجد
14	مراثي	مرثیہ کی جمع ہے، مرثیہ ان اشعار کو کہتے ہیں جن میں میت کی خوبیاں بیان ہوں۔	المنجد
15	المسند	هوما اتصل اسناده من راويه الی منتها ه و اكثر ما يستعمل ذالک فيما جاء عن رسول الله دون ماجاء عن الصحابة و غير هم. (وہ حدیث جو ابتدائے سند سے لے کر منتہائے سند تک متصل ہو۔ اس کا اکثر استعمال اس حدیث کے لیے ہوتا ہے جس نسبت نبی کریم ﷺ کی طرف)	مقدمہ ابن الصلاح

16	نعت	کسی چیز کو بیان کرنا، اوصاف بیان کرنا، حضور ﷺ کی تعریف و مدح۔	لسان العرب
17	ھجو	کسی کو شعروں میں برا کہنا	بیان اللسان

............❀❀❀............
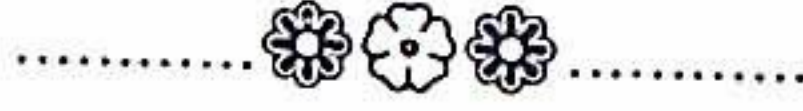
فِہرِسُ أَسْمَاءِ الشُّعَرَاء

نمبر شمار	شاعر کا نام
1	اخطل
2	اسماء بن ربان رضی اللہ عنہ
3	اسود بن مسعود ثقفی رضی اللہ عنہ
4	اسید بن ابی انا رضی اللہ عنہ
5	اصید بن سلمہ رضی اللہ عنہ
6	اعشی
7	اعشی مازنی رضی اللہ عنہ
8	امرؤ القیس
9	امیہ بن ابی الصلت (اس کا مقالہ میں کوئی شعر درج نہیں)
10	انس بن زنیم رضی اللہ عنہ
11	ایمن بن عبید رضی اللہ عنہ
12	ابو ایوب رضی اللہ عنہ
13	بجیر بن بجرہ الطائی رضی اللہ عنہ
14	بجیر بن زہیر رضی اللہ عنہ
15	بشر بن عرفطہ رضی اللہ عنہ

16	ابو بکر رضی اللہ عنہ
17	بلیح بن محشی رضی اللہ عنہ
18	تابط شرا
19	ثروان بن فزارہ رضی اللہ عنہ
20	جارود بن معلی رضی اللہ عنہ
21	جبل بن جوال ثعلبی، یہودی (حضرت حسان رضی اللہ عنہ نے اس کے اشعار کا جواب دیا تھا)
22	جحاف بن حکیم رضی اللہ عنہ
23	جن رضی اللہ عنہ
24	جہیش بن اویس رضی اللہ عنہ
25	حباب بن منذر رضی اللہ عنہ
26	حرب بن ریطہ رضی اللہ عنہ
27	حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ
28	حطیئہ (ان کا مقالہ میں کوئی شعر درج نہیں ہے)
29	حمزہ بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہ
30	حمید بن ثور رضی اللہ عنہ
31	خزاعی بن عبد نھم رضی اللہ عنہ
32	ابو دجانہ رضی اللہ عنہ
33	ذباب رضی اللہ عنہ
34	ابو ذویب رضی اللہ عنہ

35	ابو ذیاب رضی اللہ عنہ
36	رافع بن عمرو رضی اللہ عنہ
37	زبیر بن العوام رضی اللہ عنہ
38	زمل بن عمرو رضی اللہ عنہ
39	زھیر (کعب کے والد)
40	زھیر بن صرد رضی اللہ عنہ
41	سراقہ بن مالک رضی اللہ عنہ
42	سعد بن ابی وقاس رضی اللہ عنہ
43	ابوسفیان بن حارث رضی اللہ عنہ
44	سلمہ رضی اللہ عنہ (اسید کے والد)
45	سلمہ بن عیاض رضی اللہ عنہ
46	سمعان بن عمرو رضی اللہ عنہ
47	سواد بن قارب رضی اللہ عنہ
48	شداد بن عارض رضی اللہ عنہ
49	صحابی رضی اللہ عنہ (ان کے نام کا علم نہیں)
50	صرمہ بن ابی انس رضی اللہ عنہ
51	ابوصعترہ بولانی
52	صفوان بن قدامہ رضی اللہ عنہ
53	ضرار بن خطاب رضی اللہ عنہ
54	طرفہ بن العبد

* قیس بن بجدا کو بعض لوگ قیس بن بحر بن طریف کہتے ہیں۔ (ابن حجر: الاصابۃ: ۳/۲۴۲) چنانچہ دونوں کے لیے اس مقالہ میں ایک ہی نام سے تعارف تحریر کیا گیا ہے۔

نوٹ:

فہرس اسماء الشعرا میں بعض ایسے شعرا کا نام بھی شامل کیا گیا ہے۔ جو شعرا تو ہیں مگر اس مقالہ میں ان کا کوئی شعر درج نہیں۔

.... ❀❀❀ ....

فِہرِسُ المَوضُوعَات

باب اول:

عربی میں شعری روایت اور قرآن وسنت میں اس کا مقام

باب دوم:

نعت خواں صحابہ رضی اللہ عنہم کا تعارف

باب سوم:

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا نعتیہ کلام اور سیرتِ طیبہ صلی اللہ علیہ وسلم

باب چہارم:

بطورِ ماخذ، صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے نعتیہ کلام سے استفادہ

فِهرِسُ المَصَادِرِ وَالمرَاجِع

* قرآن کریم.
* ابن الأثیر، الجزری، علی بن محمد بن عبدالکریم: اسد الغابۃفی معرفۃ الصحابۃ، مترجم از مولانا محمد عبدالشکور فاروقی، لکھنوی، المیزان ناشران و تاجران کتب، الکریم مارکیٹ، اردو بازار، لاھور، پاکستان.
* احمد بن حنبل: مسند احمد، المکتب الاسلامی، بیروت.
* احمد حسن زیات: تاریخ ادب عربی، مترجم از عبدالرحمان طاھر سورتی، شیخ غلام اینڈ سنز پرنٹرز و پبلشرز، لاھور، الطبعۃ الاولی، ۱۹۶۱ء.
* احمد حسن زیات: تاریخ الادب العربی، دار الثقافۃ، بیروت، لبنات.
* الازھری، محمد کرم شاہ، پیر: ضیاء القرآن، ضیاء القرآن، پبلی کیشنز، ۱۳۹۹ھ۔ ۱۹۷۹ء.
* البخاری، محمد بن اسماعیل: الجامع الصحیح، قدیمی کتب خانہ مقابل آرام باغ، کراچی.
* البخاری: کتاب التاریخ الکبیر طبع تحت مراقبۃ الدکتور

محمد عبدالسعيد خان.

* البرقوقی، عبدالرحمان،: شرح ديوان حسان بن ثابت الأنصاري، دار الاندس للطباعة والنشر، بيروت، ١٣٨٦هـ، ١٩٦٦ء.
* البغدای، الخطیب، احمد بن علی: تاريخ بغداد، الناشر، دارالکتاب العربی بیروت لبنان.
* التبریزی، الخطیب، محمد بن عبدالله، العمری: مشکوٰة المصابیح، منشورات، المکتب الاسلامی، بدمشق.
* ترمذی، محمدبن عیسیٰ: جامع الترمذی مع تحفة الاحوذی، طبعه محمد عبدالمحسن الکتبی صاحب المكتبة السلفية بالمدینة المنوره.
* ترمذی: جامع ترمذی، مترجم از مولانا بدیع الزمان، ضیاء احسان پبلشرز، ١٤٠٨هـ، ١٩٨٨ء.
* جرجی زیدان: تاریخ آداب اللغة العربية، مشورات دار مکتبة الحیاة، بیروت، لبنان.
* ابن حجر، احمد بن علی بن حجر، ابوالفضل، شهاب الدین، العسقلانی: فتح الباری شرح صحیح البخاری، دار المعرفة للطباعة والنشر، بيروت، لبنان.
* ابن حجر: الإصابة فی تمیز الصحابه، دارصادر، بیروت، الطبعة الاولیٰ، ١٣٢٨هـ.
* الخازن، علی بن محمد بن ابراهیم، البغدادی: تفسير الخازن،

ملتزم الطبع والنشر شرکہ مکتبہ و مطیعہ المصطفیٰ البالی الجلی واولادہ بمصر، الطبعۃ الثانیہ، ۱۳۷۵ھ۔ ۱۹۵۵ء۔

❊ ابو داود، سلیمان بن اشعث، سجستانی: سنن ابی دائود، ایجوکیشنل پریس، ادب منزل، پاکستان چوک، کراچی۔

❊ ذہبی، محمد بن احمد بن عثمان: تجدید اسماء الصحابۃ، دار المعرفۃ للطباعۃ والنشر، بیروت، لبنان۔

❊ ذہبي: سیر اعلام النبلا، مؤسس الرسالہ، بیروت۔

❊ الزبیدی، محمد مرتضیٰ، الحسینی، الواسطی، الحنفی، تاج العروس من جواہر القاموس، دار الفکرللطباعۃ والنشرو التوزیع۔

❊ الزرکلی، خیر الدین: الاعلام، لاشہر الرجال و النسا ء من العرب و المستعربین والمستشرقین، مزبدۃ، محلاۃ بالخطوط الرسوم، الطبعۃ الثانیۃ۔

❊ ابن سعد: الطبقات الکبریٰ، مترجم از علامہ عبداللہ العمادی، نفیس اکیڈمی، اسٹریچن روڈ، کراچی۔

❊ السہیلی: الروض الانف، المکتبہ الفاروقیہ، ملتان، الباکستان، ۱۳۹۷ھ۔ ۱۹۷۷ء۔

❊ سیوطی، عبدالرحمان بن ابی بکر، جلال الدین: الاتقان فی علوم القرآن، شرکہ مکتبۃ و مطبعہ مصطفی البالی الجلی واولادہ بمصر۔

* سیوطی، عبدالرحمان بن ابی بکر، جلال الدین: تدریب الراوی فی شرح تقریب النواوی، المکتبة العلمیة بالندینة المنوره لصاحبها، محمد سلطان المنکانی۔
* شاہ، ولی اللہ، محدث، دہلوی، إزالة الخفاء عن خلافة الخلفاء، مترجم از مولانا اشتیاق احمد دیوبندی، نور محمد کارخانہ تجارت، کتب آرام باغ، کراچی۔
* الشنقیطی، محمد امین المختار، الجکنی: اضواء البیان فی ایضاح القرآن بالقرآن، عالم الکتب، بیروت۔
* الشوکانی، محمدبن علی بن محمد: فتح القدیر بین فنی الروایة والدرایة من علم التفسیر، مکتبة المعارف، الریاض۔
* صدیق حسن خان: فتح البیان في مقاصد القرآن، مطبعة العاصمة شاعر الفلکی بالقاهرة۔
* ابن الصلاح، عثمان بن عبدالرحمان، ابو عمر، شهروزی: مقدمه ابن الصلاح فی معرفة علوم الحدیث، منشور دار الحکمة، دمشق، الحلبونی۔
* طالب الهاشمی: وفود عرب بارگاہ نبوی میں طہ، پبلی کیشنز۔
* الطبری، محب، ابو جعفر، احمد: الریاض النضرة فی مناقب العشرة، محمدحسن، ابو العز، صاحب المکتبة الاسلامیة بطنطا۔ (الطبعة الثانیة)
* ابن عبد البر: الاستیعاب فی معرفة الاصحاب بهامش الإصابة

فی تمیز الصحابة، دار صادر، بیروت۔

❊ ابن العربی، محمد بن عبداللہ، ابوبکر: احکا م القرآن، عیسیٰ البابی الحلبی و شرکاؤہ۔

❊ القرطبی، محمد بن ابو عبد اللہ، انصاری: الجامع الاحکام القرآن، دار الکاتب العربیة للطباعة والنشر، ۱۳۸۷ھ ۱۹۷ م (الطبعة الثالثة عن طبعة دار الکتب المصریة)۔

❊ ابن کثیر: البدایہ والنہایة، مکتبة المعارف، بیروت مکتبة النصر، ریاض، الطبعته الاولیٰ، ۱۹۶۶ء۔

❊ ابن کثیر: السیرة النبویة، دار الفکر، بیروت، الطبعته الثانیہ، ۱۳۹۸ھ۔ ۱۹۷۸ء۔

❊ ابن کثیر، الد مشقی، القرشی: البدایہ والنہایة، مترجم از مولانا اختر فتح پوری، نفیس اکیڈمی، اردو بازار کراچی، الطبعته الاولی، ۱۴۰۹ھ۔ ۱۹۸۹ ء۔

❊ ابن کثیر، الدمشقی، القر شی: تفسیر القرآن العظیم، سہیل اکیڈمی، شاہ عالم مارکیٹ، لاہور، الباکستان۔

❊ ابن کثیر: البدایہ والنہایہ، مکتبہ المعارف، بیروت، مکتبہ النصر، الریاض۔

❊ کعب بن زہیر: قصیدہ بردہ، مترجم از حافظ محمد نصر اللہ خان، دار الحدیث، رحمانیہ گڑہ، مہاراجہ، ضلع جھنگ۔

❊ لویس، معلوف: المنجد المطبعة الکاثولیکة آباء الیسوعیین،

بیروت الطبعة، الحادیة عشرة (الاف الثامن و السبعون) نیسان ۱۹۴۹ء۔

* لولیس، معلوف: المنجدفی اللغة والادب والعلوم، مترجم از مولانا حسن خان یوسفی، پروفیسر عبدالصمد ازہری، وغیرہما، دار الاشاعت، مقابل مولوی مسافر خانہ، کراچی۔
* لولیس، معلوف: المنجد في اللغة والادب والعلوم، المطبعه الکا ثو لیکیة، بیروت.
* ابن ماجه، محمد بن یزید، ابو عبداللہ، الربعی، القزوینی: سنن ابن ماجه، قدیمی کتب خانہ، مقابل آرام با غ، کراچی.
* مبارك پوری، صفی الرحمان: الرحیق المختوم، المکتبة السلفیه، شیش محل روڈ، لاہور، ۱۴۲۰ھ۔ ۱۹۹۹ء.
* مبارك پوری، صفی الرحمان: الرحیق المختوم، دار الدیان للتراث، القاهره.
* مبارك پوری، عبدالرحمان بن عبدالرحیم: تحفة الاحوذی بشرح جامع الترمذی، طبعه محمد عبدالمحسن المکتبه، صاحب المکتبة السلفیة بالمدینة المنورة.
* محمد اویس، سرور، مولانا: دیوان حضرت حسان بن ثابت انصاری(مترجم) مکتبہ رحمانیہ، اقرا سنٹر، غزنی سٹریٹ، اردو بازار، لاہور.
* مسلم بن حجاج، نیشا پوری: صحیح مسلم، قدیمی کتب

خانہ، مقابل آرام باغ، کراچی۔

* منصور پوری، محمد سلیمان قاضی: رحمت للعالمین، مکتبہ اصحاب الحدیث، حسن مارکیٹ، مچھلی منڈی، اردو بازار، لاہور۔
* ابن منظور، محمد بن مکرم، ابوا لفضل، جمال الدین، المصری، الافریقی: لسان العرب، دار صادر، بیروت۔
* مودودی، ابوالا علیٰ: تفہیم القرآن، ترجمان القرآن، لاہور۔
* میرٹھی، سجاد، قاضی، زین العابدین: بیان اللسان، مکتبہ علمیہ، قاضی واڑہ میرٹھ۔
* ندوی، عبدالسلام، و معہ جماعة من العلماء: سیر الصحابہ، ادارہ اسلامیات، لاہور۔
* نسائی: سنن نسائی، نور محمد کارخانہ تجارت، کتب آرام باغ، کراچی۔
* ابن ہشام، عبدالملک، ابو محمد: السيرة النبوية، مطبعہ مصطفی البابی الحلبی وادلادہ بمصر۔
* ابن ہشام: سیرت النبیﷺ مترجم از مولوی قطب الدین احمد صاحب، محمودی، مکتبہ رحمانیہ، اقراء سنٹر، غزنی سٹریت، اردو بازار، لاہور۔

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا نعتیہ کلام ﷺ

بطور ماخذ سیرت طیبہ

حافظ نثار مصطفیٰ